واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ

یہ نسب نامہ مؤلفہ جناب معظم و محتشم مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب نبیری الہاشمی
عظیم آبادی المسمی بہ

الدر المنثور

فی

تراجم اہل صادقفور

معروف بہ

تذکرہ صادقہ

حسب فرمائش جناب مولوی محمد نور الہدی رقاہ اللہ علی الدرجات العلی خلف اصغر مؤلف دام فیضہ

باہتمام منشی محمد ہدایت اللہ مالک مطبع ہذا واقع ہیرسن روڈ نمبر ۱۴۱ کلکتہ

در ہادی المطابع واقع کلکتہ مطبوع شد

ایقاظ

مین اس جگہ ایک فہرست ہون حضرات کی لکھتا ہون کہ جنکے نام نامی اس تذکرہ مین درج ہوئے ہین اور انکو ہماری گورنمنٹ عالیہ عدولہ کی طرف سے خطاب عطا ہوا ہے اور وہ کل سات ہین پانچ ایسے وہ ہین کہ جنکو شمس العلما کا خطاب مرحمت ہوا اور دو وہ ہین جنکو خان بہادر کا خطاب بخشا گیا وھو ھذہ

نمبر۱ شمس العلما جناب حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن محلہ علیپورہ شہر پٹنہ

نمبر۲ شمس العلما جناب مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ ساکن محلہ صادقپور شہر پٹنہ

نمبر۳ شمس العلما برادرم عزیز مولوی عبد الرؤف مرحوم و مغفور ساکن محلہ صادقپور شہر پٹنہ

نمبر۴ شمس العلما مولوی ابجد علیصاحب سلمہ ایم۔ اے۔ پروفیسر سنٹرل کالج الہ آباد ساکن صادقپور پٹنہ

نمبر۵ شمس العلما جناب حضرت مولانا نذیر حسین مد ظلہ محدث دہلوی ساکن سورجگڑھ ضلع مونگیر

نمبر۶ خان بہادر جناب قاضی سید محمد اجل مرحوم ساکن قصبہ باڑہ ضلع پٹنہ

نمبر۷ خان بہادر جناب قاضی مولوی فرزند احمد صاحب سلمہ ساکن گیا

چونکہ یہ خطابات بلا عوض کسی خدمت کے محض براہ شفقت و مہربانی خسروانہ و عنایت شاہانہ ہم مسلمان لوگون کی عزت افزائی و قدر شناسی کے لئے گورنمنٹ عالیہ نے مرحمت فرمائے ہین پس ہم سب مسلمانون کو عموماً اور فرقہ اہل حدیث کو خصوصاً و علی الخصوص خاندان صادقپور کو اسکا شکریہ قولاً و فعلاً ادا کرنا چاہیے کیونکہ الشکر بید النعمۃ ہم مسلمانون کا فطرتی اور مذہبی شیوہ ہے کہ محسن کے احسان کا قولاً و فعلاً اعتراف کرین جیسا کہ جناب سرور کائنات مفخر موجودات رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس پھر کون مسلمان ہوگا جو اسپر عمل نہین کریگا۔ خاصکر فرقہ اہل حدیث کے لئے تو کسی اسلامی سلطنت مین بھی یہ آزادی مذہبی (کہ وہ بلا مزاحمت اپنے تمام ارکان دینی ادا کرین) نصیب نہین جو برٹش حکومت مین انہین حاصل ہے۔ پس ان کا فرض مذہبی و منصبی دونون ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع و فرمانبردار رعایا ہون اور ہمیشہ دعا گوئے سلطنت رہین فتدبر و تفکر و لا تکن من الغافلین ۔

والله جعل لكم من انفسكم ازواجا وجعل لكم من ازواجكم بنين وحفدة

یہ کتاب مؤلفہ جناب مخدوم و محتشم مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب زبیری الہاشمی عظیم آبادی المسمیٰ بہ

۱۹۰۱

الدر المنثور

فی

تراجم اہل صادقفور

معروف بہ

تذکرہ صادقہ

سنہ ۱۳۰۹ ہجری — ۱۸۹۱ع

حسب فرمائش جناب مولوی محمد نور الہدیٰ ارفعہ اللہ علی الدرجات العلی خلف اصغر مؤلف ذو المرتبت

مطبع ... میں سید محمد عثمان مالک المطبع کی اہتمام سے طبع ہوا

قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک عہ — ۵۰ جلد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق الانسان من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا
كثيرا ونساء ثم جعل له نسبا وصهرا ۵ واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
شهادة ارجو ان يهون بها على كرب السياق ۵ وان يختم بها حياتي يوم الرحيل من
الدنيا والفراق ۵ وان يومنني بها يوم الشدائد والاطراق ۵ واشهد ان سيدنا محمدا
عبده ورسوله نبي اكرمه الله تعالى بجميل الاخلاق ۵ اللهم صل وسلم وبارك
على عبدك ورسولك محمد وعلى اله واصحابه الغرة السباق ۵ الى الايمان والجهاد
ولا نفاق ۵ صلوتا وسلاما دائمين متعاقبين الى يوم الطلاق ۵

اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر فقیر امیدوار رحمت ومغفرت رب کریم ابو الفتح محمد عبد الرحیم
زبیری الہاشمی عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہ یہ کتاب ایک مقدمہ اور پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر
مشتمل ہے۔

مقدمہ دربیان وجہ تالیف کتاب وثبوت ہاشمیت حضرت مولٰنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران

جب مین سنہ ۱۳ تیرہ سوہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین گورنمنٹ کی مہربانی سے جزیرہ اینڈمان سے رہائی پاکراپنے مسکن قدیم شہر پٹنہ عظیم آباد محلہ صادقپور مین پہونچا تو اسکا چرچا سناکہ بعض لوگ ہمارے خاندان کو ابودر دار انصاری کی اولاد مین لکھتے ہین چونکہ مین نے اکثر اپنے والد ماجد حضرت مولانا فرحت حسین غفراللہ سے سنا تھاکہ ہملوگ حضرت مخدوم یحیٰے منیری قدس سرہ کی اولاد سے ہین جو قریشی وہاشمی تھے لہذا اوسکی تردید کی اور کہاکہ ہملوگ قریشی وہاشمی ہین چنانچہ جناب حضرت والد مرحوم جب کبھی اپنے موضع گوڑھانہ پرجاتے جو قریب قصبہ منیر کے ہے اکثر مزار پر حضرت مخدوم ممدوح کے تشریف لیجاتے اور دعای مغفرت کرتے اور فرماتے کہ مین اونکی اولاد سے ہون اور یہ فقیر مسودہ اوراق ہذا بھی ہمراہ اون کے رہتا۔ ایکبار کا ماجرا ہے کہ عرصہ دوتین سال کا گذرگیا کہ اس عرصہ مین جناب حضرت والد مرحوم اپنے موضع گوڑھانہ پر گئے اور وہان سے موضع بھیوہ وستی ویحیےپور ومہدانوان کا دوروسیر کیا۔ مگر منیر جانے کا اتفاق نہوا۔ ناگاہ حضرت والد مرحوم موضع یحیےپور مین مقیم تھے کہ ایک شب بین الیقظۃ والنوم حضرت مخدوم یحیےٰ منیری قدس سرہ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ تم یہان تک آئے اور مجھ سے ملاقات نکی۔ فقط جب فجر ہوئی بعد نماز صبح حاضرین کے سامنے جو اوسوقت جمع تھے آپنے یہ معاملہ بیان فرمایا اور

اوسکے مع کل حاضرین جو قریب سو نفر کے ہونگے سیر تشریف لیگئے۔ اور وہان سے جناب قاضی لیاقت حسین
مرحوم مغفور کو جو ہملوگونکے قرابت مند تھے ہمراہ لیکر مزار پر جو ایک کھلے میدان مین بغیر چار دیواری کے پختہ
بنا ہوا ہے پہنچے اور دیر تک دعاے مغفرت کرتے رہے اوسکے بعد وہین مراقب ہوے اور حضرت مخدوم سے ملاقات ہوئی
آپکو نہایت محظوظ پایا اور آپ سے بہت کچھ باتین ہوئین جنکی تفصیل اسوقت یاد نہین۔ بہرکیف جو کچھ مین نے
اپنے والد بزرگ سے سنا تہا اوسکی بناپر نادانونکی ہفوات کی تردید کی اور تشفی ہی اوسکے یہ بات خیال مین گذری
کہ اسکو مدلل کرکے دکہانا چاہیے اور نیز یہ خیال گذرا کہ عالی خاندانی بہی خدا کی بڑی نعمت ہے جتنے نبی مبعوث
ہوے سب عالی خاندان ہوے ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے تمام خاندانونمین سب سے بڑے
عالیخاندان تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلہ امارت وامامت کو قیامت تک کیلیے سب سے بڑے عالیخاندان
یعنے قریشیون کیلیے خاص فرماگئے ہین جیساکہ فرمایا ہے الائمۃ من قریش اور نیز آپنے عام امتونکو حکم دیا ہے
کہ اپنے لوگونکو نسب بتادیا کرو اوسکے فوائد بتاکر انساب کی تعلیم پر رغبت دلائی ہے کما ورد فی الحدیث عن
ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم
محبۃ فی الاہل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر۔ اخرجہ الترمذی۔ لہذا مجہپر بہی اپنے خاندان
کا فرض ہے کہ بموجب حدیث شریف مذکور و آیہ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث جناب مولانا ولایت علی
علیہ الرحمۃ والغفران کے نسب کو (جنکے سلسلہ نسب مین داخل ہونیکا شرف عاجز مولف کو بہی حاصل ہے) قوی
سندون کیساتھ واضح طور پر مختلف طرق سے ظاہر کرون اور نہایت اطمینان قلب اور اعتماد و یقین کیساتھ
یہ بات بتادون کہ جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران اور ہملوگ ہاشمی ہین فضلا عن القرشیۃ مگر چونکہ
ہمارے خاندان کا نسب نامہ جو ہمارے گہر مین موجود تہا اور اوس پر بہت سے لوگونکے مہر و دستخط بہی تہے
وقت ضبطی ہماری جائداد کے ہمراہ کتب و دیگر کاغذاتکے سرکار مین چلا گیا اب میرے ہاتھ مین کوئی دلیل باقی
نرہی کہ مین نادانونکا منہ بند کرون۔ لابد مین نے اپنے دوسرے قرابت مند و ہمجد لوگون کیطرف رجوع
کیا کہ اونکے پاس سے بہم پہونچاکر اپنا نسب نامہ درست کرون پس سب سے اول جو مجہکو اپنے ہاشمی ہونے کی
سند ملی وہ یہ ہے کہ ایک شخص محمد علی نام جو ربیب شیخ مہر علی صاحب مختار و ملازم جناب حضرت مولانا
احمد اللہ و مولانا الہی بخش علیہما الرحمۃ والغفران کا تہا اوسکے پاس ایک کتاب قلمی تہی کہ جسپر مہر و دستخط ان
دونون حضرات کے موجود تہے اوس کتاب کو محمد علی مذکور نے وقت ضبطی جائداد و کاغذات وغیرہ کے

کسی طور پر حاصل کر لیا تہا بذریعہ برادرم مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور کے وہ کتاب مجہکو ملی چنانچہ اشعار اوسکے بقدر حاجت آیندہ موقع پر لکہونگا اوس سے ثابت ہوا کہ ہملوگ ہاشمی ہین بعدہ اوسکے جناب خواجہ عبد الکریم مرحوم و مغفور ساکن شہر گہاٹی سے ملاقات ہوئی چونکہ وہ اس فقیر کے ہمجد ہین اون سے مین نے اس کتاب کا تذکرہ کیا اونہون نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے پاس بہی موجود ہے مگر ناتمام ہے اوسکا نام نگارستان چین ہے اوسکے مولف وہ ہین جنہون نے قصہ چہار درویش کو نظم کیا ہے اور وہ کتاب دست خلص سے مولوی دلاور علی مرحوم کے لکہی ہوئی ہے اور وہ اولاد سے ملا محمد سعید قدس سرہ کے تہے پس مین نے اپنا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ خواجہ صاحب مرحوم و مغفور نے شہر گہاٹی بہیجکر اوس کتاب کو مع نسبنامہ کے جسکا سلسلہ مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے لیکر زبیر ابن عبد المطلب تک پہنچا ہے بذریعہ ڈاک میرے پاس بہیجدیا مین نے اوس کتاب مین سے چند اشعار بقدر حاجت نقل کرکے اوس کتاب کو اونکے پاس واپس کیا اور وہ نسبنامہ اونکا بہیجا ہوا اسوقت تک میرے پاس بطور سند موجود ہے جسکا جی چاہے اگر ملاحظہ کرے اور علاوہ اوسکے اور بہت سی جگہون سے جو ہمارے ہمجد لوگ ہین نسبنامہ اونکا منگوایا اور دیکہا از انجملہ تذکرۃ الکرام مولفہ مولوی احمد کبیر صاحب ساکن دانا پور محلہ شاہ ٹولی مطبوعہ نولکشور و سنبہا گل فردوس مصنفہ حضرت شاہ امین احمد صاحب بہاری سجادہ نشین حضرت مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ مطبوعہ نولکشور اور ایک کتاب قلمی کہ جسپر قریب پچاس دستخطونکے تہے کہ حضرت مخدوم یحیی منیری زبیری الہاشمی ہین جناب شاہ محمد نور صاحب ساکن بہار محلہ انبیر سجادہ نشین روضہ حضرت مخدوم احمد چرم پوش بن سید موسیٰ ہمدانی سے مجہکو ملی مین نے اوسمین سے نسبنامہ مخدوم یحیی منیری اور مخدوم احمد چرم پوش اور کچہہ اور مضمون بہی بقدر حاجت نقل کرکے اوس کتاب کو اونکے پاس واپس بہیجدیا من شاء فلینظر ھناک اخیر مین جب ۱۳۱۷ ہجری مین یہ فقیر بمعیت برادرم مولوی اشرف علی صاحب سلمہ کے شہر گہاٹی گیا اور بہت سے نسبنامے قدیم لکہے ہوئے سو سو برس کے مختلف لوگون کے مجہکو ملے بعض کو اونمین سے مین اپنے ہمراہ بہی لے آیا ہون جو اسوقت میرے پاس موجود ہین جسکا جی چاہے اگر صدق و کذب کو دریافت کرلے اور بعض کو وہان چہوڑ آیا وہ سب بالاتفاق بتا رہے ہین کہ جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کا خاندان زبیری الہاشمی ہے اور نیز اوس کتاب نگارستان چین مصنفہ مولوی دلاور علی مرحوم کو بہی جو حافظ سید عبد الرحمن خلف اکبر سید عبد الکریم مرحوم کے پاس تہی منگاکر مولوی اشرف علی صاحب سلمہ کو ملاحظہ کرادیا اونہوں نے بہی بچشم خود اون اشعار کو جو آگے نقل ہونگے

ملاحظہ فرمایا۔ مگر ہان ایک بات ان کاغذات مین مجکو ملی جو باعث مغلطہ عوام کالانعام ہوئی ہے اور نادانونکو کج مج بولنے کا موقع ملا ہے وہ یہ ہے کہ بعض نسخونمین جگہ پر زبیر ابن عبد المطلب بن ہاشم کے ابودرار بن عبد المطلب بن ہاشم لکھا ہے اور بعض مین ابودردار معروف بہ ابو صعب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف لکھا ہے لیکن اکثر نسخونمین زبیر ابن عبد المطلب بن ہاشم لکھا ہے اور یہی صحیح ہے پس عقل کے دشمن نادانون نے ابودردار کے نام سے ابو دردار انصاری سمجھکر لفظ انصاری کا ساتھ ابودردار کے اپنی طرفسے اضافہ کردیا اور یہ نہ سمجھا کہ ایک نام کے ایک زمانہ مین ایک مقام مین بلکہ ایک ہی خاندان مین چند اشخاص ہوتے ہین تاوقتیکہ اونکی ولدیت وسکونت وقومیت وغیرہ مطابق نکیجاے اوسپر شخص واحد کا اطلاق نہین کیا جا سکتا ہو پس جب مین نے قلمی نسخون مین اختلاف پایا یعنی بعض مین زبیر اور بعض مین اونکی جگہ ابودردار تب مین نے بڑی بڑی معتبر کتابون کی طرف مثل **کتاب المعارف** مصنفہ امام ابن قتیبہ اوستاد امام ترمذی صاحب جامع وکتاب الانساب سمعانی وجمہرۃ الانساب امام ابن حزم ظاہری وکتاب الانساب امام ذہبی وانساب سیوطی واسد الغابہ وغیرہ کی طرف رجوع کیا کیونکہ حضرت عبد المطلب بن ہاشم ایسے شخص ہین جنکی اولاد واحفاد کی تحقیق بڑے بڑے اصحاب تواریخ وانساب نے کی ہے پس سب متفق ہین کہ عبد المطلب کی اولاد مین زبیر ایک شخص تھے۔ اور ابودردار نام کا کوئی نہین تھا جسکی تحقیق کامل آیندہ سوانح زبیر عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین آویگی وہان ملاحظہ فرمایئے۔ اب مین اصل مضمون کتاب شروع کرتا ہون اور اللہ سے مدد چاہتا ہون کہ وہ میری نیت کو اس کتاب کی تحریر مین فخر بالانساب وغیرہ امور بد سے بچاکر محض بطور احقاق حق وبیان واقعی کے رکھے تنبیہ عالی نسبی بلا عمل کسی کام کی چیز نہین ہے نہ دین مین نہ دنیا مین کما قال اللہ تعالی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ مگر ہان عمل کیساتھ دونون جگہ بکار آمد ہے جیسا کہ منطوق کلام لازم الوثوق ہے والذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم وما التنٰہم من عملہم من شیٔ پس مین بھی امیدوار ہون کہ اللہ رب العزت محض اپنے کرم سے میری نیت واعمال کو درست کردے اور میرے آباے صالحین کے کیساتھ مجکو ملادے وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

فصل اول دربیان نسب نامہ ابوالاب مولنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران حضرت مولنا محمد سعید قدس سرہ نے جو جد الجد حضرت مولانا ولایت علی علیہما الرحمۃ والغفران کے تھے قصہ چہار درویش کو فارسی مین نظم کیا اور اوس کا نام

نگارستان چین رکھا نصف وہ نظم کرنے پائے تھے کہ اون کا انتقال ہوگیا بقیہ نصف کو اون کے صاحبزادہ جناب مولوی دلاور علی مرحوم و مغفور نے نظم کیا اوسمین سے بقدر حاجت اسجگہ نقل کرتا ہون بسند اس بات کے کہ جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران قریشی اور ہاشمی تھے اور نیز اولاد سے حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ کے۔ اشعار۔

حضورِ نکتہ سنجانِ معانی ۔۔۔ سر آرائے ملکِ تر زبانی
بہندستان یکی صوبہ بہار است ۔۔۔ دران یک شہر پٹنہ نامدار است
دلاور نام این مغموم باشد ۔۔۔ علی ہم این مضموم باشد
واحوالِ مفصل این چنین است ۔۔۔ بیانش میکنم بیشک ہمین است
قریشی ہاشمی چون بود نسبش ۔۔۔ علی ہذا کفار قومش حسبش
کنم احوالِ خود را آشکارا ۔۔۔ عزیزان بشنوند این ماجرا را
عظیم آباد گویندش ز دہر ۔۔۔ بدانی مولدم بیشک ہمین شہر
برائے اختصار ای مرد مقبل ۔۔۔ بہر یکجا تخلص میکنم دل
کہ مولانا سعید آن قبلہ گاہم ۔۔۔ پدر بود است مارا ہم پناہم
ز نسلِ حضرت یحیےٰ منیری ۔۔۔ یکی ان بود با جود و دلیری
ہمانا عالمِ دنیا و دین بود ۔۔۔ وکشافِ اسرارِ یقین بود

نسب نامہ حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہٗ منتخب از گل فردوس مصنفہ جناب امین احمد صاحب فردوسی بہاری متخلص بہ ثبات سجادہ نشین روضہ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ مطبوعہ نولکشور در ۱۸۸۲ء عیسوی مطابق ۱۳۰۰ھ ہجری۔

شاہ آمون بہ بیاض از سرِ تحقیق اتم ۔۔۔ در نسب نامۂ مخدومِ جہان کرد رقم
پسرِ حضرتِ یحیاےؒ منیری شرف است ۔۔۔ کاین چنین ہست کمالش بجہان ہر طرف است
ہست یحیاے منیری پسرِ اسرائیلؒ ۔۔۔ کہ بود ہادیِ اسرارِ طریقت بے قیل
او بود ابن محمدؒ کہ بود تاج فقیہ ۔۔۔ کز پئے او بہدے آمدہ شانِ الفقیہ
او بود در نسبش ابن امامِ بو بکرؒ ۔۔۔ کہ رسید است ز عرفان بمقامِ بو بکر
بو محمدؒ پدرِ اوست در اربابِ نسب ۔۔۔ کہ بزرگی و شرف یافت وی از بخششِ رب
پدرش را بجہان بود ابو القاسمؒ نام ۔۔۔ کہ بسے با عظمت بود بنزدیکِ انام
بو صیامؒ است بگیتی پدرش را کنیت ۔۔۔ کو نرفتہ است گہے راہ خلافِ سنت
بو سعیدؒ است مر او را پدرِ نیک صفات ۔۔۔ کاشکار او نہان بود بذاتش برکات
او بود در نسبش ابن امامِ ابو الفتحؒ ۔۔۔ مشتہر در علمِ خویش بنامِ ابو الفتح

پسر اوست ابواللیث کہ بود است امام — کز ریاضات سلوک رہ حق کرد تمام
پدر اوست ابواللیل نکوکردارے — کہ نمیداشت بجز عشق و محبت کارے
پدر اوست ابوزہرہ سراپا عرفان — چون مہے بر فلک رفعت و ہمت تابان
پدر اوست ابوشہمہ امام عالم — آنکہ او شہد ہدے ریخت بکام عالم
پدر اوست ابوالدین سراپا اوصاف — آنکہ غالب شدہ بر نفس بہر گونہ مصاف
پدرش شیخ ابوالدین ابوسعود است — کہ ز طفلی ہمہ افعال خوشش محمود است
پدر اوست ابوذر بوغنا مرد دلیر — کہ گرائید سوئے دین نبی ہمچون شیر
پدر اوست زبیر آنکہ بود عم رسول — شرح فخر نسبش جملہ فضول است فضول
پدرش مطلب آنکہ پدر عبد اللہ — آنکہ در مکہ فزون داشت ہم او عزت و جاہ
پدر اوست ابوالعباس ہاشم بن عبد مناف — چہ توان گفت بعز نسب او اوصاف

نسب نامہ جد صحیح جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران

(۱) مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولوی فرحت حسین غفر اللہ لہم فرزندان

(۲) مولوی فتح علی مرحوم و مغفور

(۳) مولوی وارث علی مرحوم

(۴) ملا محمد سعید عرف ملا بخشو مرحوم

(۵) قاضی احمد اللہ مرحوم قاضی پرگنہ ارول ضلع گیا

(۶) ملا حفیظ اللہ مرحوم اور بعض نسخہ شکر اللہ پایا گیا

(۷) حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہ ملقب بہ ابوالفتح۔

(۸) ملا شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

(۹) ملا شیخ محمد منصور رح

(۱۰) شیخ ابوالحسن رح

(۱۱) حاجی عبد اللہ عرف حاجی الحرمین رح

(۱۲) صدر الاتقیا حضرت خواجہ علی رح

(۱۳) سالک طریقت ماہر حقیقت حضرت شیخ حمید الدین قدس سرہ

ف ایقاظ شاہ امین تلامذہ سے خاص حضرت مخدوم یحیٰی منیری کے تھے انہوں نے ایک کتاب احوال میں حضرت مخدوم قدس سرہ کے لکھی ہے اور نسب نامہ بھی آپکا اوسی میں درج کیا ہے وہ کتاب بہار کے خانقاہ میں گدی نشین کے پاس وراثتاً چلی آتی ہے اوسی سے حضرت شاہ امین احمد صاحب نے یہ نسب نامہ لکھا ہے پس اسکی سند صحیح مرفوع متصل ہوئی۔

(۱۴) مظہر عرفان غازی و شہید حضرت مخدوم عزیز الدین لکھپی قدس سرہٗ

(۱۵) حضرت مخدوم خلیل الدین قدس سرہٗ

(۱۶) حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہٗ۔

(۱۷) حضرت سلطان محمد اسرائیل قدس سرہٗ

(۱۸) حضرت محمد معروف امام تاج فقیہ قدس سرہٗ مدنی الاصل ثم المنیری ۱؎

(۱۹) حضرت امام ابوبکر قدس سرہٗ

(۲۰) ابو محمد عرف امام ابو الفتح قدس سرہٗ

(۲۱) امام ابو القاسم قدس سرہٗ

(۲۲) حضرت امام ابو الصائم قدس سرہٗ

(۲۳) حضرت ابو سعید عرف مولانا ابو الدہر قدس سرہٗ

(۲۴) حضرت امام ابو الفتح قدس سرہٗ

(۲۵) امام ابو اللیث قدس سرہٗ

(۲۶) حضرت امام ابو اللیل قدس سرہٗ

(۲۷) حضرت ابو الدہر قدس سرہٗ

(۲۸) حضرت امام ابو سہمہ قدس سرہٗ

(۲۹) حضرت امام ابو الدین امام عالم قدس سرہٗ

(۳۰) حضرت ابو مسعود تابعی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) حضرت عبد اللہ کنیت ابو ذر رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۲) حضرت زبیر کنیت ابو درداء و ابو صعب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳۳) عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۴) ہاشم

(۳۵) عبد مناف

یہ نسب نامہ جو لکھا گیا ہے وہ ہے جسکو مین نے ہدایت التوحید کی پشت پر لکھوا کر چھپوایا ہے اب اس کے ثبوت مین چند نسب نامے جو دوسرے لوگون سے مجکو ملے ہین لکھتا ہون اور سب کے پہلے اوس نسب نامہ کو لکھتا ہون جسمین بجائے زبیر کے ابو درداء و ابو صعب لکھا ہے تاکہ اوس بیان کی جو اوپر لکھ آیا ہون تصدیق ہو جاوے کہ یہ ابو درداء مطلبی و ہاشمی ہین نہ انصاری ۲؎

نسب نامہ قریشی ہاشمی ابو صعبی کہ بابی دردائی نیز معروف اند این است

خادم الفقراء عبد النعیم معروف بہ غلام مصطفےٰ ابن غلام قلندر مرحوم ابن محمد احسان مغفور ابن حضرت شاہ رحمت اللہ مرحوم

۱؎ آپکا خاندان مدنی الاصل تھا پھر خلیل الرحمن جو ایک قصبہ کا نام ہے ملک شام مین جہان حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی قبر ہے جاکر یہ خاندان بسا پھر ہانسی منیر مین تشریف لائے

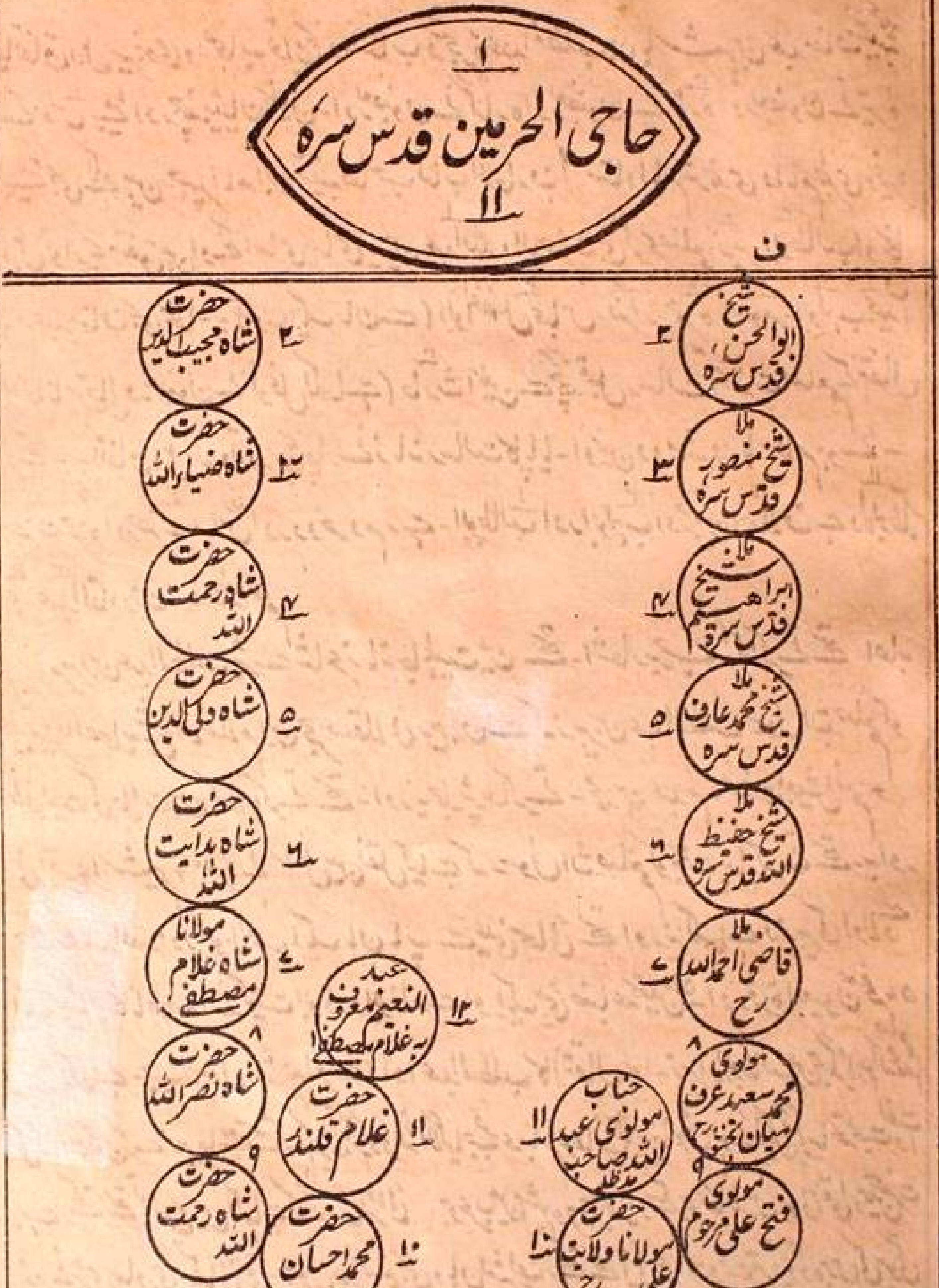
۲؎ ابو درداء انصاری کی نسبت اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ مین لکھا ہے ابو الدرداء اسمہ عویمر ابن مالک بن زید بن قیس بن امیہ بن عامر ابن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج وقیل اسمہ عامر بن مالک و عویمر لقب

ابن حضرت شاہ نصر اللہ مرحوم بن ہادی صوری و معنوی حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ قدس سرہٗ ابن حضرت شاہ ہدایت اللہ ابن حضرت شاہ ولی الدین ابن حضرت شیخ رحمت اللہ ابن حضرت شاہ ضیاء اللہ ابن حضرت شاہ محب الدین ابن حضرت حاجی الحرمین الشریفین مخدوم شیخ حاجی قدس سرہٗ ابن حضرت صدر الاتقیا مخدوم شیخ خواجہ علی قدس سرہٗ ابن ملک سالک طریقت بحر ما حقیقت حضرت مخدوم شیخ حمید الدین نور اللہ مرقدہٗ ابن منظہر علم و عرفان حضرت مخدوم عزیز الدین مکیسی قدس سرہٗ ابن زبدۃ المحققین حضرت مخدوم شیخ خلیل الدین قدس سرہٗ ابن قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین تارک السلطنۃ حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ ابن حضرت سلطان محمد اسرائیل قدس سرہٗ ابن حضرت امام تاج فقیہ سلطان حجاز ثم سلطان ہند و جد ولی عہد فرمودن حضرت محمد اسرائیل سلطنت ہند کہ ملک قدیمی خود کہ حجاز بودہ است باز تشریف بردند و از منکوحۂ دیگر مخدوم عبد العزیز جد مخدوم شاہ شعیب شیخ پوری پیدا شدند ابن شیخ ابو بکر قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو الفتح قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو الصائم نور اللہ مرقدہٗ ابن حضرت مخدوم شیخ ابو اللیل قدس سرہٗ ابن شیخ ابو الطاہر قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو اللیث قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو شہیم قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو اللہ دین قدس سرہٗ ابن حضرت امام محمود قدس سرہٗ ابن امام حضرت ابو دردار معروف بہ ابو صعب قدس سرہٗ ابن حضرت عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد المناف القرشی۔

اور اسی نسب نامہ میں جو نہایت کہنہ و ژولیدہ کاغذ پر تخمیناً سو برس سے زیادہ کا لکھا ہوا ہے چند ورقون کے بعد یہ نسب نامہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جسکی نقل بجنسہ مین کرتا ہون تاکہ حضرات ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ یہ نسب نامہ ساختہ و پرداختہ فقیر مولف کتاب کا ہے یا عن اب و عن جد کا برا عن کابر چلا آتا ہے وھو ہذا۔ مولوی فتح علی و بشارت علی بن شیخ وارث علی بن مولوی محمد سعید عرف میان بخشو بن قدس سرہٗ فضیلت پناہ ملا قاضی احمد اللہ بن فضیلت دستگاہ ملا شیخ حفیظ اللہ بن مجمع الکمالات صوری و معنوی حضرت ملا شیخ محمد عارف قدس سرہٗ ابن حضرت ملا شیخ ابراہیم قدس سرہٗ ابن حضرت ملا شیخ منصور قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو الحسن قدس سرہٗ ابن حضرت ملا حاجی الحرمین الشریفین مخدوم شیخ حاجی قدس سرہٗ کہ جد اعلےٰ حضرت غلام مصطفےٰ ابی الدرداء الہاشمی اند۔ اب مین زیادہ توضیح کے واسطے ایک نقشہ لکھتا ہون کہ جس سے معلوم ہو جائیگا کہ عبد النعیم عرف غلام مصطفےٰ کاتب نسب نامہ ہذا اور مولانا حضرت ولایت علی علیہ الرحمۃ

فٹ یہ ابو دردار ابن عبد المطلب بن حارث بن مالک بن زید بن قیس خزرجی۔

کہاں پر جاکے ایک جد ہوئے ہیں۔ نقشہ۔



فائی نسب نامہ کہنہ کاغذ پر لکھا ہوا میرے پاس اسوقت موجود ہے آؤ دیکھو۔

سوانح حضرت زبیر عم رسول اللہ صلعم

باتفاق اہل سیر نبوی واصحاب تواریخ وانساب وشجرہ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف شیبۃ الحمد
کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھین - اور بعضون نے گیارہ اور بعضون نے بارہ اور بعضون نے تیرہ
بیٹے بھی لکھے ہین - جیسے امام ابن قتیبہ صاحب کتاب المعارف استاد امام ترمذی وامام طبری وغیرہ
اہل تواریخ متفق ہین اونکے اسامی سامی یہ ہین عبداللہ والد حضرت نبی کریم صلعم - زبیر - ابوطالب اونکا
نام عبد مناف بھی تھا - یہ تینون ایک مان سے) ابوالفضل عباس - ضرار - حمزہ - مقوم - ابولہب عبد العزیٰ
(انکا نام حجل اور بعضون نے نوفل لکھا ہے) حارث انمین سے چھ قبل رسالت آنحضرت صلعم کے انتقال
کر گئے - باتفاق اہل سیر وتواریخ چار نے زمانہ رسالت کا پایا - اونمین دو مشرف باسلام ہوئے -
حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور دو محروم رہے - ابوطالب اور ابولہب اور جنمین اختلاف ہے وہ ابوطالب
عم - عبدالقادر ہین - واللہ اعلم -

زبیر ابن عبدالمطلب بڑے شاعر زمانہ جاہلیت مین تھے - اشعار برجستہ کہا کرتے تھے - اصابہ
فی تمییز الصحابہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح مین ہے کہ زبیر بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کو
طفولیت کی حالت مین کھلایا کرتے تھے - اور یہ جملہ پڑھا کرتے - محمد بن عبدم + عشت بعیش انعم +
فی اقرع الشیم + مبرد نے کامل مین نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو بہت پیار کرتے تھے - یہ اور
حضرت عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں باپ سے عینی بھائی تھے اور نیز لکھا ہے کہ زبیر کی اولاد سے
ایک بیٹا جسکا نام عبداللہ کنیت ابو ذر وابو غامر ہے اور ایک بیٹی ضباعہ تھین[1] - اور قرۃ العیون صفحہ ۵۰
مین لکھا ہے - جب رسول اللہ صلعم کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوا - زبیر اور ابوطالب مین جھگڑا ہوا کہ محمد صلعم
کی کفالت کون کرے - زبیر چاہتے تھے کہ ہم کرین آخر کو قرعہ ڈالا گیا جب قرعہ بنام ابوطالب نکلا زبیر خاموش ہوئے لیکن آپکے ساتھ محبت والفت
بہت رکھتے تھے - تواریخ مین لکھا ہے کہ فجار کی لڑائی جو عرب مین مشہور ہے منجملہ اونکے جو عکاظ مین ہوئی تھی اوسمین حضرت
زبیر نے بڑی بہادری دکھائی تھی - رسول خدا صلعم بھی وہان تشریف رکھتے تھے آپکی عمر اوسوقت تیرہ ۱۳ یا چودہ ۱۴ برس کی ہوگی

---

[1] اور سوانح عمری محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مولوی محمد شاہ خان ساکن رامپور مین لکھا ہے کہ زبیر کے دو بیٹے عبداللہ
وطاہر اور دو بیٹی ضباعہ وام الحکم تھین اور ایسا ہی شمس التواریخ مین بھی لکھا ہے -

آپ اپنے چچا زبیر کو تیر دیتے چلے جاتے تھے اور وہ اوس سے مارتے جاتے تھے اور جو دشمن قریب آجاتا تو اوسکی نیزہ اور تلوار سے بھی خبر لیتے الغرض وسدن آپنے کشتون کا پشتہ باندھ دیا اور آخر مین جب قریش بھاگ کر حرم شریف مین آکر چھپے حضرت زبیر اوس میدان سے نہ ہٹے اور وہین کھڑے رہے اوسی روز سے آپکا لقب ابو مصعب مقرر ہوا۔ اور ممکن ہے کہ آپکی کنیت ابو درداء اور ابو مصعب دونون ہون کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ شخص واحد کی متعدد کنیتین بھی ہوتی تھین۔ جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب دونون ہی ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوانح عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

(کنیت ابو ذر و ابو عامر)

عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اصابہ فی تمیز الصحابہ مین انکا نمبر شمار ۹۰۳۹ ہے اون کا حال اُسد الغابہ فی احوال الصحابہ مین جو تصنیف ابن اثیر جوزی کی ہے اور امام عبد البر نے استیعاب مین تفصیل سے لکھا ہے اور ابن سعد نے صحابہ کے طبقہ خامسہ مین انکو لکھا ہے انکی والدہ کا نام عاتکہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمرو بن مخزوم ہے بہت بڑے جری اور بہادر تھے جنگ حنین مین غزوات النبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین نہایت ثابت قدمی دکھائی۔ اسد الغابہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو فرماتے تھے ابن عمی وحبیبی وقیل انہ کان یقول ابن ابی۔ یعنی آپ کمال فرط محبت سے انکو اپنے باپ کا بیٹا اور اپنا دوست فرماتے۔ اور کبھی فرماتے کہ میرے چچا کے بیٹے ہین۔ اصابہ مین ہے کہ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین فتح مکہ کے دن حاضر ہوئے تو آپ نے انکو حُلّہ پہنایا یعنی ایک جوڑا کپڑا۔ اور اپنی بغل مین بٹھلایا اور فرمایا کہ یہ میری مان کے بیٹے ہین اور انکے باپ ہمارے ساتھ بہت نکو کار تھے اس سے معلوم ہوا کہ انکی والدہ بھی آپ پر بہت تلطف و مہربانی فرماتی تھین۔ جسروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہوئی انکی عمر قریب تیس برس کے تھی۔ امام واقدی نے لکھا ہے کہ ہمکو علم نہین کہ انسے کوئی حدیث بھی مروی ہے ۱۳ھ ہجری مین حضرت ابو بکر صدیق رضی کی خلافت مین جنگ اجنادین مین شہید ہوئے اُسد الغابہ مین لکھا ہے کہ رومیون کی جنگ مین حضرت ابو بکر صدیق رضی کی خلافت مین یہ شریک ہوئے اور اجنادین کے روز بڑی بہادری دکھا کر شہید ہوئے پہلے پہل جو شخص رومیون مین سے مقابلہ کو نکلا۔ وہ بطریق معلم تھا اور اسطرف سے عبد اللہ ابن زبیر بن عبد المطلب نکلے اوسکو قتل کیا اور اوسکے اسباب کی طرف رخ نہین کیا۔ پھر اودھر سے ایک دوسرا بطریق نکلا اور ادھر سے یہی عبد اللہ ابن زبیر نکلے بطریق نے نیزہ نکالا۔

انھون نے بھی نیزہ نکالا - دونون مین دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی پھر بطریق نے سیف نکالی - انھون نے بھی اپنی تلوار نکالی - دونون مین دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی پھر عبد اللہؓ نے حملہ کر کے اوسکے مونڈھے پر یہ کہکر کہ لے یہ تلوار ابن عبد المطلب کی ہے مارا بازو اوسکا کٹ گیا - اس پر رومی بھاگ چلے تو عمرو ابن عاص رضؓ نے ارادہ کیا کہ انکا پیچھا کیا جاوے - عبد اللہؓ نے فرمایا قسم ہے ہمکو خاموش رہنے کا صبر نہین - پھر تلوار مارتے ہوئے اندر گھس گئے - اور تلوارین دونون فوجون کی ملگئین - بعد اوسکے رضعہ مین انکی نعش شہید پائی گئی اور دس رومی انکے ارد گرد مردہ پڑے ہوئے تھے - جنکو انھون نے مارا تھا - اور تاریخ الکامل علامہ ابن الاثیر جزری مین ذکر واقعہ اجنادین مین لکھا ہے - وفیھا قتل عبد الله ابن الزبیر بن عبد المطلب بعد ان قتل جمعاً من الروم فی المعرکة وکان عمرہ یوم مات النبی صلی الله علیه وسلم نحو ثلاثین سنة اس سے معلوم ہوا - کہ انکی عمر دن شہادت کے تخمیناً بتیس برس کی ہوگی - مبرد نے کامل مین لکھا ہے کہ انکا نام عبد اللہ کنیت ابوذر تھی - انکے بیٹے ابو مسعود تھے[۱] واللہ اعلم بالصواب -

سوانح حضرت محمد معروف بہ امام تاج فقیہ

آپکا اصل مولد و مسکن مدینہ منورہ ہے اور بعضون نے ملک شام مقام خلیل بھی لکھا ہے حضرت کا نسب چودہ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے - امام تاج فقیہ کے اوپر عبد اللہ ابن زبیر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت و فقہا سے کہلائے - حضرت امام تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری بادشاہ دہلی کے ہمعصر تھے جسنے ۵۸۸ھ ہجری مین راجہ پتھورا سے لڑکر ہندوستان کو لیا - اور قطب الدین ایبک کو اپنا نائب ہندوستان مین مقرر کر کے خود غزنین کو واپس گیا اور ۶۰۲ھ ہجری مین مارا گیا - اوس وقت منیر کا راجہ جو صوبہ بہار کا مالک تھا - مسلمانون سے لڑنے کو آمادہ ہوا - اوس سے آپ لڑے اور اوسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود راجہ کو مار ڈالا - اوس کے محل سرا مین اقامت فرمائی -

[۱] سوانح عمری محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مولوی محمد شاہ خان صاحب مین لکھا ہے کہ ابوذر کے بیٹے ابو مسعود تھے اور اون کے بیٹے امام ابو الدین تھے -

نقل از بیاض شاہ نور صاحب سجادہ نشین بہار محلہ انبیر

حضرت مولانا محمد تاج فقیہ قدس سرہٗ کہ بوجہ تبحر در علم فقہ بمرتبۂ کمال امام محمد تاج الفقہا ملقب بودند آنحضرت و امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہما بحکم مرشد خود برای اجراے اسلام از مدینۂ منورہ و ہم از محلۂ قدس خلیل منمحلات بیت المقدس تشریف میداشتند از انجا امام محمد غزالی رح بطرف ملک مغرب و از انجا بطرف طوس تشریف بردند و حضرت مولانا محمد تاج فقیہ بطرف ہندوستان صوبۂ بہار تشریف ارزانی فرمودند قصبۂ منیر را بشرف اقامت خود شرف بخشیدند و اسلام جاری کردند و بعد مدت چند شیخ اسرائیل و شیخ اسمعیل پسران خود را بقصبۂ منیر داشتہ باز بہ مدینۂ منورہ تشریف بردند و درین عرصہ زوجۂ حضرت امام محمد تاج فقیہ رح رحلت کردند باز امام موصوف بہ ہمشیرۂ زوجۂ خود عقد نکاح کردند ازان یک پسر موسوم عزیز الدین معروف بہ مولانا عبد العزیز متولد شدند آخر بعالم بلوغ بطرف ہند قصبۂ منیر تشریف آوردند پس امام محمد تاج فقیہ رح را پسران بودند اول حضرت مولانا اسرائیل دویم حضرت مولانا اسمعیل بر دواز محل اولی سیوم مولانا عبد العزیز - شجرۂ طیبہ آبائی مخدوم عظمت اللہ شرف الدین احمد یحیی منیری الملقب بہ کمال الدین ابن مولانا شیخ اسرائیل ابن مولانا امام محمد تاج الفقہا ابن مولانا امام ابو بکر ابن مولانا عبید ابن مولانا محمد علی ابن مولانا ابو الفتح ابن مولانا ابو القاسم ابن مولانا ابو الصائم ابن مولانا ابو الدہر ابن مولانا ابو اللیث ابن مولانا ابو سہمہ - ابن مولانا ابو الدین ابن امام ابو مسعود ابن امام ابو ذر ابن زبیر عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کنیت ابو صعب و این منقول ہست از کتاب شاہ احمد آمون جون پوری رحمہم اللہ کہ یکے از مریدان حضرت مخدوم الملک قدس سرہٗ ہستند و اوشان از کتاب قدوۃ العارفین مخدوم شاہ فیض اللہ کنیت ابو محمد المعروف شاہ قاضن شطاری کہ از اجلہ خاندان حضرت مخدوم تاج الفقہا قدس سرہٗ اند فقط -

تذکرۃ الکرام مین لکھا ہے کہ آپکے پیر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تھے اوسکے صفحہ ۲۷۸ مین لکھا ہے کہ حضرت مخدوم یحیی منیری بیٹے حضرت اسرائیل کے ہین اور وہ بیٹے امام تاج فقیہ مکی کے ہین حضرت امام موصوف کا نسبنامہ آٹھ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے

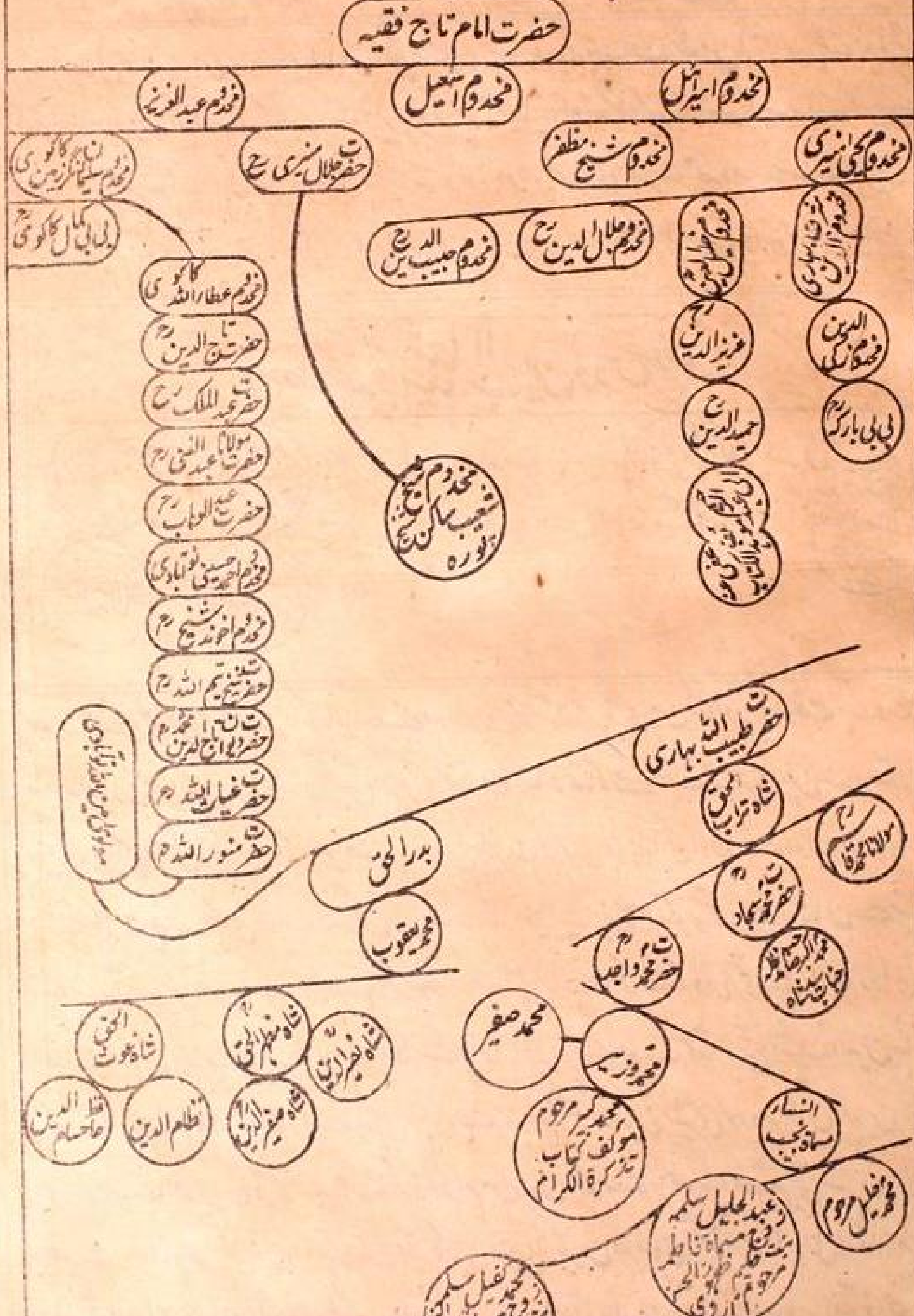
اور اونکے اوپر حضرت ابو ذر ابن زبیر صحابی ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت اور فقہاسے کہلائے امام محمد تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری کے ہمعصر تھے اوسی زمانہ مین موافق رویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مع چند مجاہدین کے ہندوستان مین آئے اور اوسوقت منیر کا راجہ کہ صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانون سے لڑنے کو آمادہ تھا اوس سے آپ لڑے اوسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود اوسکو مار ڈالا۔ اور اوسکے محلسرا مین اقامت کی اونکی بعض اولاد ابتک اوسجگہ پر قابض مین امام موصوف اپنی اولاد یہان چھوڑکر مکہ معظمہ کو واپس گئے اور وہین انتقال فرمایا آپکے تین بیٹے ہندوستان مین رہے محمد اسرائیل محمد اسمٰعیل عبد العزیز اور ان تینون بزرگان کا مزار منیر مین ہے فقط۔

اس رویا کی تفصیل ایک دوسری قلمی کتاب مین فقیر مولف کتاب ہذا کو یون ملی کہ جب حضرت امام تاج فقیہ حسب الارشاد اپنے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی کے بطرف ہندوستان تشریف لائے ہندوستان مین دورہ گشت کرتے ہوئے اتفاقاً منیر مین وارد ہوئے اوسوقت اسلامی عملداری کی حدود اودھ تک پہونچی تھی اور اوسکے پورب تمام عملداری رجواڑون کی بطور طوائف الملوکی کے تھی پس جب حضرت امام موصوف منیر مین پہونچے تو اوسوقت منیر کا راجہ صوبہ بہار کا مالک تھا اور وہ ازحد متعصب تھا منیر مین صرف ایک گھر غریب مسلمان کا شہر سے باہر آپنے پایا وہین حضرت امام اوترے اوس غریب نے مہمان نوازی کی جب نماز کا وقت آیا آپنے چاہا کہ اذان دین اور نماز پڑھین اوس مسلمان میزبان نے اذان دینے سے روکا اور کہا کہ اذان کی آواز سنتے ہی راجہ کے آدمی آکر کے ہملوگون کو مار ڈالینگے یہاں اذان دینے کا حکم نہین ہے ہم تو چپکے سے اپنے گھر مین نماز پڑھ لیتے ہین ان باتون کے سنتے ہی حضرت امام کو بہت رنج ہوا اور وہین سے واپس ہوئے۔ اور مدینہ منورہ پہونچے۔ اور دل مین خیال تھا کہ کس طور پر اس نالایق راجہ سے لڑون جو مسلمانون کو مانع اذان ہے اسی درمیان مین آپ ایک روز مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین سوئے ہوئے تھے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضرت نے فرمایا کہ جا تو اوس کافر سے لڑ اللہ تجھکو فتح دیگا۔ جب حضرت امام خواب سے بیدار ہوئے متحیر ہوئے کہ مین اکیلا تن تنہا کیونکر اوس سے لڑسکتا ہون۔ اسی مین چند روز کا عرصہ گذر گیا کہ

پھر ایک روز آپ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین سوے ہوے تھے کہ خباب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت ہوئی آپنے وہی کلمہ روز اول کا فرمایا کہ توجا لڑ اللہ تمکو فتح دیگا آپ خواب سے بیدار ہوے
اور منتظر امداد غیبی کے رہے کہ جب آپنے ارشاد فرمایا ہی تو ضرور اوسکی امداد بھی غیب سے ظاہر ہو گی
اسی مین چند روز کا عرصہ گذر گیا اوسکے بعد پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کی حالت
مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا فلان اور فلان شخصونکو کہ جن کا نام آپنے اپنی زبان مبارک سے فرمایا میرا
سلام کہہ وہ تیری مدد کرینگے جب آپ خواب سے بیدار ہوے آپنے اون نامون کو اچھی طور سے محفوظ
فی الذہن کر لیا اون مین سے بعض وہ اشخاص تھے کہ جو آپ کے قرابت مند تھے اور وہین مدینہ مین
موجود تھے اور بعض وہ شخص تھے جو دوسرے دوسرے ملکون مین تھے مثل بخارا و کابل وغیرہ کے
پس حضرت امام نے اون لوگون سے ذکر کیا جو مدینہ منورہ مین موجود تھے۔ وہ لوگ سنتے ہی مستعد
ہوگئے حضرت امام مع اہل و عیال اور پچیس تیس آدمی کے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور درمیان
راہ مین اون شخصون سے جنکا نام آپنے رویا مین سنا تھا۔ ملاقات کرتے ہوئے بلخ و بخارا و کابل وغیرہ
ہوتے ہوے اور ہر جگہ سے مدد لیتے ہوئے آپ منیر پہونچے اوسوقت آپکے ہمرکاب تخمیناً ساڑھے
تین سو آدمی تھے آپنے اپنے لشکر کو قلعہ کے محاذی کھڑا کیا راجہ منیر کو جب خبر ملی کہ مسلمانون کا لشکر آگیا
اور قلعہ کے قریب پڑا ہے اوسنے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کے دوربین سے معاینہ کیا مسلمانون کو بہت قلیل
اور بے سرو سامان سفر دور و دراز سے نہایت خستہ حال پایا دل مین نہایت خوش ہوا اور فی الفور لشکر
جمع کر کے قلعہ سے خود باہر آ کر مسلمانون پر ٹوٹ پڑا دونون جانب سے خوب جان توڑ لڑائی ہوئی اور
وہ راجہ خود حضرت امام کے ہاتھ سے مارا گیا لشکری اوسکے جب بھاگے حضرت امام نے گھوڑا اوٹھایا اوس
بھگوڑے لشکر کے ساتھ ہی ساتھ قلعہ مین داخل ہو گئے اور حضرت کے ہمراہی بھی وہان پہونچے اور قلعہ کے
اندر ہر جگہ تسلط تام ہو گیا آپ چند روز وہان مقیم رہے اور وہان کا پورا بند و بست آپ نے کیا اور
بادشاہ وقت کو اس فتح کا مژدہ مع ایک عرضی کے بھیجا اور اس ملک مفتوحہ کو زیر انتظام بادشاہ کے
کر دیا اور اپنے دو صاحبزادے اسرائیل و اسمٰعیل کو وہان چھوڑ کر مدینہ منورہ کو واپس آئے اس
درمیان مین آپکی بی بی نے منیر مین انتقال کیا اور آپنے اپنی سالی سے نکاح کیا اوسنے ایک بیٹا مخدوم
عزیز الدین عرف عبد العزیز پیدا ہوے وہ اوسوقت شیر خوار تھے آپنے وقت مراجعت مدینہ منورہ

سے اپنی محل ثانیہ اور اونکے بیٹے عبد العزیز کو ساتھ لے لیا تھا مدینہ منورہ
پہونچکر تھوڑے دنون کے بعد حضرت امام نے انتقال فرمایا بعد اوسکے جب حضرت مخدوم عبد العزیز سن
شعور کو پہونچے اور اپنے والد ماجد کے جہاد کا حال اور اپنے علاتی بھائیونکا حال جو منیر میں ساکن گزین
تھے سنا اونکی ملاقات کا اشتیاق ہوا آپ وہان سے روانہ ہوکر منیر پہونچے اور یہین شادی بیاہ کیا۔
اور اسی منیر مین اونکا مزار ہے منجملہ اونکی اولاد کے داناپور کی شاہ ٹولی کے بھی حضرات اونہین کی اولاد
مین ہین ازانجملہ مولوی محمد کبیر صاحب مولف کتاب تذکرۃ الکرام ہین اور نیز جناب شاہ محمد اکبر صاحب ہین
کہ اس فقیر کی اونسے ملاقات ہے آدمی نہایت عمدہ صوفی مشرب ہین شعر و شاعری سے بھی آپکو
مذاق ہے اشعار آپ کے نہایت ملیح عمدہ ہوتے ہین آپ ناظم و ناثر دونون ہین اس فقیر کی اول ملاقات
سنہ ۱۳۰۱ تیرہ سو ایک ہجری سفر حج مین ہوئی اور تمام سفر حج مین غیر نفین مین چند مہینون تک ساتھ
از بسکہ خلیق پایا آپکا سلسلہ بحیثیت بیعت و الارشاد امیر ابو العلائی ہے اور نسب نامہ آپکا صفحہ آئندہ پر درج ہے۔

نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا یہ ہے



سوانح حضرت مخدوم یحییٰ منیریؒ

چونکہ آپ کی حالات مین بہت سی کتابین لکھی جا چکی ہین اور آپکے اوصاف اظہر من الشمس ہین لہذا مجھکو زیادہ اوسمین قلم فرسائی کی ضرورت نہین ہے کچھ تھوڑا سا تیمناً و تبرکاً لکھ دیتا ہون کہ یہ کتاب اس سے خالی نرہے حضرت مخدوم کی شادی بی بی رضیہ سے ہوئی جو صاحبزادی حضرت مخدوم سید شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی کی ہین مخدوم جگجوت کی چار صاحبزادیان تھین جسکا نقشہ ذیل مین ہے اولاد ذکور کوئی نہین -

حضرت مخدوم سید شہاب الدین قدس سرہ

بی بی رضیہ زوجہ مخدوم یحییٰ منیری

مخدوم خلیل الدین

بی بی حبیبہ زوجہ سید موسیٰ ہمدانی

مخدوم احمد چرم پوش

بی بی کاملہ کمال زوجہ مخدوم سلیمان

بی بی جمال زوجہ سید حمید الدین خلف آدم صوفی جنکا مزار حمید ول متصل مرزاپور ہے

حضرت مخدوم یحییٰ منیری خلیفہ الحاکم بامر اللہ کے معاصر ہین جو سنہ ۶۶۳ ہجری مین تھا اور اوسوقت ہندوستان مین سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش کا زمانہ تھا کہ جسنے سنہ ۶۴۴ ہجری مین ہندوستان مین جلوس کیا نسل آپکی اولاد کی اس صوبہ بہار مین بکثرت جاری ہوئی آپکی اولاد سے اولیاء اللہ اور مشائخ بکثرت ہوے کوئی شریف خاندان اس صوبہ بہار مین ایسا نہوگا جسکو توسل آپکے خاندان سے نہو آپکا نسب نامہ اس صوبہ بہار مین صدہا جگہ موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ وہ ہاشمی تھے یا ابو دردائی انصاری صدق و کذب مولف ظاہر ہو جائیگا آپکے چار صاحبزادے ہوے مخدوم شیخ شرف الدین بہاری آپکا انتقال بمقام بہار ہوا اور آپکا مزار بھی وہین ہے مخدوم خلیل الدین منیری مخدوم جلال الدین رح مخدوم حبیب الدین رح آپکا نسب نامہ تذکرۃ الکرام مین یون لکھا ہے - حضرت مخدوم یحییٰ منیری بن حضرت مولانا اسرائیل بن امام محمد تاج فقیہ مکی بن امام ابی بکر بن امام ابی الفتح بن امام ابی القاسم بن امام ابی الصائم بن امام ابی اللیث بن امام ابی رمہ بن امام ابی الدین بن امام مسعود بن ابو ذر رضی اللہ عنہ بن زبیر بن عبد المطلب بن ہاشم -

سوانح حضرت مخدوم عزیز الدین پکھی

بن حضرت مخدوم جلیل الدین منیری آپ اپنے زمانہ کے بڑے عارف کامل تھے اوسوقت اس صوبہ بہار مین چھوٹے چھوٹے راجے بطور طوائف الملوک کے بکثرت موجود تھے آپ کو شوق جہاد کا ہوا مکھیا جو ایک جگہ ہے قریب ٹکاری ضلع گیا مین وہان ایک راجہ رہتا تھا اوس سے آپ جاکر لڑے اور فتح پائی لیکن آپ اوس لڑائی مین سخت زخمی ہوے چند روز کے بعد اوسی زخم سے آپکا انتقال ہوا آپ کی قبر اوسی مکھیا کے قلعہ مین بنا دیگئی جو اسوقت ایک کھلے میدان مین بلندی پر جو بطور گڈھ کے ہے موجود ہے اب وہان آپ کا کوئی نام نہین جانتا لہذا وہ قبر آپ کی پیران پہچان کے نام سے مشہور ہے آپکی اولاد چیرہ دستی کرتی ہوئی اوس اطراف مین شہسرام و شیرگھاٹی و ہزاری باغ تک تمام پھیل گئی اور اسوقت تک اوس جوار مین بکثرت موجود ہے۔

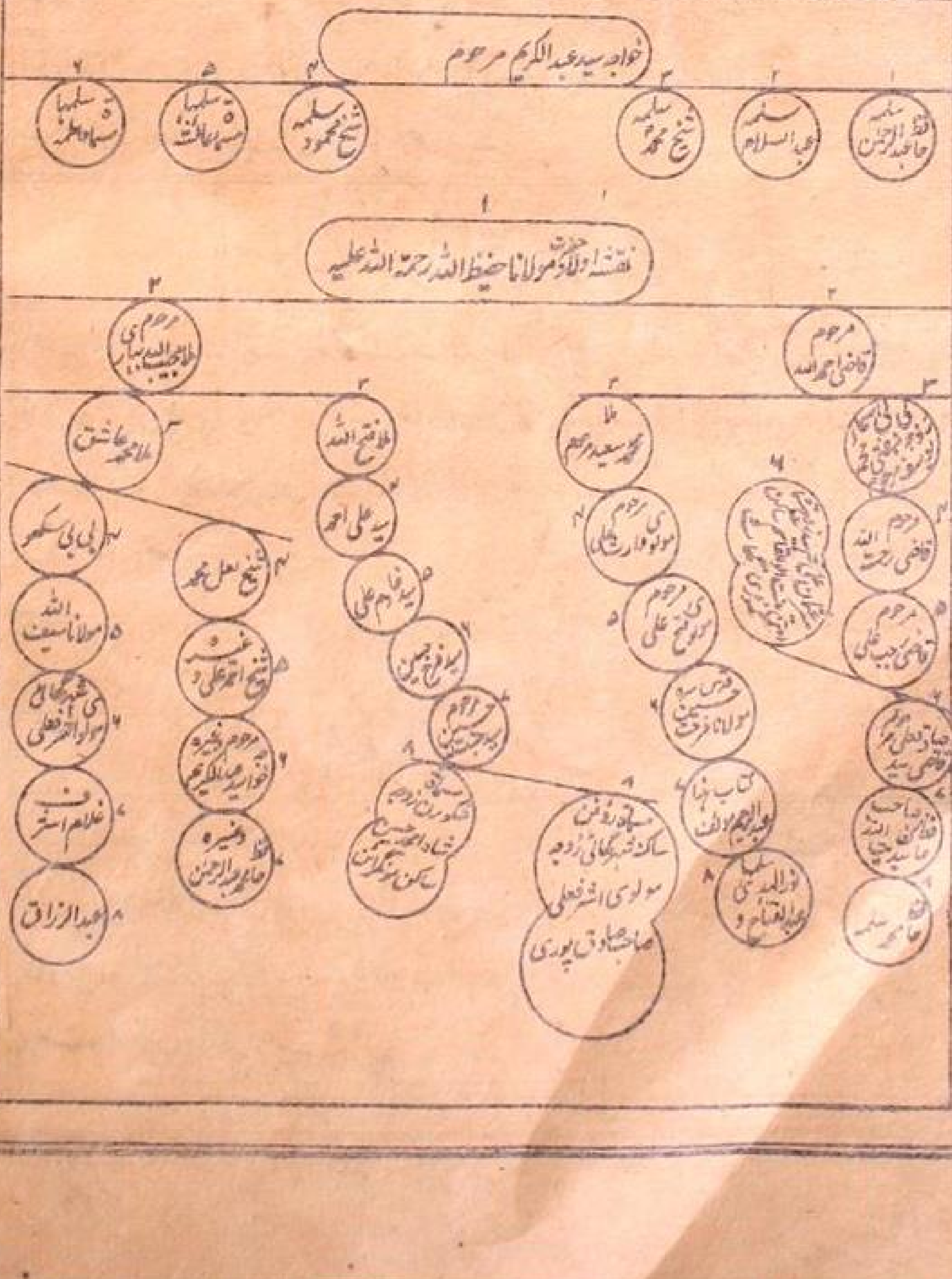
سوانح حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہ

ملقب بہ ابو الفتح آپ بڑے عالم فاضل تھے اور سلاطین تیموریہ کے زمانہ مین اکثر جگہون مین قاضی و مفتی کی جگہہ پر آپ مامور ہوے شاہزادون کو بھی آپ نے پڑھایا بادشاہ کی طرف سے چند موضعات بھی آپ کو جاگیر مین دیے گئے از انجملہ موضع پیارے چک واقع ضلع گیا ہے آپکی اولاد اسوقت تک وہان موجود ہے فرامین شاہی نسبت عطای جاگیر و اسناد قاضی و مفتی وغیرہ اسوقت تک آپکی اولاد مین جناب شیخ محمد حیات مرحوم ساکن موضع بھوئی کے پاس موجود تھی مگر صد افسوس کہ آپکے انتقال کے بعد وہ کاغذات کہان گئے باوجود تفحص و تجسس ہنوز اسکا پتہ نہ لگا جیسا کہ اوسکا ذکر آگے تحریر مین جناب خواجہ سید عبد الکریم صاحب مرحوم کے معلوم ہوگا۔

مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

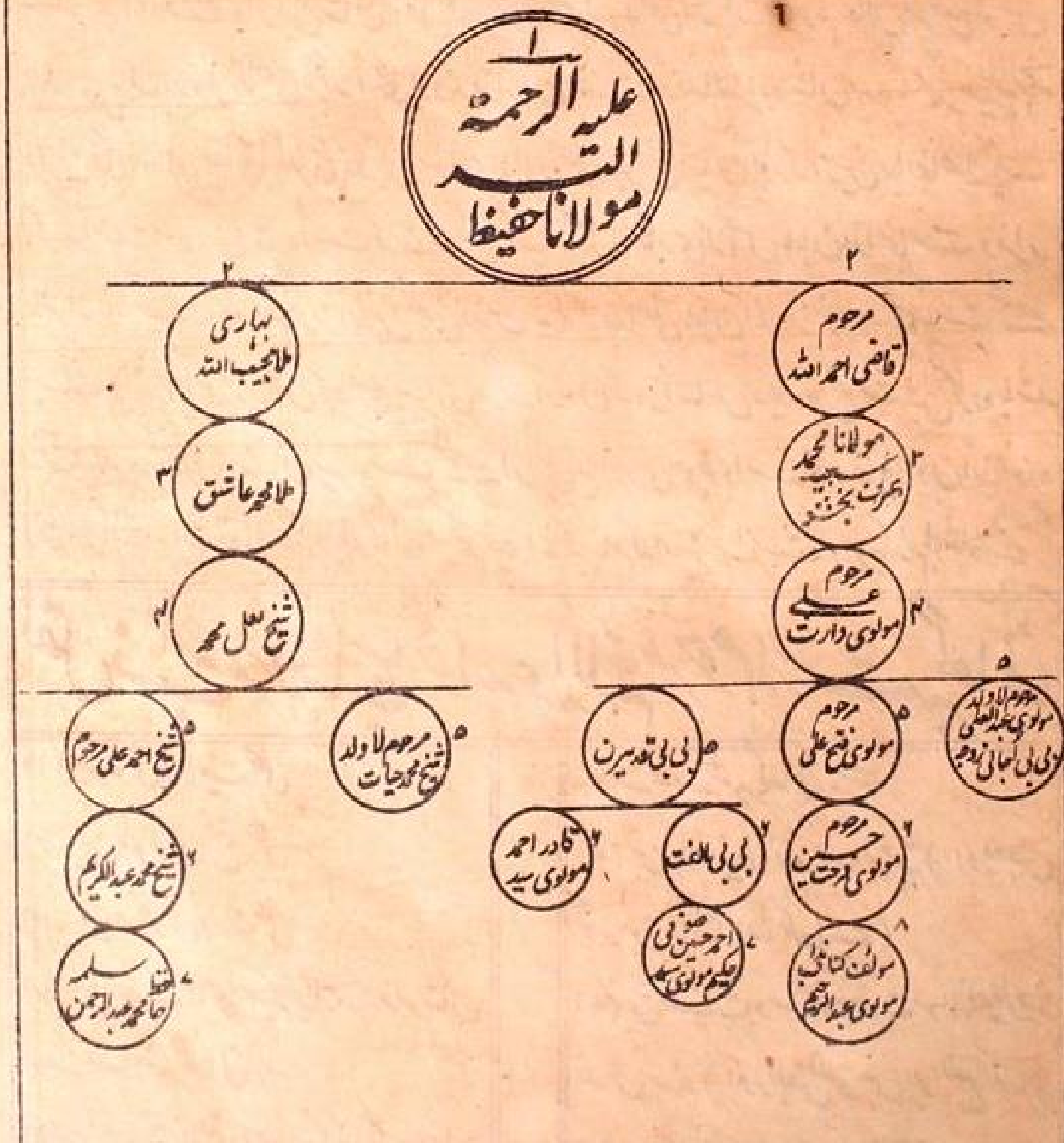
آپ کے دو بیٹے قاضی احمد اللہ ملا محب اللہ بہاری جو بہت مشہور و معروف شخص صوبہ بہار مین گذرے ہین جنکا سنہ ۱۱۱۹ ہجری مین وفات ہوا ہے یہ بھی دونون حضرات مرزا محمد معظم عرف جہاندار شاہ بن اورنگ زیب کیطرف سے قاضی کے عہدہ پر مامور کیے گئے تھے۔ قاضی احمد اللہ پرگنہ اروِل و انبگلہ وغیرہ مین

قاضی رہے مولف کتاب ہذا اونکی نسل سے ہے جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا۔ قاضی ملا مجیب اللہ کے دو بیٹے ملا محمد عاشق و ملا فتح اللہ ملا محمد عاشق کے ایک بیٹی بی بی سکھو اور ایک بیٹا شیخ لعل محمد اور انکے چار بیٹے شیخ محمد حیات ساکن موضع بھوئی جنہون نے لاولد انتقال کیا اور دوسرے شیخ احمد علی و شیخ ببر علی و شیخ جواد علی اور تین بیٹیان مسماۃ سکینہ و مسماۃ مہرن مسماۃ ... شیخ احمد علی صاحب مرحوم کے تین بیٹے حاجی ارشد حسین مرحوم خواجہ سید محمد عبد الباری سب سے چھوٹے خواجہ سید محمد عبد الکریم مرحوم ساکن شہر گیا انکی شادی ساتھ مسماۃ امیرن بنت سید صادق علی مرحوم ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کندہ ضلع ہزاری باغ کے ہوئی آپکی اولاد کا نقشہ ذیل مین ہے۔



نقل خط جناب سید عبدالکریم صاحب مرحوم ساکن شہر گھاٹی   مورخہ ۸ محرم ۱۳۱۲ ہجری

جناب مولوی صاحب مصدر اخلاق و کرم زاد لطفہ ۔ بعد سلام مسنون التماس دارم نامہ شریف
ورود شدہ ممنونم کرد حضرت مخدوم الملک قدس سرہٗ را کہ انصاری نسبت کردہ اند سراسر غلط است
بوجہ شراکت اسمی حضرت ابودردار صحابی رضی اللہ عنہ و این ابودردار مطلبی بودہ است و دفعیہ این
غلطی ارسال است و خبر مشہور و متواتر از بزرگان خود شنیدہ می ایم کہ حکم حجت کامل و تحقیق دارد
کہ ما و جناب ہمجد ہستیم کہ برائے ثبوت این بسا کاغذات موجود بودند کہ بعضے از ان ضائع شدند
و بعضے ہنوز موجود اند مگر در ہمجد بودن ما و جناب ہیچ شکے نیست بدین طریق ۔



اسناد شاہی پنج قطعہ بنام مولانا محمد عارف و مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہما نزد عم بزرگوارم شیخ محمد
حیات مرحوم بود کہ بعد وفات شان بدست برادر عم زادم اُفتاد کہ او شان نیز قضا کردند شاید آن
نزد برادر نسبتی شان ہست تلاش خواہم کرد اگر بدست آمد گرفتہ در ہفتہ عشرہ خود می آیم خدا راست آرد
نقل خط دیگر۔ جناب مولوی صاحب مصدر خلق عظیم زاد لطفہ بعد سلام مسنون مظہر مرام
از عرصہ بغیر ادراک خیریات آنجا تعلق خاطر است در طلب و تلاش اسانید مواضعات ہستم
وقتیکہ بدست می آید خود می آرم یا می فرستم مرا نیز خیال بجدیست افسوس کہ اسانید موجودہ این وقت
مفقود اند آنجناب را معلوم است پنج شش مواضع مولوی فتح علی مرحوم را از ینجا قریب بودند
بکدام وجہ از دست وارثین شان منتقل گردیدہ ندانم۔ وقاضی احمد اللہ مرحوم ساکن موضع کوس
تو ترکھی پرگنہ اروَل قاضی پرگنہ انگلہ بودند مزار آن حضرت معہ صاحبزادہ شان مولانا محمد سعید علیہ الرحمۃ
درین جا است (یعنی شہر گھاٹی) و مزار مولوی دلاور علی بموضع میان پور کہ ازین جا بفاصلہ یک
کروہ است مسموع شدہ است کہ سند موضع مکھپا متصل ٹکاری کہ اصل مایان از انجاست و مزار
فائز الانوار حضرت مخدوم عزیز الدین مکھپی قدس سرہ کہ جد اعلی مایان اند در انجا است بدست شخصے
ہست و بعد از انجا بزرگان بموضع بیراہی پرگنہ اروَل کہ از آساس دیورہ پنج شش کروہ باشد
رفتہ قیام پذیر بودند سند آن نیز بدست شخصے از اہل برادری موجود است کہ وعدہ دادن آن نمودہ
رفتہ اند انشاء اللہ تعالی آنرا جلد حاصل میکنم نمیدانم کہ بنام کدام بزرگ است و موہوبہ کدام بادشاہ است والسلام

نقل نسب نامہ مرسلہ جناب سید خواجہ عبد الکریم مرحوم از شہر گھاٹی

(۱) مولوی ولایت علی

(۲) بن مولوی فتح علی

(۳) بن مولوی وارث علی

(۴) بن حضرت ملا محمد سعید علیہ الرحمۃ کہ مزار شان برمنہ قصبہ شہر گھاٹی است

(۵) بن حضرت قاضی احمد اللہ کہ مزار گھر باشان بہ رمنہ قصبہ شہر گھاٹی است

(۶) بن ملا حفیظ اللہ علیہ الرحمۃ (اور بعض نسخہ میں ملا شکر اللہ لکھا ہے)

(۷) بن فضیلت دستگاہ حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہ (اور بعض نسخہ میں ابو الفتح لکھا ہے)

(۸) بن ملا شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ۔

(۹) بن ملا شیخ منصور علیہ الرحمۃ
(۱۰) بن شیخ ابوالحسن علیہ الرحمۃ
(۱۱) بن حاجی الحرمین شیخ حاجی علیہ الرحمۃ
(۱۲) بن صدر الاتقیا حضرت شیخ خواجہ علی قدس سرہ
(۱۳) بن سالک طریقت ماہ برج حقیقت حضرت مخدوم شیخ حمید الدین قدس سرہ
(۱۴) بن مظہر علم وعرفان حضرت مخدوم عزیز الدین شہید لکھیپی قدس سرہ
(۱۵) بن حضرت مخدوم خلیل الدین قدس سرہ
(۱۶) بن حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ
(۱۷) بن حضرت امام تاج فقیہ قدس سرہ
(۱۸) بن امام ابوبکر احمد سعید قدس سرہ
(۱۹) بن امام احمد سعید
(۲۰) بن محمد مکی
(۲۱) بن امام ابوالفتح
(۲۲) بن شیخ ابوالقاسم
(۲۳) بن ابوالصائم
(۲۴) بن ابواللیل قدس سرہ
(۲۵) بن مولانا ابوالدہر
(۲۶) بن امام ابواللیث
(۲۷) بن امام ابوسہمہ
(۲۸) بن ابوالدین
(۲۹) بن امام ابومسعود
(۳۰) بن[۲] ابوذر
(۳۱) بن[۳] زبیر
(۳۲) بن عبدالمطلب
(۳۳) بن ہاشم

جنابمن وعلیکم السلام مجھے جو کچھہ معلوم تھا لکھکر بھیجتا ہون آپکو جو کچھہ معلوم ہو عند التحقیق مجھے بھی مطلع فرمایئے۔ رقیمہ سید عبدالکریم از شہر گھاٹی - ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ھ روز دوشنبہ

انتباہ مین نے حسب وعدہ اپنے طرق متعددہ سے لکھکر ثابت کر دیا کہ ہم لوگ زبیری الہاشمی ہین نہ کہ انصاری فہذا ماکنا فی صددہ فللہ الحمد علی اثباتہ - مین نے جو کچھہ یہان لکھا نہایت مختصر ہے - بکہ از ہزار و کاہی از کوہ تصور فرمانا چاہئے - ورنہ کم از کم پچاس نسب نامے حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ کے میری نظر سے گذرے ہین وہ کل متفق ہین زبیری الہاشمی

ــــــــــــــــــــ

[۱] در معدن اسرار حضرت شاہ قاضن شطاری ہمچنین تحریر فرمودہ اند الی ہاشم۔
[۲] البشانزا بعضے ابی ذر انصاری دانستہ تحقیق این است کہ ابی ذر صحابی انصاری دیگر است بالتحقیق حضرت مخدوم ہاشمی اند واللہ اعلم وعلمہ اتم۔
[۳] چون کنیت ایشان ابوذر است بنابر بعضی را غلط فہمی حضرت مخدوم را ابوذر انصاری پنداشتہ اند حق آنست کہ حضرت مخدوم زبیری الہاشمی اند۔

ہونے پر۔ اگرچہ درمیانی نامون مین اونکے آپس مین کچھ کم وبیش واقع ہے بعض مین اختلاف نام بھی ہوا ہے مگر آخر مین سب کے بیری الہاشمی ہے فہذا ھوالمطلوب۔ الحمد للہ۔ کہ اب مخالفو نکے مونہہ بخوبی بند کردیے گئے اور اونکی تخیلات باطلہ کا بخوبی قلع وقمع کردیا گیا اور اسکو مین اوپر لکھ آیا ہون اور اشعار سے جناب جدامجدم مولوی دلاور علی مرحوم کے ثابت کر آیا ہون کہ ہملوگ نسل سے حضرت مخدوم یحیی منیری قدس سرہ کے ہین۔ پس اب نسب نامہ گھر کا ضبطی سرکار مین آیا یا جلادیا گیا اسکی بحث بیکار ہے جبکہ اور بہجد لوگون سے نسب نامہ ملگیا اوسکے نقصان سے ہمارا مطلب فوت نہین ہوا بمنہ وکرمہ تعالے شانہ۔

قاضی ملا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپکا کچھہ تھوڑا حال اوپر گذرا کچھ یہان بیان کیا جاتا ہے۔ آپ شاہان دہلی کیطرف سے بعہدہ قضا پرگنہ اروال وآپ گلہ وغیرہ علاقہ گیا مین رہے آپکی ایک بیٹی مسماۃ اسماء اور ایک بیٹا ملا محمد سعید قدس سرہما ہوئے۔ ہر دو حضرات کی قبر ایک ہی جگہ رمنہ شہر گھاٹی مین پختہ بنی ہوئی اسوقت موجود ہے۔

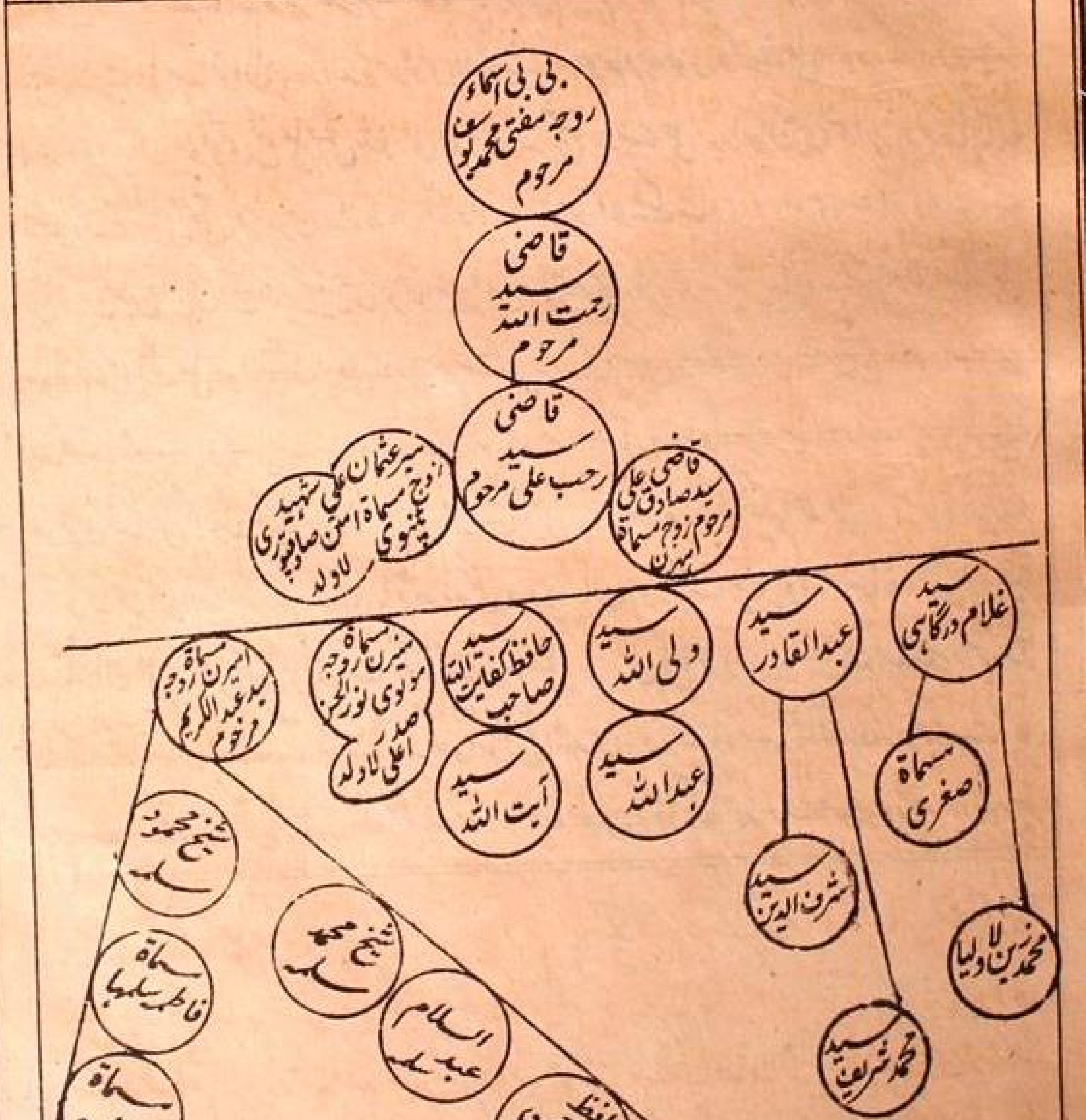
بی بی اسماء مرحومہ

آپ ساتھہ مفتی محمد یوسف مرحوم ساکن گھوڑی گھاٹ کے منسوب ہوئین اون سے قاضی رحمۃ اللہ مرحوم پیدا ہوئے۔ اور اون سے قاضی رجب علی مرحوم اور اون کے دو بیٹے ہوئے قاضی سید صادق علی مرحوم اور قاضی سید عثمان علی شہید مرحوم زوج مسماۃ امتن وہ بنت مسماۃ قدرن وہ بنت مولوی وارث علی مرحوم صادق پوری وہ ابن ملا محمد سعید قدس سرہ ساکن شہر گھاٹی۔

قاضی سید صادق علی مرحوم

آپکی شادی ساتھہ مسماۃ مہرن دختر مسماۃ بصیرن کے ہوئی۔ وہ دختر میر دھومن مرحوم بنت سید اہل اللہ مرحوم بن سید عبدالمجید مرحوم بن سید عبدالرشید مرحوم ساکن موضع کھربیا ضلع پٹنہ بن جناب سید عبدالفتاح قدس سرہ بن جناب میران سید بڑے بن مولوی سید حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ بن جناب مولنا سید نظام الدین شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کہ سلسلہ نسب آپکا حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے میر صادق علے

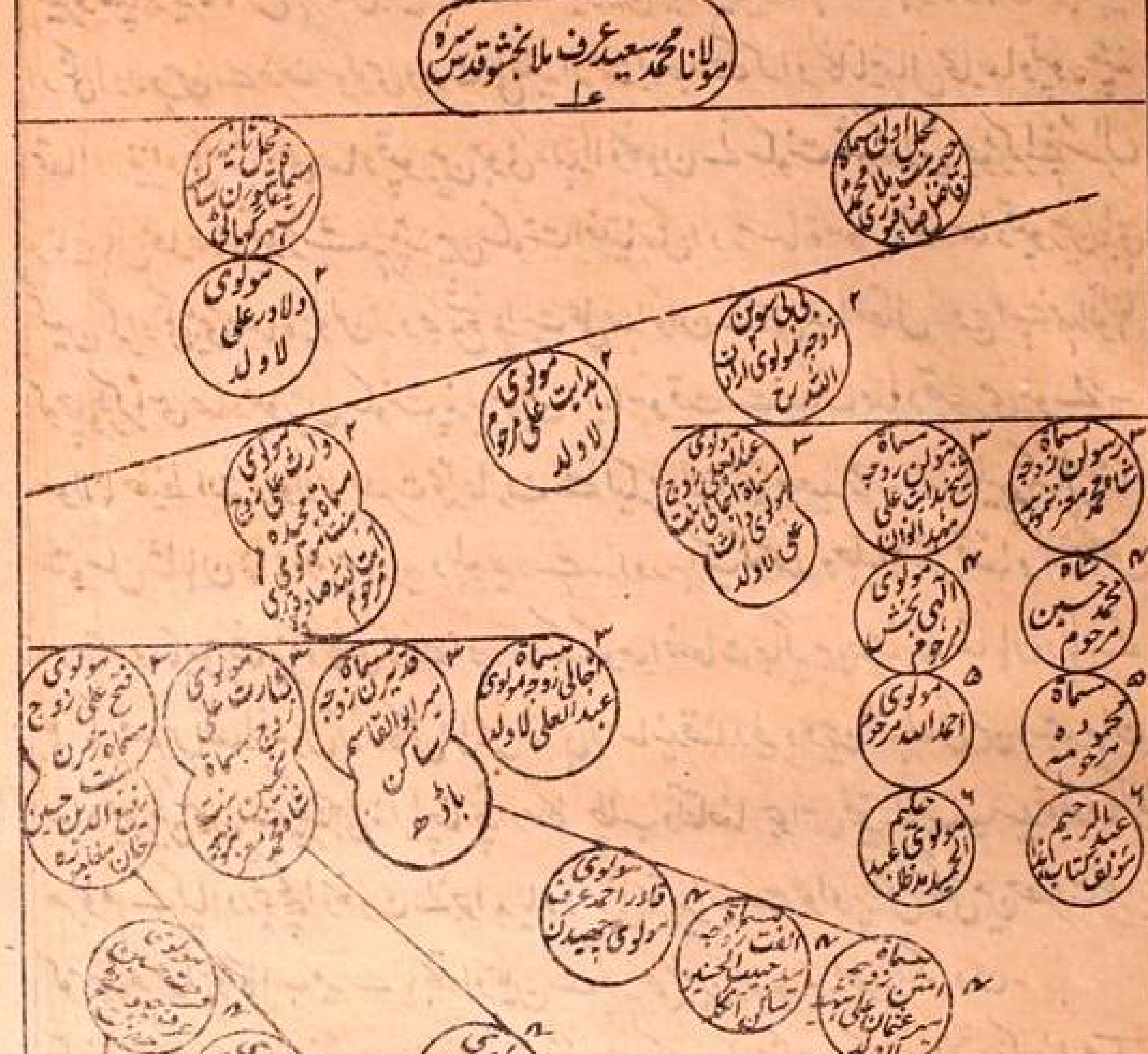
مرحوم کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں سید غلام درگاہی سید عبدالقادر سید ولی اللہ۔
سید حافظ کفایت اللہ صاحب سلمہ مسماۃ منیرن زوجہ قاضی سید نورالحسین مرحوم صدر اعلیٰ (سب جج)
بہادر و مسماۃ امیرن زوجہ سید عبدالکریم مرحوم ساکن شہر گھاٹی۔ سید غلام درگاہی مرحوم کے
ایک دختر مسماۃ صغریٰ اور ایک پسر سید محمد زین الاولیا ہوئے۔ اور سید عبدالقادر مرحوم کی محل
اولیٰ سے سید شرف الدین اور محل ثانیہ سے سید محمد یوسف ہوئے اور سید ولی اللہ کے صرف
ایک پسر سید عبداللہ ہوئے۔ اور سید حافظ کفایت اللہ صاحب کے ایک پسر سید آیت اللہ ہوئے
جسکا نقشہ یہ ہے۔



مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن شیرگھاٹی

آپکی اول شادی مسماۃ رحیمہ بنت ملا محمد فاضل بن ملا خیر اللہ بن ملا داؤد بن ملا امان اللہ صادق پوری سے ہوئی اور دوسری شادی مسماۃ عاشورن ساکنہ شیرگھاٹی سے اونسے مولوی دلاور علی پیدا ہوئے اور انھون نے لاولد انتقال فرمایا۔ محل اولی سے آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ بی بی سوہن زوجہ مولوی ارادت اللہ صادق پوری و مولوی ہدایت علی لاولد زوج مسماۃ دیبن بنت مولوی آیت اللہ و مولوی وارث علی زوج مسماۃ مجیدن بنت مولوی آیت اللہ صادق پوری۔ بی بی سوہن کے دو بیٹیان ہوئین اور ایک بیٹا مولوی عبد العلی زوج مسماۃ ادجالی بنت مولوی وارث علی مرحوم مسماۃ رشولن زوجہ حضرت شاہ محمد معز عرف شاہ منو مرحوم ساکن محلہ تموہیہ دوسری بیٹی مسماۃ بتولن زوجہ شیخ ہدایت علی مہدانوان یعنی والدہ مولوی الہی بخش مرحوم ام مولوی وارث علی مرحوم کے دو بیٹے اور دو بیٹیان مولوی فتح علی جنکی شادی اول دختر شیخ ہدایت علی مہدانوان یعنی خواہر مولوی الہی بخش مرحوم سے ہوئی تھی اونھون نے لاولد انتقال فرمایا بعد اوسکے شادی دوسری مسماۃ زمرن بنت رفیع الدین حسین خان بن روح الدین حسین خان ساکن محلہ مغلپورہ بن ہوئی انسے چھ فرزند نرینہ پیدا ہوئے۔ مولانا ولایت علی مولانا عنایت علی مولوی طالب علی۔ ابراہیم حسین۔ مہدی حسین۔ مولوی فرحت حسین۔ اور مولوی بشارت علی زوج مسماۃ نجیبن بنت شاہ محمد معز ساکن محلہ تموہیہ کی دو اولاد نرینہ اور ایک بیٹی پیدا ہوئین مولوی عسکر علی لاولد مولوی باقر علی لاولد مسماۃ بی بی واجدہ زوجہ حکیم احمد علی۔ و مسماۃ قدیرن زوجہ میر ابو القاسم ساکن باڑھ اونکی دو بیٹیان اور ایک بیٹا ہوا۔ مسماۃ آمنن زوجہ میر عثمان علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کنڈہ ضلع ہزاری باغ لاولد بہ معیت جناب سید احمد صاحب بمقام خراسان شہید ہوئے۔ دیکھو سوانح احمدی۔ دوسری مسماۃ الفت زوجہ شاہ حبیب الحسنین ساکن آبگلہ کہ منتصر گیا ہے اور بیٹا مولوی قادر احمد عرف مولوی چھیدن رح

اور نقشہ اولاد و احفاد کا آپکی یہ ہے :



واضح ہو کہ حضرت مولٰنا محمد سعید علیہ الرحمۃ اصل ساکن شہر گھاٹی تھے اور اون کے آبا و اجداد منیر و کھپا وغیرہ تا ضلع ہزاری باغ مختلف بستیوں مین قیام پذیر رہے اور ہنوز وہان موجود ہین اونکی اولاد مین سے صرف مولوی وارث علی علیہ الرحمۃ بوجہ اسکے کہ اونکا نانیہال محلہ صادقپور پٹنہ تھا اور نیز اونکی شادی صادقپور مین ہوئی۔ لہذا اونھون نے سکونت شہر گھاٹی چھوڑکر اپنے سسرال و نانیہال محلہ صادقپور شہر پٹنہ مین سکونت اختیار کی اور مسماۃ سوہن خود صادقپور مین بیاہی گئین مگر اونکی بیٹی مسماۃ بتولن زوجہ شیخ ہدایت علی جہدانوان نے بھی بعد انتقال زوج اپنے جہدانوان کو چھوڑکر اسی صادقپور مین سکونت پذیر ہوئین اب اسوقت سے ہملوگ صادقپوری ہوگئے۔

مولانا حفیظ اللہ و مولانا حضرت محمد عارف سے لیکر مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہم تک کل حضرات متوسل شاہان خاندان تیموریہ دہلویہ رہے۔ اور ہر ایک کو عہدہ جلیلہ مثل قضا و افتا و بعض اوستاد و اتالیق شاہزادگان رہے اور ہر ایک کو مواضعات جاگیر مین طرف سے شاہان دہلی کے ملی مگر افسوس صد افسوس کہ وہ کل فرامین شاہی و اسانید قضا وغیرہ وہین شہر گھاٹی مین رہے یہان صادقپور مین اونمین سے کچھ بھی نہ آیا چنانچہ اوسکا طلب و تقاضا جو اس فقیر نے جناب سید خواجہ عبدالکریم مرحوم سے کیا اور جو کچھ اونھون نے جواب دیا وہ اونکی تحریرات سے جو اوپر نقل کیگئی ہین حضرات ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اب میرے ہاتھ اونمین سے کچھ بھی نہین جو ہدیہ ناظرین کرون۔

(تاریخ انتقال حضرت مولٰنا محمد سعید قدس سرہ جو اونکے مزار کے سرہانے کتبہ مین کندہ ہے از نتیجۂ فکر جناب مولوی ولاور علی صاحب مرحوم متخلص بہ دل)

آن شہ صاحب کمالان زمان ملا سعید سال فوت او نہان در گوشۂ دل با آہ آہ	ولہ	چون ز دنیا سوے ملک معنوی طے کرد رہ گفت ہاتف۔ نور اللہ تعالٰے مرقدہ ۱۲۹۳ھ
چو آن شاہ سعید باکمالات دلا شور عزا چون بر فلک شد		بجنت شد روان زین دار ششدر بتاریخش بر آمد وا اخیر ۱۲۹۳ھ

(تاریخ انتقال حضرت مولٰنا محمد سعید قدس سرہ از نتیجۂ فکر خواجہ عبدالکریم مرحوم متخلص قرین)

کامل وقت عارف دوران آہ ملا سعید عالیشان خواستم سال رحلتش چو قرین از سر بام ہاتف غمگین		نقل فرمود زین سرا کہن جنت عدن ساختہ مسکن سال ترحیل آن خدا آگاہ گفت رفتہ ولی بجنت آہ ۱۲۹۳ھ

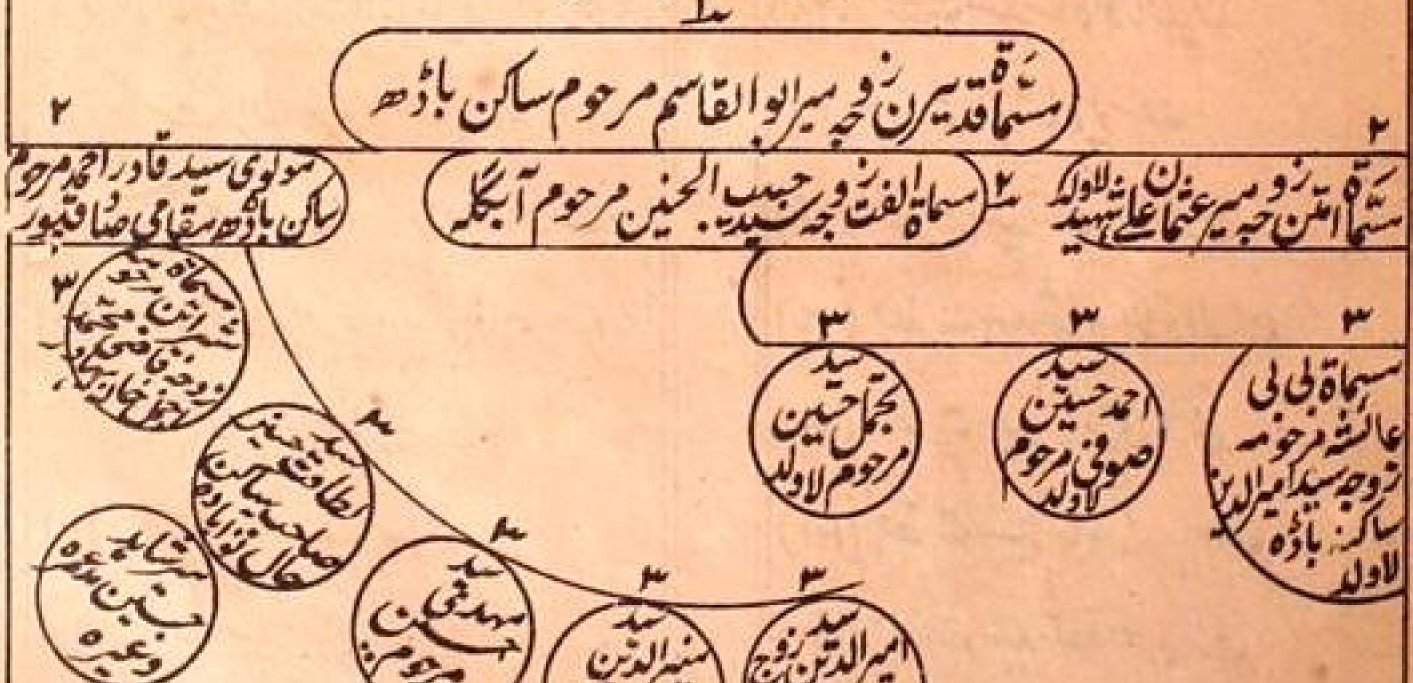
مسماۃ قدیرن زوجۂ میر ابو القاسم ساکن باڑھ

انکی دو بیٹیان اور بیٹا ہوا۔ مسماۃ امتن جنکی شادی میر عثمانعلی صاحب بن قاضی رجب علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کندہ ضلع ہزاری باغ سے ہوئی مگر اونھون نے لاولد انتقال کیا میر عثمانعلی شہید دو بھائی تھے دوسرے کا نام میر صادق علی وہ اکثر صادقپور مین آیا کرتے تھے اس نے بھی اونکو دیکھا ہے اونکی اولاد مہنوز گھوڑی گھاٹ مین موجود ہے از انجملہ حافظ سید کفایت اللہ صاحب ہین کہ اس فقیر کی اول ملاقات اون سے سفر حج سنہ ۱۳۰ ہجری مکہ معظمہ مین ہوئی اور چند مہینے اونکا ساتھ رہا۔ اوسکے بعد بھی اونسے ملاقات ہوئی جناب میر عثمان علی شہید یہان سے بہمراہی جناب حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب واسطے جہاد کے ملک پنجتار وسوات وغیرہ مین تشریف لیگئے اور وہان بمقابلہ سکھ بمقام سیدو جو ایک موضع ہے قریب پشاور کے جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ ہجری مین بضرب گولہ توپ شہید ہوئے دختر دوم مسماۃ الفت جنکی شادی جناب سید حبیب الحسنین ساکن آبگلہ متصل گیا سے ہوئی لیکن وہ بعد شادی صرف ایکدفعہ آبگلہ گئین اور اوسکے بعد جناب سید حبیب الحسنین صاحب مرحوم باعث ناموافقت بنی اعمام اپنے سکونت آبگلہ کو ترک کرکے اسی صادقپور مین سکونت پذیر رہے اور اسی محلہ کے مقبرہ مین جو اب ضبطی سرکار مین درآکر کچہری مینوسپلٹی قائم کیگئی ہے اونکا مزار ہے اونکی ایک بیٹی مسماۃ عائشہ اور دو بیٹے مولوی سید احمد حسین صوفی و سید تجمل حسین ہوئے اور ہرسہ لاولد اس دار فانی سے راہی ہوئے مسماۃ عائشہ کی شادی ساتھ سید شاہ امیر الدین مرحوم بن جناب مولوی سید قادر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئی اور ہر دو لاولد رخصت ہوئے۔ مولوی سید احمد حسین صاحب صوفی نے یہان برادری مین شادی نکی جب بشوق تحصیل علم پچھان کو تشریف لیگئے تخمیناً بیس برس بتحصیل علوم حالت سفر مین بسر کی اسی اثنا مین گوالیار مین اپنے اوستاد جناب حکیم سید احمد حسین صاحب کی لڑکی سے شادی کی اور یہان لے آئے۔ جناب صوفی صاحب کو علم کتابی نہایت عمدہ تھا شعر شاعری سے بھی آپکو خوب مذاق تھا نظم و نثر ہر دو مین آپکو دستگاہ کامل تہا آپ حقیقت مین نہایت صوفی صفت متقی پرہیزگار با وقار آدمی تہے ابتدای بچپن سے کبھی لغو و بد کاموں کی طرف توجہ نکی ہمیشہ اون سے آپکو نفور تام رہا آپکو چھوٹے چھوٹے بچون کی تعلیم سے ایک دلچسپی خاص رہی اوس مین آپنے بدرجۂ غایت دستگاہ حاصل کی تھی آپنے اس ایک خاص امر مین شہرۂ عام حاصل کیا تھا آپنے ایک مدرسہ بھی لڑکون اور

لڑکیون کا کھولا آپکی اہلیہ بھی نہایت عمدہ قرأت قران کی خوش الحانی ومخارج وغیرہ سے نہایت درست بطور عمدہ قاری کے پڑھتی ہین انکو بھی لڑکیون کی تعلیم مین مذاق کامل حاصل ہے صد ہا لڑکیان عمائد شہر کی اور لڑکے آپسے قران تعلیم پا گئے۔ پانچ برس کا بچہ صرف الف با پڑھکر تمام قرآن جسجگہ سے کھولکر اوس کے سامنے رکھدیجیے تامل پڑھ لیتا آپ کا اسقدر شہرہ تعلیم اطفال کے باب مین ہوا کہ آپکی طلبی حیدرآباد دکن ومدراس ومیسور وغیرہ سے ہوئی اور وہان جاکر ہر ایک جگہ آپنے مدرسہ کھولا اور دو دو تین تین مہینے وہان رہکر وہان کے معلمون کو طرز تعلیم اطفال سکھا کر تشریف لائے آپ کے اوصاف حمیدہ بہت کچھ ہین جو اس قرطاس تنگ اساس مین گنجایش نہین کر سکتے افسوس صد افسوس کہ ایسا عمدہ شخص بہت جلد راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم نور مرقدہٗ ووسع مضجعہ۔ آپکا مقبرہ محلہ موہیہ برلشت جمعہ مسجد ہے آپنے بتاریخ پندرہوین محرم ۱۳۱۲ھ انتقال فرمایا اوسوقت عمر آپکی تخمیناً ستر سے متجاوز ہوگی۔ آپ نے قران مجید کا ترجمہ بھی اردو زبان مین لکھنا شروع کیا تھا اور اوسکو چھپوایا بھی تھا مگر افسوس کہ پانچ پارون تک تیار ہو کر رہگیا۔ عمر نے وفا نہ کی۔ تیسرے لڑکے سید تجمل حسین اونکی شادی جناب سید ولی احمد مرحوم ساکن موضع بدلپورہ متصل اسٹیشن داناپور کی لڑکی سے ہوئی تھی بعد شادی صرف ایک برس بقید حیات رہکر بعمر بیجدہ سالگی آپنے لاولد انتقال فرمایا۔ الغرض مسماۃ امتن ومسماۃ الفت۔ ان دونون کی یادگار کوئی دنیا مین قایم نرہی۔ جناب مولوی قادر احمد عرف مولوی چھیدن رحمۃ اللہ علیہ بھی نہایت عمدہ وپاکیزہ صفت فقیر دوست صوفی مشرب تھے اشعار فارسی واردو نہایت عمدہ فرماتے تھے اور آپ خوشنویس بھی تھے فقیر مولف کتاب ہذا کو بھی شرف شاگردی کا آپکے حاصل ہوا ہے آپکی شادی باڑھ مین ہوئی اور آپکا دادیہال بھی باڑھ مین تھا مگر آپکو محلہ صادقپور اور اوسکے لوگون سے کچھ ایسی محبت وانسبت ہوگئی تھی کہ آپنے ہمیشہ اسی محلہ مین بسر کی صرف چندروز کیواسطے باڑھ تشریف لیجاتے بطور مسافر وہان رہکر اپنے اہل وعیال سے ملاقات کر کے چلے آتے آپکا انتقال بھی اسی محلہ صادقپور مین ہوا بعد انتقال آپکو باڑھ لیجا کر لوگون نے دفن کیا۔ آپکے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئین۔ سید شاہ امیر الدین مرحوم انکی شادی مسماۃ عائشہ بنت مسماۃ الفت زوجہ سید حبیب الحسنین صاحب سے ہوئی اور بعمر شصت سالگی لاولد اس جہان سے رخصت ہوئے

دوسرے سید منیر الدین وہ بھی بعمر ہفتد ۃ سالہ اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ تیسرے سید شاہ مہدی حسین مرحوم انکی اولاد سید احمد حسین عرف بھلو میان وغیرہ اسوقت تک باڑھ مین موجود ہین چوتھے سید شاہ لطافت حسین صاحب انکی شادی نوآبادہ مین ہوئی اور یہ بھی اپنی سسرال مین جاکر آباد ہوئے اور وہین اونکی اولاد میر شاہد حسین مدعمرہ وغیرہ موجود ہین پانچوین مسماۃ شبراتن کہ جنکی شادی جناب قاضی سید محمد اجمل خان بہادر سے ہوئی قاضی صاحب یکے از روسای عظام قصبہ باڑھ تھے ۱۸۶۲ء عیسوی مین ازطرف گورنمنٹ انگریزی بندوبست انکم ٹکس مین اسیسر یعنی ڈپٹی کلکٹر بھی مقرر ہوئے تھے اڑھائی برس آپنے اس کام کو نیکنامی سے انجام دیا جب یہ محکمہ ابالش ہوا آپ علیحدہ ہوئے اخیر مین آپکو خان بہادر کا خطاب بھی سرکار سے عنایت ہوا اور بعمر ہفتاد سالگی اس جہان سے رخصت ہوئے لیکن جناب قاضی صاحب مرحوم نے حین حیات مین اپنی زوجہ اولی کے ایک دوسری شادی بشوق تولد فرزند اپنی برادری مین کی اون سے ایک فرزند قاضی سید محمد افضل نام ہوئے اور اونکی شادی جناب شاہ سید مہدی حسین مرحوم موصوف کی لڑکی سے ہوئی جو اسوقت بمنہ تعالے یادگار قاضی صاحب ہین اللہم طال عمرہ فی عبادۃ ربہ۔

نقشہ اوسکا یہ ہے



فصل دویم۔ نسب نامہ ام الاب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران

(۱) مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی و مولوی
فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔
(۲) مولوی فتح علی مرحوم
(۳) مولوی وارث علی مرحوم زوج مسماۃ حمیدہ
بنت مولوی آیت اللہ رحمۃ اللہ علیہ از اولاد
ملا شکر اللہ قدس سرہٗ وہ اولاد سے حضرت
مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کی بنت ابن
(۴) مسماۃ رحیمہ مرحومہ زوجہ ملا سعید قدس سرہٗ بنت
(۵) ملا محمد فاضل بن
(۶) ملا خیر اللہ بن
(۷) ملا داؤد بن
(۸) ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ برادر کلانی
ملا شکر اللہ مرقوم الصدر۔
(۹) شاہ عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کہ مزار
شان بمحلہ انبیر بہار است۔
(۱۱) حضرت سید موسےٰ ہمدانی
(۱۲) حضرت سید مبارک
(۱۳) حضرت سید ابراہیم
(۱۴) حضرت سید سلیمان
(۱۵) حضرت سید عبد الکریم
(۱۶) حضرت سلطان عبد الحکیم
(۱۷) حضرت سید شاہ عبد الشکور
(۱۸) حضرت سید شاہ نعمت اللہ مدنی
(۱۹) حضرت سید شاہ عبد المجید مدنی
(۲۰) حضرت سید شاہ عبد الرحیم مدنی
(۲۱) حضرت سید شاہ اسحٰق
(۲۲) حضرت سید شاہ احمد
(۲۳) حضرت سید شاہ محمود
(۲۴) حضرت سید شاہ اسمٰعیل
(۲۵) حضرت سید شاہ عبد الرحمٰن
(۲۶) حضرت سید شاہ ابو القاسم
(۲۷) حضرت سید شاہ نور الدین
(۲۸) حضرت سید شاہ یوسف
(۲۹) حضرت سید شاہ رکن الدین
(۳۰) حضرت سید شاہ علاؤ الدین
(۳۱) حضرت سید شاہ یحییٰ مدنی
(۳۲) حضرت سید شاہ زکریا مدنی
(۳۳) حضرت سید شاہ حسن مدنی
(۳۴) حضرت سید شاہ عمر مدنی
(۳۵) حضرت سید شاہ امام عبد اللہ
(۳۶) حضرت سید شاہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

(۳۷) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
(۳۸) حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ
(۳۹) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
(۴۰) حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ
(۴۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ زوج حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

واضح ہو کہ مسماۃ مجیدہ زوجۂ مولوی وارث علی مرحوم بنت مولوی آیت اللہ عرف مولوی دلیل اللہ اولاد سے حضرت ملا شکر اللہ قدس سرہ کے تھے اور جناب ملا شکر اللہ صاحب و ملا امان اللہ رح یہ دونون عینی بھائی ابن حضرت شاہ عبدالستار رحمۃ اللہ علیہم کے ہین مگر مولوی آیت اللہ و ملا شکر اللہ رح کے درمیان چند نام چھوٹ گئے ہین کہ اونکا مولف کتاب کو باوجود تلاش کے پتہ نملا اور نیز درمیان حضرت شاہ عبدالستار و حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہ کے بھی کچھہ نام چھوٹ گئے ہین کہ باوجود تفحص و تلاش کے پتہ نملا۔ اور مخفی نرہے کہ جناب حضرت دیوان شاہ عبدالفتاح و حضرت دیوان شاہ عبدالمجید قدس سرہما کہ جنکے مزار مقبرہ محلہ صادقپور مین تھے کہ جہان اب مینوسپلٹی کچہری قایم ہے یہ دونون حضرات بھی اولاد سے ملا امان اللہ و ملا شکر اللہ علیہما الرحمتہ کے ہین اور انکا ایک حجرہ جو وقت ضبطی جائداد تک موجود تھا اور اوسکو سرکار نے ضبط کرکے توڑ دیا کہ وہ ترکہ مین مسماۃ واجدہ بنت مولوی لشتاب علی مرحوم کو ملا تھا۔ لیکن چونکہ فقیر کو اسکا کچھہ نشان نملا کہ یہ دونون حضرات یعنی دیوان شاہ عبدالفتاح و دیوان شاہ عبدالمجید قدس سرہما سے ہمارا خاندان کہان جا کر ملا ہے۔ لہذا اونکو فہرست نسب نامہ مین درج نہین کیا اطلاعًا حوالہ قلم ہوا۔ حضرت مولنا امان اللہ قدس سرہٗ زمانہ مین اکبر بادشاہ کے پیدا ہوئے آپنے عمر زیادہ پائی نورالدین جہانگیر اور شاہجہان کا زمانہ آپنے بالکل طے کیا اورنگزیب عالمگیر کے زمانہ مین آپکا انتقال ہوا ان تینون بادشاہون کے زمانہ مین آپ برابر شاہزادگان دہلی کو پڑھاتے رہے اور ہر ایک بادشاہ نے متعدد مواضعات جاگیر مین آپکو عطا فرمائی جنمین سے بعض کی نام اور انکے فرامین شاہی کی نقل آگے کر دی جاتی ہے اخیر مین مرزا محمد معظم فرزند عالمگیر بادشاہ کو بھی آپنے پڑھایا اوائل عمر مین آپنے نوکری شاہان دہلی کی بعد اوسکے آپ خانہ نشین ہو کر درس تدریس مین مصروف ہوئے۔ آپکا مکان محلہ پتھری منحلات شہر پٹنہ تھا مرزا محمد معظم جس زمانہ مین صوبہ دار بہار تھے اکثر آپکے مکان پر آتے اور فرامین مواضعات لکھکر اپنے ہمراہ لاتے وقت ملاقات ملا صاحب قدس سرہ کے آپکے بچھاون کے نیچے چپکے سے رکھکر چلے جاتے آپکی نظر جب اون فرامین پر پڑتی اوسکو اوٹھا کر کہین طاق وغیرہ

پر رکھدیتے آخر عمر مین آپنے عزلت وگوشہ نشینی اختیار کی اور برابر کے پہاڑ پر جو قریب سہسرام ہے جاکر
رہے اور وہین انتقال فرمایا آپ بڑے عالم فاضل اور عارف کامل تھے آپکو بجز عبادت معبود حقیقی کے
کوئی سروکار نتھا آپکے برادر خرد ملا شکر اللہ قدس سرہ نے بعد انتقال اپنے برادر کلانی کے اُن فرامین کو
جو وقتاً فوقتاً آپ کو شاہان دہلی کے یہان سے ملتے رہے تھے اور آپنے اون کو گھر مین ڈال رکھا تھا۔
دہلی لیجاکر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے حضور مین اون کو جاری کرایا دہان سے پروانجات
دخلیابی بنام صوبہ دار بہار لائے۔ وہ بہت مواضعات تھے کہ آپکی اولاد مین نسلاً بعد نسلٍ و بطناً
بعد بطنٍ چلے آتے رہے کہ اون کا تھوڑا سا حصہ دختری مسماۃ دہین وسماۃ سعیدہ بنتان ملا آیت اللہ
مرحوم کو ملا جو اسوقت تک ہملوگون کے دخل مین ہے اور کچھہ حصہ اوسکا جو اس فقیر مولف کتاب کو وراثتاً
ملا تھا ضبط سرکار ہوا اور باقی جو ہمارے بھائی اور بہنون کے نام تھا وہ ہنوز باقی ہے۔ اونکی فہرست
آگے آویگی آپکا خاندان محلہ انبیر بہار سے اوٹھکر محلہ پتھری منحلات شہر پٹنہ مین آکر بسا اور وہان سے بعض محلہ
صادقپور مین آکر بسے محلہ پتھری مین آپکی بہت بڑی حویلی و رعیت خانہ وغیرہ تھا حویلی تو گرگئی جسکو اس فقیر نے
خود دیکھا تھا مگر رعیت خانہ کچھہ تھوڑا ہملوگون کے حصہ مین اسوقت تک باقی ہے آپکی اولاد مین سے ملا
آیت اللہ عرف ملا دلیل اللہ قدس سرہٗ بہت بڑے عالم اور بڑے سپاہی بھی تھے آپ آخر
عمر مین نواب دلاور جنگ فرزند نواب مظفر جنگ صوبہ مرشدآباد کے پڑھانے کو مقرر ہوئے تھے۔ آپکی
سپاہ گری کی ایک نقل یہ ہے کہ جب نواب مہابت جنگ کے زمانہ مین مرہٹون کا لشکر پونا ستارہ سے
واسطے لوٹنے کے عظیم آباد پر آیا اوسوقت آپ بنظر جہاد نواب صاحب کے لشکر کے ساتھہ ہوکر کفار سے
خوب لڑے مرہٹون کا لشکر گھوڑے سوارون کا تھا آپ بھی ایک عمدہ گھوڑے پر سوار تھے اور نیزہ باری
کررہے تھے ایک سوار کو آپنے نیزہ مارا اوسکے سینہ سے پار ہوگیا اور نیزہ کا پھل اوسکی ہڈی مین اٹک گیا
آپ اوسکے نکالنے مین مصروف ہوئے کہ ایک دوسرے مرہٹے نے آکر پیچھے سے آپکو نیزہ مارا وہ آپکی ران
مین اگر پار ہوگیا آپنے اوس نیزہ کو پکڑ لیا اور اوس مرہٹے کا بھی کام تلوار سے تمام کیا اوسی حالت مین آپکو
اور چند زخم لگے اور آپ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے مرہٹون کا راجہ ہاتھی پر سوار تھا ان سب
کیفیات کو دیکھہ رہا تھا آپکی بہادری اور سپہ گری کی قدرشناسی کرکے فی الفور اپنے ہاتھی کو بٹھا کر آپ کو
اوس پر لے لیا اور وقت واپسی پونا ستارہ کو لے گیا وہان آپکی مرہم پٹی کرکے جب آپ صحیح ہوگئے کچھہ

سوار آپکے ہمراہ دیکر اور بہت کچھ زر و جواہر دیکر بنہایت عزت کے ساتھ آپکو پٹنہ پہونچوا دیا اور آپکی ایک علمی حکایت یہ ہے کہ شاہان دہلی مین سے کسیکو ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو علم ریاضی مین تھی تو اوس نے ناظم صوبہ بہار کو لکھا کہ وہان کے علمار مین سے کسی کے پاس وہ کتاب ہو تو نقل کرا کر بھیجدو ناظم کا آدمی واسطے دریافت کے جب آپکے پاس آیا تو آپنے فرمایا کہ کتاب تو موجود نہین ہے مگر اگر کوئی کاتب میرے پاس آوے تو مین زبانی لکھا دیسکتا ہون اوسوقت آپکی عمر بہت ہوگئی اور بصارت بھی جا چکی تھی محض گوشہ نشین تھے چنانچہ ناظم صوبہ بہار نے فی الفور ایک خوشنویس کاتب کو آپکی خدمت مین بھیجدیا آپنے ساری کتاب اوسکو زبانی لکھا دی جب وہ کتاب نقل ہو کر دہلی مین بادشاہ کو پہونچی اوسوقت اتفاقات حسنہ سے ایک نسخہ اوس کتاب کا بادشاہ کو کہین سے ہاتھ لگ گیا تھا جب دونون نسخون کا مقابلہ ہوا مطابق پایا۔ الغرض آپ صاحب سیف و قلم دونون تھے۔

آپکی اولاد مین سے جناب سید احمد علی مرحوم اون کے صاحبزادے جناب سید محمد مصطفےٰ مرحوم مؤلف کتاب ہذا کی یاد مین محلہ پتھری مین موجود تھے مگر بعد کو کل املاک اپنی بیچ کھوچ کر الہ آباد چلے گئے اور بعد انتقال سید احمد علی مرحوم اون کے صاحبزادہ سید محمد مصطفےٰ صاحب ۱۲۷۹ھ ہجری مین عظیم آباد کو تشریف لائے اور پتھری پر مکان و رعیت خانہ آپکا جو کچھ رہگیا تھا اوسکو بھی فروخت کر کے پھر آپ الہ آباد کو واپس گئے اوسکے بعد پھر اون کا کچھ حال معلوم نہوا بالجملہ ملا امان اللہ و ملا شکر اللہ قدس سرہما کی اولاد ذکور مین سے کوئی بھی اسوقت باقی نہین ہے۔ صرف بیٹی کی اولاد مین سے ہم لوگ ہین۔

اور واضح ہو کہ فرامین شاہی تخمیناً تیس ۳۰ عدد جو وقتاً فوقتاً شاہان دہلی کے یہان سے اس خاندان کو ملے تھے وہ سب وقت ضبطی جائداد مسودادراق ہذا ضبط سرکار ہو گئے۔ مگر جسوقت کہ بند و بست مواضعات صوبہ بہار از طرف سرکار گورنمنٹ ہوا تھا اوسوقت حکم سرکاری ہوا تھا کہ جو شخص جس موضع یا جس اراضی پر قابض و دخیل ہی وہ اپنا قبضہ اور وجہ مقابضت دکھلاوے تب وہ شی اوسکے ساتھ بند و بست کیجاویگی چنانچہ اوسوقت حضرت جد امجدم مولوی فتح علی مرحوم نے ایک عرضی دعوی لکھا اوسمین ہر ہر موضع کی نسبت کہ جسپر ہملوگ اوسوقت قابض و دخیل تھے وجہ مقابضت دکھلائی کہ فلان بادشاہ نے فلان سنہ مین فلان شخص کو یہ موضع دیا اور اوس شخص موہوب لہ سے وراثتاً اسطور پر ہم کو پہونچا پس اوس عرضی دعوی کی نقل اسوقت پاس جناب حکیم مولوی محمد نصیر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے موجود ہے اوسی سے مین نے اس

نسب نامہ کو حضرت مخدوم احمد چرم پوش تک لکھا ہے۔ اور حضرت مخدوم سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک کتاب حضرت شاہ محمد نور صاحب مدظلہ ساکن محلہ منیر بہار سجادہ نشین حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہ سے لیا ہے من شاء فلینظر ھناک چنانچہ نقل اون فرامین کی بھی درج ذیل ہے

محمد شاہ بادشاہ

نام واہب	محمد شاہ بادشاہ۔
فرمان عطا	مرقومہ دویم رمضان ۳ سنہ جلوس مطابق ۱۱۳۳ہجری۔
موہوب لہ	شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ ولد ملا شکر اللہ درویش۔
موضع موہوبہ	سنگرامپور رگھاکول پرگنہ منیر ضلع پٹنہ مقدار رقبہ ایکہزار بیگہ۔
مصرف حال	بی بی زبیدہ زوجہ و مسماۃ سعیدہ و مسماۃ دیپن بنتان ملا آیت اللہ
تاریخ پروانہ	وزیر الملک نظام الملک فتح جنگ بہادر سپہ سالار مرقومہ دویم جمادی الاول ۶ سنہ جلوس مطابق ۱۱۳۶ہجری۔
صدور پروانہ	صدر الصدور معتمد الملک معظم خان خانخان بہادر مظفر جنگ مرقومہ نہم ربیع الثانی ۶ سنہ جلوس مطابق ۱۱۳۶ہجری۔
وجہ عطا	مدد معاش

محمد فرخ سیر بادشاہ

نام واہب	محمد فرخ سیر بادشاہ
فرمان عطا	مرقومہ پنجم صفر ۱۱۲۳ہجری
موہوب لہ	ملا غلام رسول متعلقان ملا امان اللہ ولد شاہ عبد الستار درویش
موضع موہوبہ	محال موضع گوڈھانہ اصلی معہ داخلی پرگنہ شاہ پور منیر ضلع پٹنہ رقبہ ایکہزار بیگہ
مصرف حال	مسماۃ دیپن و مسماۃ مجیدن بنتان شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ برادر حقیقی ملا غلام رسول
تاریخ پروانہ	پنجم صفر ۱۱۲۳ہجری۔

21

صدور پروانہ	سید عبداللہ خان و افضل خان صدر جہان صدر الصدور و وزیر الممالک نظام الملک
وجہ عطا	مدد معاش۔

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

تاریخ فرمان عطا	مرقومہ ۲۴ رمضان ۱۰۶۸ سنہ ہجری
موہوب لہ	ملا امان اللہ از فرزند مخدوم احمد چرم پوش
شے موہوبہ	موضع کھوریٹھے رقبہ چہل بیگہ
وجہ عطا	مدد معاش
مصرف حال	مسماۃ دیپن و مسماۃ سعیدہ بنتان شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ از فرزندان ملا شکر اللہ درویش
پروانہ	وزیر الملک جعفر خان

شاہ جہان بادشاہ

تاریخ صدور فرمان مرقومہ ہشتم جمادی الثانی ۱۰۳۹ سنہ ہجری

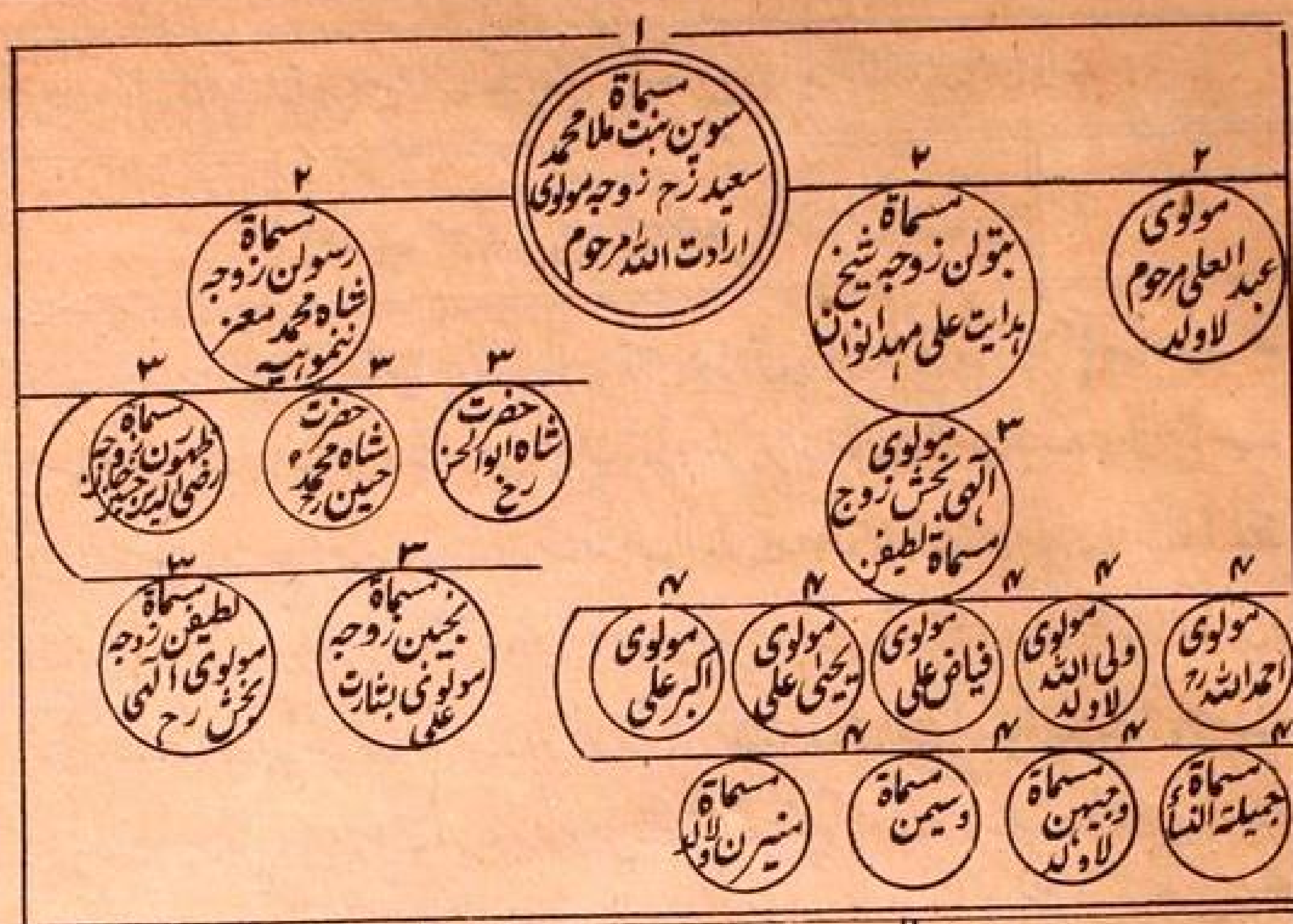
موہوب لہ	ملا محمد عباس
وجہ عطا	مدد معاش
مصرف حال	مسماۃ بولن
مصرف حال بوجہ ارث	مولوی وارث علی و مولوی ہدایت علی خواہرزادگان مسماۃ بولن
پروانہ	سید احرام خان و محمد رضا خان صدر الصدور
موضع معہ رقبہ	موضع صادقپور سنگرام پرگنہ حویلی عظیم آباد۔ رقبہ ایکہزار بیگہ

واضح ہو کہ محلہ صادقپور ایک ہزار بیگہ پروانہ عطا مین ہملوگون کو دیا گیا مگر نہ معلوم کس وجہ سے دخل صرف اوپر تینتیس بیگہ کے ہوا پس یہ تینتیس بیگہ اسطرح پر تقسیم پایا کہ جملہ تیرہ سہم قرار دیا گیا ازانجملہ پانچ سہم مولوی فتحعلی مرحوم نے لیا اور چار سہم فرزندان مولوی لبشارتعلی مرحوم اور

دو سہم مسماۃ قدیرن زوجہ میر ابوالقاسم مرحوم ساکن باڑھ اور دو سہم مسماۃ اجالی زوجہ مولوی عبد العلی مرحوم مولوی عدالت پٹنہ۔

بی بی سوہن بنت ملا سعید قدس سرہٗ زوجہ مولوی ارادت اللہ مرحوم

انکے ایک بیٹا مولوی عبد العلی اور دو بیٹیاں مسماۃ رسولن زوجہ شاہ محمد معز عرف شاہ منو ساکن محلہ نمو ہیہ و مسماۃ بتولن زوجہ شیخ ہدایت علی ساکن مہدانوان۔ مولوی عبد العلی لاولد گذرے اور مسماۃ بتولن کے صرف ایک بیٹا مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ اور اونکے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئین اور آپکی شادی ساتھ مسماۃ لطیفن بنت شاہ محمد معز موصوف کے ہوئی تفصیل اولاد کی یہ ہے۔ مولوی احمد اللہ رح زوج مسماۃ بصیرن بنت حضرت شاہ محمد حسین رح ساکن نمو ہیہ مولوی ولی اللہ رح یہ مجذوب صفت تھے آپکو ہوش و حواس اکل و شرب و ستر پوشی وغیرہ کا بھی نتھا لہذا آپکی شادی نہوئی آپ تخمیناً پچاس برس کی عمر مین رحلت فرما ہوئے مولوی فیاض علی زوج مسماۃ حفیظہ و مولوی یحییٰ علی زوج مسماۃ حمیدن۔ و مولوی اکبر علی زوج مسماۃ شریفن و مسماۃ جمیلۃ النسا جن کے زوج اول مولوی قمر الدین شہید و زوج ثانی مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ ہوئے۔ و مسماۃ وجیہن زوجہ مولوی اولیا علی رح۔ و مسماۃ وشیمن زوجہ شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن موضع امتھوا۔ و مسماۃ میزن بارہ تیرہ برس کی عمر مین قبل از شادی انتقال کیا۔



مولانا عبد العلی مرحوم

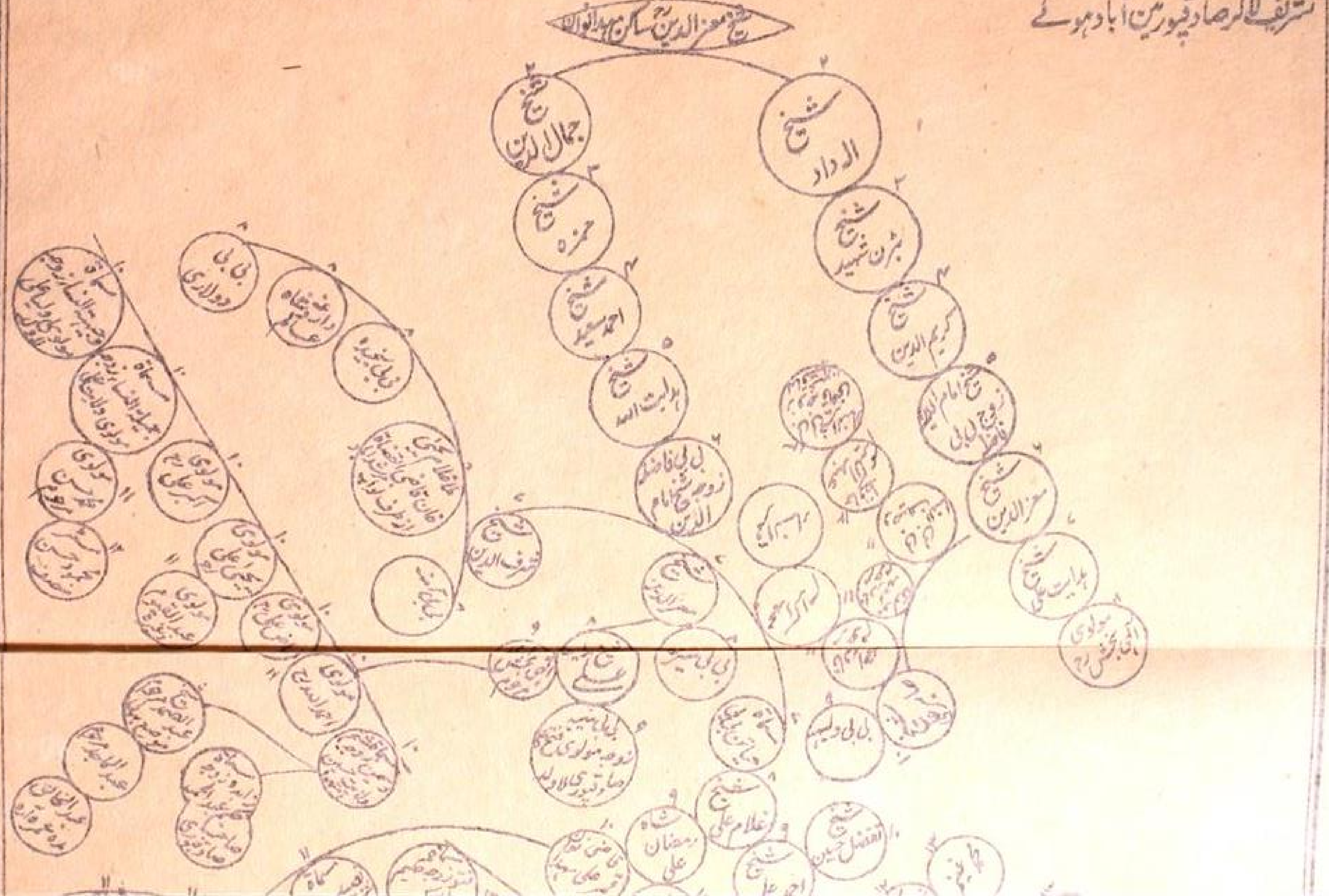
نواب مظفر جنگ ونیز نواب دلاور جنگ کے وقت مین جبکہ انگریزی کمپنی اور نواب صاحب ملکر صوبۂ مرشدآباد وصوبۂ بہار پر حکمران تھے آپ نواب صاحب کیطرف سے مولوی عدالت کے عہدہ پر (کہ جسکو آجکل جج کہتے ہین) صوبۂ بہار مین مقرر تھے اور آپ ہی کے واسطے یہ مکان کچہری جواب گلزار باغ مین ہے تیار کی گئی تھی عدالت دیوانی وفوجداری کے کل مقدمات آپکے پاس دائر ہوتے تھے مگر جب دورہ کا مقدمہ خون وغیرہ کا ہوتا اوسوقت ایک انگریز بھی آپکے ساتھ بطور جوری کے شریک رہتا آخر مین جب کمپنی بہادر نے نواب صاحب کی نقد تنخواہ کردی اور ملک کا بندوبست کل اپنے ہاتھ مین لے لیا آپ مستعفی ہوکر خانہ نشین ہوگئے ہرچند کمپنی نے چاہا کہ آپکو اوسی عہدہ پر بحال رکھین مگر آپنے قبول نفرمایا آپ بہت بڑے عالم اور درویش صفت فقیر دوست تھے آپکو جو کچھہ نواب صاحب سے ملتا تنخواہ یا انعام وغیرہ وہ کل ذوی الحاجات واہل براد رین صرف کرڈالتے اپنے ہاتھ سے قران شریف لکھکر اور ہدیہ کرکے اپنا ذاتی صرف اوسی سے کرتے آپکو جو نواب صاحب کی طرف سے ماہی ومراتب وعصا وسونٹا سوار وپیادہ واسطے جلوس کے مرحمت ہوا تھا کبھی اوس کو اپنے ہمراہ نرکھتے آپ محض سادی وضع سے موٹا کپڑا پہنکر ایک پھر کیدار کھنہ تامجان پر کچہری و دربار کو جایا کرتے آخر عمر مین آپ مختل الحواس ہوگئے تھے آپنے جناب حضرت سید احمد صاحب بریلوی کو بھی پایا اور

بیعت حاصل کی آپکی عمر قریب سو برس کے پہونچی تھی آپکا انتقال شاید ۱۲۴۵ھ ہجری مین ہوا ہے

جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

فرزند شیخ ہدایت علی مرحوم ساکن مہدانوان حال مقامی صادق پور شہر عظیم آباد پٹنہ آپکی شادی ساتھ مسماۃ لطیفن بنت جناب حضرت شاہ محمد معز عرف شاہ منور رحمہ اللہ ساکن محلہ تموسیہ کے ہوئی جناب امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب جب پٹنہ تشریف لائے تھے اوسوقت آپنے بھی سید صاحب کو اپنے مکان مین مدعو کیا اور وعظ کہلوایا مگر آپکو بیعت کا اتفاق نہین ہوا آپکے دو صاحبزادے جنکا نام احمد بخش و ولی بخش تھا جناب سید صاحب نے اونکو بدل کر احمد اللہ و ولی اللہ رکھدیا آپ اپنے زمانہ کے بڑے قابل عاقل لایق ہوشیار مدبر لوگو مین تھے آپ شہر عظیم آباد کے روساے عظام مین سے شمار کیے جاتے تھے آپ بحیثیت عقل و دانش و فہم و فراست یگانہ زمانہ تھے بڑے بڑے روساے عظام آپسے آکر اپنے امور خاص مین صلاح و مشورہ لیا کرتے تھے آپکی گورنمنٹ انگریزی مین بھی بڑی قدر و منزلت تھی آپ نہایت ہی خوش اخلاق ذی مروت برادر پرور تھے آپکے مزاج مین نہایت استقامت و ثبات قدمی تھی آپ جس کام کو اچھا سمجھتے کبھی اوس سے نہ ہٹتے باوجود اسکے کہ اگر کوئی لڑکا بھی اگر حق بات بتادے تو اوس کے ماننے مین آپکو کچھ عذر نہوتا آپ بدرجہ غایت حق پسند تھے ع متاع نیک ہر دکان کہ باشد پر آپکا پورا عمل تھا۔ حدیث شریف الحکمۃ ضالۃ المؤمن پر آپکا پورا تمسک تھا یہی باعث تھا کہ آپنے آخری عمر مین اپنے صاحبزادہ خرد مولوی اکبر علی مرحوم کی فہمایش سے جناب حضرت مولنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنی صبیہ بیوہ مسماۃ جمیلۃ النسا کو آپکے نکاح مین دیا یہ اول نکاح ہے جو عظیم آباد پٹنہ کے شریف خاندان مین ہوا جزاہ اللہ خیر اوسوقت اپنے آپنے تین صاحبزادون کو یعنی مولوی فیاض علی رح و مولوی یحیٰی علی رح و مولوی اکبر علی کو مولانا علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت مین دیدیا اور آپ مولانا کا اسقدر ادب کرتے کہ بجز حضرت کے کبھی نام نہ لیتے آپکے اوصاف حمیدہ و شمائل ستودہ بہت کچھ ہین کہ اس قرطاس تنگ اساس مین اسکی گنجایش نہین۔ آپ کو بوجہ بعض خدمتون کے نواب مرشد آباد کی طرف سے بھوئی محال جو ایک موضع ہے قریب بہار کے کہ جسکا رقبہ اراضی

متعلق صفحہ ۴۳ تذکرہ صادقہ شجرہ خاندان موضع مہدانوان متصل قصبہ منیر جو کہ مسکن آبائی جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور آپ کے والد ماجد مولوی الٰہی بخش رح وہاں سے تشریف لاکر صادقپور میں آباد ہوئے



چار ہزار بیگہہ اور آمدنی سالانہ تقریبًا پندرہ ہزار روپیہ ہے - اور موضع بجے گوپال پور پرگنہ شاہ پور منیر کہ جسکا رقبہ سات سَو بیگھہ اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ تھا عطا ہوا جو وقت ضبطی جائداد مولوی احمد اللہ وغیرہ ضبط سرکار ہوگیا اور علاوہ اوسکے مواضعات موروثی بھی تھے آپکا نسب نامہ اس عاجز نے بہت کچھ تلاش کیا آپکے بعد لوگ جو موضع مہدانوان وجھیرہ وغیرہ مین ہین اونکے پاس بھی تفحص وتجسس کیا مگر افسوس صد افسوس کہ باوجود سعی بلیغ کے گوہر مراد ہاتھ مین نہ آیا صرف آٹھ نو نام آپکے اسلاف کے بذریعہ عزیزی مولوی عبد الغفار مرحوم پسر مولوی اطہر حسین مغفور ہاتھ لگے جو ہدیہ ناظرین کرتا ہون وھوھذا مولوی الٰہی بخش مرحوم - بن شیخ ہدایت علی - بن شیخ معز الدین - بن شیخ امام الدین - بن شیخ کریم الدین بن شیخ بڑن شہید - بن شیخ اللہ داد بن شیخ معز الدین الی حضرت جعفر طیار - بن ابی طالب برادر حضرت علی کرم اللہ وجہہ - کرسی نامہ نانیہالی یہ ہے جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم - بن شیخ ہدایت علی - بن شیخ معز الدین - بن بی بی فاضلہ - بنت شیخ ہدایت اللہ - بن شیخ احمد سعید - بن شیخ حمزہ - بن شیخ جمال الدین محمد - بن شیخ معز الدین اس کمترین مولف کتاب کا معمول تہا کہ روزانہ آپکی شرف ملازمت حاصل کرتا اور آپکو فیض صحبت اور کلمات طیبات سے بہرہ مند ہوتا نسب نامہ خاندانی وحالات خاندانی جو کچھ اس کمترین نے ان اوراق مین لکھا ہے وہ اکثر آپ ہی کے ملفوظات گوہر صفات ہین آپ ہی سے مسموع ہوئے ہین آپکی ولادت ۱۲۰۱ھ بارہ سو ایک ہجری مین ہوئی اور انتقال آپکا ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری مین ہوا عمر آپکی چھہتر برس کی ہوئی مزار آپکا جمعہ مسجد محلہ نموہیہ بالین مزار حضرت شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے ہے آپکا رنگ سانولا قد میانہ تھا بال کھچڑی آخر مین آپکی بصارت بھی جاتی رہی تھی آپکی اولاد کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے آپکی جملہ اولاد ایسی لایق اور عمدہ ہوئین کہ اگر ہر ایک کو گوہر شب چراغ اور در یتیم کہین تو ہرگز مبالغہ نہوگا اللھم اغفرلہ وارحمہ -

جناب حضرت مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۲۲۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے آپکا اول نام احمد بخش تھا جناب حضرت سید احمد صاحب نے احمد اللہ رکھا آپکی شادی ساتھ مسماۃ بصیرن صبیہ کلانی حضرت جناب شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نموہیہ کے ہوئی اور اس نکاح کو حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب قدس سرہ نے پڑھایا آپکو ابتدائی

کتاب صرف ونحو جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے پڑھی مولانا جب واسطے تکمیل علم کے
لکھنؤ تشریف لیگئے تب آپنے جناب مولوی منور علی صاحب ساکن آرہ شاہ آباد سے پڑھا بعد اوس کے
ایک اور عالم سے جو عظیم آباد مین تشریف رکھتے تھے مولف کتاب کو اون کا نام یاد نہین آپنے فراغ حاصل
کیا بعد اوسکے درس تدریس مین مصروف ہوئے آپکے برادران مولانا فیاض علی و مولانا یحیےٰ علی و مولانا
اکبر علی علیہم الرحمۃ نے آپ ہی سے پڑھا اور جناب حکیم مولوی ارادت حسین و جناب حکیم مولوی
وجاہت حسین مرحوم نے بھی درسی کتابین آپ ہی سے ختم کین جناب اخی الاعظم حضرت اوستادی حکیم
مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ جو آپکے خلف اکبر ہین اوںھون نے بھی آپ ہی سے فراغ حاصل کیا بالجملہ اس محلہ
صادق پور مین پچھلے زمانہ مین جو عالم ہوئے وہ کلہم آپ ہی کے شاگرد ہین یا آپ کے شاگرد کے شاگرد
چنانچہ اس کمترین کو بھی کچھ عرصہ تک خاص آپسے شرف تلمیذ کا حاصل ہوا ہے علاوہ اسکے اور بہت سے
علماء آپسے فارغ التحصیل ہوئے آپنے سند حدیث کی جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے لی
آپ جامع معقول و منقول تھے اور نہایت ذہین و ذکی اور بہت عقیل و لبیب - ایک زمانہ آپکی فہم
و فراست و کیاست کا قائل تھا آپ روساے عظام مین سے عظیم آباد کے تھے ساتھ ہی اسکے
نہایت منکسر المزاج غریب پرور صاحب خلق عظیم ہر دل عزیز ذی مروت و سخاوت تھے - ہمت و
دلیری و حمیت و ہمدردی قومی و حب وطن یہ خاص آپکا حصہ تھا اس کمترین کے قلم مین وہ طاقت
کہان جو آپکے اوصاف حمیدہ مین سے ایک شمہ بھی بتا سکے - انسان کو بحیثیت انسانی جو کچھ اوصاف
چاہئیین اونکا مجموعہ اللہ تعالےٰ نے آپکو بنایا تھا حق پسندی و بہی خواہی عامہ بنی آدم خاص آپکا
شیوہ تھی بہبودی خلایق و رفاہ عام مین آپ جان و مال سے دریغ نفرماتے - تمام شہر ہر کہ و مہ آپکو
اپنا بہی خواہ و سرپرست سمجھتا اور آپسے تمام جزئی و کلی امور مین مشورہ لیتا آپ الولد سر لابیہ کے
پورے مصداق تھے بلکہ بدرجہا زیادہ آپکی عقل و دانش کا اسقدر شہرہ تھا کہ گورنمنٹ انگریزی
بھی آپسے اکثر رفاہ عامہ کے باب مین مشورہ لیا کرتی آپ ممبر کمیٹی برابر رہا کرتے تھے آپ حکام رس
تھے جلسہ والیسرا ے بہادر مین درجہ اول مین شمار ہوتے تھے - اکثر وہ مقدمات جو رعایا و گورنمنٹ
کے مابین بابت تکرار کسی اراضی کے ہوتا یعنی وہ اراضی گورنمنٹ کو رعیت سے خریدنی منظور ہوتی
اوسکی قیمت کا نیصلا آپ ہی کے سپرد ہوتا اور آپ اس خوبی سے فیصل فرماتے کہ حاکم و محکوم دونون خوش بخندہ

ہو جاتے۔ جب انکم ٹکس کا نیا نیا بند وبست گورنمنٹ کی طرف سے شروع ہوا اوسوقت چار اسیسر دو ہندو
اور دو مسلمان نہایت امانت دار و دیانت دار منتخب کر کے سرکار کی طرفسے اوسمین مقرر کیے گئے آپ کا
اوسمین نمبر اول تھا آپکی ہرگز خواہش نتھی کہ اس نوکری کو قبول کرین مگر حکام کے اصرار اور احبہ و اعزہ
کی فہمایش سے آپنے چار و ناچار قبول کیا اور اس خوبی سے آپنے اِسکو انجام دیا کہ حکام و رعیت
دونون آپکے ثنا خوان رہے آپ مقدمات دورہ مین جب کبھی بلائے جاتے اور اختلاف راے
جج سے اگر آپکو ہو جاتا تو آپ ہی کی راے پر مقدمہ صدر سے فیصل ہوتا آپکی تحریرات مقدمات کے
فیصلہ مین ایسی مدلل اور زور آور ہوتی کہ گورنمنٹ اوسکو بخوشی قبول کرتی انھین وجوہات سے
بعض نو دولت رئیس شہر کے آپسے حسد و عناد رکھتے کیونکہ آپکی موجودگی کی حالت مین ان ناتعلیم یافتہ اشخاص
کی کوئی بات حکام و گورنمنٹ کے سامنے پیش رفت نجاتی اور مثل مار وہ پیچ و تاب کھا کر رہجاتی لیکن پھر
بھی مانند کژدم شعر نیش عقرب نہ از پے کین است ❊ مقتضای طبیعتش این است۔ جب کسی حاکم
کو سیدھا سادا پاتا نیش زنی اور جھوٹھ چغلی سے باز نہین آتا آپکو آخر عمر مین بوجہ معذوری حضرت جناب
مولوی الٰہی بخش مرحوم کے امور خانہ داری و کثرت ارباب ملاقات و انجام دہی امور مفوضہ
گورنمنٹ سے فرصت نہ ملنے لگی تب آپنے درس تدریس کا شغل ترک کیا اوسکو حوالہ اپنے برادران
و فرزندان کے کیا آپکے اخلاق حمیدہ ایسے عام تھے کہ ہر خرد و کلان ہندو مسلمان سنی و شیعہ مثل
پروانہ آپکے ساتھ محبت و الفت و جان نثاری کا دم بھرتا چنانچہ جناب نواب سید لطف علی خان صاحب
مرحوم رئیس پٹنہ و جناب نواب محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور و جناب مولوی سید اعظم الدین حسین خان
صاحب ڈپٹی کلکٹر وغیرہ صاحبان باوجود مذہب شیعہ ہونیکے آپکے ساتھ محبت قلبی و الفت دلی
رکھتے تھے مگر ہان وہی چند نو دولت بیعلم جاہل کہ جبلت مین شر و فساد تھا اور جنکی آنکھین مانند موشک
کور کے شعاع شمس سے چندھیاتی تھین اور نور بصیرت سے محض بے بہرہ تھین وہ ہمیشہ اپنے فکر مین
درپے آزار آپکے رہے اور جب کبھی کسی حاکم کو کن تیلا پایا اپنی نیش زنی سے باز نہ آئے چنانچہ ۱۸۵۷ء مین
جبکہ ہندوستان مین غدر ہوا اوسوقت پٹنہ مین ولیم ٹیلر صاحب بہادر کمشنر تھے صاحب موصوف کا مزاج
ہندوستان کے غدر کے حالات اور بگڑی ہوئی پلٹنون کے سپاہیون کی تعدی و ظلم و نمکحرامی کی کیفیت سنکر
نہایت مشتعل بر افروختہ ہو رہا تھا ایسی حالتمین اُن رئیسون نے جو بظاہر جامۂ انسانی مین تھے اور باطن مین

سخت خونخوار درندہ گزندہ تھے موقع پاکر صاحب موصوف کو بہکا اور ورغلان کر اور کذب و دروغ باتین
پہونچا کر جناب ممدوح کی طرف سے بدظن کر دیا اور او دھر راجہ کنور سنگہ ساکن جگدیش پور ضلع شاہ آباد نے
بھی بغاوت اختیار کی پس بوجوہات بالا صاحب موصوف نے حضرت جناب مولنا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کو اور آپکے ماموں حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن تھمو ہیہ کو جو ایک بہت بڑے پیشوا و سرگروہ فرقہ
اہل حدیث کے سمجھے جاتے تھے اور جناب مولوی واعظ الحق ساکن محلہ گورہٹہ کو بہانہ ملاقات بلا کر نظر بند
کر دیا اوسوقت آپ تخمینا تین مہینے نظر بندی کی حالت مین رہے اور نہایت صبر و استقلال کو آپ کام مین
لائے چونکہ اوسوقت بعض حکام جو نہایت زیرک و مردم شناس و منصف مزاج تشریف پر ور موجود تھے
اونھون نے صورت حالیہ کو بذریعہ اپنی رپورٹ کے گورنمنٹ مین پیش کیا دہان سے اس مقدمہ کی خوب چھان
بین ہوئی بالآخر وہ ہنجل نیشن عنقریب مخذول و منکوب ہوئے اور آپ تینون صاحبون کی بیجرمی ثابت ہو کر رہائی
ہوئی اور ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ سخت جواب طلب اور معاتب گورنمنٹ ہوئے حتی کہ صاحب موصوف ہمیشہ
کے لیے معزول ہوئے مگر صاحب موصوف نے بعد معزولی بھی اس پٹنہ کو نہیں چھوڑا
اور بذریعہ پیشہ وکالت اسی پٹنہ مین مقیم رہے اور ایک حجرہ حسد و بغض و عناد کا دل مین
صاحب بہادر کی طرف سے جناب مولنا ممدوح اور کل خاندان آپکے پیدا ہو گیا کہ جسکو وہ رئیس نیش عقرب ہمیشہ
بڑھانے اور افروختہ کرنے کی فکر مین شب و روز ان تھک کوششون سے لگے رہتے اور مانند گربہ مسکین
کے وقت کو منتظر رہتے تھے کہ ناگاہ سنہ ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق سنہ ۱۸۶۴ء عیسوی مین مقدمہ اعانت باغیان بنام
حضرت مولانا یحییٰ علی قدس سرہ پر جو آپکے سگے بھائی تھے اور نیز اس فقیر مولف کتاب ہذا پر دائر ہوا اور نیز
انبالہ مین منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع وغیرہ اور ملک بنگال مین قاضی میان جان وغیرہم بہت سے لوگ گرفتار
ہوئے اور تمام ہندوستان مین ایک ہنگامہ سخت مچا صدہا آدمی گرفتار ہوئے اور انبالہ مین ان سب لوگونکو جمع کر کے مقدمہ کی تحقیقات
شروع ہوئی جسکی تفصیل تواریخ عجیب مولفہ منشی محمد جعفر صاحب انبالوی سے معلوم ہو سکتی ہے الغرض جب ان لوگون کا مقدمہ طے
ہو گیا اور ان لوگون کو عبور دریاے شور کا حکم ہو گیا اوسوقت ٹیلر صاحب اور اون کے مشیر نیش عقرب
کمر بستہ کھڑے ہو گئے اور چوکڑی بھرنے لگے اور چونکہ حکام ضلع و گورنمنٹ اوسوقت خاندان صادقپور سے
خصوصا اور جملہ فرقہ اہل حدیث سے عموما بدظن و غضبناک ہو رہی تھی اسکا موقع پاکر جھٹ ان کمینون نے
حکام ضلع و گورنمنٹ کے کان مین پھونکا کہ یہ ممکن نہین کہ مولوی یحییٰ علی و عبد الرحیم و جملہ فرقہ اہل حدیث اس

بغاوت کے جرم مین ملوث ہون اور مولوی الٰہی اللہ اوس سے بری رہین ضرور یہ شخص بھی اون لوگون کا ہمراز معاون ومددگار ہوگا مگر اپنی ہوشیاری وعقلمندی وقابلیت کے باعث الگ تھلگ رہا اور اس بات کو کچھہ اسطرح پر چلنا چپڑا کر کے اور روغن قاز ملکر دکھایا کہ حکام نے اسکو سچ مان لیا اور انجاہین نااندیش دشمنونکیطرف سے تیاری شروع ہوئی کہ جسطور سے ہوسکے سچ یا جھوٹ باتی وجہ کان مولوی احمد اللہ کو بھی اس مقدمہ مین پھانس لینا چاہئے چھوڑنا ہرگز نچاہئے جب یہ قصد اس فریق کا ہوگیا دیر کیا تھی صدہا گواہ جھوٹے بعضے لطمع زر اور بعضے لطمع نیک نامی وخطاب اور بعضے لطمع رہائی وعطاے جائداد ضبط شدہ تیار ہوگئے اوسوقت وہ چغل لوگ کہ جنکے سینہ پرکینہ مین نار حسد سلگ رہی تھی خوب چھٹ کھیلے اور اپنے کینہ دیرینہ کو خوب نکالا - آخر حضرت جناب مولنا ۱۸۶۴ع مطابق ۱۲۸۱ھ ہجری مین گرفتار ہوئے اوسوقت پٹنہ کے جج جو تھے وہ نہایت منصف مزاج عادل نیک طینت تھے ان چغل لوگون نے سمجھا کہ جبتک یہ صاحب یہان ججی کے عہدہ پر رہینگے یہ مقدمہ ہرگز سرسبز نہین ہوسکتا ہے گورنمنٹ مین اس کیفیت کو پیش کیا گورنمنٹ چونکہ خود اوسوقت برسر مخاصمت تھی یہ شوشہ ان لوگون کا چل گیا فی الفور ایک دوسرا جج جو جناب مولانا کے مزاج وطبیعت سے ناواقف تھا خاص اس مقدمہ کے فیصلہ کے واسطے بھیجدیا گیا پھر کیا تھا ٹیلر صاحب اور اونکے مشیر بد باطن کمربستہ ہوکر کھڑے ہوگئے اور جہانتک اونسے ہوسکا اس مقدمہ کے ثبوت بہم پہونچانے مین اور شہادت ناجایز کے حاصل کرنے مین جان ومال سے حاضر ہوگئے اور اپنے دل کے پھپھولے خوب پھوڑے اسی ایک کارروائی سے جو نہایت جابرانہ وتحکمانہ اس مقدمہ مین کیگئی کہ جسکی نظیر برٹش عملداری مین دوسری پائی نہین جاتی حضرات ناظرین دوسری باتون کو بھی جو اس مقدمہ مین کام مین لائی گئی قیاس فرماسکتے ہین بالجملہ جناب مولانا کو حبس دوام بعبور دریاے شور کا حکم ہوا اوسوقت بجز ان چند مفسدین کے تمام شہر عشرۂ محرم ہوگیا ہندو ومسلمان شیعہ وسنی چھوٹا بڑا آہ سرد بھرتا اور سخت ماتم مین مبتلا ہوا اور ہر طرف سے بکا وواویلاہ کا شور مچا مگر جناب مولانا کا صبر واستقلال اس درجہ تھا کہ جسکے بیان سے قلم و زبان قاصر آپ نہایت خوش اور اپنی تقدیر پر نہایت راضی وشاکر اور اپنے مالک حقیقی وفعال تحقیقی کے نہایت ممنون وخشوع وخضوع کے ساتھ تھے اور اس قید کو نہایت کشادہ پیشانی وفرخندہ دلی کے ساتھ باعث فخر وامتنان حضرت رب المنان سمجھا ہرگز آپکے دل اخلاص منزل پر کچھہ بھی گزند

ورنج وقلق تھا جو شخص آپکو دیکھتا آپکے چہرہ مبارک کو خندان و فرحان دیکھکر متحیر ہوجاتا سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کا صبر و استقلال و راضی برضاء اللہ و صابر بقضاء اللہ ہونا بعد صحابہ کرام و اہلبیت اطہار کے پھر دیکھا اور سنا نہین گیا مجھ کم مایہ و نالائق آدمی کا کام نہین کہ آپکے استقامت و ثبات کو قید تحریر مین لاکر ہدیۂ ناظرین کرسکے اوس کیفیت کو مجھہ دیکھنے ہی سے تعلق تہا بیان مین اوسکی گنجائش نہین حاصل کلام آپ قید کرکے پورٹ بیر ایڈمان بھیجدئے گئے اور آپ اٹھارہ برس اوس تکلیف و مصائب مین زندگی بسر کرکے راہی جنت الفردوس ہوئے آپ نے اس زمان مصائب و تکلیف کو بصبر و خوشی و اطمینان قلبی کے ساتھ طے کیا بیان اوس کا احاطۂ تحریر مین آ نہین سکتا آپ ہمیشہ شاکر و سپاسگذار اپنے مالک کے رہتے حکام یورپین بھی آپکی عزت کرتے تمام ساکنین جزیرہ کیا قیدی اور کیا فری سوداگر پولس پلٹن الغرض کل کے کل آپکا ادب و عزت و توقیر کرتے اول آپ جب جزیرہ مین پہونچے جناب منشی سید اکبر زمان صاحب ساکن آگرہ جو ہیڈ منشی چیف کمشنر صاحب انڈمان کے تھے آپکو باجازت صاحب بہادر اپنے مکان پر لیگئے اور وہین آپ تخمیناً پانچ برس رہے اور کچہری مین صاحب چیف کمشنر کے بعہدہ محرری تائیدی ہیڈ منشی صاحب مقرر ہوئے منشی صاحب موصوف نہایت شریف از بسکہ خوبی کے آدمی تھے ہم سب لوگون کے ساتھ جو بعد کو وہان پہونچتے چلے گئے ایک نگاہ مہربانی رکھتے اور محبت و الفت برتتے بعد اسکے جناب لارڈ میو صاحب گورنر جنرل بہادر کو ایک نالائق شیر خان حجام ولایتی نے ناحق قتل کیا اوسکی اس وحشیانہ حرکت سے حکام جزیرہ کا مزاج بگڑ گیا اور خصوصاً مسلمانون کی طرف سے زیادہ تر متوحش ہوگیا کیونکہ وہ قاتل وحشی بھی تو مسلمان ہی تھا جناب کمشنر صاحب بہادر نے اکثر مسلمانون کو جو صدر ٹاپو راس آئیلینڈ مین (کہ جہان بڑے بڑے حکام رہا کرتے تھے) عہدہ محرری و جمعداری وغیرہ پر مقرر تھے دوسرے ٹاپوؤن کو جو دور دراز پر صدر ٹاپو سے جنگل مین واقع تھے بدل دیا اوسوقت جناب مولانا کو بھی وائپر آئیلینڈ ان ویلڈ گنگ مین تبدیل کردیا جو خاص واسطے بوڑھے اور کمزور لوگون کے مقرر تھا مگر وہان بھی بعہدہ محرری مڈیکل ڈپارٹمنٹ مین مقرر کیا دس روپیہ ماہوار اور راشن آپکے واسطے مقرر ہوا اور ایک مکان خاص نہایت قریب ہسپتال سے آپکے رہنے کو ملا اور ایک نوکر کھانا پکانے اور دیگر خدمتگاری کے لئے بھی دیا گیا اور ایک محرر آپکی تائید مین مقرر کیا گیا حکم ہوا کہ جسقدر کام ہسپتال کا آپ اپنی خوشی

سے کرسکین کرین اور باقی کام وہ تائید کرے گا الغرض بقیہ ایام زندگی آپنے وہین طے کیے جو کچھ کام
ہسپتال کا ہوسکتا کرتے اور بعد اوسکے ذکر اللہ و تلاوت قران مجید و نماز و دعا وغیرہ مین مصروف رہتے
نماز تہجد آپکی ناغہ نجاتی اور جو قیدی یا فری آپکے پاس آجاتا آپ اوسکی ہدایت کرنیسے بھی دریغ نفرمانے
صدہا قیدی جنہون نے کبھی اپنے رب کے سامنے سر جھکایا تھا اپنے افعال ناشائستہ سے تائب ہوکر مومن
موحد پابند صوم و صلوٰہ قائم اللیل بن گئے۔ پولس اور پلٹن کے لوگ بھی آپسے فائدہ لینے مین محروم نرہے
آپکے پاس ایک جماعت مستفیدین کی ہمیشہ حاضر رہتی ہندو بھی آپکے ملفوظات طیبات سے فائدہ
اوٹھاتے الغرض آپ نہایت صبر و شکر و استقلال کے ساتھ سرگرم ہدایت و نفع رسانی خلق اللہ
رہتے۔ ہر کہ و مہ کو آپکے ساتھ کچھ ایسی محبت و گرویدگی تھی کہ ہر شخص آپکو اپنا پدر مہربان سمجھتا یہ فقیر مؤلف کتاب
بھی بعد واقعہ لارڈ میو صاحب اوس صدر ٹاپو سے تبدیل ہوکر ایک دوسرے جنگل کے ٹاپو مین بعہدہ
محرری ہسپتال مقرر کیا گیا اور آپکی صحبت کیمیا خاصیت سے محروم رہگیا مگر پھر بھی مہینہ مین ایک بار
بحصول اجازت اپنے افسر مافوق کے واسطے چند گھنٹون کے حاضر ہوجاتا اور بذریعہ تحریر یا بذریعہ آیندہ
و روندہ اکثر آپکی خیریت مجھکو اور میری خیریت آپکو معلوم ہوجایا کرتی مگر ہان جبکہ مین نے بعد گذر جانے
بارہ برس کے حالت قید مین حسب منشاے قانون وہان کے کار محرری چھوڑکر موضع ابرا ڈین مین دکان
کرلی تھی اوسوقت البتہ مہینہ مین دو ایک بار آپکی خدمت مبارک مین حاضر ہوتا اور از صبح تا شام
وہان رہتا مگر شب باشی کی اجازت اوس حالت مین بھی حکام کی طرف سے نہین تھی لہذا بناچاری واپس
آتا اور جبکہ بوجہ دکانداری اس فقیر کا ہاتھ کشادہ ہوگیا اخراجات ضروریہ مین آپکی بھی مدد کرتا چونکہ
وہان ہر چیز گران رہتی مثلاً بیضۂ ماکیان فی عدد ایک آنہ اور مرغ تین روپیہ چار روپیہ کو ملتا اور
گوشت بز نایاب اگر گاہے اتفاقاً ملا بھی تو روپیہ اور بارہ آنہ سیر سے کم نہین اور آپکو کچھ تو باقتضاے
آب و ہوا وہان کے اور کچھ بوجہ غذاے ناموافق طبع کے ضعف بہت ہوگیا کہ چلنے پھرنے مین حوائج
ضروری کے لیے حرج ہونے لگا لہذا پندرہ بیس روپیہ ماہوار آپکو اوس دکان سے مدد ملتی مگر
پھر بھی بوجہ کشادگی دست آپکے کہ اکثر معسرین کی آپ خبر لیا کرتے آپکی وہی حالت رہی جو اکثر ایک
نہایت غریب قیدی کی وہان رہا کرتی ہے آپکا سلوک خفیہ معسرین کے ساتھ اوس حالت مین
بھی کچھ ایسا تھا کہ بلا مبالغہ اگر حاتم کہیے تو بجا ہے آپکی حالت قید کو اپنے واسطے نہایت اعظم احسان

خداوندی تصور فرماتے شعر منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنم ۔ منت ازو شناس کہ بخدمت بداشتت
آثارِ عبودیت حضرت رب العالمین آپکے چہرہ و بشرہ سے ایسی نمایان کہ جسکو دیکھنے سے تعلق ہے تصدق کرتا
جب آپکو مرض الموت آپہونچا قریب دو ہفتہ کے بخار مین آپ مبتلا رہے اور بیہوشی آپ پر غالب رہی اُس
حالت مین بھی یادِ خدا سے آپکی زبان قاصر نرہی آپکی زبان پر غشی کیحالتین بھی ذکر اللہ جاری تھا نماز کا خیال
اسقدر رہتا کہ گویا روز و شب نماز ہی مین گذرتی تھی ہمہ وقت تحریمہ بندہا رہتا اور نماز پڑھا کرتے ۔ چنانچہ بتاریخ
بست و ہشتم ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ ہجری کو آپنے اس محن دنیا سے رہائی پائی اور جنت الفردوس کو راہی ہوئے
تفصیلی حالات اسکے تواریخ عجیب مولفہ منشی محمد جعفر انبالوی مین درج ہین شائقین وہان سے ملاحظہ فرماسکتے
ہین۔

تاریخ ارتحال جناب مولانا احمد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز از نتائج فکر جناب مولوی محمد ایوب خان صاحب رامپوری مقیم جزیرہ

چون ازین دارِ فنا جانبِ باغِ رضوان ۔ احمد اللہ روان گشت بصد دل شادان
شش و ہفتاد سنِ عمرِ شریفش بودند ۔ بعدہٗ گشت نصیبش سفرِ جاویدان
عاقبت مصرِ لقا گشت عزیز از قدمش ۔ یوسفے بود گرفتار بلائے زندان
بست ہفتم شبے بود از مہ ذی الحجہ کہ او ۔ راہی ملک بقا گشت ز دارِ گذران
روز اطول و ترقی بشبِ نامہ سیاہ ۔ وزنِ خورشید ہمیکرد ببرجِ میزان
اقرب مہر شد عقرب بحسابِ تحویل ۔ ہمچو عقرب کہ ترازوست ہمہ اقرب آن۔
اعتقادش باحادیث نبی از ہمہ بیش ۔ اعتمادش ہمہ ہر دم بنصوصِ قرآن
عالم باعمل و فاضل افضل ز ہمہ ۔ ید بیضا است بکشافِ رموزِ قرآن
دُرِ دریائے تجرد کہ بسلکِ توحید ۔ منسلک بود ز تصدیق دلِ پُر ایقان
چہ فروع و چہ اصول از مددش مستحکم ۔ منطقش نحو بنی صرف حدیثش دل و جان
ہر کہ زو منحرفے منحرف از دینِ نبی ۔ ہر کہ او مشتغلش مشتغل از کار جہان
غوطہ زن در ہمہ اوقات بدریائے علوم ۔ غرق در بحر معارف ہمہ وقت ہمہ آن

ہمہ زہد و ہمہ تقوی و ہمہ صوم و صلوٰۃ — ہمہ مصروف عبادت ہمہ صرفِ عرفان
اصل بدعت شدہ از قوتِ او مستاصل — نخل توحید نشاندہ ہمہ در باغ جہان
خلعتِ شرع قبائے کہ بقدش موزون — جامۂ ورع عبائے کہ بجسمش چسپان
علم معقول بتوضیح حدیثش منقول — علم منقول بتفسیر کلامش آسان
گو مطول بود اما بہ بیان صافش — نسخۂ مختصرِ دان چہ معانی چہ بیان
سال تاریخِ وفاتش ز تفکر جستم — دخل الخلد ۱۲۹۹ - بفرمود ہمان دم رضوان
مہ قربان بہ تمامی و محرم اقرب — سنِ تسعہ ز احادش بگرفتم پے آن

ولہ

چو رفت مولوی صاحب بسوے دارِ بقا — کہ احمد اللہ علم نامیش بُد بہمہ جا
بفکر سال وصالش چو سر بجیب شدم — مقیم باغِ جنان ۱۲۹۸ - آمد از سرِ القا

تاریخ وفات از نتائج فکر جناب مولانا محمد سعید قدس سرہ

چو مردِ خدا مولوے احمد اللہ — مقیمِ جزیرہ بحکم نصاریٰ
شبِ ماہ ذی الحجہ و بست و ہشتم — ز دنیاے دون شد بفردوس اعلیٰ
بتاریخ فوتش ندا کرد ہاتف — رہا گشتن مومن از سجن دنیا ۱۲۹۸ھ

یہ فقیر بوجہ علالت و معذوری حضرت والد ماجدم رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت اخی واستاذی حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مد ظلہ العالی سے پڑھتا تھا مگر جبکہ جناب ممدوح واسطے تحصیل علوم کے روانہ لکھنؤ ہوئے اوسوقت کچھہ عرصہ تک فقیر کا پڑھنا ملتوی رہا تب مین نے خدمت مین جناب والد ماجد کے صورت حال کو عرض کیا گو اوسوقت صادقپور مین کوئی عالم ایسا نہ تھا جو درس و تدریس کے شغل کو جاری رکھتا جو تھے وہ ہمراہ جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے روانہ ہوگئے تھے - اور جو باقی رہگئے تھے اون کو اپنے مشاغل ضروریہ سے فرصت نہین کہ درس تدریس کی طرف متوجہ ہون مگر بوجہ اصرار کمترین حضرت والد ماجدم مرحوم نے جناب حضرت مولوی احمد اللہ

وجناب اخی واستادی حکیم مولوی ارادت حسین رحمۃ اللہ علیہما کو بلاکر فرمایا کہ اسکو ایک ایک سبق دیدیا
کرو ہرچند یہ دونون حضرات نہایت عدیم الفرصت تھے مگر جناب والد کا فرمانا ایسا نہ تھا کہ یہ دونون
حضرات اوسکی تعمیل نکرسکین جناب حضرت والد کا مرتبہ ورتبہ درجہ دویم پر حضرت مولانا ولایت علی
علیہ الرحمۃ سے سمجھا جاتا تھا تمام اہل صادقپور اور کل اہل برادری وجملہ مریدان خرد وکلان آپ کا
ادب ولحاظ بطور پیر مرشد کے کرتے چنانچہ صرف ونحو کا سبق کمترین کا حضرت مولانا احمد اللہ
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمہ پر لیا اور حدیث کا سبق جناب حکیم صاحب ممدوح نے اوسوقت سے
یہ کمترین حاضر باشش خدمت مبارک جناب حضرت مولانا واستادنا رحمۃ اللہ علیہ کے
رہا کرتا خصوصًا بعد انتقال جناب حضرت والد ماجدم مرحوم یہ فقیر شب وروز کربستہ صحبت کیمیا
خاصیت مین رہتا اور ہر جزئی وکلی امر مین اپنے خواہ وہ متعلق تدبیر معاش کے ہو یا خانہ داری
کے یا مقدمہ یا شادی وغمی کے ہو الغرض کالمیت فی ید الغسال بنے اپنے کو آپکے ہاتھ مین دیدیا
تھا اور آپکے الطاف بزرگانہ واشفاق مربیانہ بھی اس نالایق پر ایساہی مبذول رہتے تھے کہ اپنی
اولاد سے زیادہ یہی وجہ تھی کہ جناب حضرت باری عز اسمہ نے اس کمترین کو کان پکڑکر بزور اس
ابتلا مین آپکے ساتھ کردیا۔ فللّٰہ الحمد علیٰ ذالک۔ قصہ مختصر کہ پورٹ بلیر مین پہونچکر بھی یہ کمترین تھا ئی
تین برس تک آپکے ساتھ رہا مگر بعد سانحہ لارڈ میو صاحب ہملوگ جدا ہوگئے جسکا کچھ بیان اوپر گذر
چکا مگر جب بارہ[۱۲] برس مجھکو حالت قید مین گذرگئے اور حسب منشای قانون پورٹ بلیر مین اور جناب ممدوح
دونون مجاز پیشہ وری ودکانداری کے ہوگئے اوسوقت خیال ناقص مین یہ بات گذری کہ اگر مین ملازمت
سرکاری کو ترک کرکے دکان کرلون تو خوب ہو کہ ہم دونون ایکجا رہکر بقیہ زندگی طے کرین چنانچہ مینے
درخواست دی اور وہ درخواست بدقت تمام منظور ہوئی اور مین ابرا ڈین مین جو ایک بہت بڑا قصبہ بطور
صدر کے ہے اور وہان ڈپٹی چیف کمشنر اور پلٹن وپولس وغیرہ اور بہت حکام رہا کرتے ہین دکان
کرلی اور دکان بھی بمنہ وکرمہ تعالےٰ چل نکلی اور سوپچاس روپیہ ماہواری بطور نفع کے بچت ہونے لگی
اوسوقت مین نے چاہا کہ جناب حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس لاکر رکھون اور خود
خدمتگزاری کرون کیونکہ آپکو بعد انتقال حضرت مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ کے ضعف وناتوانی سرعت کے
ساتھ ترقی پذیر تھی آپ نہایت کمزور ونحیف ہوگئے تھے اوسپر طرہ یہ کہ غذا بھی نہایت روکھی پھیکی جسکی جزو

او پر بیان ہوچکین۔ چنانچہ اس امر کا مشورہ اول مین نے حضرت ممدوح ہی سے لیا آپ تو رضامند ہوگئے
مگر اوس ٹاپو کے لوگ کہ جو آپکی صحبت بابرکت سے انس پکڑے ہوئے تھے اور مشرف ہو رہے تھے اُنھون
نے واویلا مچائی اور اپنی محرومی شرف ملازمت پر رونا دھونا شروع کیا لیکن مین نے چند مہینے
کے عرصہ مین اون سبھون کو راضی کر لیا تب ایک درخواست بحضور سدرن ڈسٹرکٹ افسر کے جو ہمارے
افسر مافوق تھے دی چونکہ مولوی احمد اللہ بہت بوڑھے اور کمزور ہوگئے ہین اور لایق کار سرکاری نہین ہین
اور مین اونکا بھانجا ہون چاہتا ہون کہ اونکو بھی حکمت پیشہ وری کا عنایت ہوکر میرے ساتھ اسی
ابراڈین مین تبدیل کر دئے جائین مگر قسمت کی خوبی سے وہ درخواست ڈسٹرکٹ افسر نے نامنظور کی
بعد چند روز کے جب اوس افسر کی تبدیلی ہوئی اور دوسرا افسر آیا تو پھر مین نے وہی درخواست دی اور
بہت سی سعی و سفارش بہم پہونچائی کہ جسمین یہ درخواست منظور ہو چنانچہ اوس افسر نے منظور کرکے
نارون ضلع کے افسر کے پاس بھیجدی کہ جسکے علاقہ مین آپ رہتے تھے غرض یہ تھی کہ آیا مولوی
احمد اللہ کو ٹکٹ دینے مین اون کو کچھ عذر تو نہین ہے لیکن قسمت کی خوبی سے یہ درخواست بھی وہان جاکر نامنظور ہوئی
بعد چند مدت کے پھر سہ بارہ مین نے درخواست دی چنانچہ ابکی بار دونون افسرون نے منظور کر کے
متفق الرائے ہوکر بحضور چیف کمشنر بہادر واسطے عطائے حکمت پیشہ مولوی احمد اللہ کے سفارش کی
مگر قسمت کی خوبی دیکھئے کہ صاحب ممدوح نے نامنظور کیا اور صاف لکھدیا کہ یہ دونون ہرگز ایک جگہ
جمع نہین ہوسکتے۔ الغرض اسی رگڑے جھگڑے مین ڈھائی تین برس گذر گئے آخر مجبور ہوکر خاموش
ہو رہا مگر جب مرض الموت آپکو آپہونچا اوسمین دو ہفتہ مبتلا رہے مین نے اوسوقت پھر درخواست دی
اپنے ڈسٹرکٹ افسر کے پاس کہ میرے ماموں مولوی احمد اللہ جو اسوقت ویپر آئیلینڈ مین ہین وہ سخت
بیمار ہین کہ جانبری اونکی بظاہر اس عارضہ سے مشکل ہے وہ نہایت بیہوشی کی حالت مین ہین اور
تن تنہا کوئی اونکا وہان خبرگیران نہین ہے اور مین اونکا عزیز اور بھانجا ہون مین نہایت مودبانہ اور عاجزانہ عرض
کرتا ہون کہ مجھکو وہان شب باشی کا پاس ملے (یعنی اجازت نامہ) وہ چراغ سحری ہین ہفتہ سے زیادہ
اونکی زیست کی امید نہین ہے یہ درخواست بعد بہت رگڑے جھگڑے اور ردوکد کے چودھوین روز
منظور ہوکر بعد مغرب ایک چپراسی سرکاری مجھکو دیگیا اس درمیان مین روزانہ علی الصباح اپنی دکان
ابراڈین پر اپنے لڑکے عبدالفتاح کو جو اوسوقت وہان میرے پاس موجود تھا چھوڑکر روانہ ہو جاتا اور

ایک کوس کا فاصلہ پختہ طے کرکے نیوبیے مین گھاٹ پر پہونچتا اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر سمندر کی ایک کھاڑی مین کہ جسکا عرض ایک کوس سے کم ہوگا طے کرکے وبپر آئیلینڈ کے گھاٹ پر جاتا اور پھر وہان سے آپکی جاے قیام پر پہونچتا اور عصر تک وہان رہتا اور جو کچھ خدمتگذاری ہوسکتی بجالاتا عصر کے وقت چشم گریان و بادل بریان وہان سے رخصت ہوتا اور سات آٹھ بجے شب کو اپنے مکان ابرا ڈین مین پہونچتا الغرض اسی تگاپو و دا دوش مین چودہ روز گذرے اور عرضی رگڑے جھگڑے مین پڑی رہی بالآخر چودہوین روز عصر کے وقت جب مین آپسے رخصت ہوا اوس وقت آپکو سب روزون سے اچھا پایا اور فی الجملہ ہوش و حواس بھی پایا اور آپ متکلم بھی ہوئے اور وصیت تقویٰ و ابتغاء مرضات اللہ و صبر و استقلال فی المصائب کی نہایت تاکید کی اور ساکنین عظیم آباد محلہ صادقپور مین سے مولوی محمد حسن مرحوم سے اپنی رضامندی بیان فرمائی مین اوس روز نہایت خوشی کی حالت مین وہان سے روانہ ہوا اور مجھکو امید قوی ہوئی کہ آپکو انشاء اللہ صحت ہوگی جب مین اپنی دکان ابرا ڈین مین پہونچا اوسوقت منشی محمد جعفر صاحب و میان عبد الغفار صاحب جو اوسی موضع مین قریب رہتے تھے اور بہت سے احباب جو واسطے دریافت خیریت کے ہمارے آنیکے منتظر تھے خبر تخفیف کو سنکر نہایت خوش ہوئے اوسی جلسہ مین پھر اسی بھی اجازت نامہ شب باشی لیکر پہونچا ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی خیر شب تو مین نے جیون تیون کاٹی اور علے الصباح عبد الفتاح کو دکان سپرد کرکر روانہ ہوا جب نیوبیے کے گھاٹ پر پہونچا کشتی ندارد تھوڑی دیر ٹھیرا تو دیکھا کہ ایک بوٹ سرکاری وبپر آئیلینڈ کی طرفسے چلا آرہا ہے جب وہ بوٹ گھاٹ پر پہونچا ملاحون نے ایک رقعہ لکھا ہوا طرفسے عبد الواحد خادم حضرت مولانا مرحوم کے دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ حضرت آٹھ بجے شبکو اس جہان دنیا کو چھوڑکر داخل خلد برین ہوئے مین نے بمنت و سماجت اون ملاحون کو متوقف کیا او نیز مترقب انعام کرتا آنے ہمارے وہ بوٹ واپس نہ لیجائین اور مین دوڑتا ہوا وہان سے اپنی دکان پر پہونچا اور تمام احباب کو خبر کی اور ایک تھان نین سکھ اور کچھ روپئے واسطے تجہیز و تکفین کے لیلیا اور دکان کو مقفل کرکر عبد الفتاح کو ہمراہ لے افتان و خیزان گھاٹ پر پہونچا ملاح تو منتظر ہی تھے اور دوسرے مسافر لوگ بھی پار اوترنے کو موجود تھے فی الفور وہان سے روانہ ہوا اور وبپر آئیلینڈ کے گھاٹ پر پہونچا اور وہان سے آپکے مکان پر۔ دیکھا کہ آپکی لاش مبارک چادر سے ڈھکی ہوئی اور وہی آپکا خادم عبد الواحد بیٹھا ہوا با چشم تر آہ سرد بھر رہا ہے

مین نے آپکے چہرۂ مبارک سے چادر اوٹھاکر آپکی پیشانی کا بوسہ لیا اور آپکے چہرۂ مبارک کو ایسا خندان و
منور پایا کہ چودھوین رات کا چاند بھی اوسکے سامنے بے حقیقت ۔ پھر اوسوقت کے غم و اندوہ کو جو مانند
پہاڑ کے مجھپر ٹوٹ پڑا مین کیا بیان کرون ۔ الغرض مین غسل و کفن کی فکر مین ہوا مگر آدمی کوئی نہین سخت متردد
ہوا کیونکہ اوس جزیرہ کے لوگ سب مشقتی قیدی تھے یا بوڑھے محض اندھے لنگڑے از کار رفتہ محض جو
سرکاری کامون پر بھیجدئے گئے تھے پیشہ ور کوئی نہین جو مجھکو مدد دے اسی تردد و تفکر کی حالت مین
مین تھا کہ سب سے اول منشی محمد جعفر صاحب و میان عبد الغفار صاحب پہونچے اسکے بعد جناب منشی
محمد اکبر زمان صاحب ہیڈ منشی محکمہ چیف کمشنر بہادر معہ محمد جان وغیرہ دو چار آدمیون کے
پہونچے بعد اسکے اور لوگ بھی پہونچتے گئے کل پندرہ سولہ آدمی جمع ہوگئے غسل و کفن ہونے لگا
صلاح یہ ٹھہری کہ آپکو یہان سے لیجاکر ابرا ڈین کے پاس سوتھ پائنٹ کے قبرستان مین جہان
آپکے چھوٹے بھائی جناب مولانا یحیٰے علی قدس سرہ مدفون مین اوسی کے بغل مین آپکو بھی دفن کرین
چنانچہ اسکی اجازت لینے کو جناب منشی سید اکبر زمان صاحب و منشی محمد جعفر صاحب پاس افسر انچارج
اوس جزیرہ کے گئے اوس نے متوقف کرکے فی الفور بذریعہ جھنڈی کے افسر نارون ڈسٹرکٹ سے جو اوسوقت
مونٹ ہریٹ پہاڑ پر واسطے ہوا خوری کے گیا ہوا تھا دریافت کیا اوس نے نامنظور کیا حکم دیا کہ ڈنڈا پٹش
مین دفن کرو لاچار ہم لوگ غسل و کفن دیکر اور نماز پڑھکر ایک چھوٹی سی کشتی مین ڈنڈا سپینٹ گئے اور
وہان سمندر کے کنارہ ایک ٹیلے پر کہ جہان اور بھی چند قیدیون کی قبرین تھین آپکو دفن کیا وہ ٹاپو عجب جنت نما
نظر آیا ایک طرف تو جنگلی درخت جو آسمان سے بات کرتے ہین اور دوسرے طرف سمندر کی موجین مانند پہاڑ
کے آکر اوس جزیرہ کو تھپڑ لگا رہی ہین ایکطرف تو جنگل کی ہوا خوب زور سے شائین شائین کر رہی ہے
اور دوسری طرف امواج سمندر شور و غل مچارہے ہین گویا شور محشر بپا ہے ایسی حالت مین ہم لوگ ایسے در یتیم کو
ایسے لعل شبچراغ کو ایسے یاقوت احمر کو اپنے ہاتھون مٹی مین دباکر آہ سرد بھرتے ہوئے باچشم گریان و دل بریان
وہان سے اپنی اپنی جھگیون پر واپس آئے **تنبیہ** اے حضرات ناظرین اپنے کانون سے پنبۂ غفلت کو دور کیجئے
اور اپنی آنکھون پر سے غشاوۂ بیہوشی کو اوٹھاکر ذرا ہوش سنبھالکر اس سانحہ کو دیکھو کہ آپ کہان
پیدا ہوئے اور کس ناز و نعم مین پلے اور پرورش پائی اور پھر کس ثروت و نام و نشان کے ساتھ
ایک بہت بڑا حصہ اپنی عمر کا آپنے طے کیا اور پھر آخر مین بشوق دار الآخرت آپ سبکو خیرباد کہکر کس

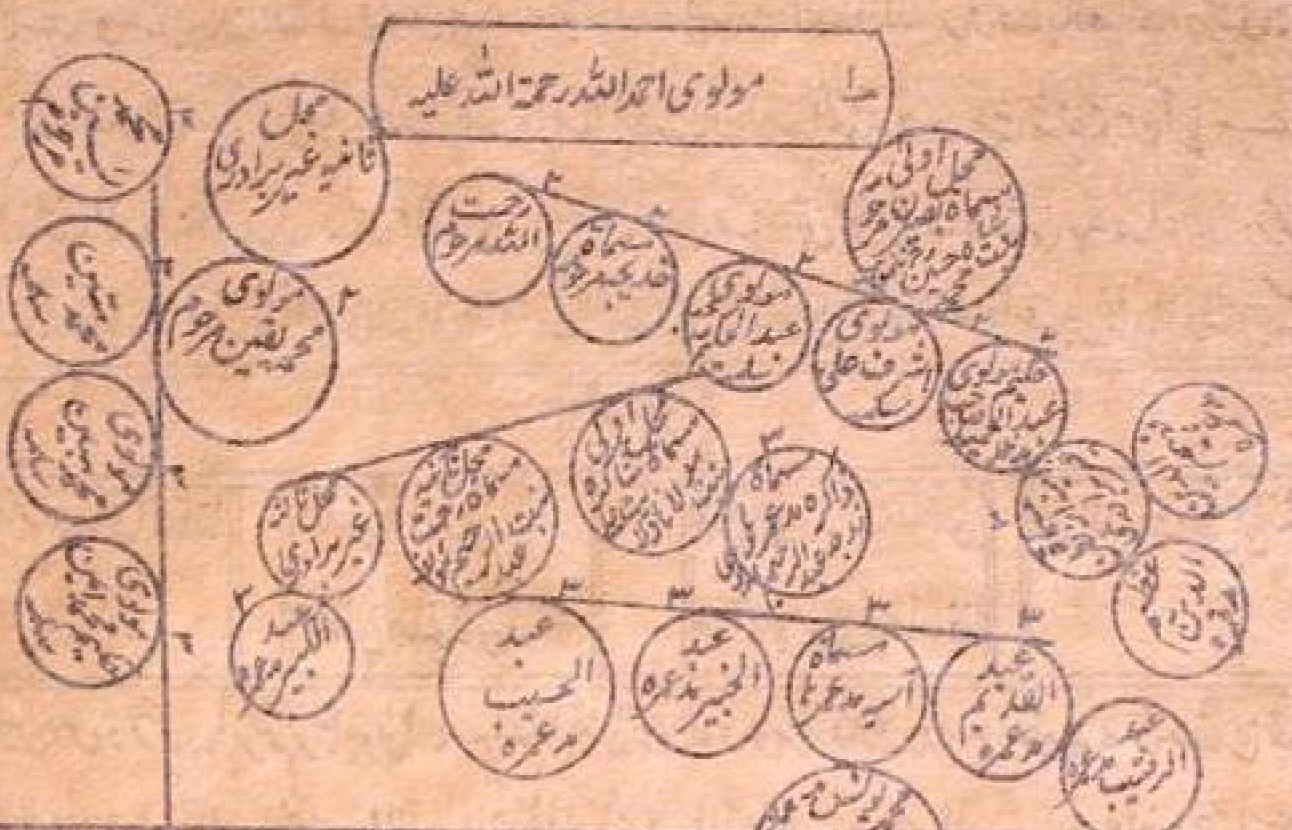
تنہائی و غربت و کربت کی حالت مین واصل بحق ہوئے ؎ شعر ؎ سو جب پھولن پر آئے ۔ پات پات کر سب لٹائے
کالا منہ کر جگ کو دکھائے ۔ تب لالن کی لالی پائے ۔ اللہ تعالے نے قران شریف مین فرمایا ہے سورہ عنکبوت
احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ
الذین صدقوا ولیعلمن الکٰذبین اور نیز اوسی سورہ مین فرماتا ہے وما ھٰذہ الحیوٰۃ الدنیا
الا لھو ولعب وان الدار الاٰخرۃ لھی الحیوان ۵ لو کانوا یعلمون ۵ ان آیتون مین اللہ تعالے
نے دو باتین فرمائی ہین ایک تو یہ کہ مومن صادق ضرور آزمایا جائیگا بغیر آزمائش چھٹکارا نہین دوسرے
یہ کہ جو عقلمند ہین وہ چھپا ہی گھر پسند کرتے ہین جو لازوال ہے مخفی نرہے کہ از روے قانون مجریہ پورٹ
بلیر ہر گو و مہ ہر قسم کا مقدمہ والا جو رڈا کو باغی مجاز تھا کہ بعد گزر جانے بارہ سال بحالت قید ساتھ نیک چلنی
کے ٹکٹ پیشہ وری لیکر دکان وغیرہ جونسا پیشہ چاہے کرے گھر بناوے وہان قیدی عورت سے شادی
کرے یا گھر سے عورت اور بچون کو بلاوے باپ بیٹا بھائی بھائی دوست دوست کے ساتھ یکجا رہے
کوئی ممانعت نتھی چنانچہ یہ فقیر و منشی محمد جعفر صاحب و میان عبد الغفار صاحب و مسعود خان صاحب بھی اس
قانون سے مستفید ہو رہے تھے اور ہم چارون ایک ہی بستی ابرا ڈین مین نزدیک نزدیک مکان بنا کر آرام
تمام اپنا پیشہ کر رہے تھے اور ہر ایک خوب کما رہا تھا مگر ہمارے حضرت جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو
اس قانون سے فائدہ لینے کی اجازت نملی اس مین کیا بھید ہے ظاہر بین لوگ خیال کرینگے کہ حکام کا تعصب
تھا ۔ مگر باطن بین ہر کام کو فعال مطلق کی منسوب کرتے ہین اور حکام کو مانند چوبدستی کے یا مانند کمان
تصور کرتے ہین کیونکہ جو تیر کمان سے نکلکر نشانہ پر لگتا ہے اوسکو کوئی ذی عقل کمان کا فعل نہین خیال کرتا
بلکہ کمان دار کا پس جو کچھ تکلیف و تنہائی ہمارے حضرت کو ہوئی وہ سب حسب الحکم حکیم مطلق رب رحمن رحیم کے
ہوئی اوس رب کریم نے چاہا کہ آپکو خوب بلیات و مصائب مین ڈالکر جملہ گناہون کا کفارہ اسی دنیا ہے
دون مین لیکر آپکو اس جہان سے کیوم ولدتہ امہ صاف و پاک اوٹھاوے اور روز محشر مرافق
اولیاے کبار و صدیقین و شہداء و صالحین کرے اور آپکے دشمنون کو بنجواے آیۃ کریمہ ۔ کلوا
و تمتعوا قلیلا انکم مجرمون و آیہ کریمہ فمھل الکفرین امھلھم رویدا ۵ یہ تھوڑی سی
وجیفہ دنیا دیکر بہلادے چنانچہ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہمارے حضرت اس امتحان اورجانچ مین نہایت ثابت قدم
و صابر و شاکر رہے اور آپکا مرتبہ و رتبہ انشاء اللہ تعالے اون لوگون مین ہوگا جنکی شان مین اللہ تعالے

فرماتا ہے و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد اور نیز فرماتا ہے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ ۵ حدیث شریف مین آیا ہے لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ماسقیٰ کافرا منہا شربۃ ماء اور دوسری حدیث مین آیا ہے الدنیا اھون علی اللہ من السخلۃ المیتۃ علی اھلہا - فاعتبروا یا اولی الابصار

شعر

إن لله عبادا فطنا — طلقوا الدنیا وخافوا الفتنا
فکروا فیہا فلما علموا — انہا لیست لحی وطنا
جعلوہا لجۃ واتخذوا — صالح الاعمال فیہا سفنا

اب مین اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہون اللھم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ ووسع مضجعہ واحشرہ فی زمرۃ الانبیاء والصدیقین والشھداء والصالحین الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ - تفصیل اولاد و احفاد کی آپکے یہ ہے محل اولی سے جنکا ذکر اوپر گذرا چھ بیٹے اور دو بیٹیان جملہ آٹھ نفر - جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ عبدالوحید جو دو اڑھائی برس کا ہو کر گذر گیا مولوی عبدالقدیر معروف بہ مولوی اشرفعلی صاحب سلمہ اللہ تعالے مسماۃ صفیہ جو برس دو برس کی ہو کر گذر گئی حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب مدعمرہ فی طاعۃ اللہ تعالے مسماۃ خدیجہ مرحومہ اہلیہ مولوی عبدالرؤف سلمہ رحمت اللہ مرحوم جو بعمر چودہ پندرہ برس رحمت ہوئے فضل اللہ جو چند مہینہ کا ہو کر فوت ہوا - اور محل ثانیہ سے آپکے جو غیر برادری مین آپکے کی تھی صرف ایک مولوی محمد یقین مرحوم پیدا ہوئے جس کا نقشہ یہ ہے



جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران

آپکی شادی مسماۃ حفیظن بنت حضرت شاہ محمد حسین ساکن محلہ ٹمٹوبیہ سے ہوئی آپکی کوئی اولاد نہین ہوئی
آپنے درسی کتابین تمام وکمال اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور سند حدیث جناب
حضرت مولانا ولایت علی غفران مآب سے لی آپ ازبسکہ ذکی و ذہین تھے آپ اول کچھ درس وتدریس کی طرف
متوجہ ہوئے مگر بعد کو کمر بستہ شب و روز حاضر باش خدمت مبارک اپنے پیر مرشد مولانا ولایت علی
قدس سرہ کے رہا کرتے آپ بڑے حضرت کے خلفاء عظام مین سے ہوئے۔ آپنے جسقدر فیض باطنی اپنے
پیر مرشد سے حاصل کیا شاید اتنا کم کسی نے حاصل کیا ہو آپکا وعظ نہایت پر اثر ہوتا آپ قرآن وحدیث کے
بیان معنی و نکات مین ایک ملکہ خاص رکھتے تھے آپکے وعظ مین بڑے بڑے عالم اور اَن پڑھ دونون اپنی اپنی
فہم و حوصلے کے موافق لطف و مزہ اوٹھاتے اور نہایت محظوظ ہوتے آپ فن مناظرہ مین بھی یدطولی رکھتے
تھے آپکی تقریر ایسی قلق و دل ہوتی تھی کہ بڑے بڑے عالمون کو بجز سکوت کچھ نہین بن پڑتی تھی چنانچہ جناب
مولانا محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو آپکا مناظرہ ہوا ہے وہ اس شہر مین نہایت مشہور و معروف
ہے کہ مولانا محمد فصیح صاحب نے مجمع عام مین جہان ہزارون آدمی جمع تھے اپنے قائل ہونیکا اقرار کیا الغرض ہندوستان
کے دور و نزدیک مین بھی بہت عالمون سے آپکو مناظرہ کی نوبت پہونچی اور آپ ہمیشہ فائز المرام رہے حضرت جناب
مولانا ولایت علی عرف بڑے حضرت کا جب اول سفر طرف ملک کاگان پکھلی کے ہوا جو قریب کشمیر کے واقع

ہے آپ بھی ہمراہ تھے اور وہان گلاب سنگھ وغیرہ سکھون کے لشکر کے مقابلہ مین آپنے بہت کچھ جوانمردی وبہادری دکھائی آپ بہت مرتبہ چھوٹے چھوٹے سریہ پر افسر کرکے بھیجے گئے اور کارنمایان دکھلایا آپ بڑے حضرت کے ساتھ بطور وزیر مشیر کے رہا کرتے آپکی فہم وفراست جیسی علوم کتابی مین فائق تھی ویساہی امور تمدنی مین پھر جناب بڑے حضرت اوس ملک سے جب واپس آئے جسکی تفصیل سوانح احمدی مین منشی محمد جعفر انبالوی نے لکھی ہے آپ بھی اون کے ساتھ تشریف لائے اور جب تک بڑے حضرت اس شہر پٹنہ مین مقیم رہے آپ بھی اون کے ساتھ رہے اور پھر جب دوبارہ بڑے حضرت روانہ ملک سوات وبنیر ہوئے آپ بھی ہمراہ ہوئے اور وہان قریب چھ سات برس کے آپ رہے جب بڑے حضرت کا انتقال ہوگیا اور کچھہ وہان کے کامون مین فتور آگیا جناب والد ماجدم چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ نے آپکو بلالیا اوسوقت سے آپ چند برسون تک یہین پٹنہ مین رہے اور جناب چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ والغفران کا آپ وہی ادب لحاظ فرماتے رہے جیساکہ بڑے حضرت کا فرماتے تھے۔ الغرض جس روز سے کہ آپنے بیعت دست مبارک پر جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کے کی اون کا ساتھ نچھوڑا اور ہر سفر وحضر مین آپ اپنے مرشد کے ہمراہ رہتے اور انواع قسم کی تکالیف اور مصائب مثل فاقہ کشی وآبلہ پائی وپیادہ روی منازل بعیدہ کی آپنے اوٹھائی اور نہایت صبر واستقلال کے ساتھہ آپ ہر ایک مصیبت کو برداشت کرتے آپ ہر ایک عسر ویسر مین نہایت کشادہ دلی کے ساتھ نہایت صابر وشاکر رب کریم رہتے آپنے جو کچھ تکلیف راہ خدا مین محض ابتغاءً لوجہ اللہ اوٹھائی ہے اوس کا بیان احاطہ تحریر مین نہین آسکتا جب چھوٹے حضرت کا یہان پٹنہ مین انتقال ہوگیا آپکی طبیعت جو خوگر سیر وسیاحت ہورہی تھی اور سکونت افغانستان سے مانوس۔ آپ پھر گھبرائے اور معہ اہل وعیال کے یہان سے روانہ ہوگئے اور ملک سوات وبنیر کو پہونچے اور اپنے مالک حقیقی اور رب تحقیقی کی عبادت مین بقیہ عمر کو وہین طے کیا دنیا کی عیش وعشرت مال ومتاع گاؤن گھر عزت وآبرو راحت وآرام جو کچھہ اللہ تعالے نے آپکو دیا تھا وہ اسی سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ آپ حضرت مولوی الٰہی بخش غفر اللہ لہ کے فرزند جگر پیوند تھے اور جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اور جو کچھہ ثروت دنیاوی اللہ تعالے نے اون لوگون کو دی تھی وہ ہر ادنے واعلےٰ کو خوب معلوم ہے وہ سب آپکو بھی علےٰ وجہ الاتم حاصل تھی مگر آپنے سب کو دنیاے ملعونہ سخلہ جیفہ تصور فرماکر چھوڑ دیا اور طلب دار آخرت ونعیم مقیم کے آپنے تمام اپنی عمر کو دور دراز کے سفرون مین بسر کیا اور آخر اُسی مسافرت وہجرت کی حالت مین

جان شیرین بجان آفرین سپرد کی نقشہ وفکرا یہا الناظر وہلاتکن من الغفلین۔

تو کہ در بند خویشتن باشی — عشق بازی دروغ زن باشی
گر نشاید بدوست رہ بردن — شرط عشق است در طلب مردن
گر دست رسد کہ آستینش گیرم — ورنہ بروم بر آستانش میرم

اس مولف کو بھی شرف شاگردی کا آپکے حاصل ہوا ہے مین نے مختصر المعانی تمام دکمال بجماعت وقرات مولوی اشرفعلی صاحب سلمہ اللہ تعالے آپ ہی سے پڑھی مجھکو جسقدر فائدہ واستعداد علمی آپسے پڑھنے مین حاصل ہوا وہ دوسرے دن سے نہین آپکو ایک سلیقہ خاص تھا پڑھانے مین کہ طالبعلم بہت جلد ذی استعداد ہو جاتا تھا بشرطیکہ وہ بھی جی لگاکر اور محنت کے ساتھ پڑھے آپ بجز دو ایک سبق کے زیادہ درس تدریس مین مصروف نہین رہتے۔ آپکو تخلیہ وگوشہ نشینی زیادہ تر پسند تھی آپ وعظ بہت کم فرمایا کرتے تھے آپ یہ دونون کام زیادہ تر اپنے چھوٹے بھائی جناب مولانا یحیی علی علیہ الرحمۃ سے لیا کرتے آپ بڑے سالک تھے اور سکوت وذکر اللہ ودعا ، وادائے نوافل مین آپکی عمر بسر ہوئی صدہا لوگ آپکے حلقہ مین راہ سلوک سیکھا کرتے آپکے بیان مین وہ تاثیر تھی کہ لوگون کے دل ہلجاتے لوگون پر غشی وبیہوشی سی طاری ہو جاتی آپکو فن سپہ گری مین بھی پوری مہارت تھی پٹہ وبانا وغیرہ خوب جانتے تھے تلوار کا ہاتھ بھی چلاتے تھے آپکے اولاد کوئی نہین ہوئی لہذا اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی اشرفعلی صاحب اور اپنے چھوٹے بھائی مولوی اکبر علی مرحوم کی لڑکی مسماۃ رقیہ کو جو یتیم ہو گئین تھین اپنے متبنی کر لیا تھا اور پھر ان دونون کی شادی بھی کر دی تھی اور انکو اپنے ہمراہ رکھتے اور آپکے اوصاف کے بیان اور پوری سوانح عمری قید تحریر مین لانا خیلے متعسر بل محال لہذا آخر مین دعا پر ختم کرتا ہون اللھم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ واحشرہ فی زمرۃ المہاجرین الاولین الذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیلک مع نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمین۔

جناب حضرت مولانا یحیے علی علیہ الرحمۃ والغفران

آپکی شادی اول مسماۃ حمیدہ بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نمونہیہ سے ہوئی بعد وفات اون کے مسماۃ فاطمہ بنت حضرت مولانا فرحت حسین عرف چھوٹے حضرت قدس سرہ سے ہوئی آپنے کُل کتابین اپنے برادر معظم حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور سند حدیث کی حضرت جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران سے لی اور خلافت بھی حضرت مولانا ممدوح سے آپکو ملی آپ اپنے پیر مرشد کے اعظم خلفاء مین ہین آپنے جس روز سے کہ بیعت حاصل کی شب و روز سفر و حضر مین برابر حاضر باش خدمت پیر مرشد اپنے رہے کبھی اون سے جدا نہین رہتے آپکو خدمت وعظ ہمیشہ سپرد رہتی آپنے مراقبہ و مشاہدہ وغیرہ بھی علےٰ وجہ الکمال اپنے مرشد جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت مین حاصل کیا فیض باطنی بھی علےٰ وجہ الاتم آپنے پایا آپ بڑے صاحب کمال عابد زاہد متقی تھے آپکے مراقبہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب کبھی آپ چادر اوڑھ کر بیٹھ جاتے فی الفور آپکو مراقبہ کھلجاتا انبیاء و اولیاء کی زیارت ہوتی اون سے گفتگو ہوتی اون سے حل مطالب فرماتے کشف قبور مین بھی آپکو ملکہ تام تھا آپ جب بڑے حضرت کے ہمراہ غازی پور کو گئے جناب مولانا محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ نے سبکو اپنا مہمان کیا تذکرہ مین مولانا ممدوح کو معلوم ہوا کہ آپکو کشف قبور مین بہت عمدہ دخل ہے مولانا نے خواہش ظاہر کی کہ ہمارے والد ماجد کی قبر پر چلکر مراقبہ کیجئے چنانچہ بڑے حضرت معہ حضرت مولانا یحییٰ علی رح و دیگر رفقار کے وہان مقبرہ مین گئے اور مولانا محمد فصیح صاحب کے والد ماجد کی قبر پر مراقبہ کیا آپکو اونکی زیارت ہوئی بہت خوش پایا اونھون نے فرمایا کہ محمد فصیح سے کہدو کہ فلان کتاب جسکی تلاش مین وہ بہت روزون سے ہین وہ کتاب مکان مین فلان جگہ رکھی ہوئی ہے چنانچہ جب آپ مراقبہ سے بیدار ہوئے کُل کیفیت مراقبہ کی مع حلیہ وغیرہ بتا دیا مولانا محمد فصیح صاحب جو ایک مدت سے متلاشی اوس کتاب کے تھے اور وہ کتاب نہین ملتی تھی فی الفور مکان مین تشریف لیگئے اور اوس جاے نشان دادہ کو دیکھا اور کتاب کو لئے ہوئے نہایت محظوظ باہر تشریف لائے - اوس وقت مجمع عام تھا ہر کہ و مہ کو آپسے عقیدت پیدا ہوئی - الغرض اس قسم کے مراقبے و مشاہدے آپکے صدہا ہین جنکا احاطہ و احصار غیر ممکن ہے آپ نہایت سیدھے سادے بلحاظ حدیث شریف المؤمن غر کریم تھے اُمور دنیاوی مین آپ نہایت بھولے بھالے تھے مگر امر دین مین نہایت مضبوط و استوار و چست و چالاک تھے فتویٰ فتاوی جو بڑے حضرت کے زمانہ مین یا اوسکے بعد جب کبھی جہان کہین سے آتا اوس کا جواب لکھنا آپ ہی کا کام تھا آپ اوس کا جواب تیار کرتے

جب دوسرے لوگ اوسپر مہر کرتے مسائل جزئیہ فقہیہ ونیز حدیثین آپکو خوب مستحضر تھین مناسخہ لگانیمین بھی آپکو
مہارت تھی وعظ آپکا نہایت عمدہ سلیس مضمون عام فہم پر تاثیر ہوتا ۔ آپکو شب وروز درس تدریس کا شغل رہتا
کثرت سے طلبہ آپکے ارد گرد رہتے آپ نہایت رحیم اور صاحب خلق عظیم تھے باوجود اسکے دلیر اور بہادر
بڑے حضرت نے جب پہلا سفر پہلی ملک افغانستان کا کیا اوس وقت آپ بھی ساتھ تھے اور وہ لڑائیان
جو گلاب سنگھ سکھ والی کشمیر سے ہوئی اوسمین آپبھی شریک تھے اوسمین نہایت بہادرانہ و دلیرانہ
کارروائی آپ نے کی اکثر ایسا ہوا کہ جب آپ میدان جنگ سے اپنے ڈیرے پر آئے اور عمامہ اور
دگر اوتارا تو اوسمین متعدد گولیان پائی گئین کہ وہ اگر اوسمین سرد ہوکر رہ گئین اللہ تعالے نے آپ کو
بچالیا پھر آپ بمعیت بڑے حضرت ہندوستان کو تشریف لائے ۔ جسکے وجوہ سوانح عمری بڑے حضرت
کے بیان ہون گے ۔ بڑے حضرت تخمیناً عرصہ دوسال اپنے مکان محلہ صادقپور مین مقیم رہے آپ بھی یہین رہے
اور حسب دستور درس تدریس وعظ ونصیحت مراقبہ ومشاہدہ مین مشغول رہے پھر جب بڑے حضرت دوبارہ
ملک افغانستان کو تشریف لیگئے آپ بھی اون کے ہمراہ ہوئے اوران سب سفرون مین انواع قسم کی تکلیفین
اور مصیبتین آپنے جھیلین بہت دفعہ دو دو تین تین روز تک فاقہ کشی کی بھی نوبت پہونچی اور اون
پہاڑون مین اکثر آپکو پیادہ پا بھی چلنا پڑا کہ تمام پاؤن مین آبلے پڑگئے مگر آپنے دل نہ ہارا اور ہر تکلیف
ومصیبت جو آپکو خدا کی راہ مین پہونچی نہایت صبر واستقلال کیساتھ شادان وفرحان اوسمین رہتے بعد انتقال
بڑے حضرت بھی چند روز آپ وہان رہے بعد اسکے وہان سے چلے آئے اور یہان خدمت مبارک مین حضرت
والد ماجدم چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اوسی خلوص وعقیدت کیساتھ رہتے اور چھوٹے حضرت کے حکم
سے ہر جگہ وعظ ونصیحت کے لئے دورہ وسیر بھی کرتے بعد انتقال چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آپ اونکے
قائم مقام بصلاح ومشورہ ہم سب لوگون کے کئے گئے اوسوقت سے آپ از صبح تا عشا اوسی قافلہ والے مکان مین
رہتے جہان طلبہ رہا کرتے تھے اور ہمہ وقت شغل درس تدریس رہتا اور پھر وعظ ونصیحت وہدایت وتلقین
بھی آپ فرماتے اور درستگی استفتاء ومناسخہ وغیرہ بھی آپ کرتے بعد اسکے جب حضرت جناب شاہ
محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ تمو ہیہ کا انتقال ہوا تب وہان کی گدی پر بھی آپ ہی مقرر ہوئے معمول
یون رہا کہ بروز جمعہ علی الصباح صادقپور سے آپ تمو ہیہ تشریف لاتے اور جمعہ مسجد مین آپ نماز پڑھاتے
بعد نماز آپکا وعظ ہوتا عصر تک بعد عصر آپ یہین تمو ہیہ پر ٹھہرے رہتے اور مستفیدین ومسترشدین کا ہجوم

رہتا بعد نماز مغرب آپکا وعظ زنانہ مکان مین ہوتا اور صدہا عورتین از باکی پور تا پورب دروازہ جمع ہوتین
عشا تک آپکا وعظ ہوتا اور جس عورت کو مرید ہونا ہوتا یا کچھ مسئلہ پوچھنا ہوتا اوسکو بھی آپ انجام کرتے
بعد نماز عشا اپنے مکان صادق پور کو آتے اور منگل کے روز شب کو چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ کے مکانمین
آپکا وعظ ہوتا کمرہ مین ایک طرف عورتین جمع ہوتین اور ایک طرف مرد جمع ہوتے ہزارون مرد و عورت آپکا
وعظ بنہایت شوق و ذوق سے سنتے اور مستفید ہوتے الغرض دونون جگہون کے وعظ و ارشاد و تلقین
کی خدمت آپ انجام دیتے ملک بنگال و ہندوستان وغیرہ سے صدہا طالب العلم واسطے اکتساب
علم دین کے آپکے پاس آتے اور ہر ایک موافق اپنے حوصلہ کے حاصل کرکے جاتا اکثر درس آپکا قرآن و حدیث
و فقہ و صول ہوتا مگر اگر کوئی طالب العلم نوآموز آتا اور کہتا کہ مین میزان و منشعب یا کریما یا بوستان آپ ہی
سے پڑھونگا تو آپ ایسے کریم النفس تھے کہ اوسکو بھی محروم نہین پھیرتے آپکے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ
اسقدر ہین کہ جو احاطہ تحریر مین نہین آسکتے سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین جب انبالہ مین منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع وغیرہ
گرفتار ہوئے اور دہلی مین حسینی ساکن پٹنہ اور معظم سردار ساکن ملک بنگال گرفتار ہوئے اور پٹنہ مین الٰہی بخش
دکاندار ماخوذ ہوا کہ جسکی تفصیل تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب انبالوی سے معلوم ہوسکتی ہے اسوقت
ہم لوگ بھی اس فتنے سے نہ بچ سکے۔ اوسکا کچھ تھوڑا سا بیان یہ ہے کہ بتاریخ ۱۲ بارہوین شعبان سنہ ۱۲۸۰ھ
مین ہم سب لوگ اپنے اپنے مکانون مین اپنے شغلون مین مصروف تھے کہ یکایک الکزینڈر صاحب کلکٹر
و مجسٹریٹ پٹنہ معہ پارسن صاحب پولس سپرنٹنڈنٹ انبالہ معہ دو تین افسران یوروپین اور ایک جماعت
کانسٹبلان پولیس تشریف لائے اور دونون مکانون کا احاطہ کرلیا اول مکان مین جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ
کے یہ صاحب لوگ گئے مولوی صاحب ممدوح اوسوقت بتقریب جلسہ والسرائے بہادر کلکتہ تشریف
لیگئے تھے اور جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ اپنے اوس مکان مین تھے صاحب لوگون کی ملاقات
مولانا سے ہوئی صاحب لوگ مولانا کو ہمراہ لیکر زنانہ مکان کے راستہ سے اس فقیر کے
مکان مین تشریف لائے اور ہر شخص کا جو طالبعلمون سے تھا معائنہ کیا بعد اوسکے جناب مولانا سے
چند باتین پوچھین میان عبد الغفار کیطرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کس کا نوکر ہے مولانا نے اس فقیر کا
نام لیا مین نے اوس کو قبول کیا کہ ہان میرا نوکر ہے بعد اوسکے مجسٹریٹ صاحب وغیرہ ایک جگہ بیٹھ گئے
اور اس مؤلف کتاب سے اس مقدمہ کی بابت سوال شروع کیا تو فجر کے آٹھ بجے سے چار بجے

عصر تک یہی پوچھ پاچھ مجھسے رہی بعد اوسکے سب لوگ چلے گئے اوسکے ایک روز درمیان دیکے تاریخ چودھوین ماہ
شعبان کو پھر یہ لوگ اوسی مجمع کے ساتھ تشریف لائے اوس روز خوب خطون اور کتابون کی تلاشی ہوئی
اور جسقدر کتابین قلمی لکھی ہوئی پائین اور کاغذات دینی وغیرہ وخطوط جو کچھ پایا سب کو اوٹھاکر گاڑیون پر
لادکر روانہ کر دیا اور جناب مولانا سے دس ہزار روپیہ نقد ضمانت طلب کی جناب مولوی عبدالحمید صاحب
نے اوسکی فراہمی کی فکر کی اور اس فقیر اور میان عبدالغفار کو اپنے ساتھ گاڑی مین بٹھاکر مجسٹریٹ صاحب
بانکی پور اپنے بنگلہ پر لیگئے اور وہان سے حوالات کا حکم دیا دو روز حوالات مین رکھکر جیلخانہ بھیجدیا بعد دس
بارہ روز کے اوس ضمانت کو بھی مسترد کرکے جناب مولانا یحیی علی علیہ الرحمۃ کو بھی جیلخانہ کا حکم دیا وہان
ہم لوگ چھبیسوین رمضان ۱۲۸۰ھ تک رہے بعد اوسکے ہم سب لوگ بسواری ریل انبالہ پہونچائے گئے
وہان منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع و عبدالکریم اونکے بھانجا و حسینی پٹنہ و حسینی تھانیسری و مظہر سردار ساکن
بنگالہ و عبدالغفور خان ساکن ضلع ہزاری باغ کو پایا اور بعد دو تین روز کے قاضی میان جان ساکن بنگالہ بھی
وہان آئے اور ہر ایک علحدہ علحدہ ایک ایک کوٹھری مین کہ جسکو سنگین کوٹھری کہتے ہین بند کئے گئے وہ کوٹھری
پانچ فٹ لانبی اور چار فٹ چوڑی ہوگی اور چھت اوسکی نہایت بلند اور اوپر چھت کے ایک چھوٹا سا روشندان
تھا کہ آدمی اوسمین سانس لے سکے نہایت تنگ و تاریک تھی اوس کوٹھری مین تخمیناً اڑھائی تین مہینے ہم
لوگ رہے جملہ گیارہ آدمی تھے شب و روز مین ایک بار اوس کا دروازہ کھلتا اور ایک جمعدار اور دو
تین سپاہی اور اون کے ساتھ ایک باورچی کہ جسکے ہاتھ مین روٹیان اور دال ہوتین اور ایک مشکی کہ جسکے
مشک مین پانی ہوتا اور ایک بھنگی ہاتھ مین گملا لئے ہوئے آتا اور ہر ایک کوٹھری کو کھولتا باورچی دو
روٹیان اور کچھ دال دیدیتا اور مشکی ایک کوزہ پانی دیتا اور بھنگی گملا صاف کر دیتا اور پھر یہ لوگ چلے جاتے
جو جو تکلیفین اوسمین گذرین اوس کا بیان طول ہے اور فضول بعد تین مہینے کے جب مقدمہ ہملوگون کا
اجلاس مین صاحب مجسٹریٹ کے شروع ہوا اوسوقت ہم لوگ گیارہ آدمی قبرون سے نکالکر ایک مکان
حوالات مین جمع کر دئے گئے جو اوسی جیلخانہ مین تھا بعد تین مہینے کے جو ہملوگون نے آسمان کی صورت
دیکھی اور ایک کو دوسرے سے ملاقات ہوئی از حد خوشی حاصل ہوئی اوسوقت جناب حضرت مولانا کا عزم
و استقلال قابل دیکھنے تھا واقعی یہ ہے کہ اگر آپکا ساتھ ہملوگون کو نہوتا تو قدم ہملوگون کے ڈگ جاتے قریب
دو مہینے کے مقدمہ مجسٹریٹی مین دائر رہا اور ہملوگ روزانہ حلقہ مین سپاہی پولس اور پلٹن کے نو دس بجے

کچہری روانہ کیے جاتے اور قریب مغرب پھر وہان سے مراجعت کر کے جیلخانہ پہونچتے اول روز جب ہم لوگ اجلاس پر حاضر کیے گئے اور وقت نماز ظہر کا آیا ہم لوگون نے درخواست کی کہ ہم لوگون کو نماز پڑھنے کی اجازت ملے کہ کچہری سے باہر جا کر وضو کر کے نماز پڑھ کے پھر اپنی جگہ پر آئین صاحب مجسٹریٹ نے فرمایا کہ تم لوگون کے لئے مقدمہ ملتوی نہین کیا جائیگا ہم لوگون نے عرض کیا کہ ہم لوگون کا یہ مطلب نہین کہ آپ مقدمہ کو ملتوی کیجین بلکہ آپ جسطور پر کہ اظہار گواہان وغیرہ لے رہے اور کارروائی کر رہے ہین سب اوسی طور پر کرتے رہین غیر حاضری کے وقت مین ہم لوگون کے جو گواہون کا اظہار ہوگا اور ہم لوگ اوس کو نہین سُن سکین گے وہ نقصان ہمارا ہوگا اوس نقصان کو ہم لوگ بخوشی گوارا کرتے ہین مگر نماز نہین قضا کر سکتے اوس پر صاحب نے غصہ ہوکر اور جھلا کر فرمایا کہ تم لوگ باہر جانے نہین پاؤگے ہم لوگون نے کہا بہت خوب اور فی الفور زمین پر تیمم کر او رکھڑے ہوگئے اور مولانا اور ہم لوگ دس آدمی تکبیر کہہ اور تحریمہ باندھ عین اجلاس پر ہم لوگون نے نماز ادا کی دو سو جوان پلٹن اور پولس کے مسلح بندوقین بھرے ہوئے سنگین چڑھائے ہوئے واسطے حفاظت ہم لوگون کے منتظر حکم پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ تماشابین و نامہ نگار اخبارات وغیرہ واسطے دیکھنے اور سُننے کیفیت مقدمہ کے بھی جمع تھے اوس وقت کا نظارہ کچھ عجیب و غریب تھا بجز خداے غالب کے کسی کا خوف و خطر مطلق دل پر نہ تھا شاید دو یا تین روز نماز ظہر ہم لوگون نے اسی طور پر ادا کی اور نماز عصر نہایت اخیر وقت وقتِ مراجعت راہ مین ادا کرتے جب صاحب نے دیکھا کہ یہ لوگ عین اجلاس ہی نماز ادا کر لیتے ہین تب بالآخر آپ نے حکم دیا کہ ایک ایک آدمی کو باہر لیجاؤ اور اوسکے ساتھ دو سپاہی اور ایک نائک رہے اور کچہری سے باہر متصل باغ مین نماز پڑھا کر لے آؤ تب ہم لوگ تمام ایام دورانِ مقدمہ مین نماز ظہر اس طرح ادا کرتے رہے کہ ایک آدمی جاتا اور جب وہ آگیا تب دوسرا جاتا۔ محمد شفیع کی طرف سے ایک انگریز وکیل جان سٹین صاحب بہ اُجرت سات ہزار روپیہ مقرر ہوا اور ہم لوگون پر بھی محمد شفیع کا تقاضا رہا کہ وکیل مقرر کرو مگر چونکہ جناب مولانا کی راے نہ تھی ہم لوگون نے وکیل نہین مقرر کیا۔ منشی محمد جعفر صاحب اور مین بعض وقت کچھ ضروری سوال گواہون سے کر لیتا جناب مولانا بالکل ساکت یاد خدا مین مصروف رہتے ہین اور جناب مولانا متصل بازو بازو وہان کھڑا رہتا اور آپ کے ذمہ کا سوال کا جواب بھی مین ہی دیتا الغرض تمام دوران مقدمہ مجسٹریٹی مین یون ہی گذرا جب مقدمہ دورہ سپرد ہوا اوس وقت مجیب الدین تحصیلدار جو بجرم رشوت ستانی اوسی جیل مین قید تھا اور اکثر محمد شفیع کے پاس اوس کی آمد و رفت

رہتی ان دونون نے مل کر مجھ پر اصرار شروع کیا کہ تم بھی ایک وکیل انگریز مقرر کرو اور خود محمد شفیع نے ایک اور انگریز وکیل گڈال صاحب نامی کو مقرر کیا اب اون کی طرف دو وکیل ہوگئے اوس وقت اس ظلوم جہول نے بھی اون کی راے کے موافق ہو کر ایک وکیل مقرر کرنا چاہا چنانچہ گڈال صاحب کی معرفت کلکتہ سے پلوڈن صاحب کونسلی بلوائے گئے اور اکیس ہزار ۲۱۰۰۰ روپیہ نقد اور خرچ خوراک وسواری تادوران مقدمہ سشن اون کا مقرر ہوا اور اودھر مولوی محمد حسن کو پٹنہ مین اس تقرری وکیل کی خبر دی گئی وکیل جب کلکتہ سے روانہ ہوا اوس نے بذریعہ تار مولوی محمد حسن کو اسٹیشن بانکی پور پر طلب کیا مولوی محمد حسن نے اوس سے اسٹیشن پر ملاقات کی وکیل نے کہا کہ تم بیس پچیس ۲۵ گواہ لیے ہوے انبالہ چلے آؤ وکیل نے انبالہ پہونچکر صاحب جج کو درخواست دی کہ مین منجانب مولوی یحییٰ علی و مولوی عبدالرحیم وغیرہما وکیل ہو کر آیا ہون مجھ کو اون سے ملاقات کی اجازت ملے وہ درخواست نامنظور ہوئی تب وکیل نے بحضور جڈیشل کمشنر لاہور اوس کی اپیل کی وہان سے بھی نامنظور ہوئی تب وکیل نے بحضور لفٹنٹ گورنر پنجاب اپیل کی تب وہان سے منظوری ہوئی اس مین عرصہ دو ہفتہ کا گذر گیا بعد منظوری وکیل ہم لوگون کے پاس جیلخانہ مین آیا اور وکالتنامہ پر ہم لوگون کے دستخط ہوے منشی محمد جعفر صاحب نے کہا کہ مجھ کو وکیل کی حاجت نہین مین اپنا سوال وجواب خود کرونگا الغرض تخمیناً دو مہینہ مقدمہ پیشی مین صاحب جج بہادر کے رہا اور صدہا گواہان سرکاری جو جابجا سے گرفتار ہو کر آئے تھے سنائے جاتے اوس مقدمہ مین جو کچھ کارروائی جابرانہ خلاف قانون عمل مین آئی اوس کا بیان بہت طول طویل ہے صرف ایک ماجرا ہے جو مین بیان کرتا ہون حضرات ناظرین باقی کو بھی اس پر قیاس فرمالین۔ ایک لڑکا صدرالدین نامی تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ برس کی عمر کا جو منشی محمد جعفر کے مکان سے گرفتار ہوا تھا اوس کو بھی پولس سکھلا پڑھا کر گواہون مین لایا جب وہ لڑکا اجلاس پر آیا اور باعث خوف پڑھایا ہوا سب بھول گیا اور وکیل کی جرح مین اوس کی غلط بیانی ثابت ہوئی تب رات کو پولس نے اوس کی ایسی مرمت کی کہ جان بحق تسلیم ہوا زیادہ کیا لکھون۔ صدہا انگریز تماشائی وغیرہ رہتے اور ان کل کارروائیون کو جو خلاف قانون عمل مین لائی جاتین دیکھتے اور انگشت حیرت کو دانتون تلے دباتے ہمارے حضرت مولانا کا صبر واستقلال اوس وقت کا قابل دید تھا شب کو مین اور آپ ایک ہی جگہ رہتے آپ پچھلی شب حسب معمول نماز ودعار وغیرہ مین مشغول رہتے اور اکثر اشعار عاشقانہ دیوان شاہ نیاز وحافظ وغیرہ کا پڑھتے اور ایک نہایت وجدی کیفیت آپ پر طاری ہوتی ہم لوگ سب ہوش باختہ ہوتے اور آپ نہایت مسرور وخوش آپ کے چہرہ

بشرہ سے کچھ بھی آثار رنج ومحن کے پائے نہین جاتے ذکراللہ سے رطب اللسان رہتے آپ اکثر اس شعر کو بھی جو حضرت خُبیب صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے مترنم ہوتے

ما ان ابالی حین اقتل مسلما | علی ای شق کان فی اللہ مصرعی
وذالک فی ذات الالہ وان یشأ | یبارک علی وصال شلو ممزعی

میرے پاس ایسے الفاظ نہین ہین کہ جن سے آپکی اوس کیفیت وجدی وصبر وشکر کا ایک شمہ بھی بیان کرسکون اور اوسکی تصویر کھینچکر ہدیہ ناظرین کرنا تو یہ ایک امر محال ہے آپ سے دوسرے درجہ پر جی وسیدی میان عبدالغفار صاحب تھے اور منشی محمد جعفر صاحب ان دونون کا صبر واستقلال بھی لائق مرحبا وصد آفرین تھا۔ چونکہ یہ رسالہ واسطے بیان کیفیت مقدمہ کے موضوع نہین ہوا ہے لہذا عنان قلم کو اودھر سے پھیر کر اصل مطلب جو ان اوراق کا ہے عرض کرتا ہون جو حضرت کہ شائق دریافت مقدمہ ہون وہ تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب ملاحظہ فرماوین۔ الغرض جب مقدمہ اجلاس سشن جج سے فیصل ہوا اور تین شخصون کو حکم پھانسی کا ہوا یعنی مولانا یحیےٰ علی علیہ الرحمۃ والغفران و منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع مرحوم اور باقی آٹھ شخصون کو دوام حبس بعبور دریاے شور معہ ضبطی جائداد اوس وقت یہ تینون شخص پھانسی والے پھر اوسی قید تنہائی سنگین کوٹھری مین بند کیے گئے۔ اور باقی لوگ دوسرے قیدیون کے ساتھ ملا دئے گئے مگر چونکہ موسم نہایت گرم تھا یہ ممکن نہ تھا کہ آدمی ایک ہفتہ سے زیادہ اوس کوٹھری مین رہے اور پھر جانبر ہو۔ لہذا ڈاکٹر نے حکم دیا کہ کوٹھری کا دروازہ کھلا رہے اور ایک پہرا سپاہی کا خاص اوس دروازہ پر مقرر ہو کہ یہ لوگ کوٹھری سے قدم باہر نہ لاسکین چنانچہ ہمارے حضرت اوس قید تنہائی مین پھر تخمیناً دو ڈھائی مہینے رہے۔ اور نہایت صبر واستقلال کے ساتھ اون ایام کو آپ نے بسر کیا اور جب کوئی سپاہی پہرے والا آیا اور کوئی سپاہی یا قیدی آپ کے سامنے آجاتا ہندو یا مسلمان سب کو آپ توحید باری کا وعظ سُناتے اور عذاب آخرت و قبر وغیرہ سے ڈراتے۔ الغرض ایک عجب طرح کا فیض آپ کا اوس قید تنہائی مین بھی جاری رہا۔ سپاہی جو پہرے کے واسطے آتا وہ سکھ ہوتا یا گورکھا اور مسلمان ہوتا آپ اوس کو اسی آیۃ کریمہ کا وعظ سُناتے۔ ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ٥ سپاہی کھڑا رہتا اور جب اوس کے پہرے کی بدلی ہوتی تو اوس صحبت کو چھوڑکر جانا پسند نہین کرتا۔ مین کچھ لکھ نہین سکتا کہ کسقدر فائدہ اوس وقت پہرے والون کو

پہونچا اور کتنے موحّد ہوگئے اور کتنے دین آبائی کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے - لا یعلمہ الا اللہ آپ کا فیض
کبھی کسی حالت مین بند نہوا آپ کا جسم مبارک قیدی تھا اگرچہ دل وزبان آزاد
تھے اون پر کسی کی حکومت نہ تھی بجز اوس حاکم حقیقی کے اگر دو منٹ کے واسطے بھی کوئی آدمی سامنے آجاتا آپ
امر معروف ونہی عن المنکر بجا لاتے بعد اسکے حکم پھانسی منسوخ ہوا اور حکم دوام حبس بعبور دریاے شور معہ
ضبطی جائداد اون تینون پھانسی والون کے واسطے بھی صادر ہوا اور یہ لوگ قیدیون مین ملا دئے گئے اور حسب
دستور اوس جیل کے جیسے ہم لوگون کی ڈاڑھی مونڈا دی گئی تھی ویسا ہی آپکی بھی مونڈا دی گئی اور ایک کرتہ کمر
تک کا گیر دار ننگا ہوا اور ایک ٹوپی کان ڈھپی گیر دار ننگی ہوئی پہنا دی گئی یہ جو گیا نہ لباس اوس جیل مین قانونا
ہر ایک کو دیا جاتا تھا اوس کی صبح کو کپتان ٹائی صاحب مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر انبالہ و پارسن صاحب سپرنٹنڈنٹ
پولس جیل مین آئے اور دار وغہ کو حکم دیا کہ مولانا سے سخت تر مشقت لیجاوے چنانچہ خود اوس نے اپنے روبرو
کھڑے ہوکر ایک بڑے کوئین پر جو رہٹ چل رہا تھا بین تمازت آفتاب مین اوس رہٹ کو آٹھ دس قیدی چلا
رہے تھے اور وہ بمشکل چلتا تھا آپکو بھی اوسمین دیدیا آپ دو تین روز تک تمام روز اوس کو چلاتے رہے
آپ کو بباعث حرارت آفتاب خون کا پیشاب آنے لگا آپ نہایت صبر وشکر کے ساتھ اوس کو انجام دیتے
رہے دوسرے قیدی جو نہایت قوی وتوانا اوس رہٹ کو کھینچتے تھک کر بیٹھ جاتے مگر آپ صبح سے شام تک
اوس مین لگے ہی رہتے - چونکہ اوس وقت ڈاکٹر صاحب موجود نہ تھے مجسٹریٹ صاحب نے یہ کارروائی اپنے
دل کا غصہ نکالنے کو کر لی جب ڈاکٹر صاحب دو تین روز کے بعد جیل مین تشریف لائے اور نو آمد قیدیون کا ملاحظہ
کیا جناب مولانا کو رہٹ کے کام مین دیکھکر داروغہ پر نہایت خفا ہوئے کہ اسکو یہان کیون لگایا ہے داروغہ
نے عرض کیا کہ مجسٹریٹ صاحب خود تشریف لاکر لگا گئے ہین چونکہ ڈاکٹر کو مجسٹریٹ سے چشمک تھی فی الفور آپ
کو وہان سے چھڑا کر برعکس اوس کے ایک نہایت آسان کام مین لگا دیا یعنی دری بافی کے کارخانہ مین چھت
کے نیچے دری کا سوت کھولنے کا کام آپکو دیا آپ حمد وثناء باری مین شب و روز مصروف رہتے اور کام
مفوضہ سرکاری کو بھی باحسن وجوہ انجام کرتے مثل اور قیدیون کے تساہل وتکاہل کو کام مین نہ لاتے
اور دوسرے قیدیون کو بھی نصیحت فرماتے کہ جب تم سرکاری کھانا کھاتے ہو اور کپڑا پہنتے ہو اور مکانمین
رہتے ہو تب ضرور ہے کہ سرکاری کام کو انجام دو اور قیدی لوگ جو جیل کے اندر حکم عدولی اور بدمعاشی
وغیرہ کرتے اوس سے ان کو روکتے اور نصیحت کرتے صدہا قیدی اوس جیل مین ایسے نیک چلن ہوگئے

کہ جس کو دیکھکر داروغہ وغیرہ اہلکاران جیل حیران رہجاتے انھین ایام مین اوس جیل مین بخار کی وبا
پھیلی اور صدہا قیدی لقمۂ اجل بنگئے ہم لوگ بھی کلہم سخت بخار مین مبتلا ہوئے صرف یہ فقیر مؤلف بچ گیا
حضرت جناب مولانا کو ایسا سخت بخار رہا کہ ایک مہینہ تک ہوش نہ رہا مگر ذکر اللہ زبان پر جاری
قاضی میان جان نے اوسی مین انتقال کیا - الٰہی بخش سوداگر پٹنہ بھی آزار مین مبتلا ہوکر پاگل ہوگیا
اوس کی قفا پر چند پلاسٹر لگائے گئے - الغرض جو تھے وہ سخت سے سخت تر بیمار تھے یہ فقیر مؤلف فجر کو مشقت
پر جاتا اور دوپہر اور شام کو جب ایک ایک گھنٹہ کی چھٹی ملتی تو ہسپتال جاکر ان لوگون کی خبر لیتا پانی
لاکر پاس رکھدیتا باورچیخانہ ہسپتال سے روٹی دال لاکر ان لوگون کو کھلا دیتا کپڑا جو پیشاب پاخانہ
مین ملوث ہوجاتا دھودیتا - الغرض ایک گھنٹہ کے عرصہ مین جو کچھ کار وخدمت ہوسکتی بجالاتا اور پھر
کام سرکاری پر چلا جاتا بعد ڈیڑھ مہینے کے سب سے اول میان عبد الغفار صاحب کو افاقہ ہوا اوسوقت
یہ فقیر بخار مین مبتلا ہوا اور وہی حالت جو سب کی تھی میری ہوئی ایک مہینہ کامل مجکو خبر نہ ملی کہ دن کدھر
ہے اور رات کدھر - میرے ہمراہی لوگ میری زندگی سے مایوس ہوگئے تھے اوسوقت میان عبد الغفار صاحب نے
باوجود ضعف ونقاہت وہی کام انجام دیا جس کو مین کرتا تھا - فاعتبروا ایہا الناظرین - بعد اسکے
کہ جب لوگون کو صحت ہوئی عذاب الجوع آیا اسقدر بھوک کا غلبہ سب لوگون کو رہتا کہ دو روٹیان جو سرکار
سے ملتین اون کے کھانے سے یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ کچھ کھایا بھی ہے یا نہین جیل مین جسقدر گھاس بھی مع بیخ
اوکھاڑ کر قیدی لوگ اوس کو چٹ کر گئے - ہر طرف سے الجوع الجوع ہائے بھوک کا شور تھا ہمارے ہمراہیون
مین سے اکثر دن کی نیت ڈانوان ڈول پھرتی تھی ایسی حالت مین یہ کارروائی شروع ہوئی کہ مولوی احمد اللہ رحمۃ
اللہ علیہ کو جس طور پر ہوسکے اس مقدمہ مین پھانسنا چاہئے اور گرفتار کرنا چاہئے چنانچہ نجیب الدین
تحصیلدار جو اوسی جیل مین قید تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے وہ اس کام کے واسطے مقرر کیا گیا کہ ہم لوگون
کو ورغلا اور بہکا کر بطمع رہائی وواپسی جائداد مولوی احمد اللہ پر گواہ بناوے چنانچہ سب سے
اول اوس کا جادو محمد شفیع اور عبد الکریم ان کے بھانجے پر چل گیا اور یہ لوگ گواہی دینے کو مستعد ہوگئے
اور ان دونون پر ہر طرح کی آسانی قید مین کردی گئی کھانا نہایت عمدہ پلاؤ وشیرمال دودھ ملائی
وغیرہ جیل مین آنے لگا اور یہ دونون نہایت تروتازہ ہوگئے اور دوسرے ساتھیون کو بھی ترغیب
گواہی کی دینے لگے - وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین - کا دم بھرنے لگے چنانچہ الٰہی بخش سوداگر

پٹنہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ان کے دام مین آگیا اور ہم لوگون سے علٰحدہ ہو کر اون کی صحبت مین جا بیٹھا وہ عجیب وقت تھا کہ ادھر تو ہم لوگ انواع قسم کے آلام و مصائب مین مبتلا اور پھر عذاب الجوع اور ادھر وہ راحت و آرام و تنعم گویا نمونہ قیامت تھا کہ ایکطرف جنت اور دوسری طرف دوزخ نظرون کے سامنے رکھی تھی وہ وقت بڑے سرے کے جانچ اور امتحان کا تھا اوس وقت پر آیۃ کریمہ وزلزلوا زلزالاً شدیداہ کا مضمون خوب صادق آتا ہے اور پل صراط کی سی کیفیت تھی کہ ہر ذی ایمان رب سلم سلم۔ کہتا تھا ہمارے حضرت نہایت باطمینان قلب نہایت خندان و شادان و فرحان یاد الٰہی مین اور لوگون کو استقامت دلانے مین شب و روز مصروف رہتے دنیاے دون کی بے ثباتی اور اوس کے راحت و آرام کی بیقراری اور ثواب آخرت اور جنت نعیم کی پائداری یاد دلاتے اور رضوان من اللہ اکبر کو خوب کھول کر فرماتے اوس وقت کی کیفیت آپکی قابل دید تھی۔ قلم کو جو ایک کاہ خشک ہے کہان وہ طاقت کہ جو اسکو بیان کرسکے فقیر مولف بھی اوس زلزلہ مین گرفتار تھا آپکے قدمون کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے بچا لیا کہ اغواے شیطانی سے محفوظ رہ کر بیہودہ گوئی و ہفوات بکنے سے رکا رہا اور مغاک ہلاک مین نہ گرا فللہ الحمد علیٰ ذالک۔ اگر آپ کا ساتھ نہوتا تو ایسے مہالک سے بچنا متعسّر بلکہ محال تھا صبر و استقلال تو مجھ ایسے نالایق کو کہان میسر یہ تو بہت بڑے لوگون کا کام ہے صرف اسقدر کہ زبان ناپاک باتون سے بچی رہی ہزار ہزار شکر اوس قادر مطلق کا ہے اوس وقت ایک اور امتحان اس نالایق پر خاص کرکے آیا کہ کمشنر صاحب و ڈپٹی کمشنر صاحب کی خواہش ہوئی کہ بذریعہ کمترین مولوی عبد اللہ ساکن افغانستان سے پیغام مصالحت کیا جاے کہ جن سے بمقام انبیلہ وغیرہ سرکار سے جنگ ہوئی تھی اور وہ اس کمترین کے چچا زاد بھائی تھے اوسی حالت مین قیدیون کی چالان انبالہ سے لاہور جانے کو تیار کی گئی اوس مین جناب حضرت مولانا و منشی محمد جعفر صاحب وغیرہ کل طیار کیے گئے۔ مگر محمد شفیع و عبد الکریم و الٰہی بخش جو بوجہ گواہی ہم لوگون سے علٰحدہ کرلیے گئے تھے رکھ لیے گئے اور یہ فقیر بھی بوجہ کارروائی صلح روک لیا گیا اور نیز مین تنفس سخت مین اوس وقت مبتلا تھا کہ لیاقت سفر مطلق نہ تھی اس وجہ سے بھی ڈاکٹر نے مجھے روک لیا اور جناب حضرت معہ چھ آدمیون کے روانہ جیل لاہور کیے گئے اب اس وقت سے عرصہ دو سال تک مین صحبت کیمیا خاصیت سے اپنی بداعمالیون کے سبب مہجور کردیا گیا۔ اب جو کچھ مین بیان کرونگا

ان دوسالون کی کیفیت وہ سنی ہوئی ہوگی۔ الغرض آپ انبالہ سے روانہ ہو کر معہ دوسرے ستر چھتر قیدیون کے جیل لاہور مین پہونچے اور وہان قریب ایک برس کے آپکا قیام رہا اوس اثنا رمین آپ برابر قیدیون کو پند ونصائح کیا کرتے چون کہ قیدخانہ مین مجمع بدکارون اور چور ڈاکو وغیرہ کا رہا کرتا ہے آپ کا وعظ بھی انھین افعال ذمیمہ کے بیان مین ہوتا اور توحید وتاکید صوم وصلواۃ کی ہوتی صدہا چور اور ڈاکوون نے توبہ کی کہ اب کبھی اس پیشہ کو نہ کرینگے آپ اون کو عذاب دائم مقیم سے ڈراتے صدہا موحد اور نمازی ہوگئے ایک بلوچ ڈاکو کا ماجرا بیان کیا جاتا ہے اوس کا نام مرزی تھا اوس کے آبا واجداد سے چوری اوڈکیٹی کا پیشہ چلا آتا تھا وہ نہایت قوی ہیکل جوان تھا اوس نے جیل خانہ مین آکر بھی بہت کچھ شرارت کی تھی سرکاری کام ہرگز نہین کرتا صدہا بید اوس کو لگائے گئے مگر اوس نے اُف نہین کیا اپنی بدچلنی سے باز نہین آیا بیڑی اور ڈنڈا بیری ہتھکڑی اور طوق وقید تنہائی وغیرہ جو کچھ سزا وہان ہے وہ سب اوس پر عمل مین لایا گیا لیکن وہ باز نہ آیا داروغہ وجمعدار سب اوس سے ڈرتے وہ اون کو بھی موقع پاکر ہتھکڑی سے پیٹ دیتا خدا کے حکم سے آپ کا بستر اور اوس کا ایک ہی جگہ ہوگیا خدا کی قدرت کہ آپکی نصیحت وپند سے تھوڑے ہی عرصہ مین اوس کی کیفیت بدل گئی اوس نے سرکاری مشقت کرنی شروع کردی اور ایسا نیک چلن بن گیا کہ داروغہ وغیرہ سب متحیر ہوگئے۔ ہتھکڑی اور طوق وغیرہ سب اوس سے دور کردئے گئے اور پارچہ بافی کے کارخانہ مین وہ داخل کردیا گیا کہ جہان دائم الحبس اور بڑے بڑے میعادی قیدی کام کیا کرتے تھے اور عمدہ کام کرنے اور زیادہ کرنے پر سال مین دو ایک ماہ قید معاف بھی ملا کرتی ہے۔ اس نے وہان جاکر بہت جلد پارچہ بافی کا کام سیکھ لیا اور نہایت عمدہ کپڑا بننے لگا مین جب لاہور کے جیل مین گیا خود مین نے اوس مرزی بلوچ کو دیکھا کہ وہ پانچون وقت نماز قید کے ساتھ پڑھتا اور اپنے گذشتہ اعمال کو یاد کرکے خوف خدا سے اکثر روتا۔ اے بھائیو مین سچ کہتا ہون کہ مین نے جب اوسکو دیکھا ایک ولی پایا اس قسم کے اور بہت سے ماجرے ہین مین نے یہ ایک تمثیلاً بیان کیا۔ الغرض آپ کا وجود باجود اوس قیدخانہ مین واسطے ہدایت قیدیون کے بھیجدیا گیا تھا کہ ہزارون فیضیاب ہوگئے اہل کاران جیل اس کرامات کو آپ کے دیکھ دیکھ کر نہایت متحیر ومتعجب ہوتے تمام ہندو آپ کو دیوتا اور اوتار کہتے اور مسلمان ولی سمجھتے اتوار کا روز جو فرصت کا قیدیون کے ہوتا فجر کو بعد ملاحظہ ڈاکٹر آپ کے پاس مجمع ہوجاتا آپ حسب حال اون قیدیون کے بدکاریون سے بچنے کا اور نیک چلنی اور توحید الٰہی کا بیان فرماتے اور صوم صلوٰۃ

کی تاکید فرماتے بعد اوس کے آپ معہ دوسرے قیدیون کے لاہور سے بسواری ریل روانہ
ملتان ہوئے وہان ہفتہ عشرہ قیام کرکے بسواری مرکب دخانی روڑی بھکر سکھر جو ملک سندھ
مین واقع ہے ہوتے ہوئے کوٹلی پہونچے اور وہان سے بذریعہ ریل کراچی بندر اور وہان ہفتہ عشرہ
قیام کرکے بسواری مرکب دخانی براہ سمندر بمبئی پہونچے اور وہان سے بسواری ریل بمقام تھانہ
(جو ایک شہر کا نام ہے) اور وہان بہت بڑا قلعہ جو مرہٹون کا بنایا ہوا ہے اور اب وہ جیل کا کام دیتا ہے اوس
مین بھیجدئے گئے وہ نہایت سخت جیل ہے کہ دوسرے جیلی اوس سے پناہ مانگتے ہین وہان کے اہلکار
جیلر وغیرہ قسوت قلبی مین نسبت دوسرے جیلون کے بدرجہا زیادہ تمام احاطہ بمبئی و پنجاب کے
شریر ترین قیدی اوس جیل مین بھیجدئے جاتے ہین آپ ہر جگہ اپنا کام کرتے رہے چند
مہینون تک آپکا وہان قیام رہا آپ کا فیض بدستور وہان بھی جاری رہا بعد اوس کے آپ آٹھوین
دسمبر ۱۸۶۵ء بسواری جہاز بادبانی معہ دیگر قیدیون کے روانہ پورٹ بلیر انڈمان ہوئے اور
صعوبات و تکلیفات جہاز کو طے کرکے بتاریخ گیارہوین جنوری ۱۸۶۶ء آپ داخل جزیرۂ انڈمان ہوئے بعد
اس کے جناب منشی محمد اکبر زمان صاحب نے جن کے اوصاف حمیدہ اور شریف پروری اوپر بیان ہو چکی ہے
آپ کو اپنے مکان مین لیجاکر رکھا اور بہ اجازت چیف کمشنر صاحب اپنی تائید مین لے لیا چونکہ جناب
منشی صاحب کو کام بہت سپرد تھے اکثر فرصت کے وقت مین آپ مکان پر بھی سرکاری کام کیا کرتے تھے لہذا جناب
مولانا کو حاضری کچہری سے بچاکر اوسی مد مین داخل کیا اب دونون حضرات یعنی جناب مولانا احمد اللہ و مولانا
یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہما ایک ہی جگہ جمع ہوگئے اور میان عبد الغفار صاحب کو بھی منشی صاحب ممدوح نے کام
نمبر سازی سکھا کر انکو بھی اپنے ہی مکان مین جگہ دی بالجملہ یہ تینون شخص ایک ہی مکان مین رہنے لگے جناب
مولانا کا کام یہ تھا کہ بعد فرصت از کار سرکار لوگون کو قرآن و حدیث پڑھاتے نصیحت کرتے گھر گھر پھرتے عورتون
کو نماز کی تعلیم کرتے قرآن پڑھاتے صدہا مرد و عورت کہ جنھون نے اپنے معبود حقیقی کے سامنے کبھی سر جھکایا تھا
پکے نمازی بن گئے اسی اثنا مین یہ کمترین بھی بعد مہاجرت دو برس کے پورٹ بلیر مین پہونچ گیا اور تخمیناً تین چار
مہینے آپ کی حضوری خدمت سے بہرہ مشرف ہوا دو برس آپ وہان اپنی عمر عزیز کو یاد خدا و تعلیم و تلقین خلق اللہ
میں صرف کرکے بتاریخ بیسوین فروری ۱۸۶۸ء عیسوی کو لبیک کہتے ہوئے داخل خلد برین ہوئے تخمیناً چودہ
روز بعارضہ بخار و درد و ورم رکبتین آپ علیل رہے ابتدائے علالت ہی مین حسب قاعدہ انڈمان آپ دٰ

ہسپتال ہوئے اور علاج ڈاکٹری ہونے لگا یہ کمترین اوسوقت محرر مرین ڈپارٹمنٹ ماتحت کپتان ڈاروٹ صاحب ہاربر ماسٹر کے تہا مین نے اپنے افسر سے آپ کی خدمت گذاری کے واسطے چھٹی طلب کی چونکہ اوس محکمہ مین شب و روز کی حاضری مجکو کرنی پڑتی تھی صاحب نے حکم دیا کہ بارہ بجے دن سے تین بجے تک تم آکر کام کیا کرو تاکہ دوسرا منشی اپنی حوائج ضروری سے فارغ ہوکر آجاوے چنانچہ مین ایسا ہی کرتا بارہ بجے سے تین بجے تک اپنے کام پر جاتا اور تمام روز و شب آپکی خدمت مین حاضر رہتا آپ تمام ایام علالت مین یاد خدا و صبر و شکر مین مصروف رہتے اور ہر وہ شخص جو آپکی ملاقات و عیادت کو ہسپتال مین جاتا اوسکو پند و نصیحت سے مالا مال کرتے آپکی علالت کچھ ایسی تھی کہ جس سے ہلوگون کو صورت یاس ہوتی جناب مولانا حضرت احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی دنمین دو بار جاکر دیکھ آتے چونکہ ہسپتال ایک بلند جگہ پر واقع تھا اور آپکا مکان نشیب مین اور آپ نہایت کمزور و ضعیف تھے بغیر استعانت دوسرے کے اوس بلندی پر آپ چڑھ نہین سکتے تھے اور حاضری کچہری بھی آپکو کرنی پڑتی تھی لہذا آپ حاضر باشی سے وہان کی مجبور تھے چنانچہ روز اخیر جب مین تین بجے آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپ کی طبیعت اچھی تھی آپ نے نماز عصر ادا کی قریب چار بجے کے ایکبارگی آپکی زبان مین لکنت پیدا ہوئی اور طبیعت بگڑی ڈاکٹر کو خبر ہوئی - اوس نے فی الفور آکر دوا دی مگر وہ دوا بھی فرو نہوئی اس حالت کو دیکھکر مین نے جلد ایک آدمی دوڑا دیا کہ جناب حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دو آپ اوسوقت کچہری سے آرہے تھے سنتے ہی ہسپتال کیطرف روانہ ہوئے اس اثنا مین جب مین نے دیکھا کہ آپکے حلق سے پانی بھی فرو نہین ہوتا ہے لیکن زبان ذکر اللہ مین جاری ہے تو اس سے مین نے خیال کیا کہ زبان نہین کھلتی مگر ہوش ہے آپکے سر مبارک کو مین نے اپنے زانو پر لے لیا چند منٹ کے بعد آپکی روح پر فتوح اس قفس عنصری کو چھوڑ کر علیین کو پرواز کر گئی - انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ واحشرہ فی زمرۃ المہاجرین الاولین الذین ھاجروا وجاھدوا مع النبی الامی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین - چونکہ وقت شام کا ہوگیا تھا اور قبرستان دور تھا ہم لوگ لاش مبارک کو باجازت جناب ڈاکٹر صاحب اپنے مکان پر لائے علی الصباح غسل و کفن ہونے لگا جناب منشی سید اکبر زمان صاحب ہیڈ منشی پاس کرنیل فورٹ صاحب چیف کمشنر کے گئے اپنے اور اپنے آفس کے مسلمان عملون کے واسطے فرصت و اجازت شرکت دفن و کفن کی مانگی چیف کمشنر صاحب بہادر نے براہ اشفاق خسروانہ و ہمدردی انسانی تمام مسلمان قیدیون کو فرصت و اجازت شرکت

دفن ویدی چنانچہ فی الفور پروانجات تحریر ہو کر مہر و دستخط ہو کر جملہ ٹاپوؤن کو بذریعہ ڈاک روانہ کر دئے گئے اور ہر ٹاپو مین بنام افسر انچارج وہان کے حکم کیا کہ جو قیدی آپ کے جنازہ پر حاضر ہونے کی خواہش ظاہر کرے فی الفور اوس کو بذریعہ کشتی سرکاری روانہ کر دو چنانچہ جوق جوق قیدی مسلمان اور کچھ ہندو بھی کشتیون پر سوار ہو کر آنے لگے ادہر یہ لوگ غسل و کفن وغیرہ تیار ہو گئے نماز جنازہ مین کل مسلمان جو اوسوقت جزیرہ راس آئیلینڈ مین تھے تقریبًا دو ڈھائی ہزار سب شریک ہوئے بعد اوسکے گھاٹ پر آئے وہان متعدد بوٹ بڑے بڑے ہاربر ماسٹر صاحب نے تیار کرا رکھے تھے اوس پر سب لوگ سوار ہو کر سوتھ پائنٹ کے گھاٹ پر آئے۔ وہان سے ایک میل کے فاصلہ پر قبرستان مین لیگئے وہان بہت لوگ دوسرے دوسرے ٹاپوؤن سے آکر ملتے گئے اور مکرر دوبارہ نماز جنازہ ہوئی ہر شخص کا دل آپکی محبت و فراق مین پاش پاش تھا ہر شخص گریہ و بکا مین مبتلا تھا قریب چار پانچ ہزار آدمی کا مجمع تھا بعد دفن کرنے و دعای تثبیت کے سب لوگ وہان سے واپس آئے

تاریخ وفات از نتیجہ فکر جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی

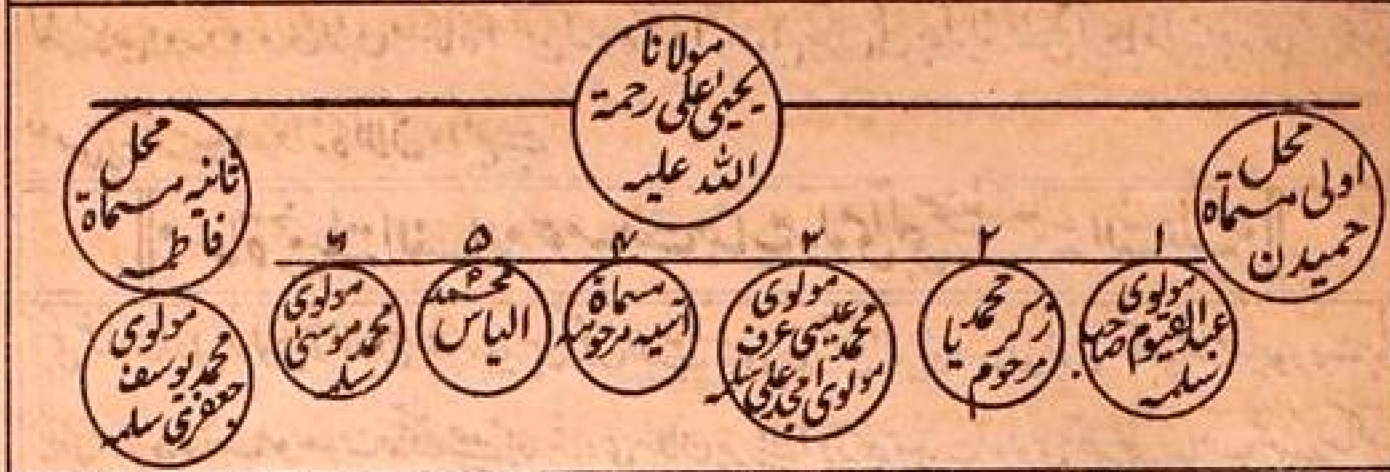
چو کہ یحییٰ علی ستودہ خصال گشت راضی خدای پاک ازو	عالم زاہد و محدث بود آفرینش قدسیان افزود	روح پاکش گذشت چو عرش تن باتف سال او ز روی الم	راہ ملک وصال حق پیمود رضی اللہ ربہ فرمود ۱۲۸۴ھ

تاریخ دیگر از مولوی محمد حسن مرحوم صادقپوری

عالم و زاہد محدث شیخنا یحییٰ علے سال تاریخ وفاتش چو بر سیدم ز خضر	کرد جان و مال خود را در رہ مولیٰ نثار یکہزار و دو صد و ہشتاد فرمود و چہار ۱۲۸۴ھ

آپکی عمر تخمینًا چھیالیس سینتالیس برس کی ہوئی از انجملہ چار برس قید مین گذرے آپکا قد میانہ تھا رنگ صاف چہرہ مبارک پر کچھ نشان اللہ چیچک کا تھا داڑھی ہلکی مگر خوبصورت بال سیاہ و سفید ملے ہوئے دانت سامنے کے اکثر ٹوٹ گئے تھے بدن بلغمی تھا آپکی محل اولی یعنی مسماۃ حمیدن بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئے مولوی عبد القیوم صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ محمد زکریا جو پانچ چھہ برس کا ہو کر گذر گیا۔ مولوی محمد عیسیٰ عرف مولوی امجد علی صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ مسماۃ آسیہ جو دس بارہ برس کی ہو کر گذر گئی۔ محمد الیاس جو دو ڈھائی برس کا ہو کر گذر گیا۔ مولوی محمد موسیٰ سلمہ اللہ تعالے۔ محل ثانیہ مسماۃ فاطمہ بنت حضرت مولوی فرحت حسین قدس سرہ اور ہمشیرہ مؤلف کتاب ہذا سے صرف ایک عزیزی مولوی محمد یوسف جعفری سلمہ اللہ تعالے پیدا

ہوئے۔ یہ نو دس مہینے کے تھے کہ آپ قید ہوئے۔ نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے۔



مولوی اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصغر اولاد مولوی الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے آپنے درسی کتابین اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین آپنے اپنے خاندان مین سب سے اول بیعت ہاتھ پر جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے کی آپکی رہنمائی سے آپکے والد ماجد مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم مغفور نے بھی کی آپ نہایت عقلمند ہوشیار ذہین وذکی تھے آپ جس تاریخ سے مرید حضرت مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے اپنے پیر مرشد کا ساتھ نچھوڑا ہمیشہ سفر وحضر مین ساتھ رہتے چنانچہ جب بڑے حضرت کو سفر بالاکوٹ ملک پکھلی قریب کشمیر کا پیش آیا اُسوقت آپ بھی ہمراہ ہوئے آپنے وہان جاکر بہت عمدہ عمدہ کارنمایان کیئے حرب مین نہایت دلیری وبہادری بمقابلہ سکھون کے دکھلائی آپ بطور وزیر مشیر کے او نیز جنرل کے ہمراہ بڑے حضرت کے رہتے تدابیر تمدنی وکیود حرب وجرائت وبہادری آپ مین خداداد تھی بعد اوسکے کہ جب بڑے حضرت وہان سے مراجعت کرکے پٹنہ کو تشریف لائے آپ بھی ہمراہ آئے یہان آکر چند مہینون کے بعد لعارضہ وبائی ہیضہ آپنے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ آپکے انتقال سے پیشتر ایک روز بڑے حضرت کو بین الیقظۃ والنوم یہ آواز غیب سے آئی کہ ہدایت اللہ کی طلبی ہے آپ جب بیدار ہوئے سمجھا چونکہ آپکے منجھلے صاحبزادہ کا نام ہدایت اللہ تھا آپنے اونھین کی نسبت خیال کیا کہ اونکی وفات قریب ہے آپ دعا مین مصروف ہوئے مگر جب جناب مولوی اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا بڑے حضرت نے سمجھا کہ ہدایت اللہ سے یہی مراد تھے کیونکہ آپکو خلق اللہ کی ہدایت کا بڑا شوق تھا شب وروز اسی مین مصروف رہتے مراقبہ ومشاہدہ مین بھی آپکو کمال تھا صدہا آدمی آپ سے تعلیم پاتے چوبیس برس کی عمر مین آپنے انتقال فرمایا آپکی شادی مسماۃ شریفن بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ سے ہوئی تھی صرف دو لڑکیان آپکی ہوئین مسماۃ رقیہ کہ

جنکی شادی مولوی اشرف علی صاحب خلف اوسط مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اور وہ لاولد گذر گئیں اور دوسری لڑکی مسماۃ امتن کہ وہ دو اڑھائی برس کی ہوکر گذر گئی آپکا مزار جامع مسجد محلہ ٹولہ کے صحن میں قریب دروازہ کلاں واقع ہے

مسماۃ جمیلۃ النساء مرحومہ بنت جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپکی شادی اول مولوی قمر الدین شہید بن رکن الدین حسین بن رفیع الدین حسین خان ساکن محلہ مغلپورہ سے ہوئی لیکن مولوی صاحب موصوف صرف چھ مہینے بعد شادی مکان پر رہے اور پھر بمعیت مولوی مظہر علی صاحب شہید ساکن محلہ لودیکٹرہ آپ ملک افغانستان کو چلے گئے اور وہاں حضرت امیر المومنین جناب سید احمد صاحب کے لشکر میں جا ملے اور پشاور میں سلطان محمد خان نے جو مولوی مظہر علی صاحب کو دھوکے میں قتل کیا اوسمیں آپ بھی شہید ہوئے اوسوقت مسماۃ کی عمر تخمیناً بارہ برس کی ہوگی بعد اوسکے کہ جب مولانا الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جناب مولانا ولایت علی قدس سرہٗ سے بیعت کی آپکا نکاح بھی ساتھ بڑے حضرت کے پڑھا دیا یہ اول نکاح ہے بیوہ کا جو محلہ صادقپور میں ہملوگون کے یہان کیا گیا باقی حالات و تفصیل اولاد انکی ذکر میں جناب بڑے حضرت قدس سرہٗ کے آویگی بتاریخ ۱۷ ماہ شعبان ۱۳۰۶ ہجری مطابق ۱۸ اپریل ۱۸۸۹ء رحلت فرمائی - انا للہ و انا الیہ راجعون - اللھم اغفر لھا وارحمھا و نور مرقدھا

مسماۃ وجیہ النساء مرحومہ

دختر دوسری جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ آپکی شادی ساتھ جناب مولوی اولیاء علی مرحوم مغفور بن رضی الدین خان مرحوم بن رفیع الدین خان مرحوم ساکن محلہ مغلپورہ کے ہوئی مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تخمیناً پچیس ۲۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا - اللھم اغفر لھا وارحمھا -

مسماۃ وسیمن مرحومہ دختر سیوم مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپکی شادی ساتھ شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن موضع اتھموا کے ہوئی یہ نہایت دیندار و ذی لیاقت عورت تھیں مگر افسوس عمر نے وفا کی بہت جلد اونھون نے اس دنیای فانی کو چھوڑا صرف دو اولاد آپکی ہوئی ایک مسماۃ زاہدہ کہ جنکی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ کے ہوئی اور بعد شادی سات برس بقید حیات رہکر اس دنیا سے لاولد رخصت ہوئین اور دوسرے جناب شیخ عبد الصمد صاحب مرحوم ساکن موضع بھوئی ضلع گیا ان کی اولاد کی تفصیل آگے آویگی -

مسماة
وسیمن زوجہ شیخ
ولایت حسین
مرحوم

مسماة
زاہدہ زوجہ
مولوی عبدالحمید
صاحب

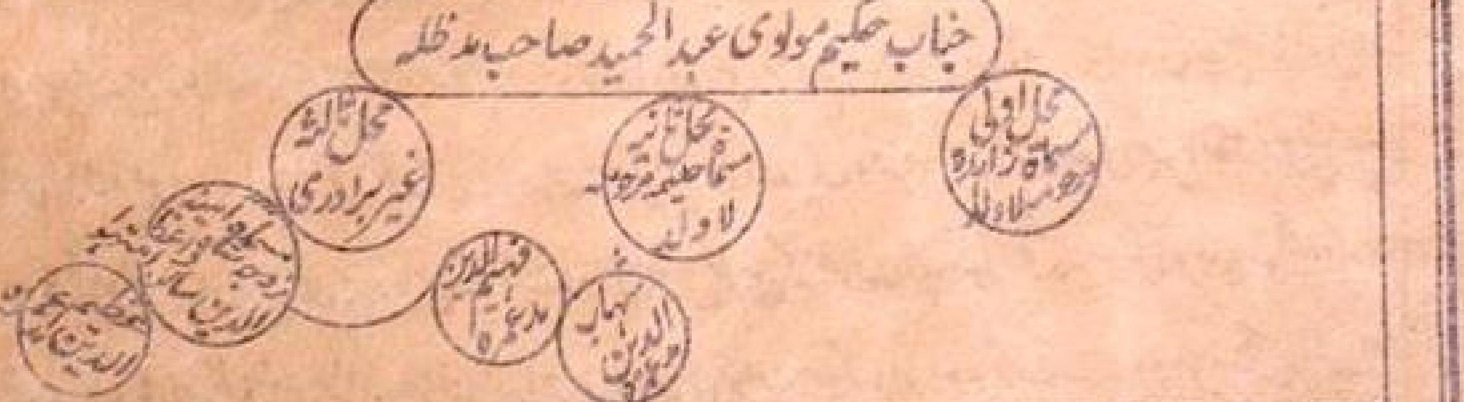
شیخ
عبدالصمد
مرحوم

جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ

آپکی والدہ مسماة بصیرن بنت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نمونہیہ تھین آپنے بتاریخ آٹھوین شوال روز چہارشنبہ ۱۲۴۵ھ وقت ظہر لباس ہستی کا پہنا آپنے اوائل کی کتابین اپنے چچا مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ سے پڑھین مگر جب مولانا مرحوم نے بمعیت اپنے مرشد کے سفر افغانستان کا کیا تب بقیہ کتابین آپنے اپنے والد ماجد جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور فارغ التحصیل ہوئے لیکن پھر بھی تعطش تحصیل علم مین آپکی تسکین نہوئی چھبیس ۲۶ برس کی عمر مین آپنے سفر لکھنؤ کیا وہان جاکر جناب مولوی واجد علی صاحب ساکن بنارس مقیم لکھنؤ سے جو ایک بہت بڑے عالم سربرآوردہ علمائے لکھنؤ سے تھے دو برس تک آپنے علوم درسیہ کی تحصیل و تکمیل کی بعد فراغت کتب درسیہ آپنے طرف علم طب کے توجہ کی پھر دو برس تک علم طب جناب حکیم طالب علی مرحوم لکھنؤ سے پڑھا ۱۸۵۷ء عیسوی کے غدر مین آپ لکھنؤ مین تھے کل کتابین آپکی اور اسباب خوراکی و پوشاکی و نقد و جنس آپکا وہان لٹ گیا بمشکل تمام وہان سے گھر پہونچے شادی اول آپکی مسماة زاہدہ بنت شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن امتھوا سے ہوئی تھی سات برس وہ بقید حیات رہکر لاولد جنت نعیم کو رخصت ہوئین اوسکے بعد آپ لکھنؤ چلے گئے وہان سے مراجعت کے بعد آپکی دوسری شادی مسماة حلیمہ بنت جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم بن مولوی اولیا علی مرحوم ساکن محلہ صادقپور سے ہوئی لیکن جب اون سے بھی اولاد نہوئی تب آپنے ایک نکاح غیر برادری مین کیا اوس سے ایک دختر مسماة آمنہ ہوئی جس کا نقشہ ذیل مین درج ہوگا آپکو علم ادب عربی مین بہرہ کامل ہے آپنے اوائل تحصیل علم مین کہ جسوقت آپ سولہ ۱۶ سترہ ۱۷ برس کی عمر مین ہونگے ایک قصیدہ عربی امیر المومنین جناب حضرت سید احمد صاحب کی تعریف مین کہا اور وہ تمام لکھنؤ و دہلی وغیرہ گیا ہر جگہ کے علمائے اوسکو پسند کیا اور نہایت تعریف کی آپکو معقول و منقول دونون مین بہرہ کامل ہے مگر معقولات کی طرف توجہ زیادہ ہے شعر شاعری مین آپکو مہارت تمام ہے عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین آپکے قصائد و غزل و رباعی و قطعات و مثنوی بکثرت ہین مینے بوجہ طوالت اونکو نقل نہین کیا آپ پریشان تخلص کرتے ہین آپکو درس تدریس کا شوق بچپن سے رہا اسوقت جتنے لوگ صادقپور مین ذی علم ہین سب آپ ہی کے خرمن علم کے خوشہ چین ہین۔ یہ کمترین مولف بھی آپ ہی

کا نقش بر دار ہے اور صدہا شاگرد آپکے فارغ التحصیل ہوگئے اور اب اسوقت تک باوجود کبر سن و قلت فرصت وہجوم مستعلبین راتون کو بیٹھکر طلبہ کو آپ سبق دیتے ہین۔ آپکا ذہن و ذکا و غزارت علمی شہرہ آفاق ہے آپ بہت بڑے نامی طبیب بھی ہین طب مین بھی آپکے بڑے بڑے شاگرد اسوقت موجود ہین تشخیص مرض و اسلوب علاج یہ خاص آپکا حصہ ہے اور دست شفا بھی خداوند کریم نے خوب دے رکھا ہے صدہا مریض مایوس العلاج آپکے علاج سے صحیح ہوگئے ہین جناب حضرت عمی مولانا محمد سعید قدس سرہٗ نے جو اپنی تحریر قسطاس البلاغۃ مین چند سطرین آپکی شان مین تحریر فرمائی ہین اونکو یہان مین نقل کردیتا ہون تا حضرات ناظرین آپکے علمی مذاق کا اندازہ کرلین وہو ہذا

الفاضل الادیب الحسیب النسیب۔ بحر العلوم والحکم۔ سحاب الجود والکرم۔ الطبیب الحاذق۔ الحکیم الفائق ما من علم الا ولہ فیہ ید طولی۔ سیما صناعۃ الطب۔ فقد بلغ فیہا الغایۃ القصوی الشاعر الفصیح الناطق بالقول الصحیح المولوی عبد الحمید ابن المرحوم المولوی احمد اللہ ابن المغفور المولوی الٰہی بخش سلمہ اللہ مالک الملک رب العرش۔ مقرظاً علے ہذا الکتاب بالعربیۃ والفارسیۃ فافاد واجاد واصاب القطعۃ العربیۃ کانہا الجواہر المزواہر فی القلائد۔ اسوقت از کلکتہ تا بنارس و الہ آباد آپہی کا دور دورہ ہے بڑے بڑے امرا و راجہ نواب ہر جگہ سے بمنت و خوشامد آپکو بلاتے ہین پچاس روپیہ و پچہتر روپیہ یومیہ آپکی فیس علاوہ خرچ خوراک و سواری وغیرہ یومیہ مقرر ہے علوم درسیہ و شعر و سخن و علم طب ان تینون مین آپ اسوقت یکتای زمان ہین آپکی عمر شریف اسوقت تہتر برس کی ہوئی نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا یہ ہے۔

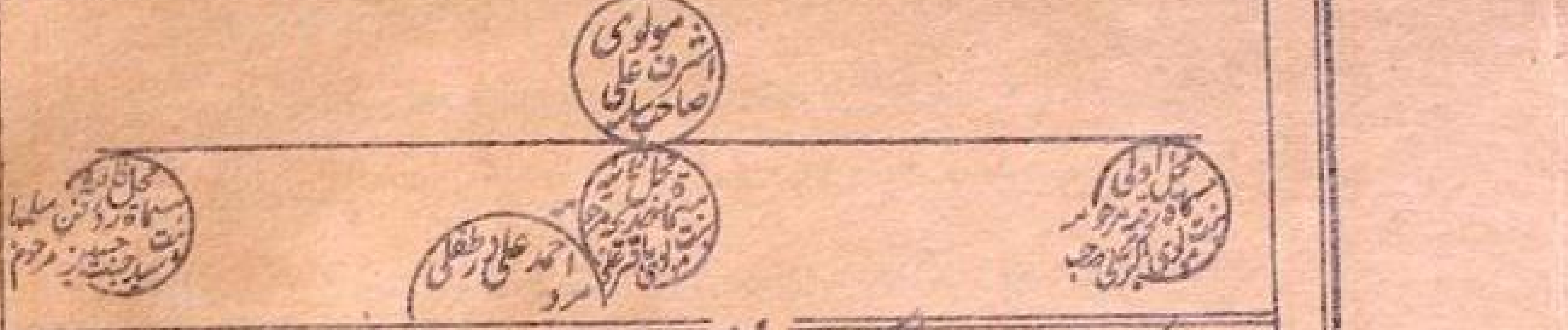


جناب مولوی عبد القدیر عرف مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ایم اے

اپنے اول کی کتابین اپنے والد ماجد جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور ابتدا و کچھ روز اپنے برادر معظم جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ العالی سے پڑھا اور لکے اپنے چچا و مرشد جناب مولانا فیاض علی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام و کمال پڑھا اور آپکے ہمراہ ملک افغانستان کا سفر کیا وہان چند روز رہ کے جب آپکی دلبستگی نہوئی

وہانسے چلے آئے اور ہندوستان مین دہلی لکھنؤ و جونپور وغیرہ جابجا سفر کرتے رہے اور ہر جگہ جس عالم کو سرآوردہ و ماہر فن پایا اوسکی صحبت اختیار کی اور اکتساب علم کیا بعد اوسکے آپکو شوق تحصیل علوم مغربی کا ہوا اور آپنے علم انگریزی تمام و کمال نہایت تھوڑے عرصہ مین حاصل کیا آپکو ایم - اے کا پاس کلکتہ کی یونیورسٹی سے حاصل ہوا آپ بعد تحصیل و تکمیل علوم مشرقی و علوم مغربی ہر دو طرف اکتساب روزگار کے متوجہ ہوئے کچھ دنون آپ اودھ اخبار لکھنؤ کے ایڈیٹر رہے - پھر آپ نواب بھاولپور کی ریاست مین ہیڈ ماسٹر اسکول مقرر ہوئے وہان کا کام نہایت خوبی سے آپنے انجام دیا نہایت معزز و موقر طور پر آپ وہان رہے بعد اوسکے آپ ریاست جوناگڈھ جو احاطہ بمبئی مین واقع ہے تشریف لیگئے اور وہان پرنسپل مقرر ہوئے وہان بھی آپ معزز و موقر طور پر رہے رئیس و ریاست کے سب لوگ آپکی خوش اخلاقی و حسن کارگذاری کے ممنون و مشکور رہے تخمیناً پانچ چھ برس آپ وہان رہے لیکن بوجہ بعد مسافت از وطن آپ اوس نوکری کو ترک کرکے چلے آئے نواب صاحب کو آپکے استعفاء دینے کا نہایت قلق و رنج ہوا بحالت مجبوری منظور فرمایا اور انعام و اکرام دیکر رخصت فرمایا اب اسوقت آپ بعہدہ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اسکول باندہ مین تشریف رکھتے ہین آپکو ماسٹری کی نوکری نہایت پسند ہے کیونکہ اوسمین پڑھنے اور پڑھانے کا چرچا رہتا ہے دوسری نوکری آپکو مقبول طبع نہین اور آپکو فیلو الہ آباد یونیورسٹی کا عہدہ بھی ہے آپ مثل اپنے برادر معظم حکیم عبد الحمید صاحب کے نہایت ذہین و ذکی ہین ادب آپکا نہایت عمدہ معقولات مین دخل تام عربی و انگریزی دونون زبانون مین آپکو پوری مہارت حاصل ہے افسوس کہ باعث طوالت آپ کے ملفوظات کو مین اس جگہ لکھنے سے قاصر ہون آپکو تمدنی امور مین بھی اپنے والد ماجد کا ورثہ ملا ہے آپ نہایت عقیل و لبیب صاحب فہم و فراست ہین آپکا دلی علاقہ مع اللہ بھی نہایت عمدہ ہے منکسر المزاج صاحب خلق عظیم ہین عمیم الاشفاق کریم الاخلاق صاحب مروت و فتوت ہین آپکی شادی اول مسماۃ رقیہ بنت جناب مولوی اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ موصوف الصدر سے ہوئی وہ تخمیناً چھ سات برس بعد شادی زندہ رہ کر لاولد راہی خلد برین ہوئین بعد اوسکے آپکی شادی مسماۃ خدیجہ بنت مولوی سید باقر علی ساکن بیر بیگھہ ضلع گیا سے ہوئی وہ چند برس بقید حیات رہین اور ایک لڑکا احمد علی نام ہوا وہ لڑکا چند مہینے کا ہو کر گذر گیا اوسکے بعد مسماۃ موصوفہ بھی تاریخ ۴ر شعبان ۱۳۱۲ھ ہجری مطابق ۲ر فروری ۱۸۹۵ء عیسوی کو داخل علیین ہوئین بعد اوسکے تیسری شادی آپ کی ۱۳۱۴ھ ہجری مین بمقام شہر گھاٹی مسماۃ رؤفن بنت سید حشمت حسین مرحوم بن سید فرخ حسین بن سید خادم علی بن سید علی احمد بن ملا فتح اللہ بن ملا محب اللہ بہاری ابن مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو جد امجد

مولف کتاب کے ہیں اور اسوقت تک بقید حیات ہیں اللہم طال عمرہ جسمانی طاعتہ اور آپکی عمر اسوقت اٹھاون برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالےٰ ۔ نقشہ آپکی ازواج کا یہ ہے ۔



حکیم مولوی عبد الحکیم صاحب وفقہ اللہ وایانا لما یحبہ و یرضاہ

آپنے درسی کتابیں اور نیز علم طب اپنے برادر معظم جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ سے پڑھیں اور سند حدیث شریف کی اپنے چچا و مرشد جناب مولانا یحیی علی قدس سرہ سے لی آپ اپنے چچا و مرشد کے خلیفہ بھی ہیں آپکو منقولات میں نہایت عمدہ دستگاہ ہے حدیث قرآن و فقہ و اصول و فرائض وغیرہ جمیع علوم منقول میں اچھی مہارت ہے اور آپ واعظ بھی ہیں آپکا دور و سیر بحیثیت وعظ و نیز بحیثیت علاج مرضی تمام صوبہ بہار میں رہتا ہے آپ دین کے کاموں میں نہایت چست و چالاک ہیں آپکو ملعقین و ہدایت کے کاموں سے ایک خاص دلچسپی ہے آپکو لوگ دربھنگہ و مظفرپور و ضلع سارن و بہار و گیا و مونگیر وغیرہ سے وعظ کے واسطے اور نیز علاج کے لئے بلاتے ہیں اور ہر جگہ آپ بخوشی تمام پہونچتے ہیں انجمن اسلامیہ بانکی پور میں بھی آپکا وعظ ہمیشہ ہوتا ہے وعظ آپ کا بہت اچھا ہوتا ہے علم طب میں بھی آپکو پوری دستگاہ ہے تشخیص مرض و اسلوب علاج بھی نہایت عمدہ دست شفا بھی اللہ تعالےٰ نے دیا ہے مریض بہت جلد اچھا ہوتا ہے ۔ آپکی اول شادی مسماۃ شاکرہ بنت جناب حضرت مولانا ولایت علی قدس سرہ سے ہوئی ۔ یہ لڑکی نہایت پاکیزہ صفت حمیدہ خصال تھی بفحوای حدیث الولد سر لابیہ کی پوری مصداق تھی افسوس کہ عمر نے وفا نکی اور بہت جلد اس دنیا دون کو چھوڑا اس بطن سے آپکو ایک لڑکا عبد الحلیم ہوا جسکی تاریخ پیدائش جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی نے یہ لکھی ہے

بیٹا جو عبد الحکیم یافت ولد
گفت کس اختر ہمہ انوار ۱۲۸۹
گفت کس جان پر ضیوع حمد ۱۲۸۹
گفت حیرت کہ بستان بادیع

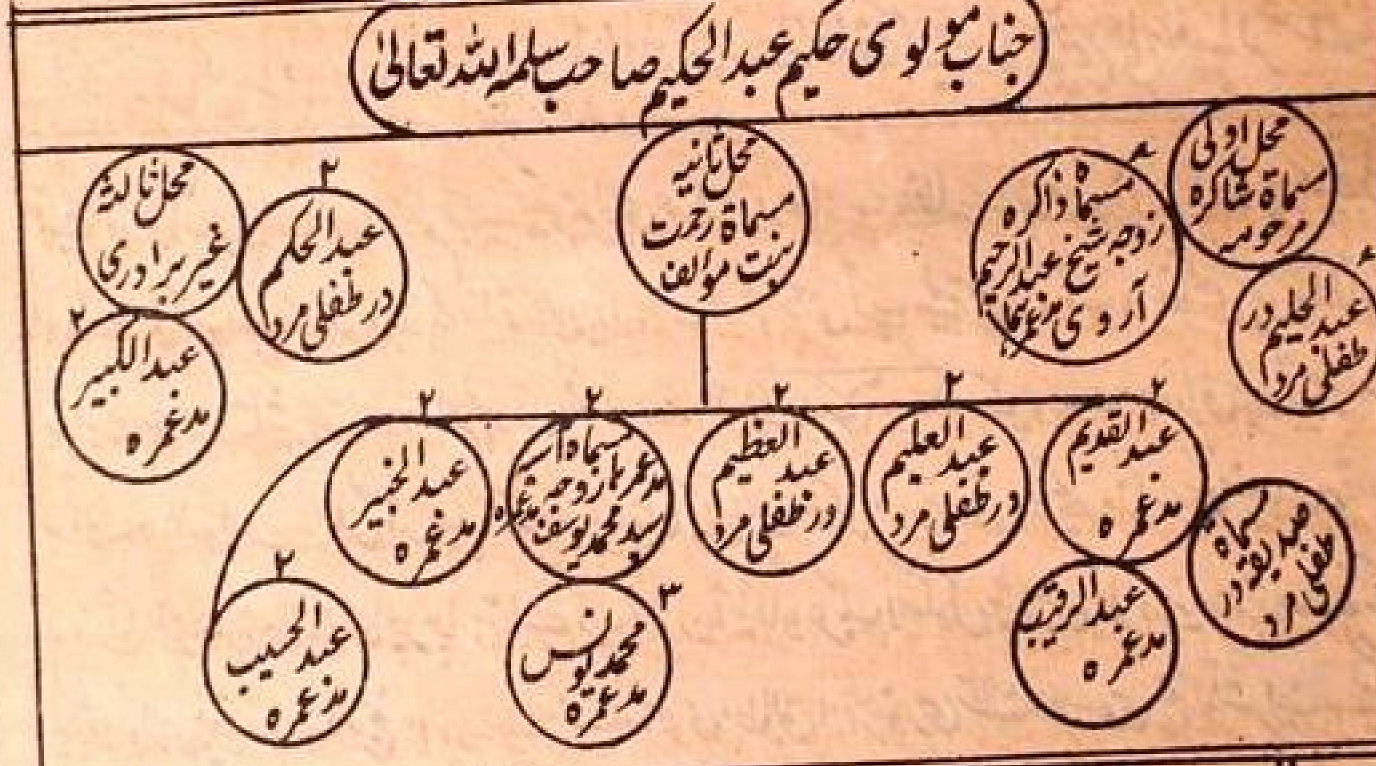
نامش عبد الحلیم داشت بکمد
گفت کس طرف ذوالکرم اورا ۱۲۸۹
گفت کس شاہ نجم و مہر و خرد ۱۲۸۹
در دریای مہر کمی بشرع ۱۲۸۹

گفت کس نخل گلشن پدرش ۱۲۸۹
گفت کس شمع بہر ضیا ہر جو ۱۲۸۹
گفت کس ماہ ہست مظہر علا ۱۲۸۹

گفت کس خوش نزاد و سیم برش ۱۲۸۹
گفت کس عین چراغ وجود ۱۲۸۹
گفت کس مہست منظر اندام ۱۲۸۹

اور وہ دو ڈھائی برس کا ہو کر گذر گیا اوسکے بعد ایک لڑکی

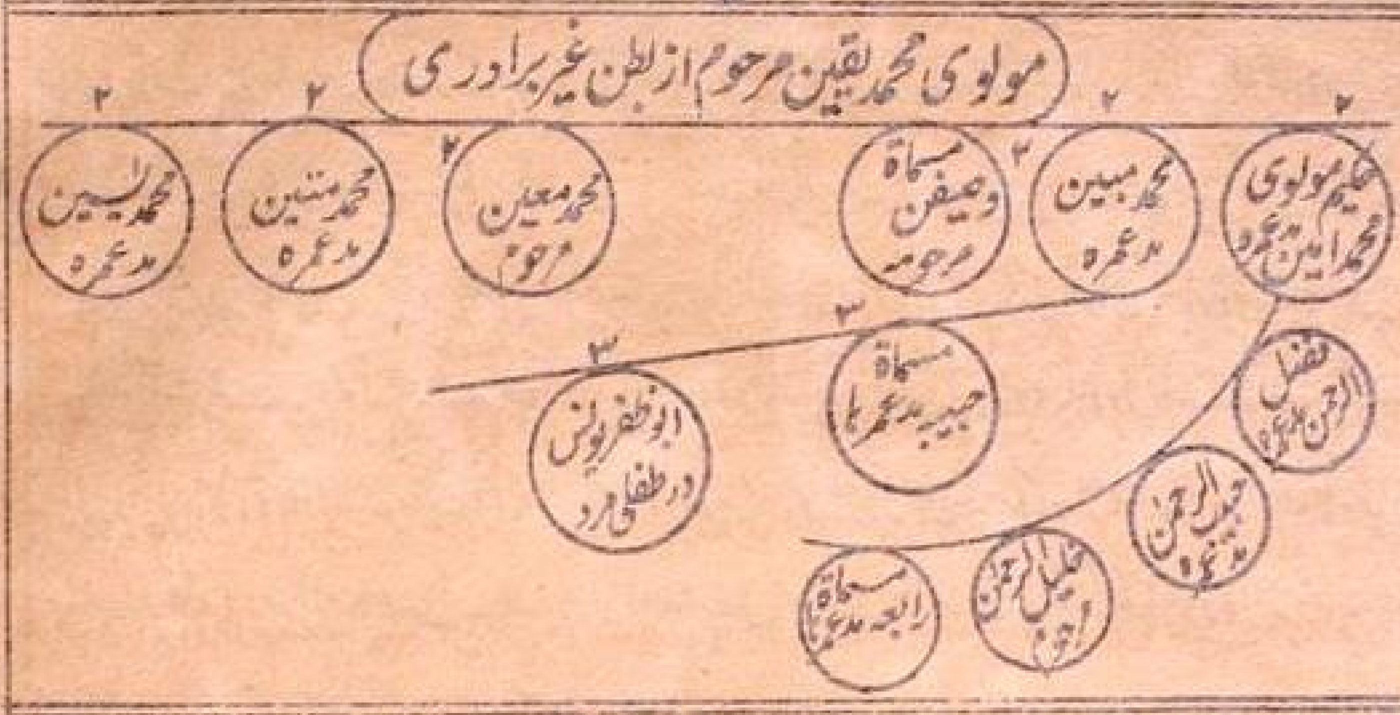
مسماۃ ذاکرہ نام ہوئی جنکی شادی ساتھ شیخ عبدالرحیم بن جناب ناظر ذکی الدین مرحوم ساکن آرہ سے ہوئی طال
عمرھا فی طاعۃ ربھا بعد انتقال زوجۂ اولی آپکی شادی ساتھ مسماۃ رحمت بنت عبدالرحیم مؤلف کتاب کے
ہوئی اوس سے چھ فرزند ہوئے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی - عبدالقدیم جنکی شادی ساتھ مسماۃ عائشہ مدعمرہا بنت ڈاکٹر
مولوی آیت اللہ سلمہ اللہ تعالے کے ہوئی - عبدالعلیم - عبدالعظیم یہ دونون لڑکے خرد سالہ گذر گئے بعد اوسکے
مسماۃ آسیہ مدعمرہا پیدا ہوئین جنکی شادی سید محمد یوسف بن سید محمد ہارون بن سید سجاد حسین ابن
سید جواد حسین ساکن سور جگدڈہ ضلع مونگیر سے ہوئی ہے بعد اوس کے تاریخ تیرھوین شعبان ۱۳۱۵ھ مطابق
سولھوین ستمبر ۱۸۹۸ء کو نورچشم عبدالخبیر پیدا ہوا اور تاریخ چوبیسوین جمادی الاول ۱۳۲۰ھ کو عبدالحسیب عمرہ
پیدا ہوا آپنے بشوق اداے سنت ایک شادی اور غیر برادری مین کی جن سے ایک لڑکا عبدالحکم نام ہوا اور گذر
گیا بعد اوسکے دوسرا لڑکا عبدالکبیر پیدا ہوا - اللھم طال عمرہ فی طاعتک - نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا یہ ہے



مولوی محمد یقین مرحوم بن مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ از بطن محل ثانیہ غیر برادری

آپنے درسی کتابین اکثر اپنے والد ماجد سے پڑھین اور کچھ بسماعت و قرات مولوی اشرف علی صاحب اپنے چچا
جناب مولانا فیاض علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی آپ نہایت حلیم و سلیم - نیک مزاج نیک طینت تھے
آپکی شادی مسماۃ شریفن بنت شیخ زیارت حسین مرحوم ساکن منڈیرہ جو جہان آباد سے ایک کوس دکھن واقع
ہے ضلع گیا مین ہوئی اون سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی جملہ چھ اولادین ہوئین - مولوی حکیم محمد امین مدعمرہ

محمد متین مدعمرہ مسماۃ وصیفن مرحومہ یہ لڑکی بعد شادی لاولد گذر گئی محمد معین یہ لڑکا بھی دس بارہ برس کا ہوکر گذر گیا۔ محمد متین مدعمرہ محمد یٰسین مدعمرہ۔ نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا یہ ہے



مولوی عبد القیوم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ اخلف اکبر مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمت

آپنے درسی کتابین اپنے برادر معظم جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ سے پڑھین اور سند حدیث اپنے والد ماجد سے لی آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ بھی ہین بیعت ارشاد بھی آپ لیتے ہین اور آپ واعظ بھی ہین وعظ آپکا نہایت عمدہ پرتاثیر ہوتا ہے عام فہم آپ بمصداق الولد سر لابیہ کے پورے مصداق ہین آپ سیدھے سادے المؤمن غر کریم کے مظہر اتم ہین آپکی طبیعت کو امور تمدنی سے کچھ مناسبت نہین ہے تیس برس روز آپکو پڑھنے پڑھانے کا چرچا رہتا ہے آپ محمدن آینگلو عربک اسکول پٹنہ مین علم دینیات پڑھانے کے ہیڈ مولوی ہین آپ بتاریخ ۲۳ رجب ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۹۴ء عیسوی حج کو تشریف لیگئے اور حج و زیارت سے حرمین شریفین کے مشرف ہوکر بتاریخ ۲۶ محرم ۱۳۱۲ھ ہجری مع الخیر والعافیت مکان پر پہونچے آپ اپنے خاندان مین اول حاجی ہین بلکہ آپکے علاوہ اس وقت تک کوئی اس رکن اسلامی کی اداے اس خاندان مین مشرف نہوا آپکی شادی ساتھ مسماۃ تسلیم النساء منیرن بنت میر مظہر علی صاحب ساکن باڑھ کے ہوئی اونھون نے لاولد قضا کیا پھر اوسکے بعد آپنے کوئی شادی نہین کی آپکی عمر اسوقت تخمیناً چھپن ۵۶ ستاون ۵۷ برس کی ہوگی آپ نہایت خوش خلق صاحب مروت ہر دل عزیز ہین سلمہ اللہ تعالےٰ۔

شمس العلماء مولوی محمد عیسیٰ عرف مولوی امجد علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اخلف اوسط مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ

آپنے درسی کتابین اپنے برادر عم زاد مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالے سے پڑھین آپ بعمر تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ برس بمعیت اپنے چچا حضرت مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران کے ملک افغانستان کو گئے اور وہان تخمیناً چار پانچ برس آپ رہے مگر دلبستگی وہان نہوئی ہمراہ مولوی اشرف علی صاحب موصوف الصدر کے وہان سے چلے آئے اور دہلی ولکھنؤ وکانپور وغیرہ اون کے ساتھ دورو سیر کرتے رہے اور تحصیل علم مین مصروف رہے بعد تکمیل وتتمیم علوم مشرقیہ بطرف اکتساب علوم مغربی آپ متوجہ ہوئے اور بہت جلد تھوڑے عرصہ مین آپ اوس سے فارغ ہوئے آپنے کلکتہ کی یونیورسٹی مین ایم۔اے کا امتحان دیا اور اول درجہ مین پاس ہوئے اور اثنا تحصیل مین بھی آپ ہر امتحان مین اول درجہ کا پاس کرتے رہے آپکی طبیعت نہایت ذہین وذکی واقع ہوئی ہے اور ازبسکہ چست وچالاک آپکی طبیعت کو معقولات کے ساتھ نہایت مناسبت ہے اور ادب عربی تو آپکے حصہ مین ہے آپ کو عرب عرباء کے کلام سے نہایت انس ودلچسپی ہے ہزارہا اشعار عرب جاہلیت کے آپکو زبانی یاد ہین بیسون دواوین قدیمہ آپکو حفظ ہین تحقیق لغت مین بھی ایک ملکہ خاص ہے نظم عربی بالبدیہہ یہ آپکی ایک بات چیت ہے افسوس کہ میرے پاس کوئی کلام آپ کا نظم یا نثر اسوقت موجود نہین ہے جسکو مین ہدیۂ ناظرین کرون مگر چند خطوط آپکے جو بنام فقیر ورود پائے ہین کہ جنکو آپنے نہایت سرسری طور پر لکھا تھا تحفۂ ناظرین کرتا ہون۔

الا یا سیدی عبد الرحیم — علیک اسم السلام من الرحیم
فشکراً ثم شکراً ثم حمداً — لکم منی لفضلکم العمیم
لما قد نلت کتباً من لدنکم — تقی القراء من ورد الجحیم
فاتتان من الشجرات فیہا — کذلک العد فی الفنم الملیم
وعدّ ہدایۃ التوحید عشراً — وواحدہا خصام من خصیم
فخمس بعد عشر عد کل — وذاک اعد من فضل جسیم
وعبد کموا امجدکم علی — یستعفی من الرب الکریم
وقانا اللہ من عاہات یوم — بہ تعنو الوجوہ للقدیم

والسلام

لعبد الرحیم کریم المقام — جمیل السجایا الخیر امام

الی الخیر ہاد لمن یہتدی ۔ واما علاہ فلا یترام
ایا ہادی القوم ہادی الانام ۔ علیک السلام علیک السلام
انا عوا صباحا غدا للطعام ۔ فعبدک اتی لہ یا ہمام
علی ذاک ان تقبلو اشکرہ ۔ فبشراہ ہاذاک ختم الکلام
والمجد علی عبدکم شاکر ۔ عفا عنہ رب غفور سلام

مرقومہ ۱۹ محرم ۱۳۱۲ھ

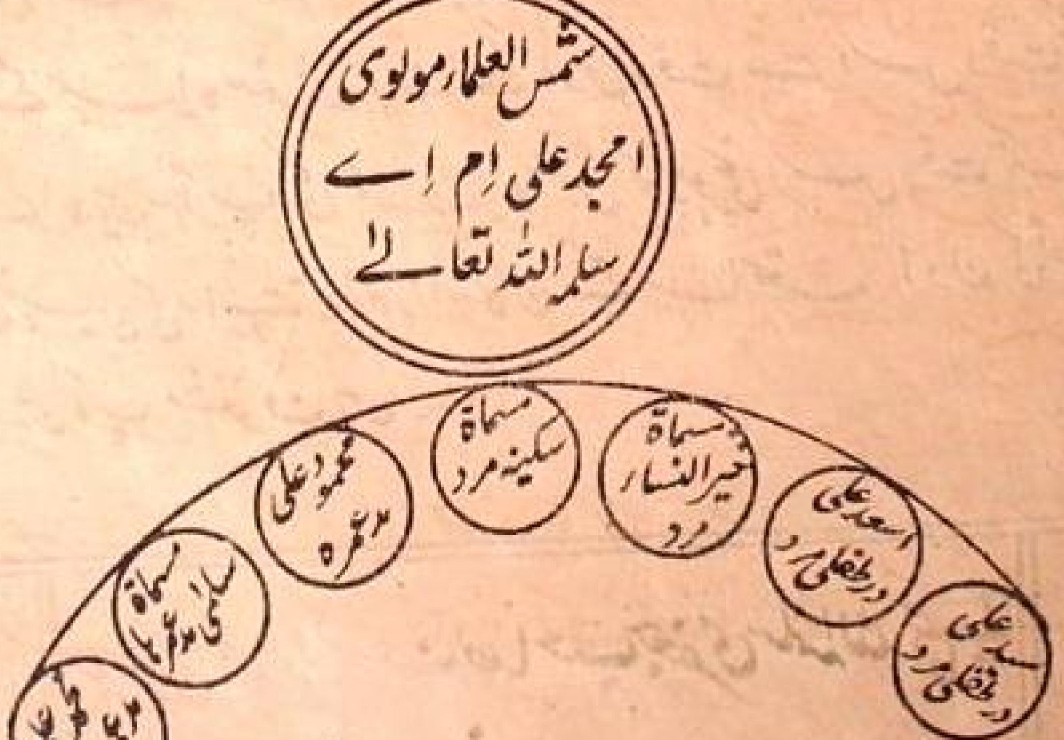
ولہ

لمولی الصدق من مولی سلام ۔ وفی الدارین ذاک لکم دوام
لمولائی اخی عبد الحلیم ۔ اخی ثقة و حاج ذا یرام
ید طولی لہ فی کل فن ۔ وفی الانساب معلمہ شبام
وما فی دھرنا النساب باق ۔ کان العلم جاء لہ اختتام
فمن یطلب من الانساب علما ۔ یجدہ عندہ و لہ تمام
وھو لکم امجد کم علی ۔ بن الکرم لہ اختتم المرام

آپ کو علوم مغربی و مشرقی دونون مین ملکہ تام ہے - عربی - فارسی و انگریزی ان تینون زبانون مین آپ کو ایسی دستگاہ ہے کہ گویا آپ کی یہ مادری زبانین ہین اور بڑے فلسفی بھی ہین - آپ بعد تحصیل علم طرف وجہ معاش کے متوجہ ہوئے - گرچون کہ آپ کی طبیعت مین مذاق بھرا ہوا ہے - لہذا نوکری بھی آپ نے درس تدریس ہی کی اختیار کی - اول آپ رائے بریلی مین ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اسکول مقرر ہوئے - بعد چند برسون کے سید احمد خان مرحوم نے آپ کو بلا کر علیگڈھ کالج مین پروفیسر مقرر کیا وہان تخمیناً پانچ چھ برس رہ کر الہ آباد مین تشریف لائے اور پروفیسر عربی

وفارسی میور سنٹرل کالج مقرر ہوئے اور آپ کو فیلو الہ آباد یونیورسٹی کا
بھی عہدہ ہے آپ کو گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلمار کا خطاب
بھی عطا ہوا ہے - آپ کے اوصاف بہت کچھ ہین کہ جن کا بیان اس
قرطاس تنگ اساس مین متعسر ہے - مختصراً حوالہ قلم کیا - آپ کی شادی
ساتھ مسماۃ رقیہ بنت شیخ محمد علی مرحوم ساکن بہار کے
ہوئی - آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیان ہوئین - سعید علی - اسعد علی
ومسماۃ خیر النسار ومسماۃ سکینہ افسوس کہ یہ چارون بحالت
طفلی بعارضہ وبائی مبتلا ہو کر عرصہ دو روز مین آغوش مادر کو چھوڑ کر
داخل خلد برین ہوئے - اس حادثہ عظمےٰ کے وقت آپ کا صبر واستقلال
قابل دید تھا - جزاہ اللہ خیراً - اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی
خیرا منھم - بعد اوس کے محمود علی ومحمد علی ومسماۃ سلمےٰ مدا عمارہم
فی طاعتہ اللہ تعالےٰ پیدا ہوئے -

نقشہ حسب کا یہ ہے



مولوی محمد موسےٰ سلمہ اللہ تعالے

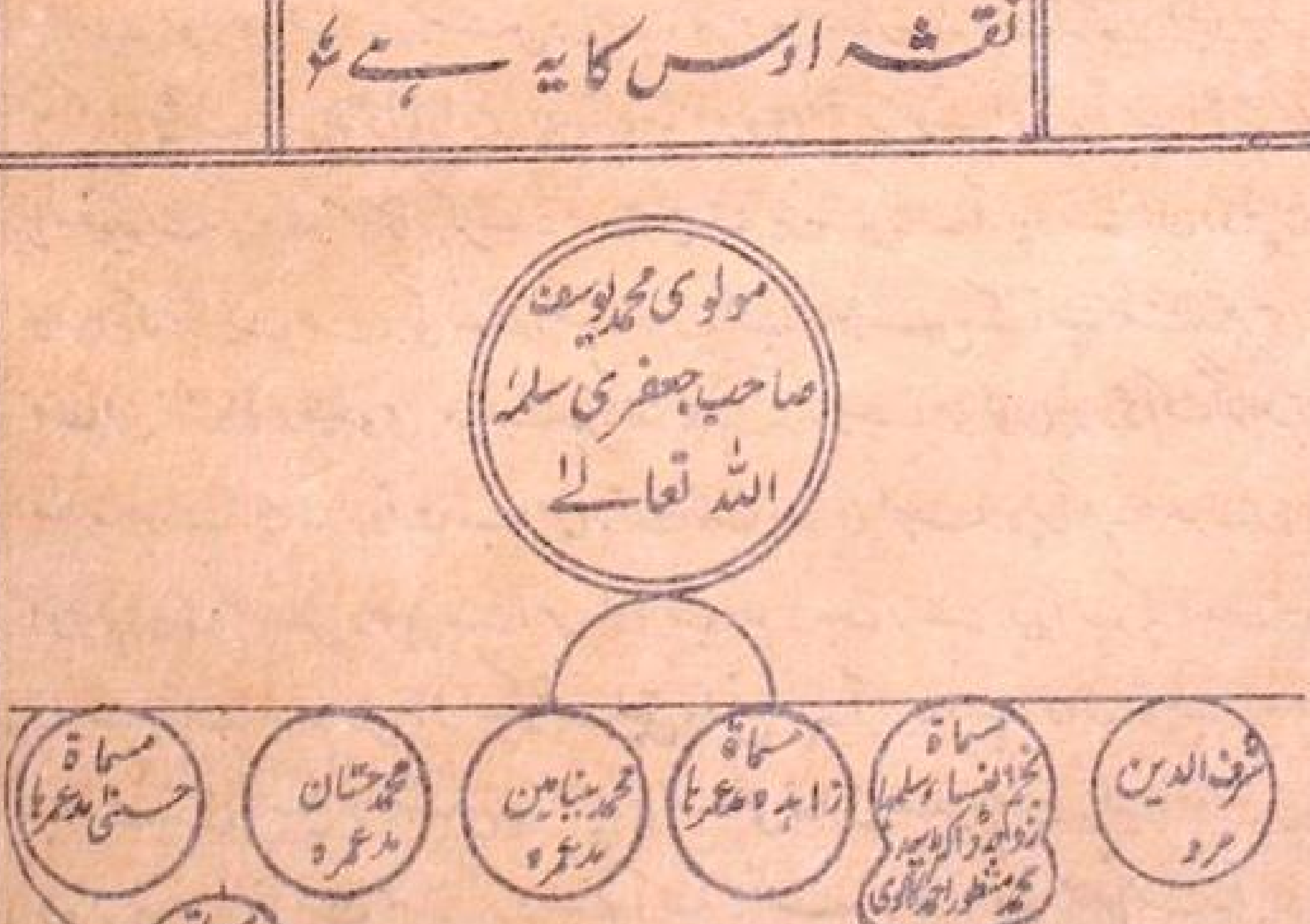
آپ نے درسی کتابون کا اوائل حصہ اپنے چچازاد بھائی جناب
مولوی عبد الحکیم صاحب سے پڑھا بعد اوس کے کچھ حصہ اپنے
برادر کلان مولوی امجد علی صاحب سے پڑھا اور آپنے انگریزی مین
بھی انٹرنس تک پڑھا ہے آپ جب ڈیڑھ برس کی عمر مین تھے تو
آپ کی والدہ ماجدہ نے اس دنیاے دون کو چھوڑا۔ آپ کو آپکی
پھوپھی مسماۃ وجیہۃ النسا زوجہ مولوی اولیا علی مرحوم نے پالا اور پرورش
کیا جب آپ تخمیناً تین برس کے ہوئے آپ کے جناب والد ماجد جناب
مولانا یحیی علی رحمۃ اللہ علیہ قید ہو گئے اور جب آپ پانچ چھ برس
کے ہوئے آپ کی پھوپھی مسماۃ وجیہۃ النسا جنھون نے آپ کو پالا تھا راہی
خلد برین ہوئین تب آپ پاس اپنی پھوپھی کلان مسماۃ جمیلۃ النسا
والدہ مولوی محمد حسن مرحوم کے رہنے لگے اور تربیت و تعلیم آپ کی برادر
عماتی مولوی محمد حسن مرحوم کرتے تھے جب کہ آپ پندرہ سولہ
برس کی عمر کے ہوئے اپنے برادر عینی مولوی امجد علی سلمہ اللہ
تعالے کے ہمراہ سفر مین رہنے لگے اوس وقت سے اس وقت تک انھین
کے ہمراہ ہین۔ آپ کی عمر چالیس کو پہونچی اس وقت تک آپنے
شادی نہین کی۔ اپنے برادر زادگان کے ساتھ اون کی تعلیم
و تربیت مین آپ مشغوف ہین

مولوی محمد یوسف صاحب جعفری سلمہ اللہ تعالے

آپ کی والدہ مسماۃ فاطمہ بنت جناب مولانا فرحت حسین عرف چھوٹے
حضرت قدس سرہ العزیز ہین چھبیسوین ذیقعدہ ١٢٧٩ ہجری مین پیدا ہوئے
جب آپ نو دس مہینے کی عمر کے آغوش مادر مین تھے آپ کے والد ماجد
جناب حضرت مولانا یحییٰ علی رحمت اللہ علیہ قید ہوکر جزیرۂ انڈمان
کو بھیجے گئے آپ کی تربیت و تعلیم کل آپ کے چھوٹے خالو شمس العلماء
جناب مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور نے کی اور آپ نے علوم درسیہ
کچھ تو اپنے خالو موصوف سے پڑھی اور کچھ اپنے چچازاد بھائی
مولوی عبدالحکیم صاحب سے بعد اوس کے آپ بطرف تحصیل علوم
مغربی مصروف ہوئے اوائل مین آپ نے پٹنہ کالج مین پڑھا
بعد اوس کے آپ علیگڈھ کالج مین گئے اور وہان بمعیت برادر معظم علاتی
اپنے جناب مولوی امجد علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ رہ کر اور انٹرنس
پاس کرکے سنہ ١٣٠١ ہجری مین علیگڈھ سے آپ تشریف لائے اوس وقت
جناب مولوی محمد حسن صاحب مرحوم مغفور نے جب کہ محمڈن اینگلو عربک
اسکول پٹنہ کی بنا ڈالی اوس مین آپ ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اور نیز آپ اڈیٹری
پٹنہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا کام کرتے رہے چھ برس تک آپ نے ان دونون
کامون کو نہایت عمدگی سے انجام دیا بعد اوس کے آپ ١٣٠٧ ہجری
مطابق ١٨٩٠ عیسوی مین بشہر کلکتہ بعہدۂ چیف مولوی بورڈ آف اگزامنرس
مقرر ہوئے اوس وقت سے اس وقت تک اوسی عہدہ پر آپ مقرر ہین
اور نہایت حسن و خوبی سے اس کو انجام دے رہے ہین آپ کی طبیعت
نہایت نیک نرم دل از بسکہ خلیق واقع ہے آپ اپنے والد ماجد سے
اَشْبَہَ فی الخَلق والخُلق ہین آپ کا علمی مذاق علوم شرقیہ و مغربیہ
دونون مین نہایت عمدہ ہے آپ ناظم و ناثر دونون ہین آپ
کے اشعار فارسی و اردو مین نہایت ملیح و عمدہ ہوتے ہین اور رنجور

تخلص کرتے ہین آپ کے مضامین عالی اکثر اخبارون مین بھی درج ہوا
کرتے ہین اڈیٹری و نامہ نگاری اخبار کا بھی آپ کو ایک خاص
ملکہ ہے امور مذہبی مین بھی آپ نے الولد سر لابیہ کا حصہ
لیا ہے آپ کی شادی ساتھ سماۃ عظیم النسا بنت جناب
حکیم ظہور الحسن مرحوم و مغفور آروی بن جناب حکیم ناظر عبد العلی
مرحوم و مغفور کے ہوئی آپ کو اوس وقت تک تین ۳ اولاد ذکور اور چار ۴
اولاد اناث جملہ سات ہوئے از انجملہ شرف الدین فرزند اکبر چودہ
برس کا ہو کر بتاریخ چھٹین رجب المرجب ۱۳۱۶ھ ہجری مطابق اکیس ۲۱
نومبر ۱۸۹۸ء عیسوی داخل جنت عدن ہوا۔ انا للہ و انا الیہ
راجعون - علاوہ اوس کے اب جو موجود ہین وہ یہ ہین
سماۃ نجم النسا سماۃ زاہدہ محمد بنیامین محمد حسان
سماۃ حسنی سماۃ بتول

نقشہ اوس کا یہ ہے



جناب شیخ عبدالصمد مرحوم مغفور ساکن موضع بھولی ضلع پٹنہ

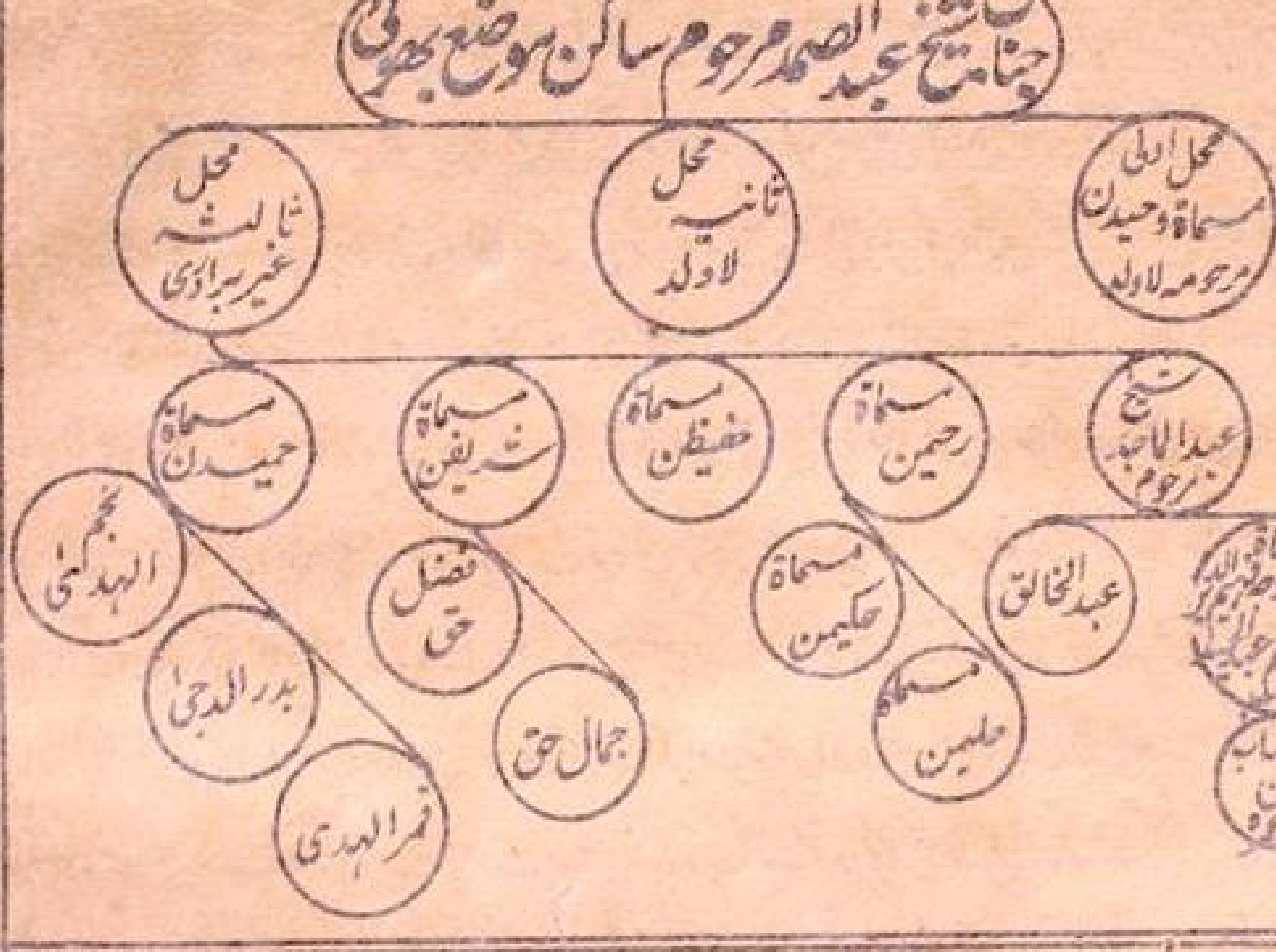
آپ کی والدہ مسماۃ وسیمن بنت جناب حضرت مولوی الٰہی بخش صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ ہین اور آپ کے والد جناب شیخ ولایت حسین مرحوم بن جناب شیخ نوازش حسین مرحوم ساکن موضع انتھوا ضلع گیا آپ کے والدین شیرخوارگی کی حالت مین آپ کو چھوڑکر رہ گرائے علیین ہوے آپ کی پھپھو مسماۃ وزیرن زوجہ شیخ محمد حیات مرحوم ساکن موضع بھولی نے آپ کی اور آپ کی ہمشیرہ مسماۃ زاہدہ کی پرورش وکفالت کی یہ دونون بھائی بہن اپنی پھپھو کی آغوش مین پرورش پائے مسماۃ زاہدہ کی شادی ساتھ حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ صادق پوری کے کردی اور آپ کی شادی ساتھ مسماۃ وحیدن بنت جناب شیخ احمد علی بن شیخ لعل محمد بن ملا محمد عاشق بن ملا محب اللہ بہاری بن ملا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کردی جو جد امجد فقیر عبدالرحیم مولف کتاب کے ہین چند سال زندہ رہکر یہ لاولد رہ گزاے دارالخلد ہوئین بعد اُسکے آپ نے ایک دوسری شادی اپنی برادری مین کی کہ جنکا نام وولدیت مولف کتاب کو معلوم نہوئی وہ بھی دو ایک برس بقید حیات رہکر لاولد اس دنیاے دون سے رخصت ہوئین تب آپ نے تیسرا نکاح غیر برادری مین کیا اُس سے ایک بیٹا اور چار بیٹیان پیدا ہوئین جملہ پانچ اولاد شیخ عبدالماجد مرحوم مسماۃ رحیمن مسماۃ حفیظن زوجہ قاضی شاہد حسین وسماۃ شریفن زوجہ میر اقبال حسین مسماۃ حمیدن زوجہ محمد شمس الضحیٰ عرف مولوی حکیم محمد عبدالصمد صاحب بن شاہ تقی الدین احمد صاحب آروی نقشہ اُنکی اولاد واحفاد کا درج ذیل ہی آپ نہایت سلیم الطبع خوش خلق تھے سخاوت ومروت ودستگیری معسرین آپ کا پیشہ تھا پابندی صوم وصلوۃ ودرود وظائف وامور مذہبی کا آپ کو بہت بڑا خیال رہتا تھا اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ ووسع مضجعہ آپ کا مزار شہر پٹنہ عظیم آباد محلہ تمولیہ مقبرہ جانب جنوب جمعہ مسجد مین ہی۔

تاریخ انتقال ۲۰ شعبان روز شنبہ ۱۳۰۳ھ از نتیجہ فکر مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن مغل پورہ

عبدالصمد از دار فنا کرد چو رحلت ٭ در گریہ شدند از غم واندوہ کہہ ومہ
چون خواستم از حسرت ماتم زدہ تاریخ ٭ فرمود کہ بست مہ شعبان دوشنبہ
۱۳۰۳ھ

ولہ

شیخ عبد الصمد آن سنے پاک	شد بگل گشت ریاض الجنہ
سال فوتش بود از روے الم	شیخ عبد الصمد اہل السنہ
	۱۳۰۳ھ

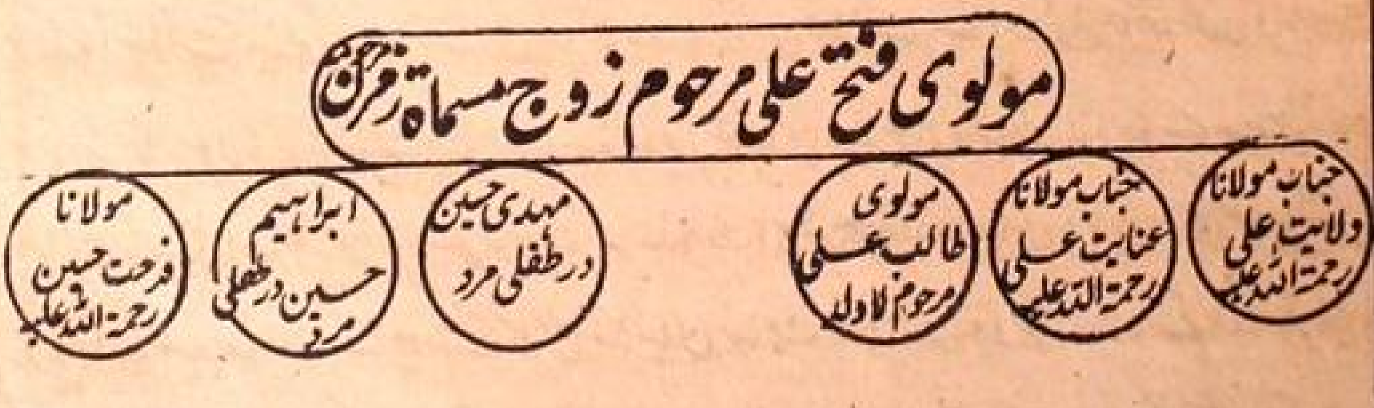


جناب مولوی فتح علی مرحوم مغفور بن مولوی وارث علی مرحوم بن ملا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی والدہ مسماۃ مجیدہ بنت مولوی آیت اللہ عرف مولوی دلیل اللہ تھین اولادسے ملا شکر اللہ قدس سرہ کی اور اولادسے جناب حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس کی جنکا مزار بہار محلہ انبیر مین واقع ہو آپ کا یہ نسب نامہ تین پشتون کی درمیانگی سے جناب حضرت امام حسین شہید کربلا سے جاکر ملتا ہو جو اوپر درج ہو چکا ہو آپ کی شادی اول صبیہ شیخ ہدایت علی مرحوم صدانوی خواہر مولوی الہی بخش مرحوم رح سے ہوئی مگر انھون نے تھوڑے ہی عرصہ مین انتقال کیا بعد اسکے آپ کی شادی مسماۃ زمرن بنت رفیع الدین حسین خان بن روح الدین حسین خان سے ہوئی آپ ابتداے عمر سے صوم وصلوۃ وامور مذہبی کے خوب پابند تھے آپ کو خاندان سے جداعلی حضرت مخدوم یحیی منیری قدس سرہ کے سلسلہ بیعت و ارشاد کا بھی چلا آتا تھا مگر جب جناب حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب غازی پٹنہ مین تشریف لائے آپنے

سید صاحب کو اپنے گھر مین مدعو کیا اور بیعت سے مشرف ہوے اور اپنی اہلیہ و جملہ اولاد و جمیع اہلبیت کو آپ نے بیعت کرایا اور تین صاحبزادون کو جو اُسوقت جوان تھے حاضر خدمت اقدس جناب حضرت سید صاحب کے کردیا یعنی جناب مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولوی طالب علی رحمۃ اللہ علیہم کو اور بعد تھوڑے عرصہ کے خود بھی معہ صاحبزادۂ خرد جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے بمقام راے بریلی جو مضافات لکھنؤ سے ہی خدمت اقدس مین حضرت سید صاحب کے حاضر ہوے اور عرصہ تخمیناً سوا برس اُس صحبت کیمیا خاصیت مین رہے جب جناب حضرت سید صاحب نے ہندوستان سے ہجرت کی اور سفر ملک افغانستان کا کیا ہر سہ صاحبزادگان موصوف الصدر کو جو جوان تھے ہمراہ لیا اور چونکہ آپ بوڑھے بہت تھے اور نیز آنکھون کی روشنی مین بھی فرق آگیا تھا اور سفر نہایت دور و دراز صعوبت خیز تھا لہذا آپ کو خلافت دیکر معہ صاحبزادۂ خرد روانہ عظیم آباد کیا اور فرمایا کہ تم دونون مکان پر رہکر اعانت جانی و مالی کرتے رہو ہر چند آپ نے عذر معذرت کیا اور مراجعت مکان پر راضی نہوتے تھے لیکن جناب حضرت سید صاحب نے بہ اصرار تمام رخصت کیا لاچار امتثالاً لِلامرِ الجناب آپ وہان سے بادل بریان و بچشم گریان اپنے مکان پر آئے اور اُسوقت سے برابر اعانت جانی و مالی و ترغیب و تحریص کرتے رہے جب سید صاحب کی جنگ اخیر بمقام بالاکوٹ ہمراہ سکھون کے بگڑی اور آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی آپ سخت ملول اور محزون ہوے اُسکے تھوڑے عرصہ کے بعد جان شیرین بجان آفرین سپرد کی اور اس دنیاے دون کی سکونت سے سیر ہو کر ملاء اعلے مین جا ملے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ واحشرہ فی زمرۃ الانصار الذین نصروا انبیاءہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے۔



سوانح عمری جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران عرف بڑے حضرت

مختصراً منقول از کتاب سوانح احمدی مولفہ منشی محمد جعفر صاحب آپ سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین پیدا ہوے حسب معمول
شرفاے ہند آپ کو چار برس کی عمر مین مکتب مین بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبون مین سب سے زیادہ ذہین
اور چالاک تھے سات برس کی عمر مین آپ کو یہ لیاقت ہوگئی تھی کہ اُس معمولی میانجی سے جو آپ کے پڑھانے
کے واسطے مقرر تھا آپ کی تشفی نہوتی تھی تب مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد ماجد نے آپ کو خود
سبق دینا شروع کیا بارہ برس کی عمر مین آپ نے مختصرات سے فراغت حاصل کرلی اُسوقت آپ کے والد
نے آپ کو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کو جو بڑے ذہین وذکی اور معقول اُستاد
تھے سپرد کیا پندرہ برس کی عمر مین آپ کی شادی مسماۃ امیرن بنت مولوی سید مقصود علی صاحب
ساکن لبنہ بکھولی ضلع آرہ شاہ آباد سے ہوئی شادی کے بعد بھی آپ درس وتدریس مین مصروف رہے
یہان تک کہ بشوق تحصیل علم آپ لکھنو تشریف لیگئے اور وہان جناب مولانا محمد اشرف صاحب بڑے
مشہور عالم معقول ومنقول محدث کی خدمت مین رہکر پڑھنا شروع کیا قریب چار برس کے اُنکی صحبت مین
رہے اُسی اثنار مین امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب راے بریلوی رونق افروز لکھنو ہوے اور ہزارہا
عالم اور درویش آپ کی بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب
کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سید صاحب کے آپ کی خدمت مین بھیجا۔ کہ مین تنہائی مین ملاقات کرنا چاہتا
ہون۔ کیونکہ وہ یہ سمجھے ہوے تھے کہ مولوی عبدالحی ومولوی اسمٰعیل صاحبون نے سید صاحب کو پیر سیان
بنا رکھا ہی جب تخلیہ مین ملاقات ہوگی۔ تو اصلی حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہوجائیگی سید صاحب نے فوراً
تنہائی کی ملاقات کو منظور کرلیا۔ اور دوسرے روز بوقت عصر آنیکی اجازت دی چنانچہ دوسرے روز
مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت مین وقت مقررہ پر حاضر
ہوے اُسوقت تخلیہ ہوگیا۔ سواے ان دو عالمون اور سید صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہان
موجود نہ تھا۔ مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ نے جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین فرمایا ہی اسکی تفصیل کیونکر
ہی۔ جناب سید صاحب نے دو گھنٹے کامل اسکا بیان نہایت فصاحت ووضاحت کے ساتھ فرمایا
کہ ان دونون مولویون کی روتے روتے داڑھیان تر ہوگئین۔ بعد ختم بیان کے انھونے ملاقات
تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کی۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اُسی دن سے جناب مولوی

ولایت علی صاحب کا رنگ بدل گیا۔ جب سید صاحب بارادہ حج رونق افروز پٹنہ ہوے۔ تو اُسکے پہلے جناب
مولانا نے مقام لکھنؤ سے آپ کے مناقب و تعریف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے دوستون او عزیزون
کو لکھکر بھیجدی تہی اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپ سے بیعت حاصل کرلو۔ ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہ ملے گا
چنانچہ آپ کے والد ماجد اور جناب شاہ محمد حسین صاحب جاکر سید صاحب سے ملاقی ہوے۔ لیکن
بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کی بیعت سے مشرف نہو سکے۔ جب مولانا لکھنؤ سے تشریف لائے
اور اپنے خاندان کی بیعت نہ کرنے کا حال آپ کو معلوم ہوا۔ تو بہت افسوس کیا اور ساری کیفیت وکرامات
سید صاحب کی جو لکھنؤ مین آپ نے مشاہدہ فرمائی تھی۔ لوگون سے بیان کی تب ہر ایک کو بدرجہ غایت
اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا۔ جناب مولانا نے اُسی وقت سے جمعہ اور جماعت اپنے بیان قایم کرکے وعظ اور
نصیحت کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصے کے بعد سید صاحب بھی حج کرکے مراجعت فرما ہوے۔ اور دوبارہ پٹنہ مین
رونق افروز ہوے۔ شہر مونگیر تک جناب مولانا اور شاہ محمد حسین صاحب آپ کی پیشوائی کو تشریف لیگئے۔
جب سید صاحب معہ تمام قافلہ کشتیون پر سوار مدرسہ کے گھاٹ پر پہونچے۔ اور تمام شہر کا ہجوم شروع ہوا۔
اُسوقت جناب مولانا سید صاحب کو معہ تمام قافلہ کے دعوت کرکے اپنے گھر پر لائے۔ اور اپنے سارے
خاندان کے مرد اور عورت اور بچون کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرادی دوسرے روز اُسی طرح پر جناب
شاہ محمد حسین صاحب نے بھی سید صاحب کو مدعو کرکے اپنے مکان پر بلایا۔ اور اپنے سارے اہل وعیال
کی بیعت کرادی اُسوقت مسماۃ محمودہ بنت شاہ محمد حسین صاحب والدہ ماجدہ مؤلف کتاب کی سات برس
کی عمر کی تھین۔ اُنھون نے حاضر خدمت سید صاحب ہوکر ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ اور بیعت کی۔ بعد بیعت جناب
سید صاحب نے انکے سر پر ہاتھ شفقت کا پھیرا۔ اور دعا برکت و ایمان کی دی۔ سید صاحب نے
شاہ صاحب کو خلافت عطا کرکے بیعت لینے کی اجازت دی تیسرے روز جناب مولوی الٰہی بخش
صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر مین دعوت ہوئی۔ اور وعظ بھی ہوا۔ اسی مجلس مین
مولوی احمد اللہ صاحب کا نکاح صبیہ کلانی جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے سید صاحب نے
پڑھا دیا۔ جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوے تو مولانا ولایت علی اور مولوی عنایت علی
اور مولوی طالب علی علیہم الرحمۃ والغفران یہ تینون بھائی حقیقی اور مولوی باقر علی بن مولوی بشارت علی
یعنی چچا زاد بھائی مولوی ولایت علی کے یہ چارون ہمرکاب سید صاحب کے ہوگئے۔ اور اِس

دنیا سے ناپائدار اور اُسکے عیش وعشرت پر لات مار گئے۔ تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی بن قاضی رجب علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کنڈہ ضلع ہزاری باغ کہ جنکی شادی مسماۃ امتن خواہر عماتی مولوی ولایت علی صاحب سے ہوئی تھی۔ اور مولوی قمر الدین صاحب بن شیخ رکن الدین حسین صاحب ساکن غلیپورہ جو ماموں زاد بھائی مولوی ولایت علی صاحب کے تھے سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوے۔ اوائل عمر مین بڑے بانکے تھے۔ آپ کا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکون کا سا تھا۔ کاکلین آہن تا بپشت پر پڑی ہوئین اونچی چولی کا انگرکھا مغرق بزر اور چوڑیدار پائجامہ زری کے کام کا ٹخنے ڈھکے ہوے پہنا کرتے تھے۔ آپ کے نانا رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبہ دار از طرف نواب مرشد آباد تھے۔ بڑے متمول اور عمائد بہار سے تھے۔ مولوی ولایت علی صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے۔ اسواسطے ہر وقت عمدہ ریشمی وزرین لباس یا ڈھاکے کی جامدانی وتن زیب کا جوڑا آپکے زیب تن رہتا تھا۔ خوشبو وعطریات کا بھی آپ کو بڑا شوق تھا۔ سونے کی انگوٹھیان اور چھلے ہاتھون مین پڑے رہتے تھے۔ لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہی آپ کا حال بدلگیا جبین قیام بریلی جناب مولانا حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کی جماعت مین داخل تھے۔ اور اُنسے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے۔ مولانا شہید نے اپنی جماعت مینِ انکو اپنا نائب مقرر کردیا تھا۔ مگر جناب مولانا کو جو مزہ ایمانی حاصل ہوا تھا۔ تو اپنی جماعت والون کی آپ خدمت کیا کرتے تھے۔ اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خم حب ایمانی سے مخمور ہوکر جنگل سے لکڑیان کاٹ کر اپنے سر پر لایا کرتے تھے۔ کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتے۔ مٹی گارے کا کام اپنے ہاتھون سے کرتے تھے۔ اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت مین جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا مین مشغول رہتے۔ انھین ایام مین جب بتحصیل حب ایمانی این بمقام بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپ کی خدمت مین رہتا تھا چار سو روپیہ نقد اور دس پندرہ عمدہ کپڑے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری دیکر آپ کے پاس بریلی کو روانہ کیا تھا جب وہ نوکر معہ اسباب کے بریلی مین پہونچا تو اُسنے قافلہ مین جاکر پوچھا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان ہین۔ لوگون نے بتایا کہ دریا کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کر رہے ہین۔ وہ نوکر دریا کے کنارے پر پہونچا وہان بہت سے لوگ گارے مٹی کے کام مین لگے ہوے تھے۔ انھین جناب مولانا بھی ایک موٹا تہبند سیاہ رنگا ہوا باندھے ہوے اور گارے مین

لتھڑے ہوے اپنا کام کر رہے تھے ان ایام مین آپ کی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی۔ کہ اُس قدیمی نوکر نے جو تیس برس آپ کا خدمتگار رہ چکا تھا۔ آپ کو نہین پہچانا خود مولانا سے اُسنے پوچھا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہان ہین آپ نے فرمایا۔ کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہی۔ اُسنے بہت غصہ ہوکر کہا کہ مین تمکو نہین کھوجتا ہین اون ولایت علی کو کھوجتا ہون جو مولوی فتح علی صاحب صادق پوری عظیم آبادی کے صاحبزادے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی صادق پوری ولایت علی تو مین ہی ہون وہ نوکر اور بھی خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھسے ہنسی کرتے ہو۔ جب آپ نے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہین ہوتا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اچھا جاؤ۔ قافلہ مین تلاش کرو جب وہ اور طرف گیا۔ اور دریافت کیا۔ تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا۔ کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص ہین۔ جنسے تم دریا کنارے بات کر آئے ہو۔ تب وہ دوبارہ آپ کے پاس آیا۔ اور اپنی جسارت پر نادم ہوکر معافی چاہی۔ آپ نے اُسکو گلے سے لگا لیا۔ اور بہت اخلاق سے پیش آئے اُسنے وہ روپیہ وغیرہ مع خطوط آپ کے حوالہ کیے اور عرض کی کہ اِن کپڑون کو پہنیے۔ اور روپونکو اپنے خرچ مین لائیے۔ کیونکہ وہ نادان یہ سمجھتا تھا کہ بوجہ نہونے خرچ کے آپ کی ایسی صورت ہو رہی ہی۔ اور آپ کی پہلی کیفیت اور پوشاک وغیرہ کو یاد کرکے وہ زار زار رونیلگا آپ نے اُسکی تسلی کرکے اُسکو چپ کیا۔ جب رات ہوئی۔ آپ وہ روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوے آئے تھے ویسے کے ویسے ہی لیکر سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوے۔ اور اون سب کو آپ کے سامنے رکھکر خاموش اُٹھکر چلے آئے۔ اور دوسری فجر کو اُسی کہنہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے۔ تین چار روز تک وہ نوکر وہان رہکر اس بات کا منتظر رہا۔ کہ مولوی صاحب وہ عمدہ کپڑا آمدہ پتہ زیب تن فرماکر میرے پژمردہ دل کو خوش کرینگے۔ لیکن اُسنے دیکھا کہ مولویصاحب کی حالت مین ذرا بھی تغیر نہوا۔ آخر بعد چند روز کے مولویصاحب نے اُسکو رخصت کردیا۔ اُسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ مین آکر بیان کی۔ کہ جسکے سننے سے صاحبدلون کو سرور اور بیخبرون کو رنج ہوا شعر دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ✤ دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند ✤ سعدی گوید۔ ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز ✤ کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد ✤ این مدعیان در طلبش بیخبرانند ✤ کان راکہ خبر شد خبرش باز نیامد ✤ اس کیفیت کو سنکر آپ کے والد ماجد مولوی فتح علی صاحب مع اپنے فرزند خرد مولوی فرحت حسین صاحب کے خود بریلی پہونچے۔ اور ایکمدت دراز تک سید صاحب کی خدمت مین رہکر فیضیاب ہوے۔ پھر جبکہ سید صاحب بطرف ملک افغانستان ہجرت کرکے جانے لگے۔

مولوی فتح علی صاحب کو بوجہ کبر سنی اور مولوی فرحت حسین صاحب کو بوجہ صغر سنی پٹنہ کو واپس کردیا۔ اور انکو خلافت و اجازت بیعت لینے کی عطا کی۔ مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب و مولوی طالب علی صاحب اپنے حقیقی بھائیون اور مولوی باقر علیصاحب و مولوی قمر الدین صاحب و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت دارون کے ہمرکاب سید صاحب ملک خراسان کو روانہ ہوگئے۔ جب وہان پہونچکر رنجیت سنگھ سے جہاد شروع کیا اُسوقت سید صاحب نے ہر ایک نواب و خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر معہ مراسلات ہدایت آیات کے بھیجے منجملہ اُنکے مولوی ولایت علی صاحب کو زمان شاہ والی کابل اور دوست محمد خان اُنکے وزیر کے پاس معہ مراسلون کے بھیجا جب آپ کابل مین پہونچے۔ تو زمان شاہ اور دوست خان و جملہ امراء کابل بہت تعظیم و توقیر سے پیش آئے۔ اور ایک عمدہ شاہی مکان مین آپ کو اُتارا۔ قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ وہان رہے۔ روزانہ وعظ و نصیحت توحید و اتباع سنت و ترغیب جہاد کرتے رہے۔ اور سکھون نے جو جور و ظلم مسلمان رعایاے پنجاب پر کیے تھے۔ اونکو خوب واضح کرکے سنایا۔ اور حمیت و غیرت اسلامی کا جوش دلایا۔ ایک روز اثناے وعظ مین بالبدیہہ ایک قصیدہ فارسی زبان مین نہایت عمدہ دربارہ رد شرک آپنے پڑھ کر سنایا۔ اُسکا ایک شعر یہ ہے ؎ فرمود رسول آشکارا ہ من نیز برادرم شمارا ۔ یہ پورا قصیدہ ہدایۃ التوحید کے اخیر مین جو آپ کی تصنیفات سے ہے چھپ گیا ہے۔ من شاء فلینظر ہنا۔ جب جناب مولانا کابل سے واپس آئے۔ تو سید صاحب کا یہ خیال ہوا کہ ہندوستان کے ملکون مین ہادی بھیجکر دین حق کی ترویج کرنی چاہیے۔ چنانچہ جناب مولانا مولوی سید محمد علیصاحب رامپوری اور جناب مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی اس کام کے لیے تجویز کیے گئے۔ ان دونون بزرگون کو سید صاحب نے اپنا خلیفہ کرکے ملک دکن کو روانہ کردیا۔ یہ دونون بزرگ سید صاحب کے عاشق تھے۔ انکو ہرگز مفارقت محبوب گوارا نہ تھی۔ انھون نے بہت معذرت کی۔ اور اس خدمت سے معافی چاہی۔ سید صاحب نے منظور نفرمایا۔ آخر یہ دونون بزرگ بچشم گریان و دل بریان حکم مرشد کو فرض سمجھکر وہان سے روانہ ہوے۔ ہندوستان مین پہونچکر جناب مولوی سید محمد علیصاحب روانہ مدراس ہوے۔ اور ہمارے مولانا علیہ الرحمۃ بطرف حیدر آباد دکن و بمبئی۔ مولانا اول حیدر آباد مین پہونچے۔ اور وعظ اور نصیحت شروع کی۔ اس شہر کے ہر گلی و کوچہ مین آپ کے وعظ کا شہرہ ہوا نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب ناصر الدولہ والی حیدر آباد نے بھی سنکر چند عالمون کو دریافت حقیقت کے لیے آپ کے پاس روانہ کیا۔ جب وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوے۔ اور چند سوالون کا جواب باصواب پایا۔ تو فی الفور وہ بھی آپ کی بیعت سے مشرف ہوے۔ اور نواب صاحب سے کل کیفیت جا کر بیان کی۔ نواب صاحب نے دوسرے روز دو عالم جو دربار مین نہایت معزز اور علم و فضل مین یکتاے روزگار تھے۔ یعنی مولوی زین العابدین و مولوی محمد عباس صاحبون کو آپ کی خدمت مین روانہ کیا۔ یہ حضرات بھی یہان پہونچکر بعد تھوڑی سی گفتگو کے مشرف

ببیعت ہوے - اور نواب صاحب سے جاکر آپ کی بزرگیون کا بیان کیا - تب تو نواب صاحب کو بھی بڑا شوق ہوا - فورًا آپ کو مدعو کیا - چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھے - چند سوال کرکے تشفی قلبی اپنی حاصل کی - پھر وعظ سنا - اور بیعت سے مشرف ہوے - آپ نے پابندی شریعت اور ترک محرمات کی تاکید کی - آپ حیدرآباد اور اُسکے اطراف مین برابر دورو سیر کرتے رہے - اُس ملک مین لاکھون آدمی آپ کی بیعت سے مشرف ہوے - حیدرآباد مین آپنے ایک رئیس مرزا احد بیگ مرحوم کی لڑکی مسماۃ مراد النسا بیگم سے شادی کی - (ف) چنانچہ حیدرآباد ہی مین مولوی عبداللہ صاحب خلف اکبر سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین پیدا ہوے - اوسکے بعد آپ حضرت بمبئی اور سورت کی طرف تشریف لیگئے - آپ ملک دکن ہی مین تھے کہ افغانستان مین معرکہ بالاکوٹ مین حضرت سید صاحب کی خبر شہادت گوش زد ہوئی - اودھر عظیم آباد مین آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا - آپ طرف عظیم آباد اپنے وطن کے مراجعت فرما ہوے - اثناے راہ مین جبل پور و برہان پور و نرسنگ پور و سیونی وغیرہ کا دورو سیر کرتے ہوے - عرصہ دو برس مین مع عیال و اطفال اپنے مکان عظیم آباد پر پہونچے - یہان پہونچکر رحمت اللہ پسر دومی آپ کے پیدا ہوے آپ نے عظیم آباد مین پہونچکر وعظ توحید و ترک بدعات کا شروع کیا - آپکے

ف - مرزا احد بیگ مرحوم ایک رئیس جاگیردار حیدرآباد نظام مین تھے اونکے دو بیٹے مرزا سردار بیگ مرحوم و نواب شاہ سوار بیگ مرحوم تھے اور ایک بیٹی مسماۃ مراد النسا بیگم جنکی شادی ساتھ حضرت جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کے ہوئی -

مرزا سردار بیگ مرحوم بڑے عالم و فاضل صوفی مشرب تھے آپ نے اپنی پدری جاگیر مین سے کچھ حصہ نہین لیا سب چھوٹے بھائی کو دیدیا خود قرآن شریف لکھکر ہدیہ کرکے اپنی گذر اوقات کرتے صبح سے بارہ بجے تک درس و تدریس کا شغل رہتا قرآن و تفسیر و فقہ و جملہ علوم معقول و منقول کا درس دیتے بہت سے علما و فضلا اوسمین جمع ہوتے - اور بعد نماز ظہر مراقبہ وغیرہ کا شغل رہتا بہت سے شایقین اوسمین بھی جمع ہوتے الغرض آپ حیدرآباد کے نامی و گرامی و ممتاز با اوقات آدمیون مین تھے آپ لاولد بعمر ہفتاد سالگی اس دنیا سے رخصت ہوے اسوقت بھی مزار آپ کا وہان مرجع خاص و عام ہے ہر سال اُنکا عرس بڑے دہوم دھام سے ہوتا ہے - مرزا شاہ سوار بیگ بہادر مرحوم اپنی پدری گدی پر جاگیردار منصب دار والی حیدرآباد کیطرف سے بحال ہوے اونکے صاحبزادے مرزا نواب شہنواز بیگ بہادر اسوقت موجود ہین اور نواب ممدوح کی ہمشیرہ کے نواسے میر تراب علی صاحب بھی اسوقت موجود ہین سنہ ۱۳۱۶ ہجری مین جب عزیزی ڈاکٹر آیت اللہ حیدرآباد گئے تھے تب نواب صاحب ممدوح بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اپنے محل سراے مین لیجاکر سب عورتون سے ملاقات کرائی اور ایک گھڑی طلائی ہدیہ دی اور مبلغ پچاس روپیہ خرچ آمد و رفت کا دیا -

عزیزون کو بہ استماع خبر شہادت سید صاحب پژمردگی ہو گئی تھی - آپ نے کلمات طیبات سے اُنکو تر و تازہ کیا - پھر سب نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی - آپ نے اپنے منجھلے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو واسطے وعظ و نصیحت کے ملک بنگالہ کو روانہ کیا - اور جناب شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید صاحب کو جو آپ کے ماموں ہوتے تھے - محلہ نمونیہ کی جمعہ مسجد مین وعظ و جماعت کی تاکید کی - اور دورہ و سیر چھپرہ و مظفر پور و اطراف پٹنہ کو بھی ذمہ شاہ صاحب کے مقرر کیا - قریب دو برس کے آپ عظیم آباد مین رہے - اس عرصہ مین ہزارہا خلقت کو فائدہ پہونچا - بعد اسکے ملک بنگال کو روانہ ہوے - وہان کچھ روز تک دورہ کر کے خلقت کو ہدایت کرتے رہے - پھر عزیمت سفر حج کی کر کے مع عیال و اطفال مکہ معظمہ پہونچے - اور ہزارہا عرب بیعت سے مشرف ہوے - عبد اللہ سراج جو ایک بہت بڑے محدث وہان تھے اُنسے سند حدیث بھی آپ نے حاصل کی عبد اللہ سراج فرماتے تھے کہ مولوی صاحب نے حدیث کے لفظون کی سند مجھسے لی اور معانی کی سند مین نے مولوی صاحب سے حاصل کی - بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ آپ ملک یمن کو روانہ ہوے اور تمامی اطراف ملک یمن و نجد و داکہ و مسقط و حضرموت و مخا و حدیدہ وغیرہ مین دورہ و سیر کرتے رہے - اور قاضی علی شوکانی رح سے ملکر سند حدیث بھی حاصل کی - اونکی تصنیفات مین سے چند کتابین درۃ البہیہ وغیرہ اُنسے لین - اس دورہ و سیر مین آپ کے پسر دومی رحمت اللہ کا انتقال ہوا اور اوسکا نعم البدل مولوی ہدایت اللہ پسر سیومی بمقام حدیدہ آپ کے پیدا ہوے - بعد چند سال آپ ملک عرب سے مراجعت کر کے بسواری جہاز کلکتہ پہونچے - یہان مولوی عبد الرحمن پسر چہارمی متولد ہوے کلکتہ سے چلکر بنگالہ کی دورہ و سیر کرتے ہوے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اوسوقت تک ملک بنگال مین تھے ساتھ لیکر عظیم آباد مین پہونچے اسکے بعد اونہین واسطے مقابلہ گلاب سنگھ وغیرہ اقوام سکھ کے پکھلی کو روانہ کیا - اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگون کی ہدایت مین مصروف ہوے انھین دنون مین نواب مبارز الدولہ حیدر آبادی اور اونکے بھائی ناصر الدولہ مین کچھ ناچاقی ہو گئی - سرکار انگریزی تک نوبت پہونچی - نواب مبارز الدولہ قید ہو گئے - اس سبب سے مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدر آبادی مع اور چند علما کے بھاگ کر عظیم آباد پہونچے - جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ نے اونکو بہت خاطر داری سے اپنے مکان مین رکھا - اور پھر ہر ایک کو خلافت دیکر بنگالہ اڑیسہ و الہ آباد وغیرہ کو دورہ و سیر کیلیے روانہ فرمایا - انھین دنون مین مولوی

احمداللہ و مولوی فیاض علی و مولوی یحییٰ علی و مولوی اکبر علی ہر چہار پسران مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہم نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور مولوی عبدالکریم پسر پنجمی آپ کے یہان پیدا ہوے۔ مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے۔ کہ آپ کی اہلیہ حیدرآبادی کا انتقال ہوا۔ اس عرصے مین جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ مولوی صاحب ممدوح نے مسماۃ جمیلۃ النسا اپنی صبیہ بیوہ کا (جنکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب معرکہ پشاور مین شہید ہو چکے تھے) نکاح ثانی ساتھ جناب مولانا علیہ الرحمۃ کے کردیا۔ یہ سب سے پہلا نکاح ثانی تھا۔ جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندان مین ہوا۔ اس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد اور اوسکے اطراف مین ہوا۔ اس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس مردہ سنت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا۔ ہزارون بیوون کے نکاح کرادیے شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم آپ کے چھوٹے بیٹے اس نکاح ثانی سے بطن صبیہ مولوی الٰہی بخش مرحوم سے پیدا ہوے۔ مولوی محمد حسن مرحوم ابھی چند مہینے کے تھے۔ کہ جناب مولانا مع جناب مولوی فیاض علی و مولوی یحییٰ علی و مولوی اکبر علی علیہم الرحمۃ کے ملک افغانستان کو روانہ ہو گئے۔ اور یہان مکان پر اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین مقرر کر گئے۔۔ اور مولوی عبداللہ صاحبزادہ کلانی کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے۔ بالاکوٹ مین پہونچکر معلوم ہوا۔ کہ مولوی عنایت علی آپ کے منجھلے بھائی تین برس سے راجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین مصروف ہین۔ بڑے حضرت کے پہونچنے پر منجھلے حضرت نے تمام کارخانہ جہاد کو آپ کے سپرد کیا۔ اور خود مع جملہ مجاہدین کے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت امارت کی کرلی۔ وہان پہونچکر ڈیڑھ دو برس تک آپ بھی گلاب سنگھ کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے۔ اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ برطانیہ کے تصرف مین آگیا تھا۔ جب گلاب سنگھ کا اکثر ملک مجاہدین کے قبضے مین آگیا۔ اور وہ تاب مقابلہ کی نہ لاسکا۔ مایوس ہو کر سرکار انگریزی سے اعانت کا خواہان ہوا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی علیہما الرحمۃ کے لکھا۔ کہ گلاب سنگھ نے سرکار انگریزی سے معاہدہ کیا ہی۔ اور بموجب اوس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ کی حمایت مین ہی۔ اب اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہی۔ لہذا تمکو چاہیے کہ اب اُس سے مت لڑو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن کے بعد انگیو صاحب اور لمهزن صاحب دو افسر مع فوج کے واسطے اعانت راجہ گلاب سنگھ کے پہونچے

ان افسرون نے اُس ملک کے کنارے پر اپنے لشکر کا قیام کر کے نئی لوگون کو مجاہدین سے برگشتہ کر کے ایک
روز مقررہ پر سارے ملک مفتوحہ مین غدر کرا دیا۔ اُس روز جا بجا آپ کے عمّال اور اہالیان پولیس اچانک
قتل کیے گئے۔ اور سید ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا۔ وہ بھی بیوفا ہو گیا۔ تب
بڑے حضرت نے اوس ملک کو چھوڑ کر سوات کے ملک مین سید اکبر بادشاہ کے پاس جانا چاہا۔ مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے مین رستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی۔ اسواسطے ان حضرات نے افسران
فوج انگریزی سے جو وہان موجود تھے۔ انگریزی عملداری سے گذر جانیکی اجازت چاہی۔ ان افسرون
نے بخوشی اس درخواست کو منظور کر کے یہ اقرارنامہ لکھکر بھجدیا۔ کہ آپ کو بہ امن و امان انگریزی عملداری
سے ملک سوات مین جانیکی اجازت دیجاتی ہے۔ تب یہ دونون حضرات مع لشکر مجاہدین بالاکوٹ سے بجانب
سوات روانہ ہو کر جب سرکاری عملداری مین پہونچے تو فوج انگریزی نے اونکا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ
افسران فوج جنھون نے باامن و امان عبور کرانے کا وعدہ کیا تھا۔ فوج انگریزی سے بدل گئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کر دیا۔ کہ اُن افسرون کو ایسا عہد کرنیکا
اختیار نہ تھا۔ اونھون نے اپنی راے سے بلامنظوری گورنمنٹ یہ عہد کیا تھا۔ لہذا اوسکی تعمیل ہمپر
ضروری نہین۔ اوسوقت مجاہدین دجملہ فوج لڑنے کو تیار تھی مگر جناب مولانا نے اپنی عادل گورنمنٹ سے
لڑنا مصلحت نہ سمجھکر اطاعت افسران انگریزی کی اختیار کر لی۔ اون افسرون نے مولانا کو بجاے
جانے سوات کے مع لشکر طرف لاہور کے روانہ کر دیا۔ یہ دونون حضرات مع فوج و توپ خانہ
وغیرہ سامان جنگ زیر نگرانی افواج انگریزی لاہور مین پہونچے۔ اون ایام مین جان لارنس صاحب
بہادر چیف کمشنر پنجاب کے تھے۔ صاحب بہادر نے استقبال کر کے مولویصاحب کو لاہور مین لائے۔ اور
بعد بہت گفتگو کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونون حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس
جائین۔ اور کل اسلحہ مع توپ خانہ گورنمنٹ کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکی قیمت سے نوکران فوج کی بقایاے
تنخواہ دیکر برخاست کر دین۔ اوسوقت صرف پانچسو مجاہدین آپ کے ساتھ رہ گئے تھے۔ سر جان لارنس صاحب
بہادر نے گورنمنٹ کی طرف سے مع کل مجاہدین کے آپ کی دعوت کی۔ دوسرے روز صاحب
ممدوح نے خود اپنے گھر سے دعوت دی۔ تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی کمشنری پنجاب
کے تھے۔ دعوت کی۔ بعد اسکے یہ لوگ بہ اعزاز و اکرام تمام طی مراحل کرتے ہوے مع فوج مجاہدین

پٹنہ پہونچے۔ اول آپ صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے۔ اوس روز تمام شہر کا ہجوم آپ کے دیدار کیلیے اوس کوٹھی پر موجود تھا۔ صاحب کمشنر استقبال کرکے آپ کو اندر کوٹھی کے لیگئے۔ اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دو نون آدمیون سے دو دو ہزار روپیہ کا مچلکا میعادی دو برس کا لیا جائے۔ چنانچہ اوسی وقت دو مچلکے تحریر ہوکر داخل ہوگئے۔ پھر آپ وہان سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ اور بدستور سابق وعظ و نصائح و مراقبہ و مشاہدہ مین مصروف ہوے۔ بڑے حضرت کا دستور تھا۔ کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجہ دیتے۔ صدہا آدمی اوس حلقہ مین ہوتے۔ اور نو آموز لوگون کو جناب مولوی فیاض علی و مولوی یحییٰ علی و مولوی اکبر علی علیہم الرحمۃ قواعد و آداب نشست مراقبہ و مواقع لطائف اور اوسپر دھیان کرنا تعلیم کرتے۔ اور بعد نماز ظہر آپ درس دیتے۔ اور مولوی عبداللہ خلف اکبر آپ کے قاری ہوتے۔ اور دوسرے علمار ایک ایک تفسیر ہاتھ مین لے بیٹھتے۔ صدہا مریدون کا ہجوم ہوتا۔ عصر تک یہی مشغلہ رہتا۔ بعد چندے مولوی عنایت علی صاحب دوردسیر بنگالہ کو تشریف لیگئے۔ اِسی اثنار مین مولوی اکبر علیصاحب فرزند خرد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہوگیا۔ اونکی بیوہ کا جو صاحبزادی خرد شاہ محمد حسین صاحب کی تھین۔ بعد انقضائے ایام عدت منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہوگیا۔ یہ دوسرا نکاح ثانی اس خاندان مین تھا۔ جو بڑے دھوم دھام سے سرانجام پایا۔ تمام اہل برادری اور جملہ مریدان جمع ہوے۔ دعوت ولیمہ ہوئی۔ اس نکاح مین دو سنت نبوی پر عمل ہوا۔ ایک تو نکاح ثانی دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت وہان موجود نہ تھے ملک بنگال مین تھے۔ یہان اونکی طرف سے نیابتًا بڑے حضرت نے ایجاب و قبول کیا۔ جیسے نجاشی بادشاہ حبش نے حضرت ام المومنین ام حبیبہ بنت ابوسفیان کا نکاح ساتھ جناب رسالتمآب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کرکے مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا۔ اسی طرح پر بڑے حضرت نے بھی اس نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو پاس منجھلے حضرت کے بنگالہ کو بھیجدیا۔ انھین دنون مین ایک اور سنت پر آپنے عمل کیا۔ ایک شخص عبدالغنی نام ساکن نگرنہسہ جو بہت عرصے سے قافلے مین رہا کرتے تھے۔ اور ایک عورت بیوہ وہ بھی زنانہ مکان مین عرصے سے تھی۔ ان دونون کا نکاح آپ نے کردیا۔ اور مہر تعلیم قرآن آپ نے مقرر کیا۔ یعنی پارہ عم اُس عورت کو پڑھا دو۔ اسی عرصے مین ایک اور سنت حضرت نے ادا کی۔ وہ یہ کہ یہان کے شریفون مین دستور تھا کہ جبتک زوجۂ اولیٰ زندہ رہتی۔ کوئی

کوئی برادری والا اوسکی دوسری شادی کے واسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا۔ اس رسم کو بھی آپ نے توڑا۔ مسماۃ رشیدن بنت حکیم احمد علی مرحوم ازمحل اولی کی شادی ساتھ مولوی فرحت حسین غفر اللہ لہ کے باوجود موجودگی زوجہ اولی کے کردی۔ اسی طرح پر دوسری لڑکی حکیم صاحب ممدوح کی شادی باوجود موجودگی زوجہ اولی کے حکیم ارادت حسین صاحب سے کردی۔ اور یہ دونون شادیان بہت دھوم دھام سے انجام پائین۔ اسی اثنار مین آپ نے اپنے دو صاحبزادون کی شادیان یعنی مولوی عبد اللہ و مولوی ہدایت اللہ کی اوا اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین کی دو لڑکیون کے ساتھ کردی۔ ان دونون شادیون کو ایسی سادگی سے انجام دیا۔ کہ ایک جوڑا کپڑا بھی نیا واسطے دولھا یا دولھن کے نہین بنایا۔ بلکہ پرانے کپڑون کو پیوند لگا کر پہنا دیا۔ جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری لاڈلی بیٹی بتول فاطمہ (حضرت سیدۃ النساء) رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تھا۔ مگر ہان آپ نے ولیمہ بہت بڑا کیا۔ تمام اہل برادری اور جملہ مریدان عورت و مرد قریب پانچ چھ ہزار کے جمع ہوے۔ اور سب کے روبرو اُسی پیوند دار کپڑون مین نکاح پڑھایا گیا۔ الغرض آپ کا خیال تھا کہ جہانتک ہو سکے۔ ہر چھوٹی بڑی سنت ادا کیجاوے۔ آپکا معمول تھا کہ روزانہ بعد نماز صبح مراقبہ کے واسطے آپ لوگون کو بٹھاتے اور بعد نماز ظہر درس قرآن مجید کا دیتے اور چونکہ بروز جمعہ جمعہ مسجد نمو ہیہ مین جناب شاہ محمد حسین صاحب کا وعظ ہوتا۔ لہذا آپ نے اپنا وعظ شب شنبہ کو بعد نماز مغرب کے مقرر کیا۔ ہر شب سہ شنبہ کو آپ اپنے مکان مین جو ایک بہت بڑا وسیع مکان تھا وعظ فرماتے۔ کمرے مین ایک جانب تخمیناً پانچ چھ سو عورتین جمع ہو جاتین۔ اور دوسری جانب مرد ہوتے تخمیناً پانچ چھ ہزار۔ اور آپ بیچ مین بیٹھتے۔ بڑے بڑے علمار و فضلار جمع ہوتے یہ عجب پرتاثیر وعظ ہوتا۔ کہ لوگون کا حال دگرگون ہو جاتا۔ اگر قیامت کا بیان ہوتا۔ تو اُسکی تصویر سامعین کی آنکھون کے سامنے کھنچ جاتی۔ وقس البواقی۔ اہل علم لوگ بھی اس وعظ سے علمی فائدہ اُٹھاتے۔ اور امی بھی بہرہ ور ہوتے۔ نماز عیدین آپ اپنے گھر مین پڑھتے۔ ایک طرف عورتین ہوتین۔ اور دوسری طرف مرد۔ ہزارہا آدمیون کا مجمع ہوتا[ف]۔ نماز تراویح بیس روز تک مسجد مین ہوتی۔ اور عشرہ اخیر مین مکان مین ہزارہا عورت و مرد بدستور وعظ جمع ہوتے۔ تمام رمضان وقت افطار دعار ہوتی۔ بہ آواز بلند دیر تک۔

ف آپ کی وعظ کا ذکر جناب نواب محمد صدیق حسن خانصاحب مرحوم قنوجی ثم بھوپالی نے اپنی کتاب اتحاف النبلار المحدثین اور ابقار المنن مین لکھا ہے جسکا جی چاہے وہان ملاحظہ کرے۔

کمرے مین ایک طرف مرد اور ایک طرف عورتین جمع ہوتین - اور مجمع کثیر ہوتا - رمضان کی دعا و تراویح کی شرکت کیواسطے مرد و عورت صدہا دور و دراز دیہاتون سے آتے - اور تمام ماہ رمضان یہین قیام کرتے - اورانکا دو وقتہ کھانا افطار و سحری یہین سے انجام پاتا - اسی دو برس کے عرصے مین آپ کے گھر مین مسماۃ زینب دختر پیدا ہوئی - اور ڈیڑھ برس کی ہوکر گذر گئی - اور ایک دوسری دختر مسماۃ شاکرہ پیدا ہوئین - اسی عرصے مین آپ نے اپنے دولتخانہ کو فرش و فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بھی خوب آراستہ و پیراستہ کیا - بعد اسکے آپ ہاتھ جھاڑکر کھڑے ہوگئے - اور مولوی یحیی علی اور پانچ چھہ دوسرے شخصون کو جو ہر ایک گھوڑے سوار تھے - ہمراہ لیکر روانہ ہوگئے - اور مولوی عبد اللہ اپنے خلف اکبر اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دیگئے - کہ تم لوگ اسباب سفر تیار کرکے اور بیل گاڑیون پر لادکر مع کل عیال و اطفال ایک ہفتہ کے اندر روانہ ہوکر جلد مجھ سے آکر ملو - یہ پچھلا قافلہ اہل و عیال کا تخمیناً دو اڑھائی سو کا ہوگا - یہ مکان جہان صدہا مرد و عورت روزانہ رہا کرتے تھے - ایکدم بالکل خالی ہوگیا - صرف پانچ مرد اور دو عورتین رہگئین - یہ عورتون کا قافلہ مقام زمنیہ ضلع غازی پور مین آپ سے جاکر ملا - آپ غازی پور بھی تشریف لیگئے - اور وہان جناب مولانا محمد فصیح قدس سرہ العزیز کے آپ مہمان ہوے - مولانا نے جب بڑے حضرت کے آنے کی خبر سُنی - دو کوس آگے جاکر استقبال کرکے لائے - اور تمام قافلہ کو مسجد مین جگہ دی - اور عورتون کو زنانہ مکان مین - اور خاص بڑے حضرت کو اپنے رہنے کے حجرے مین - اور دونون وقت زنانہ مکان سے کھانا لاتے - اور بڑے حضرت اور مولانا فیاض علی اور مولانا یحیے علی علیہم الرحمۃ کا ہاتھ خود دُھلاتے اور کھانا کھلاتے - اور پس خوردہ کو تبرکاً خود مع اہل و عیال تناول فرماتے - جناب مولانا ممدوح نے وقت رخصتی کے بڑے حضرت کو نہایت تاکید کے ساتھ فرمایا کہ جب کبھی آپ کا کوئی قاصد پورب کو جائے - ضرور ہمسے ملتا جائے - اور جب وہان سے پھرے ضرور ہمسے ملے - جناب مولانا موصوف قدس سرہ نے بڑے حضرت کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو بڑے بزرگون کے ساتھ کرنا چاہیے - الغرض بڑے حضرت وہان سے رخصت ہوکر دیہہ بدیہہ قریہ بقریہ شہر بشہر وعظ و نصیحت و ہدایت کرتے ہوے عرصہ ڈیڑھ برس مین دہلی پہونچے - باعث طوالت مین نے اُن کیفیتون کو قلم انداز کردیا - دہلی مین آپ نے قریب دو مہینے کے قیام کیا - جامع مسجد فتحپوری کے قریب ایک بہت بڑا مکان عالی شان کسی رئیس کا تھا - اوسکو لوگون نے بھوتاہا سمجھکر چھوڑ دیا تھا - اور وہ مقفل تھا آپ اُسی مین جاکر اُترے - روزانہ آپ کا وعظ

متفرق جگہون پر ہوتا - اور جمعہ کے روز فتحپوری مسجد مین تمام اہل دہلی اور اطراف وجوانب کے دور دور سے لوگ آتے اور وعظ سنتے - اسی دہلی مین آپ کے پسر اشمی از بطن محل ثالثہ محمد حسین پیدا ہوے - مولوی امام علی صاحب اُستاد زینت محل اور مولوی مومن خانصاحب مشہور ومعروف شاعر بادشاہی بھی وعظ مین تشریف لاتے - اور بیعت حاصل کی - ان دونون نے بہادر شاہ بادشاہ سے جاکر کل حال بیان کیا - بادشاہ اور زینت محل نے اشتیاق اپنا ظاہر کیا - بادشاہ نے اُنھین دونون کو پیام دعوت دیکر بڑے حضرت کی خدمت مین بھیجا - آپ نے معذرت کے ساتھ انکار کیا - بادشاہ کی طرف سے بہت کچھ اصرار ہوا - بناچاری آپ نے قبول کیا - اُس دن بادشاہ نے دیوان خاص مین اجلاس فرمایا - اور تخت شاہی کے نیچے فرش بچھوایا - بڑے حضرت مع صاحبزادگان واہل قافلہ کے کہ تخمیناً پچیس آدمی ہونگے قلعہ مین تشریف لیگئے - بادشاہ نے تخت سے اُتر کر لبِ فرش تک استقبال کیا - بڑے حضرت سے معانقہ ومصافحہ کیا - اور باقی لوگون سے آپ کے ہمراہیون مین سے ہر ایک سے مصافحہ کیا - اور پھر تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اوسپر ایک طرف خود بیٹھے - اور ایک طرف بڑے حضرت کو بٹھایا - اور کل ہمراہی اُسی فرش پر بیٹھے - ہر ایک کے ساتھ تواضع عطر وپان کی گیئی - اُسوقت رزیڈنٹ بہادر دہلی ودیگر امرار ووزرا اپنی اپنی جگہ پر باقاعدہ کھڑے ہوگئے - صاحب رزیڈنٹ مورچھل لیکر بادشاہ کے سر پر ہلانے لگے بادشاہ سلامت نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران پوچھی - آپ نے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگون کا عطیہ ہی - کہ جس سے اسوقت تک گذر اوقات ہورہی ہی - یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوے - اسکے بعد وعظ شروع ہوا - پہلے آپ نے یہ آیت قرآن فرمائی - اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر الخ - اس آیت مین جو دنیا کی بے حقیقتی وبے ثباتی کا بیان ہی - نہایت زور وشور کے ساتھ واضح طور پر بیان کیا گیا - پھر جب آپ اُس آیت مین عذاب شدید تک پہونچے وزیر اعظم نے جھک کر حضرت کے کان مین کہا کہ بادشاہ سلامت کے سامنے عذاب کا بیان مت کیجیے - یہان دستور ہی کہ جو عالم وفاضل وعظ کہتے ہین جنت ہی کا بیان کرتے ہین دوزخ عذاب قبر وغیرہ کا بیان نہین کرتے - بڑے حضرت نے وزیر کی بات پر کچھ خیال نہ کیا - اور عذاب قبر وہنگامہ حشر اور دوزخ کا بڑے شد ومد سے بیان کیا - کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل وشاہزادگان وجملہ حضار مجلس بہت متاثر ہوے - اور زار زار رونے لگے - بعد وعظ اشعار شاہ ظفر کو درباب ترک دنیا رزیڈنٹ بہادر نے جو ایک کاغذ پر لکھے ہوے تھے - پڑھنا شروع کیا - بڑے حضرت نے اُسکی بہت کچھ تعریف کی -

55

آپ وہان سے رخصت ہوے اپنے ڈیرے مین پہونچے۔ توپچاس خوان کھانون کا پہونچا۔ اور مولوی امام علیصاحب اور نواب مومن خانصاحب بادشاہ کی طرف سے پیغام لائے۔ بادشاہ کی خواہش ہے کہ یہان سے اوٹھکر قلعہ کے اندر پادشاہ کے مکان کے قریب آپ رہین۔ تا بادشاہ نماز تراویح آپ ہی کے پیچھے ادا کرین۔ اور تمام رمضان آپ کا وعظ سنا کرین۔ مگر آپ نے مصلحتاً اس بات کو منظور نہ کیا۔ اور بہت کچھ معذرت کہلا بھیجی وہ تاریخ ۲۹ شعبان کی تھی۔ فے الفور معہ جملہ ہمراہیو نکے کوچ کرکے دہلی سے جمنا پار پہونچے۔ اوسوقت تمام شہر مین جو یکبارگی خبر آپ کی روانگی کی پہونچی۔ لوگ متعجبانہ دوڑے۔ اور صدہا آدمی کا ہجوم جمنا پار آپ کے پاس ہوگیا۔ اوسی وقت رمضان کا چاند بھی دکھا گیا۔ لوگون کا اصرار تھا کہ آپ رمضان بھر یہان تشریف رکھین۔ مگر آپ نے ہر ایک کو مصلحت اندیشی فرماکر تسکین دی۔ اور رخصت کیا۔ علی الصباح وہان سے کوچ کرکے منزل بمنزل کھتنے کی سرائے مین پہونچے۔ اور چند روز وہان مقیم رہے۔ مولانا عنایت علیصاحب آپ کے منجھلے بھائی جب وہان پہونچے۔ آپ دونون بھائی مع دوچار ہمراہیون کے گھوڑون پر سوار آگے کو روانہ ہوگئے۔ اور مولوی عبداللہ صاحب کو حکم دے گئے۔ کہ ساتھ کے آدمی جو اوسوقت قریب ڈھائی سو کے تھے۔ تھوڑا تھوڑا کرکے روانہ کردینا اور خود معہ جملہ اہل وعیال بہت جلد جلد طی منزل کرتے ہوے چلے آو۔ الغرض بڑے حضرت ملک سوات مین پاس سید محمد اکبر بادشاہ کے پہونچے۔ سید اکبر نے تمام فوج لیکر آپ کی پیشوائی کی۔ اور سب لوگ یکے بعد دیگرے وہان پہونچتے گئے۔ آپ وہان پہونچکر تعلیم وتلقین مین لوگون کی مصروف ہوے۔ اور فجر کو صدہا آدمیون کا حلقہ مراقبہ مین بیٹھتا اور اونکو توجہ دلائی جاتی۔ اور بعد ظہر درس ہوتا۔ تفسیر وحدیث پڑھائی جاتی اور چونکہ وہ ملک خودسر ہے۔ بغیر سپہگری کے وہان کوئی رہ نہین سکتا۔ لہذا ایک وقت فن سپہگری کی تعلیم اور قواعد وپریڈ بھی ہوا کرتی۔ اسی طرح آپ قریب تین برس وہان زندہ رہکر بعارضہ خناق بماہ محرم ۱۲۶۹ سنہ ہجری چونسٹھ برس کی عمر مین رہگرائے خلد برین ہوے آپ کا مزار ایک بستی ستھانہ مین ہو جو اوسی ملک سوات مین ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپکی تاریخ وفات از نتایج فکر جناب شاہ محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ ساکن مچلی شہر یہ ہے

ولایت علے رہبر دین حق	بماہ محرم چو شد زیر خاک
بگو از سر آہ سال وفات	شدہ جائے سیرش بفردوس پاک
	۱۲۶۹ھ

ولہ

از سر آہ گفت ملہم غیب	مہر دین رفتہ از جہان افسوس
	۱۲۶۹

اور دخل خلد ۱۲۶۹ھ اسے بھی آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

تاریخ وفات حضرت ممدوح از نتیجہ فکر جناب حضرت اخی مولوی احمد کبیر صاحب مرحوم پھلواروی

نام ممدوحم مرکب از ولایت با علی است	بُد عظیم آبادی و در راہ حق یک دم نخفت
او در اجراے صلوۃ و صوم و ہم حج و زکوۃ	گوہرے نگذاشت کز الماس وعظ خود نہ سفت
در محرم ہفتدہ بود ست کز حکم قضا	روح پاکش شد بجنت او بزیر خاک خفت
سال نقلش خواستم در فقرہ اوصاف او	گفت ہاتف حیرتا آن سید ہم من با تو مفت
گفتم این دم زود فرما از سر انصاف او	مولوی و غازی و حامی دین پاک گفت
	۱۲۶۹ھ

تاریخ انتقال از نتیجہ فکر جناب مولانا محمد سعید قدس سرہ

ولایت علے العالم المتورع	توفی بالجہاد للدین ناصر
وھذا الذے قد طاب حیا و میتا	فارخ قلبے طاب غازیا مہاجر
	۱۲۶۹ھ

نواب سید صدیق حسن خان صاحب بھوپالی آپ کا ذکر اتحاف النبلاء المحدثین و تقصار من جیود الاحرار وابقار المنن میں کرتے ہیں۔ چنانچہ ابقار المنن صـ۱۲ میں ہے۔ پھر مولوی ولایت علی مولوی عنایت علی قنوج میں تشریف لائے۔ میرے مکان پر آئے۔ اپنے اہل بیت کو واسطے ملاقات والدہ مرحومہ کے بھیجا۔ جامع مسجد قنوج میں چند جمعہ تک وعظ کیا۔ مجھسے کہہ گئے کہ تم کتاب بلوغ المرام ضرور پڑھنا۔ میں اسوقت بارہ تیرہ برس کا ہونگا۔ اس کہنے کا نتیجہ بعد ایک مدت دراز کے یہ ظاہر ہوا کہ میں نے بلوغ المرام کی شرح لکھی۔ جو اثر سریع میں نے وعظ مولوی ولایت علی مرحوم میں پایا کسی کی وعظ میں دیکھا نہ سُنا۔

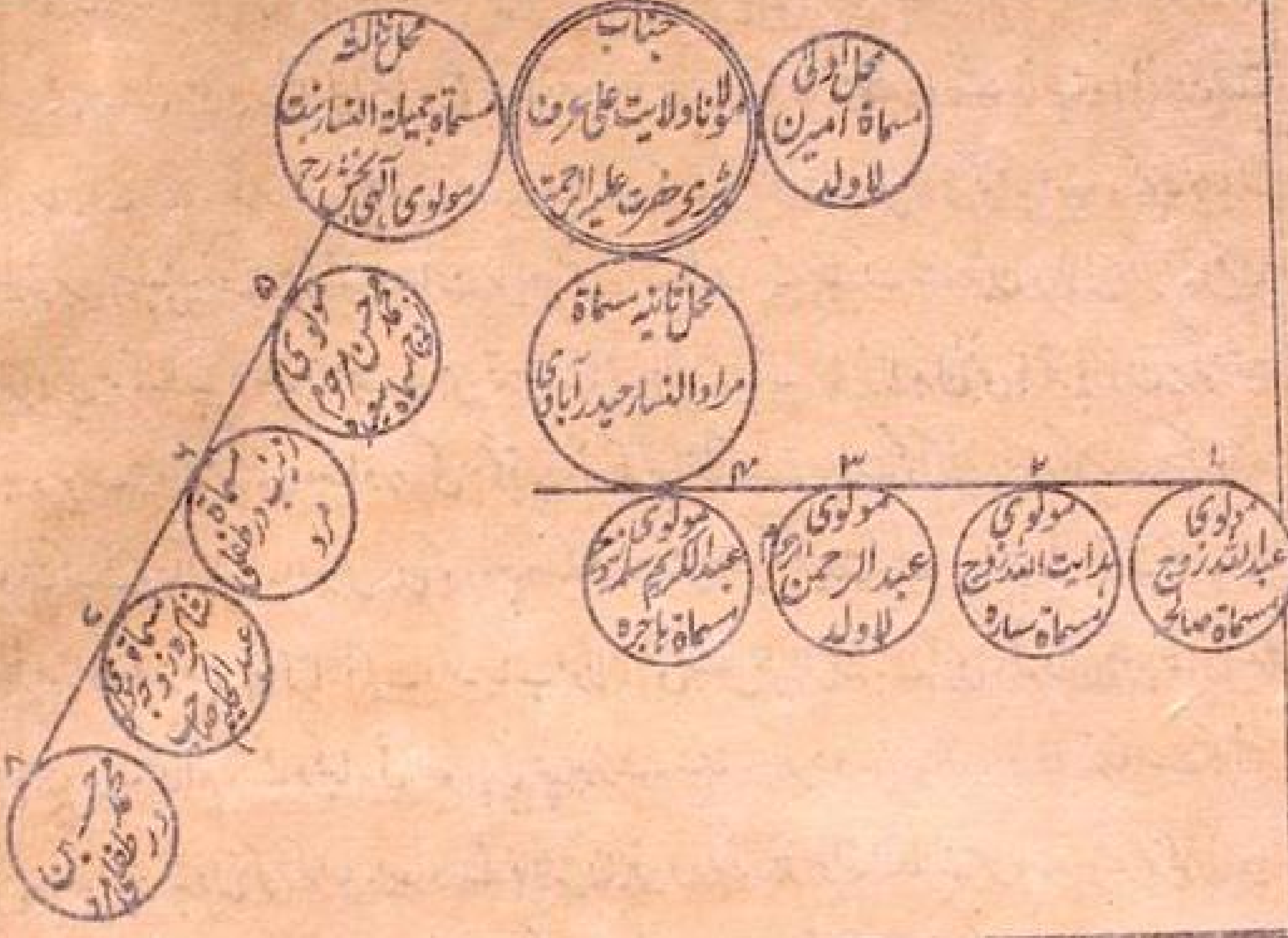
اُنکے پاس بیٹھنے سے دل دنیا سے سرد ہو جاتا تھا اور دین کا جوش تہِ دل سے اُٹھتا تھا - رحمہ اللہ - یہ مصرع مین نے اُنھین سلکے لکھا لیا تھا - ع ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے - انتہے - آپ جوانی مین نہایت تیز و چالاک تھے - مگر بعد صحبت حضرت سید صاحب آپ کا رنگ بالکل بدل گیا - آپ کے چہرہ مبارک سے غربت و مسکینی و خضوع و خشوع صاف نمایان تھی - آپ کے روے مبارک سے حزن و ملال و فکر ہمہ وقت متراوش ہوتا - آپ کا حلیہ شریف یہ ہی - قد میانہ مائل بطول رنگ سانولا بدن بلغمی ہاتھ پانؤن پر گوشت ابرو پیوستہ داڑھی گھنی اوسط درجہ کی - مگر آپ اوسکو چھانٹا کرتے - رات کو اکثر زیر سما رکھڑے ہوکر ہاتھ کو بلند کرکے دعا کرتے - اور کبھی دن کو دوپہر کے وقت بھی اسی کیفیت سے دعا کرتے - آپ کا لباس اکثر موٹا اور کہنہ مُلَبَّد ہوا کرتا - ایک دفعہ جناب مولانا الٰہی بخش علیہ الرحمۃ نے گرمی کے دنون مین جو اس قسم کا لباس زیب تن آپ کے دیکھا - فی الفور پانچ چھہ جوڑے نئے سلواکر خود لے آئے - اور حاضر خدمت کیا - آپ نے اون کپڑون کو رکھ لیا - بعد اوسکے قافلہ مین بعض وہ لوگ جو مولفۃ القلوب مین سے تھے اونکو پہنا دیا - اور خود اُنھین کپڑون مین رہے - آپ فن سپہگری بھی خوب جانتے تھے - گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ معلوم تھی دریا مین پیرنا اور تلوار کا ہاتھ پٹا اور بانا اور بندوق لگانا نہایت عمدہ جانتے تھے + تیر اندازی مین بھی آپ کو کمال تھا - لڑائی مین شجاعت و بہادری بھی خوب دکھائے - تَمَدُّنی امور مین بھی آپ کو پورا ملکہ تھا - تدابیر حرب اور اُسکے داؤن گھات آپ کو خوب معلوم تھے -

ولنعم ما قیل جمع الشجاعۃ والخشوع
لربہ ما احسن المحراب فی المحراب

ان للہ عبادا فطنا	طلقوا الدنیا وخافوا الفتنا
فکروا فیہا فلما علموا	انہا لیست لحی وطنا
جعلوہا لجۃ واتخذوا	صالح الاعمال فیہا سفنا

اللھم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ وادخلہ فی اعلے الفردوس مع الذین جاھدوا فی سبیلک باموالھم وانفسھم وحسن اولئك رفیقا -

آپ کی ازواج و اولاد کی تفصیل اوپر گذر چکی نقشہ اوسکا یہ ہے -

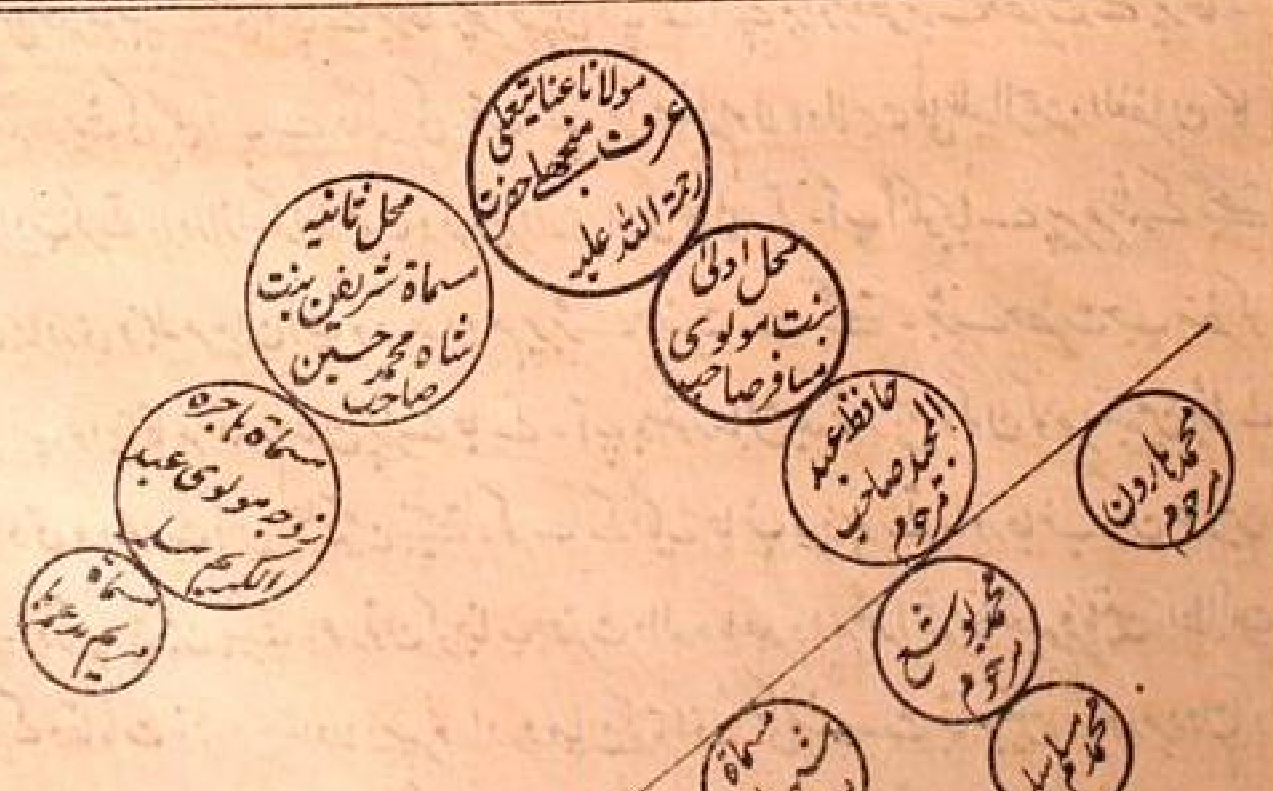


جناب مولانا عنایت علی

عرف منجھلے حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اکثر حالات ضمن بڑے حضرت گذر چکے وہان سے ملاحظہ فرمایئے آپ بعد انتقال بڑے حضرت کے اوس ملک خراسان افغانستان مین رہے۔ اور بڑی بڑی سختیان اور مصیبتیں جھیلین۔ اکثر رفقا بعد انتقال بڑے حضرت کے اوس ملک سے چلے آئے۔ مگر آپ مع اپنے زن وفرزند وہین قائم رہے۔ اورجس ملک سے ہجرت کرکے گئے تھے۔ آنا پسند نہین کیا۔ آپ کو سات سات آٹھ آٹھ روز دن کا فاقہ گذرتا۔ مگر نہایت صبرواستقامت وخوشدلی کے ساتھ اس عمر چند روزہ کو وہین بسر کیا۔ آپ نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ آپ اکثر چالیس پچاس آدمیون سے اپنے فریق مخالف کی دو ہزار ڈھائی ہزار کی جماعت مین شمشیر زنی کرتے ہوئے گھس جاتے۔ اور پھر نکل آتے۔ بالاکوٹ کے مقام مین آپ نے بمقابلہ سکھون کے ایسی جوانمردی دکھائی کہ سکھ لوگ آپ کے نام سے کانپتے تھے آپ کا گورا رنگ میانہ قد نہایت نحیف الجثہ تھا مانند شیر ببر کے سکھون مین گھس جاتے اور وہ سکھ جو دنیا مین شجاعت وبہادری مین مشہور تھے۔ آپ کے سامنے سے مانند لومڑی کے بھاگتے نظر آتے۔ آپ اپنے وقت کے خالد بن ولید ثانی تھے۔ شجاعت وشہامت وبہادری مین آپ نہایت جفاکش وصابر وشاکر

تھے۔ تمام شب عبادت مین گذارتے۔ اور دن کو مانند ایک ادنی سپاہی کے لوگون کے ساتھ ملکر محنت ومشقت کرتے۔ آپ کی شادی اول آپ کے والد مولوی فتح علی صاحب نے جناب مولوی سید مسافر صاحب کی صاحبزادی سے کردی تھی۔ مولوی مسافر صاحب بہت بڑے عالم فاضل اور متمول وسید تھے۔ آپ کا مکان گورہٹہ لب سڑک تھا۔ بہت بڑی حویلی تھی۔ اس شادی سے آپ کے صرف ایک فرزند حافظ عبدالمجید صاحب مرحوم پیدا ہوے۔ اسکے بعد ہی آپ کی اہلیہ نے انتقال کیا۔ اکثر آپ سفر مین رہا کرتے۔ لہذا مدت تک آپ نے دوسرا نکاح نہین کیا۔ بعد عرصہ پندرہ سولہ برس کے ساتھ مسماۃ شریفن ختر بیوہ جناب شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نمونہیہ کے آپکے بڑے بھائی بڑے حضرت نے شادی کردی جسکا ذکر اوپر ہوچکا۔ اس بطن سے صرف ایک مسماۃ ہاجرہ پیدا ہوئین جنکی شادی ساتھ مولوی عبدالکریم پسر جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے ہوئی۔ اور حافظ عبدالمجید صاحب کی شادی موضع دروہ بھدورین جو قریب قصبہ باڈھ واقع ہے۔ صبیہ جناب سید صفدر علیصاحب مرحوم سے ہوئی۔ اونسے دو پسر محمد ہارون ومحمد یوشع اور ایک لڑکی مسماۃ شہربانو پیدا ہوئین۔ جناب منجھلے حضرت کا انتقال ملک سوات مین ۱۲۷۳ہجری مطابق ۱۸۵۶ء مین ہوا۔ بعد اوسکے آپ کی زوجہ ثانیہ وحافظ عبدالمجید صاحب کا بھی انتقال تھوڑے ہی عرصے مین وہین ہوا۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم واحشرھم فی زمرۃ المھاجرین الذین ھاجروا مع نبیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم

نقشہ آپ کی اولاد وازواج کا یہ ہے۔



جناب مولوی طالب علی مرحوم ومغفور

آپ بعمر اٹھارہ وانیس برس کے یہان سے ہمراہ جناب سید احمد صاحب ملک افغانستان کو روانہ ہوے
اسوقت تک آپ کی شادی نہین ہوئی تھی - افغانستان مین پہونچکر دو تین برس آپ زندہ رہے نہایت
صبر واستقامت کے ساتھ اطاعت وفرمانبرداری مین اپنے امیر کی اپنی عمر کے بقیہ حصہ کو آپ نے طے کیا -
بڑے حضرت اکثر آپ کے صبر واستقامت کی تعریف فرماتے آپ نے بعارضہ ورم جگر وطحال مبتلا ہو کر
سید صاحب کی ہمراہی مین انتقال فرمایا سید صاحب نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی - اور موضع پنجتلی
مین دفن کیا - انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم اغفرلھم وارحمہ وادخلہ مع الذین خرجوا من دیارھم
مع نبیك محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جناب مولانا فرحت حسین صاحب

عرف چھوٹے حضرت قدس سرہ جو والد ماجد فقیر مولف کتاب کے ہین آپ ۱۲۲۶ھ سنہ ہجری مین پیدا ہوے -
آپ کے اکثر حالات اوپر گذر چکے - آپ نے اکثر حصہ علوم درسیہ کا اپنے والد ماجد سے پڑھا - اور اُسی زمانہ
مین قرآن بھی تمام وکمال حفظ کیا - اور کچھ تھوڑا حصہ درسی کتابون کا جناب شاہ محمد واعظ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ ساکن محلہ نمو ہیہ سے بھی آپ نے پڑھا - پھر اخیر مین آپ نے اپنے برادر معظم بڑے حضرت سے پڑھا -
اور سند حدیث کی بھی آپ سے حاصل کی - آپ اپنے برادر معظم مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کا
نہایت ادب کرتے - اور از بسکہ اطاعت وفرمانبرداری اونکی بجالاتے - آپ اُنکو بجاے پیر مرشد کے سمجھتے
تمام اہل برادری وجملہ مریدان آپ کو درجہ دوم پر بڑے حضرت سے سمجھتے - بڑے حضرت جب سفر کو
جاتے - آپ کو اپنا قائم مقام مکان پر کر کے جاتے - آپ بدستور سابق بعد نماز صبح لوگون کو مراقبہ مین بٹھاتے
صدہا آدمی مرد عورت اُس حلقے مین بیٹھتے - کمرے کے ایک جانب مرد ہوتے - اور جانب دکن عورتین
ہوتین - اور آپ بیچ مین بیٹھتے - عورتون کو جناب حضرت والدہ ماجدہ ام غفر اللہ لہا تعلیم فرماتین - لطائف
وغیرہ کے مقامات : - اور اوسپر غور اور دھیان کرنا اور اُسکی نشست بتا دیتین - اور مردون کو
آپ خود تعلیم فرماتے - اور بعض تعلیم یافتہ لوگون کو نو آموز کے واسطے مقرر فرماتے - اور بعد نماز ظہر درس

قرآن و حدیث کا آپ دیتے - اور یہ ظلوم وجہول مولف اوراق قاری ہوتا - اور شب سہ شنبہ کو آپ کا وعظ ہوتا - اُسمین صدہا مرد وعورت جمع ہوتے - اوائل مین آپ کا معمول تھا کہ مسجد مین بیس تاریخ تک رمضان شریف کی نماز تراویح پڑھاتے - اور ایک ختم اُسمین کرتے - اور آپ نہایت عمدہ قرات اور مخارج حروف بھی خوب جانتے تھے - اور نہایت خوش الحان تھے - جب بڑے حضرت ملک افغانستان کو تشریف فرما ہوے - تب آپ نے جناب حکیم ارادت حسین غفراللہ لہ کو واسطے نماز تراویح اور نماز جمعہ کی مسجد صادق پور مین مقرر کیا - اور خود عشرۂ اخیر مین ماہ مبارک رمضان شریف کے اپنے مکان مین پچھلے وقت حسب معمول بڑے حضرت نماز تراویح پڑھاتے - مرد وعورت دور و دراز سے صدہا جمع ہو جاتے - آپ نہایت کم سخن متحمل بردبار منکسر المزاج تھے - غصہ آپ کو بہت کم آتا فہم وفراست تمدنی آپ کی نہایت تیز تھی - آپ کا لباس نہایت سادہ اور موٹا رہتا - آپ کے پاس مواضعات سے جو کچھ آمدنی آتی - وہ سب طلبہ اور فقرا اور مہمانداریون مین خرچ ہوتی - دو تین سو طلبہ وغیرہ روزمرہ رہا کرتے - کھانا بھی وہی معمولی جو طلبہ کیواسطے پکتا - کھاتے - معزز مہمانون کے واسطے حسب لیاقت اُنکی علٰحدہ کھانا پکتا - گاہ گاہ اُنکے ساتھ بھی شریک ہو جاتے - چاراولاد کی آپ نے اپنے سامنے شادی کی - یہ تقریبین نہایت سادگی سے اور کم خرچی کے ساتھ انجام دین - ایک جوڑا بھی دولھا دلھن کے واسطے اُسمین نیا نہین بنا - مصرفی کپڑے جو مرید لوگ طلبہ کے واسطے دے جاتے اُنکو قیمتاً آپ نے خرید کر کے اور مرمت کرا کے دولھا دُلھن کو پہنا دیے - آپ بچپن سے نہایت متقی و پرہیزگار مجتنب از لغویات وبیہودگی رہتے عبادت کا شوق اور یاد الٰہی کا ذوق بچپن ہی سے آپ کو تھا - آپ عارف کامل وسالک وصوفی صاف تھے - اس ظلوم جہول کو اتنی لیاقت کہان - کہ آپ کے اوصاف کو قید تحریر مین لاکر ہدیہ ناظرین کر سکے - آپ فنون حرب مین بھی خوب مہارت رکھتے تھے - سواری اسپ نہایت عمدہ جانتے تھے - اکثر آپ نہایت بدذات وشریر گھوڑون پر سوار ہوتے - اور اُنکو رام بنا چھوڑتے - بندوق کا نشانہ ایسا عمدہ جانتے تھے - کہ اُڑتی چڑیا آپ کے نشانہ سے خالی بچ جاتی - پٹہ اور بانک اور بانا بھی خوب جانتے تھے - آپ اپنے مکان کے باغچہ کی روش مین کرسی بچھا کر بیٹھ جاتے - اور ہاتھ مین گدکا لے لیتے اور چار پانچ آدمی کھڑے ہو کر آپ پر چھوٹ کا ہاتھ چلاتے - اور آپ سے چھوٹ لڑتے - آپ دوسرون کے وار سے بچتے - اور اپنا وار دوسرون پر لگا دیتے دریا کی سیاحت مین بھی آپ خوب ماہر تھے - قسم قسم کی پیرائی آپ کرتے تھے - کھڑے اور بیٹھے اور چت -

آپ کو ڈنڈ و مگدر و لیزم وغیرہ کا بھی ہمیشہ استلزام کے ساتھ استعمال رہا۔ آپ اپنے باغچہ کے چاہ کے منھ پر ایک تختہ ایک فٹ عریض رکھدیتے۔ اور اوسپر جا کھڑے ہوتے۔ اور چار پانچ آدمیون کو ارد گرد دور دور کھڑا کردیتے۔ اور حکم کرتے کہ ڈھیلون سے مارو۔ اور اُسی تختہ پر کھڑے اُن ڈھیلون سے بچتے۔ اور اُنکو خالی دیتے بالجملہ ہر فن مین سپہگری کے آپ خوب مشاق دیکھ تار تھے۔ ولنعم ماقیل۔

شعر

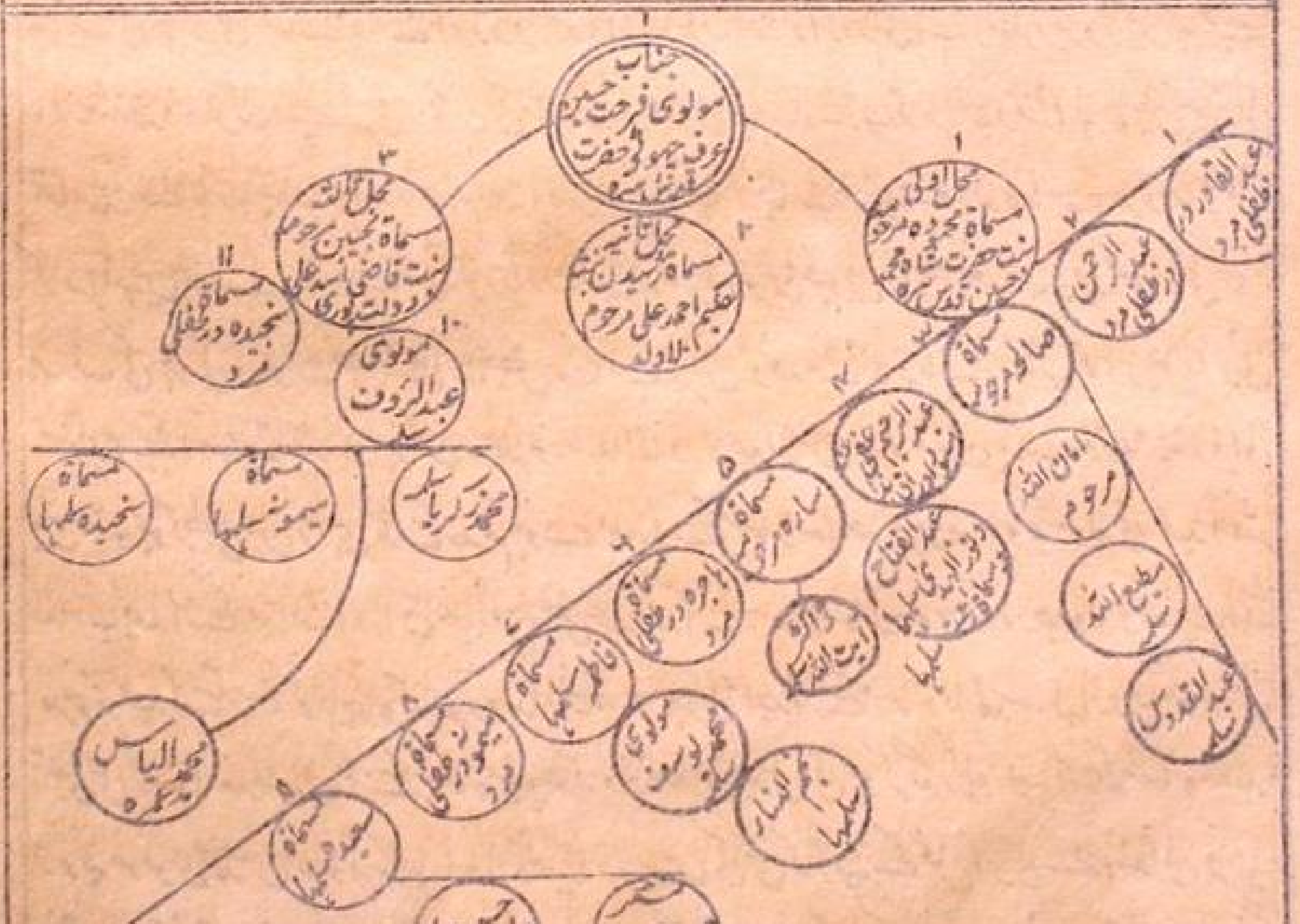
جمع الشجاعۃ والخشوع لربہ ✽ ما احسن المحراب فی المحراب

جناب مولانا یحیی علی علیہ الرحمۃ کو جبکہ آپ ملک افغانستان مین تھے۔ بعد انتقال بڑے حضرت مراقبہ مین مشاہدہ باری وزیارت انبیاء و اولیاء و بزرگان دین بند ہو گیا۔ جب آپ وہان سے یہان پٹنہ تشریف لائے جناب چھوٹے حضرت نے اُنکو بٹھا کر توجہ دی۔ تب مراقبہ مین مشاہدہ وزیارت وغیرہ حسب دستور جاری ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے حضرت کے رفقاے خاص کی دلجمعی بجز آپ کے اور کسی کے پاس نہین ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے وہ افغانستان سے آآکر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور تاحیات آپ کی آپ ہی کے پاس رہے۔ بعد انتقال آپکے بنات النعش کے طور پر متفرق ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء کی غدر مین فرقہ اہل حدیث جو شریک باغیان سرکار نہوا۔ آپ ہی کی بدولت۔ آپ نے نہایت شد و مد کے ساتھ تاکید بلیغ فرمائی۔ کہ کوئی مرید ہمارا باغیون کا ساتھ نہ دے۔ یہ بغاوت سراسر خلاف شریعت ہی جسوقت کہ جناب مولانا احمد اللہ وغیرہم کو ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ نے نظر بند کیا۔ اُسوقت ہزارہا آدمی پٹنہ و اطراف پٹنہ مین برسر فساد تھے۔ مولوی پیر علی و مولوی اوصاف حسین ساکنان لکھنؤ کہ جنکی قریب صدر گلی پٹنہ مین کتب فروشی کی دوکانین تھین۔ اور اُسوقت وہ سرغناے بغاوت ہو گئے تھے۔ انھون نے بھی نہایت زور کے ساتھ پیغام بھیجا۔ کہ آپ اسوقت ہمارے شریک و مددگار رہون۔ مگر ہمارے حضرت نے صاف انکار کیا۔ اور ہرگز اونکے شریک نہوے۔ اور جملہ مریدون کو شرکت سے بزور روکا۔ الغرض اس پٹنہ مین جو فرقہ اہل حدیث کا شر و فساد سے بچا رہا وہ آپ ہی کے طفیل بمضمون حدیث شریف۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ آپ کی نگاہ نہایت غامض و دور بین تھی۔ آخر جو نتیجہ اوس غدر کا ہوا۔ وہ سب کو معلوم ہی۔ حاجت بیان نہین۔ اللہ تعالی نے آپ کو زوجہ بھی ایسی ہی عابدہ زاہدہ صالحہ مطیع و فرمانبردار صاحب کمالات باطنی محلی از اخلاق ظاہری عنایت فرمائی تھی یعنی مسماۃ محمودہ بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نمو نہیہ سے آپ کی شادی

اولی ہوئی ہین اوپر لکھ آیا ہون بضمن سوانح عمری بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کہ اس خاتون کو بھی بیعت حضرت جناب سید صاحب بعمر ہفت سالگی نصیب ہوئی - اور جناب سید صاحب نے آپ کے سر و بدن پر اپنے دست مبارک شفقت آمود کو پھیرا - اور دعا بھی دی یہ اُسی کی برکت تھی - کہ آپ نہایت عابدہ زاہدہ صالحہ ہوئین - اور نیز فہم و فراست و عقل و کیاست امور دینی و دنیوی مین اللہ تعالے نے آپ کو مثل عمدہ مردون کے دی تھی - جناب بڑے حضرت کی صحبت بابرکت مین صدہا مرد کامل ہوگئے - مگر عورتون مین آپ کے مانند کوئی نہین ہوا - بڑے حضرت کی تادیب و تعلیم نے آپ کو سونے سے کندن بنا دیا - صدہا عورتین شب و روز آپ کے پاس لگی بیٹھی رہتین - اور آپ کے ملفوظات طیبات سے بہرہ ور ہوتین - اور آپ کے نصائح و پند سے فائدہ اُٹھاتین - بڑے حضرت اور چھوٹے حضرت کے زمانہ مین جسقدر عورتین واسطے اکتساب دین کے آتین - وہ سب آپ ہی کی زیر تعلیم دی جاتین - اور خود جناب شاہ صاحب آپ کے والد ماجد وغیرہ علماے اہل برادری بھی آپ کی خدمت مین بنظر استفادہ حاضر ہوتے - مرد اور عورت جو آپ سے عمر و رشتہ مین بڑے ہوتے - وہ بھی آپ کا نہایت ادب کرتے - طلبہ اوسوقت جو باہر کے مکان مین رہتے ہر ایک کی خبر گیری کھانے دانے اور دوا دارو اور دیگر راحت و آرام کی آپ اسطور پر فرماتین - جیسے مادر مشفقہ وہ لوگ اپنے گھر کی ماؤن کی شفقت کو بھول جاتے - آپ کو مراقبہ و مشاہدہ مین بھی کمال تھا - مین نے بارہا جناب والد ماجدم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جناب حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ کو مراقبہ مین بٹھاتے - اور جب آپ کو زیارت حضرت سرور کونین مقبول دارین صلعم یا اور کسی ولی و بزرگ کی ہوتی اُسوقت حل مشکلات بعض مطالب قرآن و حدیث کا فرماتے - آپ کہ اس محل اولی سے تین بیٹے اور چھہ بیٹیان ہوئین - جملہ نو - عبدالقادر و عبدالرحمن یہ دونون بیک روز عارضۂ وبائی مین مبتلا ہو کر طفلی مین راہی ملک عدم ہوے بعد اُسکے مسماۃ صالحہ مرحومہ زوجہ مولوی عبداللہ صاحب بعد اُسکے مولف اوراق عبدالرحیم عفی عنہ بعد اُسکے مسماۃ سارہ مرحومہ زوجہ مولوی ہدایت اللہ مرحوم بعد اُسکے مسماۃ ہاجرہ کہ بعمر دو سالہ رخصت ہوئی بعد اُسکے مسماۃ فاطمہ سلمہا زوجہ مولوی یحیی علی رحمۃ اللہ علیہ بعد اُسکے مسماۃ میمونہ کہ وہ ڈھائی برس کی ہو کر گذر گئی - بعد اُسکے مسماۃ سعیدہ زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم یہ پچھلی اولاد تخمینا دو برس کی تھی کہ آپ کے محل اولی نے انتقال فرمایا اونکی تاریخ انتقال - دخلت فی الجنان - سے نکلتی ہے - اور آپ کی دوسری شادی بحالت موجودگی

۱۲۸۰ھ

محل اولی مسماۃ رشیدن مرحومہ بنت جناب حکیم احمد علی مرحوم سے جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ نے کرادی
تھی۔ وہ ایک برس زندہ رہکر داخل علیین ہوئین۔ بعد انتقال زوجہ اولی ۱۲۷۱ھ مین مسماۃ نجیبن بیوہ عورت
بنت قاضی اسد علی صاحب ساکن موضع دولت پور ضلع گیا سے کی۔ چنانچہ نسب نامہ انکا فصل پنجم مین بذیل
نسب نامہ قاضی فرزند احمد صاحب سلمہ بن قاضی احمد بخش صاحب مرحوم آویگا۔ اوران سے ۱۲۷۲ھ
مین برادرم عزیز شمس العلما مولوی عبدالرؤف صاحب مرحوم مغفور پیدا ہوے۔ اور اُسکے بعد سنجیدہ
جوڈیڑھ برس کی گذرگئی۔ اس اثنا مین آپ بہت بیمار ہوے۔ اور ایک برس کامل آپ صاحب فراش رہے۔
اس پچھلے نکاح سے تین برس کے بعد۔ ۴۸۔ برس کی عمر مین ۱۲۷۵ھ مین آپ اس قفس عنصری کو چھوڑکر داخل
خلد برین ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا اللھم اغفر لھما واحشرھما
فی زمرۃ عبادک الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک
رفیقا۔ آپ کا رنگ گورا قد چھوٹا تھا دبلے پتلے نحیف الجثہ داڑھی ہلکی ابرو پیوستہ اور درمیان دونون ابرو کے ایک
لہسن نہایت سرخ تابان تھا
نقشہ آپکی ازواج و اولاد کا یہ ہے



جناب مولوی عبداللہ صاحب مدظلہ العالی

خلف اکبر جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ از بطن مسماۃ مراد النسا مرحومہ حیدرآبادی آپ ۱۲۴۶ھ ہجری مین بمقام حیدرآباد پیدا ہوے۔ آپ از روز تولد ہمیشہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہر سفر وحضر مین رہے۔ گویا تمام عمر آپ کی سفرہی مین کٹی۔ آپ نے ابتدائی درسی کتابین خباب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ سے پڑھین اور پھر اخیر مین جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران سے پڑھین۔ اور سند حدیث کی اپنے والد ماجد بڑے حضرت سے لی۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ ملک افغانستان پکھلی بالاکوٹ کو گئے۔ اور وہان تمام محاربات مین آپ شریک رہے۔ اگرچہ عمر آپ کی اوسوقت صرف پندرہ سولہ برس کی ہوگی مگر آپ چونکہ موروثی وفطرتی طور پر نہایت مدبر وشجاع وبہادر تھے۔ لہذا بہت کچھ کارنمایان آپ نے اُسوقت بھی دکھلائے پس اُسی وقت سے لوگون کو یہ خیال ہوا کہ آپ بیشک اپنے والد ماجد کی جا نشینی کے لائق ہونگے۔ بعد اسکے کہ آپ ہمرکاب بڑے حضرت یہان پٹنہ عظیم آباد کو مراجعت کرکے تشریف لائے۔ اُسوقت آپ برابر اکتساب علوم درسیہ مین مصروف رہے۔ اور ہر وقت حاضر باش خدمت بابرکت اپنے والد ماجد کے رہتے۔ درس قرآن وحدیث مین آپ قاری ہوتے۔ اور جلسہ مراقبہ ومشاہدہ مین بھی آپ شریک رہتے۔ اور نو آموز لوگون کو تعلیم فرماتے۔ اور اسی اثنا مین آپ کی شادی ساتھ مسماۃ صالحہ بنت حضرت جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے جو آپ کے چھوٹے چچا تھے ہوئی اور اُنسے ایک فرزند مسمے بہ امان اللہ پیدا ہوا اس فرزند کی عمر تین چار مہینے کی ہوگی کہ پھر آپ کو سفر افغانستان بمعیت والد ماجد خود پیش آیا۔ اور آپ مع اہل وعیال اُنکے ہمراہ ہوے۔ اور ملک سوات افغانستان کو پہونچے۔ اور قریب چار یا پنچ برس کے وہان اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہے۔ اور وہان کل فوجی بندوبست قواعد وپریڈ سوار وپیادہ آپ ہی کے سپرد رہا۔ آپ ہر امر کو باحسن وجوہ انجام دیتے آپ کو تعمیر مکانات وقلعہ وگڑھی وغیرہ مین بھی پورا دخل تھا۔ آپ کو سواری اسپ مین بھی ملکۂ تمام تھا۔ نہایت سرکش وبدذات گھوڑون کو بہت جلد آپ درست کرڈالتے۔ بعد انتقال بڑے حضرت تخمیناً تین برس ہمراہ منجھلے حضرت چچا اپنے جناب مولانا عنایت علی علیہ الرحمۃ کے وہان آپ اور رہے۔ لیکن جب مزاج کی موافقت ساتھ منجھلے حضرت کے نہوئی۔ آپ حسب طلب اپنے چھوٹے چچا مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے مع اہل وعیال یہان پٹنہ عظیم آباد چلے آئے۔

درنا بجیات چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تخمیناً پانچ چھ برس یہان مقیم رہے - اور اسی اثنار مین آپکے
فرزند دوم مطیع اللہ پیدا ہوئے جب آپ کے چھوٹے چچا جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ کا سنہ ۱۲۷۲ھ
مین انتقال ہوگیا تب آپ کی وابستگی کی کوئی شکل یہان نہین رہی - آپ برخاستہ خاطر ہوے - کیونکہ آپکی
طبیعت کو یوم ولادت سے سیر وسیاحت کا مذاق پڑا ہوا تھا - گھر کا رہنا آپ پر شاق تھا - آپ نے پھر
قصد سفر کیا - اور اپنے حصہ کی تمام املاک اور گھر وغیرہ فروخت کرا و ہجرت تام کا ارادہ کر معہ اہل و
عیال روانہ بیت اللہ مکہ معظمہ ہوے - اور اپنے حقیقی چھوٹے بھائی مولوی عبد الکریم صاحب کو بھی
جو اُسوقت تک نابالغ تھے - ہمراہ لے لیا - اور دو حقیقی بھائی آپ کے مولوی ہدایت اللہ مرحوم اور
مولوی عبد الرحمٰن مرحوم جو اُسوقت جوان تھے - اور ان دونون کی شادی بھی ہوگئی تھی - ان دونون
نے آپ کے ساتھ جانا پسند نہین کیا یہین رہ گئے - آپ اوسوقت مع اہل وعیال خود کشتی پر سوار ہوکر
روانہ کلکتہ ہوے - چنانچہ یہ فقیر مولف بھی آپ کی مشایعت مین قصبہ باڑھ تک گیا تھا - جو بفاصلہ
سولہ کوس جانب مشرق عظیم آباد سے واقع ہے - اور بعض لوگ تو کلکتہ تک آپ کے ہمراہ گئے - اور جہاز
پر سوار کر کے پھرے - بعد دو تین برس کے ایسا سنا گیا کہ آپ مکہ معظمہ سے واپس ہوکر ملک افغانستان کو
تشریف لیگئے - اور وہان پاس سید اکبر بادشاہ ملک سوات کے کہ جہان آپ کے والد ماجد بڑے
حضرت علیہ الرحمۃ ٹھہرے تھے اور اُسوقت کے کچھ بقیہ لوگ ہندوستانی مہاجرین وہان موجود تھے - انہین
لوگون مین آپ جا ملے - اُسوقت شاید مولوی مقصود علی صاحب وہان سردار تھے - انھین کی ماتحتی
مین آپ وہان رہے - تخمیناً آپ کے وہان پہونچنے کے دو برس بعد مولوی مقصود علی مرحوم ومغفور کا
انتقال ہوگیا - وہان کے سب لوگون نے مشورہ کر کے آپ ہیکو سردار بنانیکا ارادہ کیا لیکن آپ نے
منظور نہین فرمایا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اور جسکو پسند کرو اوسکو سردار بناؤ مین اوسکی ماتحتی مین اطاعت
و فرمانبرداری کرنے کو باخلاص دل موجود ہون - لیکن اس بار گران کو اپنے سر پر لینے کی لیاقت مین اپنے
اندر ہرگز نہین پاتا ہون - لیکن وہان کے لوگون نے آپ کے سوا اور کسی کو لائق اس منصب شریفہ کا
نہین پاکر بعبد الحاح وزاری وباصرار تمام آپ کو اس منصب کے قبول کرنے پر مجبور کیا - تین روز تک یہ
سخت جھمیلا رہا - کہ تمام لوگ آپ کو شب وروز فہمائش والتجا اس بار گران کی قبولیت کا کرتے رہے
آخر بمجبوری آپ نے قبول کیا - اسی اثنار مین آپ کی زوجہ اولی مسماۃ صالحہ بنت مولوی فرحت حسین

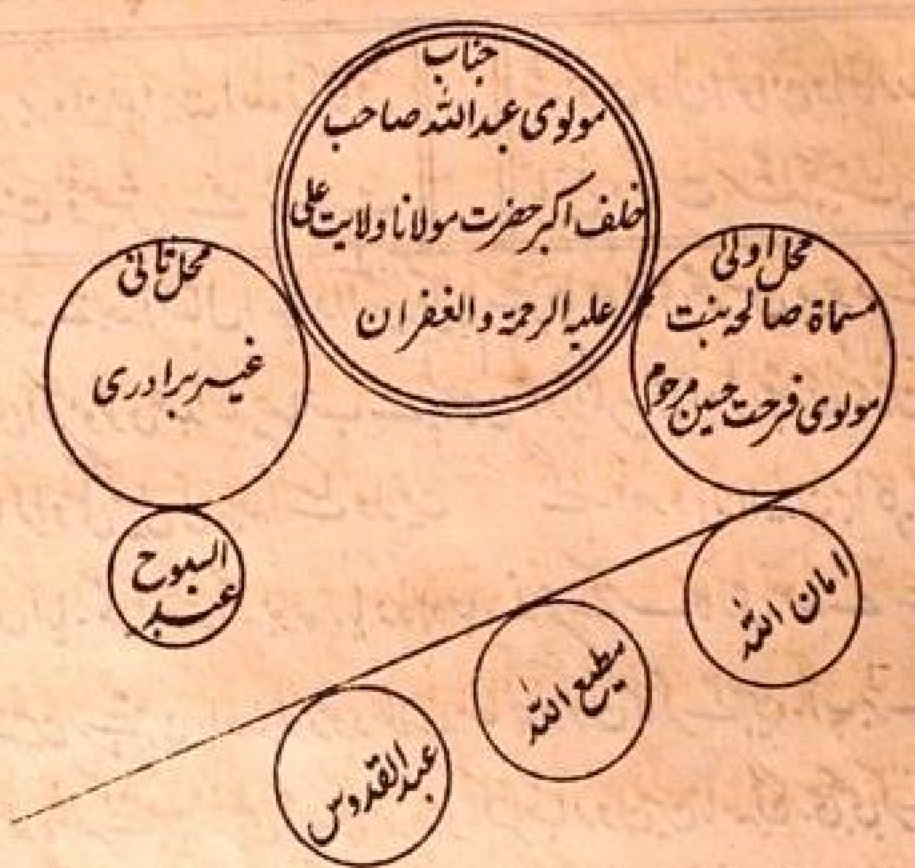
قدس سرہ نے تین اولاد- امان اللہ ومطیع اللہ وعبدالقدوس کو چھوڑکر اس جہان فانی سے رحلت کی- اناللہ وانا الیہ راجعون- اللھم اغفرلھا وارحمھا- بعد اسکے اور ایک نکاح آپ نے وہان کیا اوس سے عبدالسبوح پیدا ہوے- آپ بعد مسند نشینی اپنے ماتحتون اور ہمراہیون کو براہ راہ سلوک واتباع سنت کی تعلیم فرماتے- اور ایک وقت معین پر لوگون کو حلقہ مین بٹھاکر مراقبہ ومشاہدہ بھی کراتے- اور چونکہ وہ ملک خود سر طوائف الملوک ہی اگر کوئی شخص ایک گانون کا مالک ہو تو اُسکو بھی ایک چھوٹا سا لشکر رکھنا اور فنون سپہگری وحرب سے خوب واقف ہونا لازم وضرور ہی- ورنہ وہان کا قیام آپس کے نفاق وشقاق ومخالفت ومعاندت کی وجہ سے نہایت متعسر بل محال ہے- پس حسب اقتضا اُس ملک کے آپ نے بھی اپنے ہمراہیون کو فنون سپہگری مثل قواعد وپریڈ اور چاندماری اور پٹا وغیرہ کی تعلیم وتلقین شروع کردی- اس کیفیت کو دیکھ کر اوس ملک کے لوگون نے جو فطرتی طور پر حاسد ومنافق ہین جلنا شروع کیا- لیکن جب اپنے اندر اتنی طاقت نہ پائی کہ اُنکا کچھ بگاڑ سکین- تب گورنمنٹ انگریزی کو آکر بہکایا کہ یہ لوگ سلطنت برطانیہ کے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہین- حالانکہ وہ لوگ صرف اس غرض سے گئے تھے کہ محض آزادانہ زندگی اپنی وہان بسر کرین اور کسی کے ماتحت نہ رہین- اور ایسا احمقانہ وجاہلانہ خیال اتنی بڑی گورنمنٹ سے مقابلہ کا رکھنا جو محض ایک پاگل کا کام ہی وہ لوگ ذی علم وصاحب عقل وفراست ہوکر کیونکر کرسکتے تھے- مگر صد افسوس کہ حکام گورنمنٹ نے اون حاسدون اور مغویون کی باتون پر یقین لاکے بلا تحقیق محض اونپر چڑھائی کردی- اور ایک جرار فوج اون غریب وفقیر درویشون کی قلع وقمع کیوا سطے بھیجدی- اول تو ان لوگون نے ارادہ کیا کہ اس کارزار سے پہلوتہی کیجیے- اور کسی جانب کو ہٹ جایئے مگر چونکہ سرکاری فوج اپنی عملداری کی حدود سے تجاوز کرکے افغانون کی حدود مین جا پہونچی تھی- اس سبب سے اکثر سرداران فوج اُس ملک کے برافروختہ وبرہم ہوگئے تھے- اور اُن لوگون نے خیال کرلیا تھا کہ گورنمنٹ انگریزی ہماری ریاستین چھیننا چاہتی ہے- تمام ملک نے عزم بالجزم مقابلہ پر گورنمنٹ انگریزی کے کرلیا- اور آپ کو بھی اپنی تائید ومدد پر مجبور کیا- کیونکہ اُس ملک مین رہکر پھر اُنکا ساتھ نہ دینا یہ غیر ممکن ہی- چنانچہ بحالت مجبوری دنا چاری آپ نے اُنکا ساتھ دیا- تخمیناً پانچ چھ مہینے یہ بازار کشت وخون کا جاری رہا- اور صدہا جانبین سے مقتول ومجروح ہوے- یہ ظاہر ہی کہ یہ غربائے چند بے سروسامان اتنی بڑی گورنمنٹ کا کیا مقابلہ کرسکتے تھے- گویا بیل وپشہ کی جنگ تھی- آخر اوس

ملک کے لوگون نے بعد جنگ شدید پیٹھ دی - اوسوقت یہ لوگ بھی پیچھے ہٹے - اور اپنی بستی اور قلعون کو خالی کر دیا - سرکار انگریزی کا لشکر اون بستیون کو جلا پھونک کر اپنی عملداری مین واپس چلا آیا - وہ لوگ بھی بعد ہٹ آنے لشکر کے پھر اپنی جگہ مین آکر آباد ہو گئے - اس چند مہینے کی یہ ٹھائین ٹھائین اور کشت و خون اور بربادی روپیہ کا نتیجہ یہ ہوا افسوس ہماری عادل گورنمنٹ اگر اول ہی مین دور اندیشی کو راہ دیتی اور اون ملکی حاسدون کے اغوا اور بھرّے مین نہ آتی تو یہ سب کچھ بھی نہوتا - وہ تو صرف آزادی پسند لوگ ہین - کہ آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہین - اور اُن لوگون کو وہان پہونچکر بھی بجز یاد خدا کے اور کوئی شغلہ نہین - چنانچہ جب اُن لوگون کی امداد و اعانت کے جرم مین مولوی یحییٰ علی وغیرہ گرفتار ہوے تھے اُسوقت سرکاری پولیس نے صدہا آدمیون کو از پشاور تا بکلکتہ گرفتار کیا تھا - اُسمین بعض وہ لوگ بھی تھے - جو اپنے وطن سے روانہ ہوکر پاس مولوی عبد اللہ کے ملک افغانستان کو جا رہے تھے - اور بعض وہ تھے جو وہان سے مراجعت کرکے اپنے وطن کو آرہے تھے - اُن سب کا روبروے عدالت بیان ہوا - (اور وہ لوگ بطور گواہ سرکاری کے مولوی یحییٰ علی پر لائے گئے) کہ اُن لوگون نے کبھی سرکار سے لڑائی کا ارادہ مولوی عبد اللہ کا نہین سُنا تھا - بلکہ محض واسطے اکتساب علم دین کے وہان گئے تھے - جب سرکاری لشکر اُن لوگون پر چڑھ آیا - اُسوقت ہم لوگ وہان سے چلے آئے - چنانچہ معظم سردار ساکن بنگالہ جو دہلی مین گرفتار ہوا تھا - اُسکا بھی یہی بیان ہوا - کہ ہم وطن سے بشوق اکتساب علم دین پٹنہ مین مولوی یحییٰ علی کے پاس آئے - اور یہان چند مہینے رہکر ملک افغانستان کو روانہ ہوے اور اس درمیان مین کبھی لڑائی کا ذکر مذکور ساتھ سرکار کے نہین سنا تھا - جب دہلی مین پہونچے تو سنا کہ افغانستان مین سرکار سے لڑائی ہی - اُسوقت ہمنے مراجعت کی - اور مقام کرنال مین پہونچکر گرفتار ہوا - اور اسی قسم کے بہت سے گواہون نے بیان کیا - اس بیان سے حضرات ناظرین اس مقدمہ کی

ف اور مقام غور ہی کہ ہم لوگ آخر رہنے والے کہان کے ہین مسکن قدیم مکہ معظمہ پھر مدینہ منورہ پھر ملک شام پھر بخارا کابل وغیرہ افغانستان گھومتے گھامتے یہان ہندوستان پہونچے - پھر اگر ہم لوگ ہندوستان کو چھوڑکر دوسرے ملکون مین جاکر بود و باش اختیار کرین تو کون تعجب کی بات ہے دنیا مین یونہین ہوا کرتا ہے آج یہان تو کل وہان پھر اسکو خواہی نخواہی محمول اوپر عداوت و بدخواہی گورنمنٹ کی کرنا سواے زبردستی کے اور کیا کہا جا سکتا ہو اور اون سے پیغام و سلام رکھنا جرم قرار دیا جاے تعجب کی بات ہے - فقط

اصلیت اور حکام گورنمنٹ کا غیظ وغضب اور جابرانہ کارروائی کا پتہ لگا سکتے ہین ۔ الغرض بعد اس سانحہ کے پھر خبر واخبار وہان کا بالکل مسدود ہوگیا اور کچھ پتہ نہین کہ اب وہ لوگ کس حالت مین ہین ۔ اور کون اُنمین سے زندہ ہی اور کون مردہ لہذا اس دفتر کو ختم کرتا ہون ۔ واللہ معہما اینما کانوا ۔

اور نقشہ اونکی اولاد وازواج کا یہ ہے ۔



مولوی ہدایت اللہ مرحوم

خلف اوسط حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ آپ کی پیدایش وغیرہ کا حال الضمن سوانح عمری حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ لکھا جاچکا اعادہ کی حاجت نہین ۔ آپ نے درسی کتابین مختصرات تک متفرق طور پر پڑھین ۔ آخر مین مولوی لطافت حسین صاحب ساکن دیوان محلہ سے پڑھا ۔ آپ نہایت نرم دل رقیق القلب کریم النفس تھے ۔ غربا اور مساکین پر مثل ابر باران مہربان رہتے خصوصًا اگر کسی شریف کو دیکھتے کہ حالت عسرت وفقر وفاقہ مین ہے ۔ تو آپ کا دل سخت بیچین ہوجاتا ۔ آپ نہایت سخی ومنکسر المزاج و شجاع وبہادر تھے ۔ آپ کا رنگ گوارا قد مائل بطول خوبصورت جوان تھے ۔ آپ کی شادی ساتھ

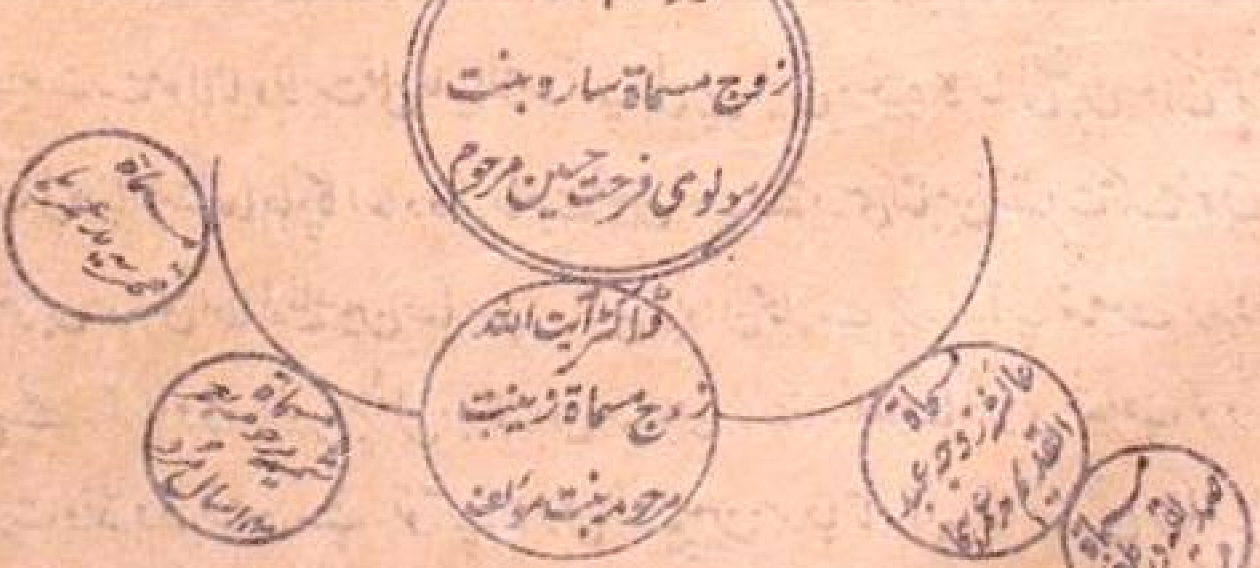
مسماۃ سارہ بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے بڑے حضرت نے کردی تھی اون سے ایک لڑکی مسماۃ سلمہا پیدا ہوئی ڈھائی برس کی ہوکر یہ گذر گئی - اُسکے بعد ڈاکٹر مولوی آیت اللہ مد عمرہ ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ مین پیدا ہوے - اُسکے بعد پھر کوئی اولاد نہوئی - آپ کی عمر تخمینا ۵۰ برس کی ہوئی ہوگی جو آپ نے ۱۲۹۶ھ ہجری مین رحلت فرمائی - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللھم اغفر لہ وارحمہ

تاریخ انتقال کی آپ کے از نتیجہ فکر جناب مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے

زد خیمہ برون ہدایت اللہ ز آفاق
شد خون دل اخوان و اقارب ز فراق

مشتاق بجنت و بغمیش مے زیست
تاریخ وفات شد بجنت مشتاق ۱۲۹۶ھ

ڈاکٹر آیت اللہ سلمہ نے بعد انتقال اپنے والد کے زیر تعلیم اپنے چچا مولوی محمد حسن مرحوم کے تعلیم پائی کتابین درسی عربی و فارسی اکثر مولوی عبد الحکیم صاحب سے پڑھین - اور انگریزی اول پٹنہ کالج اسکول مین پڑھی بعد اُسکے علیگڈھ کالج جاکر اوسکی تکمیل کی - بعد اُسکے ولایت گئے - اور وہان ایڈنبرا کالج مین آٹھ برس رہکر ڈاکٹری مین پاس کیا - مگر افسوس کہ بوجہ زیادہ ہوجانے عمر کے سرکاری عہدے سے محروم رہے - لہذا اب وہ کلکتہ مین رہتے ہین - اور بطور خود علاج معالجہ لوگون کا کرتے ہین - آپ بڑے شاعر بھی ہین اردو فارسی مین بہت عمدہ شعر کہتے ہین نثر بھی آپ کی عمدہ ہے - اکثر اخبارون مین نامہ نگاری بھی کرتے رہے ہین لیکن بالفعل بوجہ شغل علاج معالجہ اسکو ترک کیا - تجویز و تشخیص مرض و اسلوب علاج نہایت عمدہ ہے - نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے —



شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور

ولد مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ ازبطن مسماۃ جمیلۃ النسا بنت مولوی الٰہی بخش مرحوم آپ سنہ ۱۲۶۴ھ مین پیدا ہوے
آپ نے اوائل کی کتابین جناب مولوی اشرف علیصاحب سے پڑھین - بعد اُسکے آپ نے جناب حکیم عبدالحمید
صاحب مدظلہ سے فراغ حاصل کیا - اورطب بھی پڑھی - اور سند حدیث کی اپنے مامون جناب مولانا یحییٰ علی
علیہ الرحمۃ سے لی - آپ نہایت ذہین و ذکی و عقیل و لبیب تھے - مسائل فقہی و اصولی و حدیث نہایت عمدہ
جانتے تھے - آپ کی عمر پانچ برس کی تھی جب آپ اپنے والد ماجد جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ
دہلی گئے تھے - اُسوقت شاہ ظفر بہادر شاہ دہلی نے جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کی دعوت کی تھی -
جسکا ذکر اُنکی سوانح عمری مین گذر چکا ہی - بادشاہ نے اُسوقت مولوی محمد حسن مرحوم کو اپنی گود مین بٹھالیا - اور
پوچھا کہ تم کیا پڑھتے ہو آپ نے جواب دیا کہ قرآن شریف بامعنی پڑھتا ہون - بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا کہ اتنا
چھوٹا لڑکا قرآن شریف بامعنی پڑھتا ہی - بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ سناؤ اُسوقت ہزارہا آدمی کا مجمع تھا - آپنے
بالبدیہہ بخوف و رعب ایک رکوع سورہ بقر کا پڑھا اور اُسکا ترجمہ نہایت عمدگی و شایستگی سے کرکے سُنایا -
بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا - غرض آپ اپنے والد کے ہمراہ ملک سوات افغانستان کو گئے عمر آپ کی آٹھ برس
کی ہوئی تھی کہ آپ کے والد ماجد اس جہان دنیا کو چھوڑکر داخل خلد برین ہوے - اُسکے بعد آپ نے اپنے بڑے
بھائی جناب مولوی عبداللہ صاحب مدظلہ کی نگرانی مین تعلیم پائی - اور اُنکے ساتھ ہندوستان آئے اور
اپنے چھوٹے چچا جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے زیر کفالت تعلیم پاتے رہے - بعد انتقال چھوٹے
چچا کے زیر کفالت فقیر عبدالرحیم مولف اوراق ہذا کے تعلیم پائی - سنہ ۱۸۶۴ء مین جب مقدمہ بغاوت اس
فقیر پر قایم کیا گیا - اور گرفتار ہوکر جیلخانہ بھیجا گیا اُسوقت آپ کی عمر تخمیناً سترہ برس کی تھی اُسوقت تک
یاتو آپ پڑھنے لکھنے مین مشغول رہتے تھے - یا کھیل کود مین جو تقاضاے عمر طفولیت ہی - اسوقت تک
اس خاندان کا عروج جو سلطنت مغلیہ سے برابر چلا آتا تھا ختم ہوا اور یہ خاندان بالکل تباہ ہوگیا -
جائداد ضبط ہوگئی - مکانات توڑدیے گئے - اسباب چھین لیے گئے گھر کے بزرگ اور والی دریاے شور
بھیجدیے گئے - الغرض یہ فقیر عبدالرحیم جب گرفتار ہوا - مین نے کہا کہ اب مین جاتا ہون لو اب گھر بار کی
تم خبرگیری کرو یہ سنکر مولوی محمد حسن مرحوم کا رنگ ہی دوسرا ہوگیا - نطاق ہمت اور کمر کو چست باندھا

اور وہ وہ کارروائیان کر دکھائین جو پچاس برس کی عمر والے اور تجربہ کار شخصون سے بھی ظہور مین آنا مشکل ہے
سترہ برس کی عمر اور ان جانفشانیون کو دیکھیے مقدمہ کورٹ انبالہ پنجاب مین دائر تھا اور مدعا علیہم پٹنہ کے
رہنے والے پٹنہ کی ہائی کورٹ کلکتہ مین ہی الغرض چند برسون تک مرحوم مغفور نے اس مقدمہ کی پیروی کی مین
اس طور پر گذارا کہ آج انبالہ مین ہین تو کل پٹنہ مین اور پرسون کلکتہ مین اور ولایت سے بیرسٹرون اور کونسلیون
کو بلوانا۔ اور مقدمہ بھی ایسا نازک اور خطرناک جسمین مدعی خود سرکار۔ ساتھ اسکے خاندان کے کل
چھوٹون بڑون کی خبر گیری کرنی۔ جو بالکل بیخانمان ہو گئے تھے۔ وہ جنکے رہنے کی کوئی جگہ تک نہ تھی۔
اور نہ کھانے کی کوئی چیز۔ ایسی حالت مین آپ نے نہایت ہوش گوش سے کل کارروائی کی۔ کہ بڑے
بڑے دانشمند اور تجربہ کار لوگ ان باتون کو سنکر حیران رہجاتے ہین۔ باوجود خبر گیری معاش و جمیع خاندان
و خبر گیری مقدمہ تکمیل تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ و طب وغیرہ آپ نے جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب سے
کی اور فراغ حاصل کیا۔ کل امور خانہ داری و خبر گیری مقدمہ اسقدر کم سنی مین ایسی خوبی اور ہوشیاری
سے انجام دیے کہ اُس سے حیرت ہوتی ہے۔ اور باوجود کثرت مشاغل کے شغل درس تدریس بھی جاری
رکھا۔ اور بطور خود کتب بینی بھی ہمیشہ کیا کرتے۔ اور تصانیف قاضی شوکانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے
اُنکو خاصۃً دلچسپی تھی۔ اور علم معقول مین اُنکو نہایت عمدہ دخل تھا۔ بڑے مشکل اور ادق سوال کا جواب
فی الفور دیتے۔ اور مسائل مختلف فیہ مین نہایت عمدہ قول فیصل فرماتے۔ علم تاریخ اور سیر مین بھی اُنکو
کمال مذاق تھا علم ادب عربی مین بھی مہارت تام رکھتے تھے۔ ریاضی سے خاص دلچسپی تھی۔ الغرض
جتنے علوم مشرقی مسلمانون مین جاری ہین اُنمین اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ اگرچہ انگریزی زبان نہین جانتے
تھے۔ مگر علوم مغربی سے بھی بہت شوق تھا۔ جو کتابین علوم مغربی کی اردو مین ترجمہ ہو گئی ہین اُنکا
ہمیشہ مطالعہ کیا کرتے جب آپ کو مقدمہ اور تحصیل علم سے فرصت ہوئی تمام مسلمانون اور خاصۃً اپنے خاندان
کی ترقی کی طرف متوجہ ہوے۔ اسوقت آپ کو دو مشکلون سے سامنا پڑا۔ ایک تو گورنمنٹ کی بدظنی تمام
مسلمانون سے عموماً اور اس خاندان سے خصوصاً۔ اور دوسرے اس باقی ماندہ لوگون کے بلکہ تمام فرقہ
اہل حدیث کے متعصبانہ خیالات۔ اس لیے مولویصاحب مرحوم نے یکم مارچ [illegible]ء کو ایک اسکول
محمڈن اینگلو عربک اسکول کے نام سے جسمین مسلمانون کے لڑکون کو انگریزی اور عربی و دینیات دونون
کی تعلیم دیجائے قایم کیا۔ تاکہ مسلمان علوم مغربیہ سے اپنے دماغون کو روشن کرین۔ اور اُنکے متعصبانہ

خیالات دفع ہون - اور علوم دینیہ سے اپنے مذہبی امور کی پابندی مین مستحکم رہین - جو اُنکے لیے ایک ناگزیر
اور ضروری چیز ہے - اور مولویصاحب مرحوم نے جولائی ۱۸۸۴ع مین ایک اخبار پٹنہ انسٹیٹیوٹ گزٹ
کو جاری کیا تاکہ گورنمنٹ کو اپنی اغراض سے آگاہ کیا کرین - اور اُسکے مفید آرٹکلون سے
لوگون کے خیالات کی تہذیب اور درستگی کرین - اسکول مذکور گورنمنٹ مین اسقدر مقبول ہوا - کہ اُسنے
علاوہ میونسپلٹی کے امداد سو روپیہ ماہانہ کے اور سو روپیہ ماہواری سے مدد کی - اور وہابی فنڈ سے
پندرہ ہزار روپیہ دیے - اور پانچ ہزار تعمیر مکان کے لیے علٰحدہ کیے - اور سر اسٹوارٹ بیلی صاحب
بہادر لفٹنٹ گورنر بنگالہ نے ایک بار ۱۸۸۶ع مین اس اسکول کے لڑکون کو اپنے ہاتھ سے کتب
انعام تقسیم فرمائین - مولویصاحب کا قصد تھا کہ اس اسکول کو ترقی دیکر کالج تک پہونچائین - اور
اُسکے متعلق ایک وسیع اور با آسایش دار المقامہ بنوائین - مگر افسوس کہ موت نے اُنکی کل آرزوون
کو خاک مین ملا دیا - جی کی بات جی ہی مین رہی - دو ہفتہ تپ محرقہ و لرزہ مین مبتلا رہ کر ۷ ربیع الاول ۱۳۰۷ہجری مطابق ۲ نومبر ۱۸۸۹عیسوی روز شنبہ کو رہگراے ملک بقا ہوے - ہزارون
آدمیون نے جنمین بہت سے حضرات اہل تشیع بھی تھے ملکر نماز جنازہ ادا کی - دو ہزار آدمی جنمین اکثر
رؤساے اہل سنت و مذہب امامیہ پٹنہ و بانکی پور شامل تھے - جنازے کے ساتھ صادق پور سے
نمونہیہ تک پیادہ پا ڈیڑھ میل کی مسافت طے کر کے گئے - ہمراہیان جنازہ کی یہ کثرت تھی کہ اس مسافت
کی نصف راہ اُن سے بھری ہوئی تھی - پٹنہ کے بوڑھے سے بوڑھے شخص کہتے ہین کہ ہمنے شہر کے
کسی رئیس یا عالم کے جنازے کے ساتھ خلقت کا یہ انبوہ کبھی نہین دیکھا - گورنمنٹ نے اُنکی خدمات کی
قدر کر کے اُسکے صلہ مین اُنہین ۱۸۸۷ع مین خطاب شمس العلما مع خلعت کے عطا فرمایا - اور علاوہ پبلک کامون
کے آپ نے اپنے خاص خاندان کو جسکے لوگ بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے تھے - ایسی ترقی بخشی کہ اتنے
دنون مین ایک کارخانۂ تجارت کلکتہ مین قایم کیا کہ جسکا سرمایہ تخمیناً پچاس ہزار روپیہ ہے - اور دو لڑکون
کو ایک اپنے خلف اکبر محمود حسن اور دوسرے اپنے بھتیجے آیت اللہ کو ولایت لندن پڑھنے کے لیے بھیجا
کہ جسمین چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم کا خرچ نہین ہوا ہوگا - حلم اور خوش خلقی اُنمین اس درجہ کی
تھی کہ بدی کا بدلہ بھی ہمیشہ نیکی سے دیتے - ترجمہ حدیث مرویہ بخاری کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس
شعر پر آپ کا پورا عمل تھا شعر بدی را بدی سہل باشد جزا ٭ اگر مردی احسن الی من اسا ٭ برادر پڑری

دغریب نوازی وصلہ رحم مین توخاص اُنکا حصہ تھا۔ آپ کی تمام اوقات عامہ مسلمانون کی خیرخواہی مین
صرف ہوتی اور اس کام کو آپ اپنا بہت بڑا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ اپنے خاندان کے سردار اور سرپرست
سمجھے جاتے۔ اُنکے خاندان کے وہ لوگ جو اُنسے سن مین بڑے تھے۔ اُنکو اپنا بزرگ اور سردار سمجھتے
اور اُنکی اطاعت بدل وجان کرتے۔ گویا یہ اپنے خاندان کی گاڑی کے انجن تھے علاوہ خاندان والون
کے تمام شہر کے چھوٹے اور بڑے لوگ انھین اپنا سچا دوست اور خیرخواہ جانتے۔ گورنمنٹ مسلمانون کے
معاملات امور اہم مین آپ سے مشورہ لیتی عنفوان شباب مین شعر وشاعری کا بھی کچھ شوق ہوا تھا۔
تخلص ذبیح کرتے تھے۔ مگر اسی زمانے سے سربراہکاری مقدمات وخبرگیری اہل خاندان کا بار عظیم آپکے
سر پڑا کہ اُسکی طرف توغل اور انہماک کا موقع ہی نہ ملا۔ آپ کی شادی مسماۃ سعیدہ بنت مولانا فرحت حسین
قدس سرہ سے ہوئی۔ جو ہمشیرہ عینیہ مسود اس اوراق کی ہین۔ آپ نے اُسی ایک شادی پر اکتفا کی اور
دوسری شادی نہین کی۔ اُنسے تین بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین۔ اول مسٹر محمود حسن ہین جنکی تاریخ ولادت
جناب اخی مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی نے یہ فرمائی ہے۔ ع بجون محمد حسن سپہر علوم ٭ یافت فرزند
رشک شمس وسما ٭ خواست حیرت کہ سال میلادش ٭ شود از دل دعائیہ پیدا ٭ ہاتفش گفت از سر الطاف ٭
نیر اعظم ادب بادا ٭ یہ بعد تحصیل علوم عربی وفارسی وانگریزی کے ولایت لندن گئے اور وہان چار برس
رہ کر بیرسٹری پاس کرکے آئے اور اب اسوقت سرکار کی طرف سے بعہدہ منصفی مامور ہین۔ آدمی نہایت
خوش اخلاق نیک سیرت صاحب مروت وحمیت ہین۔ اپنے والد کے فرزند رشید ہین اللہ انکی عمر کو دراز
کرے انکی شادی ساتھ مسماۃ میمونہ بنت مولوی عبدالرؤف صاحب کے ہوئی۔ ہنوز کوئی اولاد نہین
ہوئی ہے۔ اللہم ارزقہ ولدا صالحا وطول عمرہ فی ظل والدیہ۔ دوسرے حامد حسن جو اسوقت
تحصیل علوم مغربی مین مصروف ہین تیسرے شاہد حسن چار پانچ برس کے ہوکر داخل خلد برین
ہوے۔ چوتھی مسماۃ کبریٰ جسکی شادی سید عبدالحکیم ساکن سورجگڈھا ابن میر توصل حسین صاحب
برادر حقیقی مولانا سید نذیر حسین صاحب مدظلہ محدث دہلوی سے ہوئی تھی۔ مگر یہ لڑکی بعد شادی قریب
دو برس کے زندہ رہکر بتاریخ ۵ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری مطابق ۱۹۔ دسمبر ۱۸۹۹ء داخل جنت الفردوس
ہوئی۔ دوسری بیٹی مسماۃ صغریٰ جسکی شادی ساتھ محمد قاسم بن مولوی محمد اسحاق مرحوم بن مولوی
محمد ذکی مرحوم بن شاہ ابوالحسن مرحوم ساکن محلہ تنمو ہیہ سے ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا محمد کاظم نام بعمر

دوسالہ اسوقت موجود ہی - اب مین اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہون - اللھم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ والحقہ عن ابائہ الصالحین -

تاریخ انتقال از نتیجہ فکر مولوی محمد صاحب قلیس مدرس مدرسۃ المسلمین پٹنہ

ملا خاک مین آخر شس جسم حنا کی
جو آیا تو روتا چلا جان کھوتا
گئے جب عدم کو حبیب خدا تک
محمد حسن عالم با عمل تھے
مفسر محدث محقق مدقق
ادق مسئلون کو تھے حل کرتے دم مین
کہان اتنی طاقت زبان قلم مین
حدیث اور قرآن پر اُنکا عمل تھا
رفاہ خلائق سے تھا کام اُنکو
بھلا دوسرون کا کسی طرح سے ہو
بدی کا بھی بدلہ تھے نیکی سے دیتے
کسی کی نہ غیبت کبھی آپ کرتے
تصنع تورع سے بچتے دور رہتے
بہت درد تھا اُنکو اسلامیون کا
در و وقت و آرام و عزت و ہمت
یہ پٹنہ گزٹ جسکو تم پڑھ رہے ہو
ہے ام اے اے اسکول جو آج قایم
ہے مشکل بہت دوسرون کو ملے پھر
ترقی اسلام ہونی بہت کچھ

وہی اب ہے صورت جو تھی ابتدا کی
یہ دعوت عداوت ہوئی اس سرا کی
تو امید کیا پھر کسی کی بقا کی
لکھون کیا مین تعریف اس پارسا کی
مسائل مین تحقیق تھی انتہا کی
انھون نے طبیعت تھی پائی بلا کی
لکھے مدح جو اُنکے ذہن رسا کی
نہ پروا تھی ہرگز انھین ماسوا کی
ہزارون کی لاکھون کی حاجت روا کی
یہی اُنکی تھی فکر صبح و مسا کی
تھی خو اُنکی احسن الی من اسا کی
شکایت اگر کی تو بس بر ملا کی
نہ مطلق تھی بو اُنمین رو و ریا کی
سدا اونکی حالت پہ رہتے تھے باکی
غرض قوم پر اپنی سب کچھ فدا کی
نشانی ہے اُس مخلص باصفا کی
اسی کی ہی ذات اصل تھی اس بنا کی
اُنھون نے جو راہ ترقی تھی تا کی
پہ تقدیر نے آہ کیسی دغا کی

بہت حوصلے دل مین مرحوم کے تھے
مگر زندگی نے نہ اُنسے وفا کی

دبایا تہ خاک سردار دین کو
فلک تونے ہمپر یہ کیسی جفا کی

غضب کیسا آج اہل پٹنہ پہ گذرا
کہ جسکے سبب ہر کہ و مہ ہے باکی

نہ کی قدر اُنکی وہ زندہ تھے جبتک
بہت ہمنے افسوس ایسی خطا کی

رسول مکرم نے فرما دیا ہے
سلام اونپہ ہوا ور رحمت خدا کی

کہ چالیس مومن نے ملکر کے جسپر
نماز جنازہ پڑھی اور دعا کی

تو سمجھو کہ لاریب بخشا گیا وہ
سدا اوسپہ نازل ہو رحمت خدا کی

ہزارون نے ملکر محمد حسن پر
نماز جنازہ بخوبی ادا کی

بقول نبی اونپہ رحمت ہو نازل
خدایا اجابت ہو میری دعا کی

تھی بیماری معمولی تپ اور لرزہ
کسی کو نہ مطلق تھا خوف بلا کی

پہ تدبیر سے تھا نہ کوئی بھی غافل
کسی نے دعا کی کسی نے دوا کی

مگر جب اجل آپہونچی ہے سرپر
نہ چلتی ہے پھر کچھ دوا اور دعا کی

ہوا حادثہ سخت اسلام مین یہ
مگر قیس یون ہی تھی مرضی خدا کی

ہمیشہ تو راضی رہ اوسکی رضا پر
مشیت سے اوسکی کبھی ہو نہ شاکی

ہوئی فکر تاریخ رحلت جو مجھکو
تو عیسٰے نے چرخ برین سے ندا کی

ہوا حادثہ ہاے کیسا یہ مشکل
جناب محمد حسن نے قضا کی

۱۸۸۹ع

ریختہ کلک گوہر سلک جناب مولوی سید زین العابدین صاحب مدرس مذہب اسلامیہ
محمدن اینگلو عربک اسکول پٹنہ

قد مات من له من اصحابهم عويل
وهو الذي هداهم مستبهم جليل

شمس العلى مجيد بدر الدجى مجيد
بحر العطا مفيد بل ما له عديل

لهفي على جليل ما ان له مثيل
قد كان لي خليل حزنت له فحول

قلبی بہ کسیر و بفوتہ حسیر — عیش الدنی عسیر اذفات من جمیل
قد نادبا بصوت مصراع حول فوت — اہا لفات حبر متہجد نبیل
۱۳۰۷ھ

ولہ

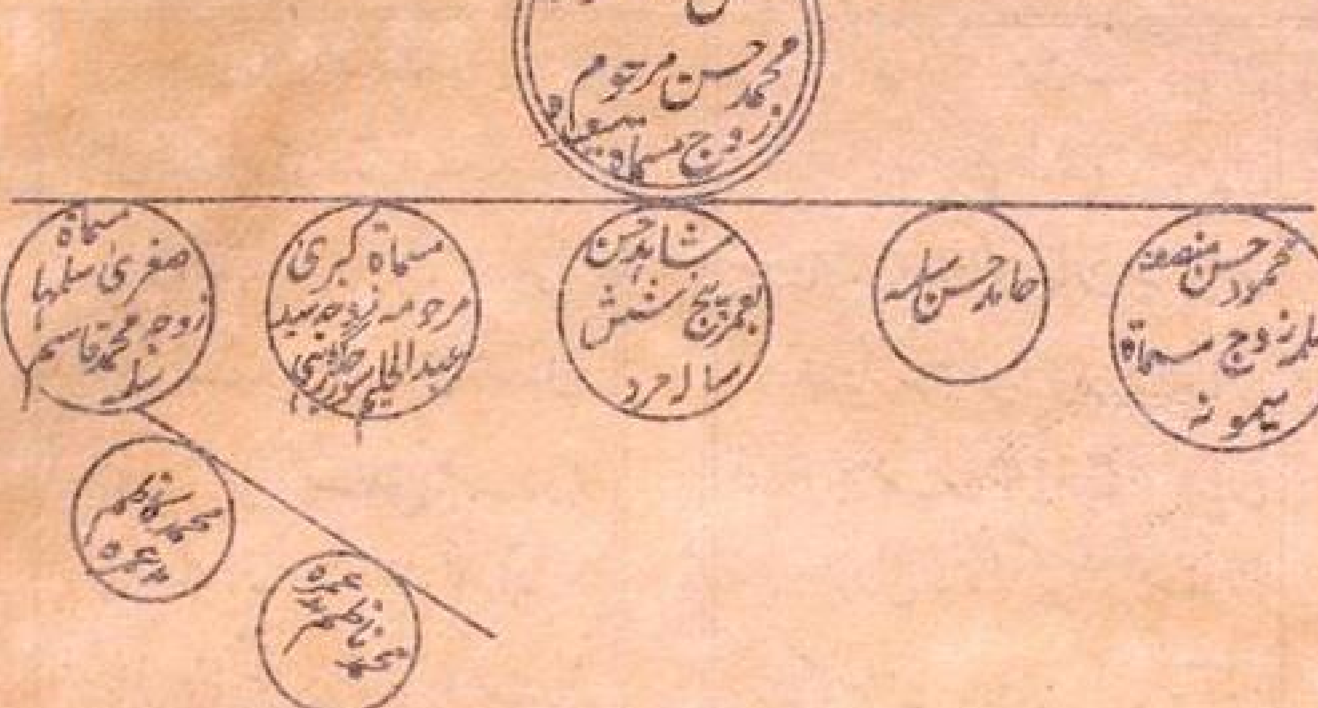
آن بحر علو میکہ خجل زو شدہ نیسان — باریدسحاب کرمش برہمہ یکسان
ازفضل خدا کرد بنا مدرسہ علم — پرداخت بترویج علوم از رہ ایمان
اے وائے زبیمہری چرخ ستم آرا — نہان شدہ درخاک چنان نیر تابان
قدمات خبیر ورع برج علا ار — ذی مجد و کرم شمس ذکا مہر درخشان
آہا لفرید حسن الخلق مجید؛ — قدروج علما الشباب و الصبیان
چون رخت اقامت طرف ملک بقا بست — ہر سوختہ دل ماتم اوکرد بافغان
ازسال وفاتش قد خود آہ کشیدہ — دردا کہ نہان شد بزمین آن مہ تابان

افزودہ سرِ یاس دگر سال رقم شد — ۱۲۹۶ فصلی
درخاک نہان شد جبد اطہر ایشان
۱۸۸۹ء

ولہ

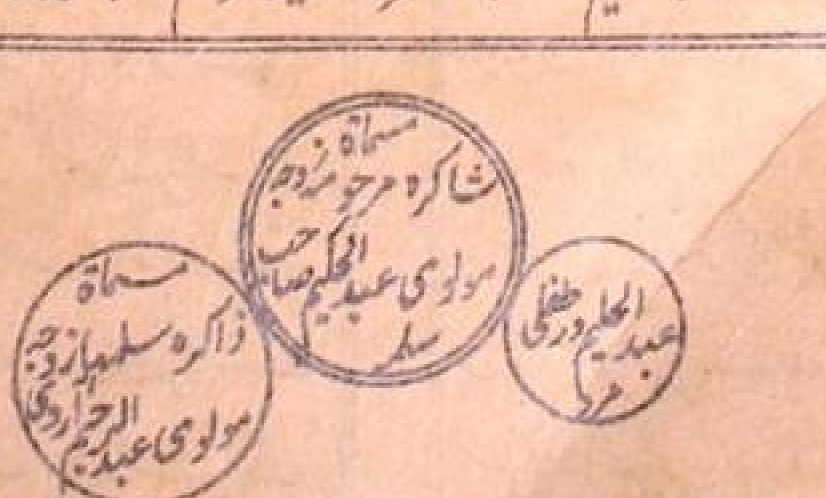
آن عالم نامی و نکورا ے — شمس العلما ربزم آرا ے
گو بود محدثے جلیلے — ذی مرتبہ ذی حشم سخن زا ے
ہمنام رسول و سبط اکبر — محفل آرا نکات پیرا ے
برحال غریب از تفضل — الطاف نما و رحم فرما ے
ترویج علوم بود کارش — از رائے صواب عالم آرا ے
پاکیزہ گلے زگلشن علم — افسرد زباد جورا ے وا ے
دنیا نبود مقام عیشے — جز غصہ و رنج جشم بکشا ے
آمد بربیع او خزانے — صد آہ ہزار ہا ے صد ہا ے
فصلی سن فوت او رقم شد — سکریٹریم بمرد صد وا ے
۱۲۹۷ فصلی

نقشہ اُنکی اولاد و احفاد کا یہ ہی۔



مسماۃ شاکرہ مرحومہ

بنت مولانا ولایت علی قدس سرہ زوجہ مولوی حکیم عبدالحکیم صاحب سلمہ - یہ لڑکی نہایت پاکیزہ صفت صاحب خلق عظیم ذی مروت عفیفہ حلیمہ سلیمہ تھی اپنے پدر بزرگوار کی خو بو اسکے اندر پوری تھی نہایت نیک بخت دیندار - مگر افسوس کہ اسکی عمر نے وفا نہ کی عین عنفوان جوانی اکیس بائیس برس کی عمر میں اس دار رنج و محن کو چھوڑکر داخل فردوس بریں ہوئی - اللھم اغفرلھا وارحمھا والحقھا با بائھا الصالحین - انکے صرف دو اولاد ہوئی - ایک عبدالحلیم جو دو ڈھائی برس کا ہوکر گذر گیا - اور ایک مسماۃ ذاکرہ سلمہا کہ جسکی شادی ساتھ مولوی عبدالرحیم آروی بن ناظر زکی الدین مرحوم کے ہوئی ہی - نقشہ اُسکا یہ ہے -



مسماۃ صالحہ مرحومہ

بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہ از بطن اولی مسماۃ محمودہ مرحومہ زوجہ مولوی عبد اللہ صاحب مدظلہ بن مولانا ولایت علی قدس سرہ آپ کی پیدایش غالباً ۱۲۵۰ھ ہجری مین ہوئی آپ اپنے خاندان کی عورتون مین نہایت ذی عقل وفہم وفراست صاحب مروت وسخاوت وحلم وتقوی اور دیندار تھین - اور فن سپہگری مین بھی خوب ماہر تھین - گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ جانتی تھین بندوق لگانا تلوار چلانا بھی بخوبی آپ کو معلوم تھا - آپ نے اُس ملک مین رہکر یہ باتین سیکھی تھین - آپ کی شادی بارہ برس کی عمر مین ہوئی - اُسوقت سے آپ برابر ہر سفر مین اپنے زوج مولوی عبد اللہ صاحب کے ساتھ رہین - گویا تمام عمر آپ کی سفر ہی مین طے ہوئی - آپ کے اوصاف حمیدہ وشمائل ستودہ بہت کچھ ہین مختصراً عرض کیا - آپ کی اولاد تخمیناً ۔ینۂ بارہ ہوئین - اور سب حالت طفلی ہی مین فوت ہوئین کہ جسپر مسودہ اوراق ہذا کو بسبب اُنکے سفر مین رہنے کی اطلاع نہوئی - مگر تین لڑکے جو جوان ہوے - اُنکا شادی وبیاہ بھی ہوگیا - اُنکا مین یہان ذکر کرتا ہون - امان اللہ مرحوم جو یہین پٹنہ مین پیدا ہوے اور آپ اُنکو لیکر مع اپنے زوج مولوی عبد اللہ صاحب کے ہمراہ جناب مولانا ولایت علی قدس سرہ کے ملک افغانستان کو گئین - اور تخمیناً سات برس وہان رہین - اور وہین پسر دومی مطیع اللہ مد عمرہ پیدا ہوے - اُنکو دو برس کی عمر کا لیکر ہمراہ اپنے زوج کے بعد وفات مولانا ولایت علی قدس سرہ کے پھر یہان پٹنہ تشریف لائین - اور یہان چند برس رہ کے بمعیت اپنے زوج کے ان دونون لڑکون کو لیکر ملک سوات افغانستان کو گئین - اور وہان پسر سومی عبد القدوس مد عمرہ پیدا ہوے اُنکے بعد آپ اس قفس عنصری کو چھوڑکر داخل علیین ہوئین - اس سے زیادہ تفصیلی حالات مجھکو معلوم نہین - اللھم اغفر لہا وارحمہا والحقہا مع المہاجرات اللاتی ہاجرن مع نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نقشہ اونکی اولاد کا یہ ہے

مسماۃ صالحہ
مرحومہ زوجہ مولوی
عبداللہ مدظلہ

امان اللہ
مرحوم

سطیع اللہ
مدعمرہ

عبدالقدوس
مدعمرہ

عبدالرحیم عفی عنہ مسود اوراق ہذا

بن جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ از بطن محل اولی مسماۃ محمودہ غفر اللہ لہا - یہ فقیر بتاریخ چودھوین شعبان ۱۲۵۲ھ از پردہ کتم لباس ہستی کا پہنکر وجود مین آیا - اور چار برس کی عمر مین اول جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم مغفور ساکن بہار سے جو یکے از خلفاے عظام بڑے حضرت قدس سرہ کے تھے - پڑھنے کو بٹھایا گیا - اور قرآن متن بتمامہ اُنسے ختم کیا جب وہ بمعیت بڑے حضرت سفر ہندوستان کو روانہ ہوے - تب جناب مولوی محمد اطہر صاحب ساکن سورجگڈھ سے سبق رجوع کیا - چنانچہ قرآن کا ترجمہ تمامہ اور بلوغ المرام اور بعض رسائل فارسی کے اُنسے پڑھے - جب وہ بھی بیمار ہوکر راہی وطن خود ہوے - تب مولوی میزان الرحمن صاحب ساکن ڈھاکہ جو شاگرد جناب مولوی زین العابدین صاحب حیدرآبادی کے تھے اُنسے تیسیر الوصول من حدیث الرسول الی جامع الاصول من اولہ الی آخرہ پڑھی - جب وہ بھی رہگراے وطن مالوف خود ہوے - تب تھوڑے عرصے تک خود حضرت والد ماجدم غفر اللہ لہ سے سبق ہوا - اس طور پر کہ بعد نماز ظہر آپ اپنے کمرے مین درس دیتے - صدہا آدمی اُسمین جمع ہوتے - تفسیر جلالین اور مشکوۃ شریف کو مین پڑھتا - اور آپ اُسکی تفسیر و شرح نہایت تفصیل سے بیان فرماتے - دوسرے لوگ صرف سماعت سے فائدہ اُٹھاتے - مگر بہت افسوس کہ یہ شغلہ بہت تھوڑے دن رہا - آپ کے آشوب چشم و ضعف دماغ و دیگر عوارض کے ہجوم کی وجہ سے یہ درس موقوف ہوگیا - اور چند عرصے تک لہو و لعب مین مین نے اپنی عمر عزیز کو بیکار صرف کیا - اسی اثنا مین ۱۲[illegible]ھ مین جناب حضرت والدہ ماجدہ ام مسماۃ محمودہ مرحومہ نے

رحلت فرمائی - اُسوقت عمر میری تخمیناً سولہ برس کی ہوگی - بعد اُسکے ایک بزرگ کی نصیحت سے خواب
غفلت سے مین چونکا اور بیدار ہوا تب جناب اخی حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی سے سبق
رجوع کیا - صرف ونحو اور فارسی اُنسے پڑھتا رہا - جب ہدایۃ النحو وفصول اکبری تک پہونچا تب جناب ممدوح
بشوق تحصیل وتکمیل علوم روانہ لکھنؤ ہوے - تب مین نے جناب والد ماجدم غفراللہ لہ سے باصرار تمام عرض
کرکے اپنا سبق جناب حضرت مولانا احمد اللہ وجناب حکیم ارادت حسین غفراللہ لہما سے رجوع کیا - جسکا ذکر
اوپر تحریر پاچکا ہے - اسی مابین مین فقیر کی شادی ساتھ مسماۃ جمیلۃ النساء بنت حضرت شاہ حبیب الحسنین
مرحوم ساکن موضع ویورہ پرگنہ ارول ضلع گیا سے ہوئی جسکا نسب نامہ حسب تفصیل ذیل ہی - عمر میری
اسوقت اکیس برس کی تھی - مسماۃ جمیلۃ النساء بنت شاہ حبیب الحسنین بن شاہ غلام غوث بن شاہ
غلام اشرف بن شاہ امام الدین بن شاہ تاج الدین بن شاہ نصراللہ بن شاہ عبدالحمید بن حضرت مولانا
شاہ باز محمد دیوروی ثم بھاگلپوری - پورا نسبنامہ آپ کا فصل پنجم مین آویگا - وہان دیکھنا چاہیے - بعد
دو ڈھائی برس کے جب جناب مولانا فیاض علی صاحب عفراللہ لہ ملک افغانستان سے تشریف
واپس لائے - اُسوقت حسب الارشاد جناب مولانا احمد اللہ غفراللہ لہ کے اُنسے سبق رجوع ہوا - یہ فقیر
وجناب مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ومولوی محمد یقین مرحوم ایک ساتھ سامع وقاری ہوکر
پڑھتے مختصر المعانی ونورالانوار آپ ہی سے پڑھا - مگر چونکہ آپ کو تجرد وگوشہ نشینی بہت پسند تھی ذکر اللہ
ودعا وغیرہ مین بیشتر آپ اپنی عمر عزیز کو صرف کرنا چاہتے تھے - لہذا جبکہ جناب حضرت اخی واستاذی
حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی لکھنؤ سے تشریف واپس لائے - پھر سبق آپ سے رجوع
ہوا - کچھ عرصے تک پڑھتا رہا - مگر جبکہ جناب حضرت والد ماجدم غفراللہ لہ کا ۱۲۷۴ھ ہجری مین انتقال ہوگیا
اور جناب حضرت اخینا الاعظم مولوی عبداللہ صاحب مدظلہ العالی بھی اپنے گھر کو خیرباد کہکر مع اہل و
عیال روانہ ملک افغانستان ہوگئے - اُسوقت تمام گھر کا بوجھ اور خبرگیری معاش ومقدمات وغیرہ
اس فقیر کے سرپر پڑا ناچار شغل درس وتدریس کو چھوڑنا پڑا - اسی اثنا مین بتاریخ ۲۸ رمضان
۱۲۷۴ھ ہجری مین نورچشمی مسماۃ رحمت مدعمرہا زوجہ حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب سلمہ اللہ تعالی پیدا ہوئین
اُسکے بعد ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام کلثوم رکھا گیا - وہ پانچ چھہ مہینے کی ہوکر گذر گئی - بعد
اُسکے مسماۃ زینب مرحومہ اہلیہ عزیزی ڈاکٹر آیت اللہ سلمہ اللہ تعالی تاریخ ۲۳ رجب ۱۲۷۶ھ ہجری

پیدا ہوئین (اور بتاریخ ۔اشوال ۱۳۱۲ھ ہجری بعمر ۴۳ سال وفات پائی) وہ تخمیناً دو برس کی ہوگی اور نور چشم پارہ فوادی عبد الفتاح مد عمرہ فی طاعۃ فالق الاصباح شکم مادر مین تھے۔ کہ یہ فقیر بجرم اعانت باغیان سرکار بتاریخ چودھوین شعبان ۱۲۸۰ھ ہجری اپنے مکان صادق پور سے گرفتار ہوکر جیل پٹنہ مین بھیجا گیا۔ جسکا ذکر کچھ اوپر سوانح عمری مین جناب حضرت مولانا یحیی علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گذر گیا ہے۔ ادھر بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ ہجری عبد الفتاح مد عمرہ فی طاعۃ اللہ پیدا ہوے۔ نام تاریخی محمد ضمیر الحق ہے (۱۲۸۱)۔ الغرض پٹنہ سے بتاریخ ستائیسوین رمضان شریف ۱۲۸۰ھ مع دوسرے چند شخصون کے انبالہ روانہ کیا گیا۔ وہان قریب ڈیڑھ برس کے قیام رہا۔ جسکے تفصیلی حالات اوپر گذر چکے ہین۔ اور کیفیت مقدمہ و مصائب و آلام وہان کے بیان ہو چکے ہین۔ اعادہ کی ضرورت نہین ہی۔ وہان سے روانہ زندان لاہور ہوا۔ وہان بھی تخمیناً ایک برس آٹھ مہینے قیام رہا۔ علاوہ مصائب جیل کے ضیق تنفس بھی نہایت زور و شور کے ساتھ ان دونون محبسون مین گلوگیر رہا۔ اوسپر طرہ یہ کہ سپرنٹنڈنٹ و ڈاکٹر جیل لاہور ایک نہایت سخت متعصب آدمی تھا۔ شب و روز وہ ہماری تکلیف دہی کی فکر مین رہتا۔ اور مین ان ابیات کو حسب حال اپنے پڑھتا۔ ؎

قصد ظالم بسوے کشتن ما ست — دل مظلوم ما بسوے خداست
او درین فکر تا بما چہ کند — من درین فکر تا خدا چہ کند

الحضرت ناظرین مین وہان کی تکالیف و مصائب کو کیا بیان کرون۔ ایک تو وہ مقام بذاتہ مخزن آلام ہی دوسرے خاص عناد و عداوت حکام بالا دست۔ اس باب مین قلم دو زبان و خامہ اشہب تیزگام محض قاصر ہے۔ بہرکیف لاہور سے روانہ ہوکر بسواری ریل ملتان پہونچا دیا گیا۔ وہان تخمیناً ایک مہینہ قیام رہا۔ اس عرصے مین ضیق تنفس کا بھی زور کم رہا۔ اور حاکم بھی رحم دل تھا۔ مگر وقت روانگی وہان کے تنفس نے پھر شدت پکڑی۔ ڈاکٹر صاحب کا خدا بھلا کرے۔ کہ جب انھون نے ملاحظہ فرمایا فی الفور حکم دیا کہ طوق اور بیڑی وغیرہ جو قریب ایک من کے مجھپر بوجھ تھا۔ اتار اور کاٹ دیا جائے چنانچہ صرف ایک کڑا آہنی پانوٗن مین ڈالدیا گیا۔ کہ قیدی کی علامت باقی رہے۔ پھر ملتان سے بسواری جہاز دخانی سندھ کے دریا ہوکر بعد عرصہ ایک ہفتہ شہر روڑی پہونچا۔ یہ شہر لب دریا ہی۔ اور اُسکی

دوسری جانب سکھر کا لشکر ہے۔ اور بیچ دریا مین بطور جزیرہ کے بھکھر کا قلعہ ہے۔ وہان
ایک شبانہ روز جہاز کھڑا رہا۔ وہان سے چلکر ایک ہفتہ مین کوٹری کو پہونچا۔ یہ نہایت آباد شہر
لب دریاے سندھ واقع ہی۔ وہان جہاز سے اُترکر بسواری ریل کرانچی بندر کو پہونچایا گیا۔ یہ جیل تمام
جیلون سے آرام کا ہی۔ وہان بھی تخمیناً ایک مہینہ مقیم رہا۔ وہان سے بسواری مرکب دخانی براہ
سمندر بمبئی بھیجا گیا۔ اور وہان سے ریل پر سوار ہوکر بمقام تھانہ (جو ایک شہر کا نام ہی بفاصلہ بارہ کوس
بمبئی سے وہان ایک قلعہ ہی مرہٹون کا بنا یا ہوا نہایت مستحکم جو اب جیل کا کام دیتا ہی۔ اور تمام احاطہ بمبئی
وپنجاب کے قیدی دائم الحبس اور بڑی بڑی میعاد والے اس جیل مین بھیجدیے جاتے ہین) مین
پہونچا۔ اور تخمیناً نو دس مہینے وہان رہا۔ یہ زندان تمام قیدخانون سے جنکا ذکر اوپر گذرا بسخت تر نظر آیا
اسکے اہل کار شداد غلاظ کے پورے مصداق پائے گئے۔ ان قیدخانون کی کیفیت مفصل منشی
محمد جعفر صاحب نے تواریخ عجیب مین لکھی ہے۔ شایقین وہان دیکھ لین۔ یہ رسالہ چونکہ اسکا موضوع
نہین ہی۔ لہٰذا عنان قلم کو اُدھر سے پھیر کر اصل مطلب بیان کرتا ہون۔ مین جبتک وہان رہا ضیق تنفس
سے بالکل رہائی رہی۔ تین برس کامل ابتداے قید سے یہان کے پہونچنے تک شب و روز نہایت سخت
تنفس مین مبتلا رہا تھا۔ علاوہ شدائد قید کے یہ ایک تکلیف ایسی سخت جانگداز تھی۔ کہ اعاذنا اللہ منہا
پس اس جیل مین اگرچہ مجھکو رستگاری ضیق تنفس سے ہوئی۔ تو باوجود وہان کے شدائد و تکلیف کے
بہت راحت و آرام حاصل ہوا۔ الغرض نو دس مہینے کے بعد وہان سے اسّی قیدیون کا چالان بمبئی کو
روانہ کیا گیا۔ مین بھی اُس مین روانہ ہوا۔ اور وہان سے بسواری جہاز بادبانی بحراست مرین پلٹن روانہ
پورٹ بلیر انڈمان ہوا۔ یہ راستہ اکثر جہاز بیس بائیس دنون مین طی کر لیا کرتا ہی۔ مگر جب میرا جہاز سیلون
کے سمندر مین پہونچا۔ نہایت سخت طوفان کا سامنا ہوا۔ جملہ قیدی جہاز کے نیچے تونک مین ایک کٹھگھرہ
بناکر جو مانند پنجرہ شیر کے تھا۔ نہایت بیرحمی کے ساتھ بند کردیے گئے۔ ہر ایک کو دوران سر و
دست و قے جاری تھا۔ یہ غلاظت اور پاخانہ و پیشاب ملکر ایک تالاب کی سی کیفیت اُس تونک کی
ہوگئی تھی اُسمین شب و روز رہنا پڑتا تھا۔ مین اپنی نماز پنجوقتی اُس نجس حالت مین بلا وضو و تیمم کسی طور پر
ادا کرلیتا تھا۔ اسی حالت مین تھا کہ تائید غیبی متوجہ حال اس خستہ بال کے ہوئی۔ وہ یہ کہ ایک خلاصی
جہاز کا سخت بیمار ہوا۔ کہ چند منٹ کا مہمان سمجھا گیا۔ ایسی حالت مین کپتان جہاز نے شیخ قاسم

جمعدار پلٹن کو جو ہم لوگون کے محافظ تھے - بلاکر کہا کہ دوائین انگریزی میرے پاس موجود ہین مگر مین ڈاکٹر نہین کہ جو اسکا استعمال کراسکون - پس اگر تمھارے پاس کوئی ڈاکٹر ہو تو لے آؤ کہ اس مریض کا علاج کرے - چونکہ اُنکی پلٹن مین کوئی ڈاکٹر نہ تھا - اور مجھکو اکثر اوقات زبانی تلاوت قرآن و اشعار حافظ وغیرہ پڑھتے سناتھا - لہذا مجھکو خواندہ شخص سمجھکر وہ میرے پاس آئے - اور یہ کیفیت بیان کی - اول تو مین نے کچھ عذر کیا - کہ مین حکیم اور ڈاکٹر نہین ہون کہ علاج کرون - اور خاصکر دوا انگریزی کو تو بالکل جانتا ہی نہین ہون - لیکن اُنکے اصرار پر اسکو لطیفہ غیبی سمجھکر متوکلاً علے اللہ قبول کرلیا - اُنھون نے فی الفور اُس کٹھگھرہ کا تالا کھول کر اُسمین سے مجھکو نکال کر کپتان کے سامنے لیجا کر کھڑا کردیا - اس وقت مجھکو یہ شعر شیخ سعدی رح کا حسب حال اپنے یاد آگیا - شعر

الا لاتحزنن اخ البلیۃ	وللرحمن الطاف خفیۃ

کپتان نے پوچھا کہ تم ڈاکٹر ہو - قبل اسکے کہ مین کچھ بولون جمعدار صاحب نے جواب دیا - کہ صاحب یہ بہت اچھا ڈاکٹر ہی - کپتان فی الفور مجھکو مریض کے پاس لیگیا - مین نے جو دیکھا تو وہ غشی کی حالت مین تھا پیٹ نہایت پھولا ہوا مشک کی سی کیفیت اور منھ سے کف جاری پیشاب پائخانہ بند آخری حالت اُسکی نظر آئی - مگر نبض مین انتظام پایا - توکل بخدا مین نے کپتان سے پوچھا کہ دوائین کہان ہین - وہ مجھکو اپنے کمرے مین لیگیا - اور ایک الماری کھولدی اُسمین دواؤن کی شیشیان بکثرت موجود تھین - اور سب پر چٹ سٹی ہوئی - مین انگریزی جانتا نہین - ناچار ہر ایک شیشی کو کھولکر دیکھنا شروع کیا - بہت جلد مجھکو ایک شیشی روغن بیدانجیر کی ملگئی - اور اُسکے بعد ایک شیشی روغن بادیان اور روغن فودنج کی بھی مل گئی - مین ان تینون دواؤن کو لیکر مریض کے پاس آیا - چونکہ اُسکا دانت بالکل بیٹھا ہوا تھا - مین نے کپتان سے کہا وہ فی الفور ایک آلہ آہنی لے آیا - اور منھ اُسکا کھولا - مین نے ایک تولہ روغن بیدانجیر مین دو تین قطرہ روغن بادیان و پپرمنٹ ڈال کر مریض کے منھ مین چھوڑدیا - اور اوپر سے تھوڑا گرم پانی دیدیا - تاکہ دوا فرو ہوجائے - تھوڑے عرصے کے بعد اُسکو ایک دست نہایت عفن وکثیر المقدار آیا - کہ جس سے مریض کا نفخ شکم کم ہوا اور آنکھین کھولدین - اور افاقہ شروع ہوگیا - بمشاہدہ اس حال کے کپتان نہایت خوش ہوا - جمعدار شیخ قاسم صاحب نے سفارش کی - کہ یہ قیدی اُس کٹھگھرہ سے نکال کر باہر رکھا جائے - جمعدار صاحب کے کمرے کے پاس کپتان نے منظور کیا - مین اُسوقت سے وہین

رہنے لگا۔ کھانا بھی مطبخ جمعدار سے ملنے لگا۔ تمام دن رات پلٹن کے سپاہی گھیرے رہتے۔ مین قرآن پڑھ کر انکو سنایا کرتا۔ شدت طوفان سے حالت یہ ہوئی کہ جہاز راستے سے بہک گیا۔ ہر ایک کو زندگی سے مایوسی ہوئی۔ کپتان نے بھی مایوس ہوکر آخر تدبیر یہ کی کہ مستول وغیرہ کاٹ کر گرا دیا۔ اور جہاز کو تختہ بند کرکے مانند پیپے اور صندوق کے سمندر مین چھوڑ دیا۔ کہ جدھر چاہے جائے۔ سترہ دن یہ کیفیت رہی کہ خلاصیون کو بھی ہوش نہ رہا۔ کھانے پینے کا کسکو ہوش تھا۔ بعد اسکے کہ جب طوفان کم ہوا تو تنک کا تختہ اوپر کا کھولا گیا۔ جہاز مرمت کیا گیا۔ راستہ پر لایا گیا۔ پانی میٹھا اور چاول دال وغیرہ قریب اختتام پہونچ چکا تھا۔ ایک ہفتہ کی دیر اگر اور ہوتی تو سب لوگ گرسنہ وتشنہ ہلاک ہوجاتے۔ الغرض وہ بائیس تیئیس دن کا راستہ ایک مہینہ اکیس دن مین طی کرکے پورٹ بلیر انڈمان مین پہونچا۔ جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ قیدیون کی خبر آمد سنکر وہان گھاٹ پر موجود تھے۔

قیدی لوگ بذریعہ کشتی کے جب جہاز سے اُتارے جانے لگے۔ آپ نے اُنسے ملکر میرا حال پوچھا۔ اتنے مین مَین بھی ایک کشتی مین وہان پہونچگیا۔ آپ نے بہ آواز بلند پکارا۔ اس کشتی مین مولوی عبدالرحیم بھی ہین۔ مین نے لبیک کہی اور فی الفور کشتی سے کود کر آپ کے بغلگیر ہوگیا۔ یہ پورے چار برس کے بعد جو آپ سے ملازمت حاصل ہوئی۔ اُسکی کیفیت تحریر کے لائق نہین۔ آپ کو اس حالت مین دیکھنے کا غم اور قدمبوسی کی خوشی کچھ عجب دو رنگی کیفیت تھی۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہین۔ کہ جو اُنکی تصویر کھینچکر ہدیہ ناظرین کرسکون۔ بعد اُسکے جناب مولانا یحیی علی رحمۃ اللہ علیہ وسیدنا میان عبدالغفار صاحب و دیگر رفقا بھی آتے گئے۔ اور ملتے گئے۔ منشی محمد جعفر صاحب اُسوقت ایک دوسرے ٹاپو مین سرکار کی طرف سے مامور تھے۔ اُنسے اُسوقت ملاقات نہوئی۔ دو چار روز مین وہ بھی ہماری خبر سنکر آئے۔ اور ملاقات ہوئی۔ دو روز تک مین داخل ہسپتال رہا۔ کیونکہ بسبب تکان راہ کے بیمار ہوگیا تھا۔ جب وہ جہاز جسپر ہم لوگ آئے تھے۔ وہان سے روانہ ہوگیا۔ اور جملہ قیدی ہمارے ہمراہی ڈویزنون مین متفرق طور پر بھرتی ہوگئے مین بھی ڈویزن نمبر ۱۲ مین بھرتی ہوگیا۔ مگر جناب منشی سید اکبر زمان صاحب ہیڈ منشی چیف کمشنر بہادر و جناب حافظ مولوی جمال احمد صاحب کورٹ منشی ڈپٹی کمشنر بہادر نے میرا بستر جمعدار سے کہکر اُٹھا لے آئے۔ اور جناب حافظ صاحب موصوف کے مکان مین جو صرف چند قدم کے فاصلہ پر مکان سکونتی مولانا احمد اللہ و مولانا یحیی علی علیہما الرحمۃ

والغفران سے تھا کر دیا - مین روزانہ علی الصباح اپنے ڈویزن مین چلا آتا - اور دوسرے قیدیون کے ساتھ پریڈ پر کھڑا ہو جاتا جمعدار اُس ڈویزن کا ہندو تھا - مگر ہمپر مہربانی کر کے کسی آسان کام مین دیدیا کرتا اسی طرح پر دو مہینے گذرے تھے - کہ ایک جگہ محرری کی گھاٹ پر خالی ہوئی - جناب چیف کمشنر صاحب نے حسب معمول دفاترون وہان کے حکم دیا - کہ جتنے قیدی پڑھے لکھے ہین - اور وہ ہنوز مشقت ہی مین ہین کسی تحریری کام مین نہین ہین - اُنکی فہرست بنا کر دو - چنانچہ جناب ہیڈ منشی صاحب نے ایک فہرست ایسے لوگون کی تیار کی - کہ جسمین چودہ ۱۴ آدمی کے نام تھے نمبر وار - چونکہ مین از بسکہ نو وارد تھا - لہذا میرا نام سب کے اخیر مین اُس فہرست کے درج کیا گیا - صاحب بہادر نے حکم دیا - کہ یہ چودہ آدمی واسطے ملاحظہ کے بلائے جاوین - چنانچہ اسکا پروانہ ہر ہر ڈویزن کے جمعدار کے پاس بھیجدیا گیا - کہ وہ جمعدار اُس قیدی کو لیکر فلان وقت صاحب کے بنگلہ پر حاضر ہو - چنانچہ ایسا ہی ہوا - سب قیدی نمبر وار کھڑے کر دیے گئے - یعنی جو قیدی کہ اول اُس جزیرہ مین پہونچا تھا - اسکا نمبر اول تھا اور جو اُسکے بعد آیا تھا - اُسکا اُسکے بعد علیٰ ہذا میرا نام سب کے آخر مین تھا - ہیڈ منشی صاحب فہرست لیکر کھڑے ہو گئے - اور صاحب بہادر نے ایک سرے سے ملاحظہ شروع کیا - اُس فہرست مین ہر ایک کا نام و نمبر و ولدیت و سکونت اصلی و مقدمہ و تاریخ فیصل مقدمہ و جرم و تاریخ وصول انڈمان وغیرہ درج تھا - صاحب بہادر ہر ایک شخص کے پاس آکر کھڑے ہوتے - اور ہیڈ منشی کل کیفیت مندرجہ فہرست پڑھ کر سنا دیتا - اور بڑے بڑے عملے ہیڈ کلارک و جمعدار وغیرہ ساکت کھڑے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ ایک حرف بھی سفارش کا کسی کی نسبت کر سکے - ایسی حالت مین جملہ چودہ ۱۴ آدمی اپنا اپنا دھیان اُس قادر مطلق و فعال برحق کیطرف لگائے ہوئے کھڑے تھے - کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے - چونکہ معمول تھا - کہ پرانے نمبر کا آدمی مقرر کیا جاتا تھا - لہذا مین محض مایوسی کی حالت مین سب کے اخیر مین کھڑا تھا - کہ صاحب بہادر ہر ایک کو ملاحظہ کرتے ہوئے میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے - اور ہیڈ منشی کو اشارہ منظوری کا کیا منشی صاحب نے فی الفور منظوری کا لفظ ہمارے نام کے محاذی اُس فہرست مین لکھکر پیش کیا - صاحب نے اُسی جگہ کھڑے کھڑے دستخط کیا - اور چلے گئے - اُسکے بعد مین منشی ہو گیا - چھہ روپیہ ماہواری مقرر ہو گیا - منشیون کا سا لباس پہننے لگا - اور گھاٹ پر محرری کا کام کرنے لگا - ساڑھے تین سو قیدی اُس ڈویزن مین بھرتی تھے - اور ایک جمعدار جسکو وہان

کے اصطلاح مین ڈویزن کہتے تھے - اور ایک سب ڈویزن اور دو محرر مقرر تھے - اُس گھاٹ پر ہمیشہ دو محرر مقرر رہتے تھے - یہ دونون باری باری وہان کام کرتے یعنی ایک ضرور حاضر رہتا - ایک آتا تب دوسرا اپنے حوائج ضروری کو جاتا - کپتان ڈاروٹ صاحب ہاربر ماسٹر ہمارے افسر تھے - نہایت رحم دل اور نیک مزاج آدمی تھے - میرے ساتھی سید انشاء اللہ صاحب ساکن باندہ جو ایک نہایت عمر رسیدہ آدمی بمقدمہ بغاوت وہان گئے تھے - ہم اور وہ دونون آپسمین محبت و اتفاق کے ساتھ رہنے لگے - کام یہ تھا کہ جتنی کشتیان روز باہر سے آوین یا اُس ٹاپو سے باہر کو جاوین - سب کی تلاشی لینا - کہ کوئی شئی ناجائز یا کوئی قیدی بلا حصول حکم آمدورفت نہ کرے اور ہر ایک کشتی کی آمدورفت کا وقت و تعداد مسافر و اسباب وغیرہ درج کتاب ہو اور سرکاری پروانجات و خطوط وغیرہ بھی دوسرے ٹاپوؤن کو روانہ کیے جاتے - اور جو دوسرے ٹاپو سے آتے - وہ ہر ایک صاحب کے بنگلے پر بھیجدیئے جاتے - اسی طرح تین برس کامل مین اُس گھاٹ پر محرر رہا - چونکہ مین اُسوقت جوان تھا اور میرے ساتھی میر انشاء اللہ صاحب بوڑھے تھے - لہذا جب کبھی دوسرے ٹاپوؤن کی کمان ہوتی - یعنی دوسرے ٹاپوؤن مین جاکر کام کرنا پڑتا تو مین ہی جاتا - القصہ تین برس مین اسی کام مین رہا - پھر وہان سے کمسریٹ ڈپارٹمنٹ مین تبدیل کر دیا گیا - ایک برس وہان کام کیا - پھر سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ مین تبدیل ہوا - اور ماتحت مسٹر کراس صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے کام کرتا رہا - اور نیز کچھ شغل تجارت بشراکت ایک فری دُکان دار کے کرتا رہا - چنانچہ جب مین ہڈو ٹاپو کو تبدیل ہوا کہ جسکا ذکر آیندہ آویگا - اُسوقت اُس کاروبار کو اُٹھا کر قریب چارسو روپیہ کے جو بطور نفع کے بچا تھا - معہ صندوق کتاب وغیرہ ایک دوست دکاندار کے پاس رکھدیا - اسی اثنا مین شیر علیخان حجام افغانی نے وحشیانہ حرکت یہ کی کہ لارڈ میو صاحب کو مار ڈالا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے - اور حکام پورٹ بلیر جملہ قیدیون کی طرف سے بدظن ہو گئے - خصوصاً مسلمانون کی طرف سے - کیونکہ وہ قاتل بھی تو مسلمان ہی تھا - لہذا جملہ قیدی عہدہ دار مسلمان جو اُس صدر ٹاپو اس آئیلینڈ مین مقیم تھے مفصل کے ٹاپوؤن مین تبدیل کر دیے گئے - اور وہان سے ہندو بلاکر اُسجگہ پر معمور کیے گئے - چنانچہ یہ فقیر بھی ہڈو مڈیکل ڈپارٹمنٹ مین تبدیل کر دیا گیا - وہان ماتحت مسٹر جارڈن صاحب اپاتھی کیری کے مقرر ہوا - صاحب موصوف ازبسکہ غصہ ور اور تند مزاج مشہور و معروف تھے - جو محرر یا جمعدار اُنکے ماتحت مقرر کیا جاتا - اُسکو وہ خود بھی خوب مار پیٹا کرتے - اور کورٹ

مین بھیجکر سزا دلا کر جیل بھجوا دیا کرتے - اور سخت کلامی اور گالی گلوج تو ایک ادنیٰ بات تھی - لہٰذا مجھکو اور میرے تمام احباب کو اس تبدیلی کا ازبسکہ رنج والم ہوا - لیکن کرنا کیا تھا مجبوراً جانا پڑا - جب مین وہان پہونچا - کام اُس ہسپتال کا اور کتابین رجسٹر اور رپورٹ وغیرہ کی نہایت ابتر پائین - کیونکہ کوئی محرر ایک مہینہ بھی مستقل طور پر وہان کام کرنے نہین پاتا تھا - کہ سزایاب ہو جاتا تھا مین نے متوکلاً علی اللہ نہایت خوف کی حالت مین اپاتھی کیری صاحب سے کہا - کہ صاحب یہان کے دفتر کی حالت نہایت ابتر ہے - نہ کسی کا کوئی رجسٹر مرتب ہے - اور نہ رپورٹ کی کوئی کتاب ہے - مین اس کام کے کرنے سے مجبور ہون - جبتک کہ مجھکو کتابین نہ ملین - اور دو مہینے کی مہلت ملے تاکہ مین ساری کتابون کو مرتب کرون چنانچہ صاحب ممدوح نے منظور کیا - اور فی الفور چھ عدد کتابین سادی کمسریٹ سے انڈنٹ کر کے منگا دین - ہرد وہسپتال جملہ ہسپتالہاے پورٹ بلیر سے بڑا تھا - وہان چھ قسم کے ہسپتال تھے - دو مردون کیواسطے - اور ایک عورتون کے واسطے - ان تینون مین ہر قسم کے مریض داخل ہوتے - اور دو پاگلون کے ہسپتال تھے ایک نیم پاگل کیواسطے اور ایک پورے پاگل کیواسطے - اور ایک جذامی اور کوڑھیون کیواسطے - یہ کام ایسا سخت تھا کہ ایک آدمی اسکو ہرگز نہین کر سکتا تھا - اور اسپر طرہ یہ کہ حاکم مافوق ایسا تند مزاج کہ ایک بات اُس سے دریافت کرنا متعسر بلکہ محال - اور مین ایک نیا آدمی کہ کچھ بھی ان کامون سے واقفیت نہین - بہرکیف اللہ پر توکل کر کے مین نے کتابون کو درست کرنا شروع کر دیا - اور جتنی کتابین انگریزی مین وہان تھین ہر ایک کا ہیڈنگ یعنی سرنامہ انگریزی رائیٹر سے دریافت کر کے اپنی کتابون کو اُسکے موافق درست کر ڈالا - ایک مہینے مین ساری کتابین مرتب کر کے دوسرے مہینے کے شروع مین اپاتھی کیری صاحب کو ہر ہر سوال کا جواب دینا شروع کر دیا - اور جو کچھ وہ دریافت کرتے وہ مین بتا دیتا - اور خود اول رپورٹ تیار کر کے اُسکا ترجمہ اپاتھی کیری صاحب کو کرا دیتا - تب تو صاحب موصوف نہایت خوش ہوے - اور فی الجملہ نگاہ عنایت کرنے لگے - اور دوسرے مہینے مین تو مین نے اپاتھی کیری صاحب کو ایسی آسانی دی کہ اُنکو کوئی رپورٹ وحساب مہینے کے اختتام پر خود نہ بنانا پڑا - بلکہ مین نے اول تیار کر لیا - اور اُنکو صرف ترجمہ اُسکا کرا دیا - جب اُنھون نے اُس حساب کو صحیح اور موافق انگریزی کے پایا تو زیادہ تر خوش ہوے - اسی درمیان مین خانساماں نے اپاتھی کیری صاحب کو دیکھا کہ اُنکے بدن پر تمام دنیا کے داغ سیاہ سیاہ بکثرت موجود ہین - اُس خانساماں نے صاحب

ذکرکیا۔ کہ آپ کے منشی کے پاس اسکی دوا نہایت عمدہ موجود ہے۔ جس سے بہت لوگ شفا پا چکے ہین۔ اپاتھی کیری صاحب چونکہ عرصہ دراز سے اُس مرض تکلیف دہ مین مبتلا تھے۔ اور بہت کچھ ڈاکٹری دوا کر چکے تھے۔ لہذا جب وہ ہسپتال مین آئے۔ مجھسے دریافت کیا اور اپنا بدن کھولکر دکھلا دیا اُس گورے بدن پر سیون داغ سیاہ اُبھرے ہوے نظر آئے۔ مین نے کہا کہ اگر آپ تھوڑا لُبان منگوا دیجیے۔ تو مین ایک ہی دن مین اسکی دوا تیار کیے دیتا ہون۔ صاحب نے فی الفور دو پونڈ لُبان کا انڈنٹ کمسریٹ کو بھیجدیا۔ وہانسے دو روز مین وہ لُبان پہونچا۔ مین نے گلی ہانڈی مین بطور نال بھبکہ کے ایک شیشی مین کھینچکر صاحب کو دیا۔ دو چار ہی روز کے لگانے مین بہت کچھ فائدہ اُسکا معلوم ہوا۔ نہایت خوش ہوے۔ اور ہسپتال مین جب آئے۔ مجھسے ذکر کیا۔ مین نے کہا کہ جبتک اُس جگہ کا چمڑا صاف ہو کر اصلی رنگ نہ پیدا کرے آپ برابر لگاتے چلے جائیے۔ چنانچہ بمنہ و کرمہ تعالے عرصہ ہفتہ عشرہ مین وہ بالکل صاف ہوگیا۔ تب تو ازحد خوش ہوے۔ اور ڈاکٹر ریڈ صاحب جنرل ڈاکٹر جو ہفتہ مین ایک بار روا سطے ملاحظہ ہسپتال کے تشریف لایا کرتے تھے۔ اُنسے ذکر کیا۔ اور اپنا بدن کھول کر دکھلایا۔ اور ساری کیفیت اُسکی بیان کی۔ اور کہا کہ اس ہسپتال مین بہت لوگ اس عارضہ مین مبتلا ہین۔ اگر آپ حکم دین اس دوا کا استعمال انلوگون کو کرایا جائے۔ جنرل ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ بغیر منظوری گورنمنٹ کوئی دوا ہسپتال مین استعمال مین نہین لائی جاسکتی۔ اور منظوری گورنمنٹ کے واسطے ضرور ہی کہ لکھا جائے۔ کہ یہ دوا کیونکر اور کہانسے ہاتھ لگی۔ اُسوقت مجھکو اپنی رپورٹ مین لکھنا پڑیگا کہ یہ دوا ایک ہندوستانی قیدی سے مجھکو معلوم ہوئی۔ اور یہ نہایت شرم کی بات ہی کہ ہندوستانی قیدی کا نام اشتہارات ولایت مین چھپے۔ اور ملکہ کے حضور تک پہونچے۔ لہذا مین اسکو اس ہسپتال مین استعمال کرانیکا حکم نہین دیسکتا۔ اپاتھی کیری صاحب ساکت ہو گئے۔ اور تخمیناً دو برس مین اُنکے ماتحت اُس ہسپتال مین نہایت راحت و آرام کے ساتھ کام کرتا رہا۔ بعد اُسکے جب صاحب کی بدلی مدراس کو ہوئی روغن لُبان اُتارنے کی ترکیب صاحب نے مجھسے سیکھ لی۔ اور دو سیر لُبان منگوا کر اُسکا روغن مجھسے اُتروا کر اپنے ہمراہ ایک بوتل مین لے لیا۔ اور ایک سرٹیفکٹ نیک چلنی کی دی۔ اور جنرل ڈاکٹر صاحب سے زبانی بھی بہت کچھ سفارش کی۔ بعد اُسکے اُنکی جگہ پر فلپ صاحب اپاتھی کیری آئے۔ وہ نہایت خوش اخلاق و نرم مزاج آدمی تھے۔ ہم سب لوگون کو اُنکے آنے کی خوشی ہوئی۔ لیکن کچھ عجب قدرت خدا کی اُنکے آنے کے تھوڑے ہی

دن بعد برخلاف توقع و امید اُنسے تکلیف پہونچی - اور اُنھون نے ہماری شکایتین جنرل ڈاکٹر صاحب سے کردین - مگر چونکہ ڈاکٹر صاحب ممدوح ہمارے حال سے واقف تھے - اُنھون نے اُسپر کچھ کان نہ رکھا جب زیادہ تر فلپ صاحب کو مین نے اپنے سے برہم پایا - ڈاکٹر صاحب سے عرض کرکے مین جاتھم ہسپتال کو تبدیل ہوگیا - وہان ایک برس رہا - چونکہ حسب قانون مجریہ پورٹ بلیر مین اب دُکان داری کا پیشہ کرنیکا مستحق ہوگیا - مین نے یہ خیال کیا کہ اس سرکاری ملازمت مین جناب حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے محروم رہتا ہون - اور وہ نہایت کمزور و ضعیف ہوگئے ہین - اور محتاج بخدمت - بہتر یہ ہو کہ مین لیسنس پیشہ وری کا لیلون - اور مولانا کو بھی اپنے ہمراہ کرلون - تاہم دونون ایک جا رہکر اپنا غم غلط کرین - اور مین مولانا کی خدمتگزاری سے بھی شرف حاصل کرون - اور وہ چار سو روپیہ جو بوقت تبدیلی راس آئیلینڈ سے ہڈو کو ایک دوکاندار کے پاس رکھدیا تھا - اُسی روپیہ سے دُکان کرونگا - چنانچہ مین نے درخواست حصول لیسنس پیشہ وری بحضور ڈسٹرکٹ افسر کے کردی - بعد بہت گفت و شنود کے عرصہ دراز مین وہ درخواست منظور ہوئی - اور مین ہسپتال کے کام سے مستعفی ہوکر موضع ابرڈین کو تبدیل ہوگیا - کیونکہ وہ سدر ضلع کا صدر تھا - اور وہان پولس اور پلٹن بکثرت موجود تھے - جب مین جاتھم سے چلا - اُسوقت صرف تیس ۳۰ روپیہ میرے پاس موجود تھا - جب ابرڈین پہونچا - اُسوقت ایک مکان سرکاری جو بہترین موقع دُکانداری پر تھا - نیلام ہو رہا تھا - مین نے فی الفور اُسکو اُسی تیس ۳۰ روپیہ مین خرید لیا - اب بجز چند آنون کے میرے پاس اور کچھ نہ رہا - خیر مین نے اُس مکان کو خرید کر اُسمین اپنا اسباب وغیرہ رکھکر دوسرے روز راس آئیلینڈ کو گیا - اور چاہا کہ اُس رکھے ہوے روپیہ کو لیکر اسباب دُکانداری اور نیز خور و نوش کیواسطے چاول دال لے آؤن جب وہان گیا اور اپنے دوست سے ملاقات کی - اُسکا حال نہایت ابتر و مفلس پایا معلوم ہوا کہ اُسکا مکان و دُکان و کل اسباب جلکر خاک و خاکستر ہوگیا - اب اُسکے پاس کیا تھا جو ایک کوڑی بھی ملے - اُسوقت کی کیفیت غم و اندوہ کی ایسی نہین جو حیطہ تحریر مین آئے - کیونکہ کل دار و مدار ہمارے کام کا اُسی روپیہ پر تھا - اُسی کے بھروسے پر یہ لیسنس حاصل کیا تھا - اب اگر پھر رجعت قہقری کرون اور سرکار سے اُسی عہدہ قدیم کے ملنے کی درخواست کرون تو ہرگز قبول اجابت نہوگی - بلکہ سزایاب ہونیکا خوف ہو - کیونکہ وہ جیلخانہ ہی وہان ہر کام اپنے اختیار سے کرنا مستحیل و محال - الغرض مین نہایت متفکر غم و اندوہ سے بھرا ہوا ایک دوسرے

دُکاندار کی دُکان پر جو وہ بھی ہمارے دوستون مین سے تھے۔ جا بیٹھا۔ وہ نہایت خوش ہوے۔ اور
آنیکا سبب پوچھا۔ مین نے اپنے لیسنس لینے کا حال اور ابرا ڈین مین دُکان خریدنیکا حال اُنسے بیان
کیا۔ مگر روپیہ کی بربادی کا حال اُنپر ظاہر نہ کیا۔ اُنھون نے باصرار تمام مجھسے کہا کہ آپ کو جسقدر اسباب
کی ضرورت ہو مجھسے لیجیے۔ چونکہ میرے پاس روپیہ نہ تھا۔ اس بات کو ٹالدیا۔ لیکن جب اُنکا اصرار
حد سے زیادہ ہوا تو کہنا پڑا۔ جب اُنھون نے روپیہ کے تلف ہونیکا حال سُنا۔ بہت افسوس کیا۔
اور پہلے سے زیادہ اصرار مال لینے پر شروع کیا۔ بلکہ بلا درخواست ہماری تخمیناً پانسو روپیہ کا
اسباب جو وہان کی دُکانداری کیواسطے ضروری ہوتا ہے۔ کپڑا اور ظروف برنجی و مسی وغیرہ علحدہ
کر کے اور اُسکی ایک فہرست تیار کر کے ایک مزدور بلا کر میرے ہمراہ کر دیا۔ مین نے اُسکو اپنے ہمراہ
لا کر دوکان مین رکھدیا۔ اور بیچنا شروع کر دیا۔ اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد بعض احباب جو ملازم
سرکاری تھے۔ اور وہ بارک مین رہا کرتے تھے۔ وہ کچھ روپیہ ہمارے پاس امانتاً رکھنے کو لائے
مین نے انکار کیا۔ کہ میرا گھر ٹٹی کا ہی مبادا کوئی چور آکر صندوق توڑ کر لیجاوے تو مین اسکے تاوان
کا متحمل نہین ہو سکتا ہون۔ جب اُنھون نے بہت کچھ اصرار شروع کیا مین نے کہا کہ ایک شرط
پر لے سکتا ہون کہ اس روپیہ سے مین اپنا کاروبار دُکانداری کرون۔ اور جب آپکو اپنا روپیہ
جزءاً یا کُلاً واپس لینا ہو تو پندرہ دن قبل مجھکو مطلع کیجیے مین روپیہ بہم پہونچا کر آپ کو دیدونگا۔
چنانچہ اُنھون نے اس شرط کو منظور کیا۔ مین نے روپیہ لیکر کلکتہ جہاز پر روانہ کر دیا۔ وہان
سے مال منگا کر بیچنا شروع کیا۔ پھر تو اسی طور پر اور بہت سے لوگ روپیہ لاتے گئے۔
اور مین اُسی شرط مذکورۂ بالا پر روپیہ لیتا چلا گیا۔ حتٰے کہ دس بارہ ہزار روپیہ میرے پاس جمع ہو گیا۔
مین نے پٹنہ سے مولوی محمد یقین صاحب کو بلا کر کلکتہ مین اپنا ایجنٹ مقرر کیا۔ اور اُنکا فی صدی پانچ روپیہ
کمیشن مقرر کر کے مال منگانا شروع کیا۔ اب تو بعون اللہ و قدرتہ میرا ہاتھ خوب کشادہ ہو گیا۔ اور قریب
قریب سو روپیہ ماہواری کے خالص منافع ملنے لگا۔ اور دوسرے دُکانداروں کو بھی جو کلکتہ سے مال
منگایا کرتے تھے۔ مولوی محمد یقین صاحب مرحوم کی طرف رجوع کرا دیا۔ اور اُس روپیہ کا ضامن مین خود
ہوا۔ پھر تو مولوی صاحب مرحوم کو بھی تخمیناً سو روپیہ ماہواری ملنے لگا۔ پس اے حضرات ناظرین اسجگہ
ایک بات لائق غور و فکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب مین راس آئیلینڈ سے بدو کو تبدیل ہوا۔ باعث تندمزاجی

مسٹر جارڈن صاحب اپالتھی کیری وہان کے مین اپنی جان پر نہایت خائف و ترسان تھا۔ اور اپنی اس تبدیلی سے نہایت ناخوش و تنگدل حتی کہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتا تھا۔ اُسوقت رب رحیم و کریم نے اُس حاکم کو مہربان بنادیا۔ اور پھر جب اُنکی تبدیلی ہوئی۔ اور فلپ صاحب اپالتھی کیری آگے جو نہایت خوش خلق اور نیک مزاج تھے۔ اور مین اُنکے آنے سے نہایت خوش تھا۔ اُسوقت اُس مصرف القلوب نے اُنکے دل کو ہماری طرف سے پھیر دیا۔ اور ہمنے تکلیف اُٹھائی۔ اسی طور سے مین نے باعتماد اُس چارسو روپیہ کے جو پس ماندہ تھے سرکاری ملازمت کو چھوڑ کر دوکانداری اختیار کی۔ اللہ تعالے نے اُس روپیہ کو تلف کرا دیا۔ پھر جب مین نہایت پریشان غم و ہم کے گرداب مین مبتلا ہوا۔ اُس قادر مطلق نے محض اپنے فضل عمیم سے دستگیری کی۔ اور ہزار ہا روپیہ بلامنت و احسان احدی جمع کرا دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار لعلکم تتقون ۔ بات یہ ہی کہ انسان کو ہرگز ہرگز اسباب و سامان ظاہری پر تکیہ اور بھروسا نہ کرنا چاہیے۔ اور ہر وقت و ہمہ آن اُس فعال مطلق پر توکل کرنا چاہیے۔ اور اُس سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسپر مہربان ہوتا ہی۔ اُسکے اسباب ظاہری کو منقطع کر دیتا ہی۔ تا اُسکے دل کو علاقہ مع اللہ و توکل علی اللہ پیدا ہو۔ اور جس سے خداوند کریم ناراض ہوتا ہی اُسکو اُسی سامان ظاہری مین ڈھیل دیکر غافل کر دیتا ہے حتی کہ وہ کہنے لگتا ہی۔ انما اوتیتہ علی علم۔ نعوذ باللہ منھا

الغرض مین نے سات برس یہ دوکانداری کی۔ اور بہت کچھ چاہا کہ جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے پاس لا کر رکھون۔ لیکن تقدیر ایزدی نے محروم رکھا۔ جسکا ذکر مین اوپر کر چکا ہون۔ اسی درمیان مین مین نے سرکار مین درخواست دی واسطے حصول اجازت بلانے اپنے فرزند عبد الفتاح کے۔ چنانچہ وہ درخواست منظور ہوئی۔ اور عبد الفتاح کو مین نے بلا لیا۔ اور تخمیناً پندرہ سولہ مہینے وہ وہان رہے۔ اس درمیان مین مین برابر اُنکے پڑھانے لکھانے مین سعی بلیغ و کوشش بلیق کرتا رہا۔ اور دوکانداری کا فن بھی بتاتا گیا۔ مگر افسوس کہ وہان کی آب و ہوا اُسکے مزاج کے موافق نہوئی۔ اور وہ سخت بیمار ہوگیا۔ درد مفاصل و ورم طحال وغیرہ مین مبتلا ہوگیا۔ ہرچند علاج ڈاکٹری دوا ن کرتا رہا مگر جب کچھ فائدہ نہ دیکھا۔ ناچار ارادہ ہوا کہ اُسکو مکان کو واپس کر دون۔ اُسوقت خیال ناقص مین اس ظلوم جہول کے یہ بات گذری۔ کہ مجھپر مقدمہ کا ثبوت بہت کم ہوا اور نیز جان لارنس صاحب گورنر جنرل کے پاس جب ہم لوگون کی درخواست اپیل گذری تھی۔ اُسپر اُنھون نے حکم دوام حبس کو منسوخ کرکے تا صدور

حکم ثانی قید وعبور دریاے شور کا حکم دیا تھا - لہذا خیال مین یہ بات گذری - کہ اسوقت لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہین جو نہایت رحم دل اور نیک مزاج مشہور ہین - اور ہم لوگون کی قید کو بھی قریب انیس برس کے گذر گیا - اُس صدور حکم ثانی کا وقت بھی پہونچ گیا ہے - اگر اسوقت مین کوئی تحریک رہائی کی کیجاے تو غالبًا مفید پڑیگی - اور گوہر مراد ہاتھ مین آویگا - چنانچہ منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو ہمارے ساتھ قید ہوے تھے - اُنھون نے ایک مسودہ عرضی کا تیار کیا - اور وہ مسودہ عبدالفتاح کے ساتھ کرکے پٹنہ کو روانہ کردیا - عبدالفتاح نے پٹنہ پہونچکر برادرم عزیز شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم ومغفور کو دیا - اُنھون نے اُس مسودہ کو ہماری اہلیہ کی طرف سے بصلاح چند وکلا مرتب ومکمل کرکے اور چھپواکر بحضور لارڈ رپن صاحب ویسراے وگورنر جنرل ہند بذریعہ ڈاک بھیجدیا - گورنر جنرل بہادر نے اُس عرضی کے پہونچنے پر کل کاغذات متعلق اس مقدمے کے ضلع سے طلب کرکے خوب چھان بین اُس مقدمہ کی کی - اول بڑے بڑے افسر مثل لفٹنٹ گورنر پنجاب وبنگال وممالک مغربی وشمالی وکمشنر وغیرہ سے مشورہ لیکر دس مہینے کامل اسکی تحقیقات کرکے عدل نوشیروانی کو کام مین لاکر حکم رہائی جملہ ہمارے اہل مقدمہ کا صادر فرمایا - چنانچہ اُسوقت صرف چھ آدمی اُس مقدمہ کے باقی رہگئے تھے - ان کل کے کل نے رہائی پائی - نام اُنکے یہ ہین - عبدالرحیم مسود اوراق ہذا - میان عبدالغفار صاحب ساکن پٹنہ - میان تبارک علی صاحب ساکن پٹنہ - منشی محمد جعفر صاحب تہانیسری ثم انبالوی مولوی امیرالدین صاحب ساکن ضلع مالدہ مسعود خان صاحب ساکن ضلع بگوڑا - الغرض یہ فقیر جزیرہ انڈمان سے مع دیگر ہمراہیان رہائی پاکر لارڈ صاحب ممدوح کے حق مین دعاے خیر کرتا ہوا بتاریخ یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ہجری مین پٹنہ پہونچا چنانچہ تاریخ رہائی نتیجہ فکر سے جناب حضرت عمی شمس العلما مولانا محمد سعید قدس سرہ العزیز ساکن محلہ مغلپورہ محلات شہر پٹنہ کے یہ ہے

قطعہ تاریخ

ستنے چند از عظیم آباد پٹنہ
کہ بودند اہل علم وفضل باہر

برانیشان عبور بحر پر شور
چو شد حکم دوام حبس صادر

از انیان چند کس مردند در قید
رہا گشتند باقی ماندہ آخر

بحکم ویسراے قیصر ہند
کہ دارد بر رعایا رحم وافر

یکے زان مولوی عبدالرحیم است
چو کردم فکر تاریخ رہائی
نظیرش کم تواند یافت آن کس
پس از طول زمن الحمد للہ
۱۳۰۰ھ
حروفِ صد بیان سال ہجری
۱۳۰۰ھ

کہ وصف او نگنجد در دفاتر
مرا بیت خوشی آمد بخاطر
کہ باشد در فن تاریخ ماہر
رہا گشتند اسیران جزائر
۱۸۸۳ء
سنین عیسوی از شعر ظاہر
۱۸۸۳ء

ہم لوگ کلکتہ سے بحراست پولس پٹنہ پہونچائے گئے۔ بانکی پور اسٹیشن سے اُتر کر اول سپرنٹنڈنٹ پولس کے بنگلے پر ہم لوگ گئے۔ وہان ایک اقرارنامہ پر دستخط لیا گیا۔ کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ صاحب کی کچہری مین آکر حاضری دیا کرین اور بغیر اجازت صاحب موصوف کے شہر سے باہر نہ جائین۔ جب کہین جانا ہو تو اپنے مکان کے متصل چوکی یا تھانہ پر اطلاع بھیجدین اور بعد مراجعت پھر اطلاع تھانہ کو بھیجدیا کرین۔ چنانچہ یہ حکم قریب سات برس کے عمل مین آتا رہا لیکن بعد کو حاضری ماہواری و اطلاع دہی تھانہ وغیرہ بھی اُٹھالی گئی۔ مگر اسوقت تک یہ حکم البتہ باقی ہے۔ کہ بغیر اطلاع گورنمنٹ کسی غیر ملک کو نہین جا سکتے۔ مثلاً مکہ معظمہ جانا ہو تو گورنمنٹ مین اطلاع دیکر اور اجازت لیکر جانا ہوگا۔ بہرکیف مین سپرنٹنڈنٹ صاحب کے بنگلے سے رخصت ہو کر محلہ نمو مہین پہونچا۔ جہان کہ میرے اہل و عیال مقیم تھے۔ اُسکی صبح ہو کے صادق پور گیا۔ تو وہان دیکھا۔ کہ ہم لوگون کے مکانات کل منہدم کر کے کف دست میدان بنا دیا گیا ہے۔ اور اوسپر بازار اور میونسپلٹی کے مکانات بنا دیے گئے ہین۔ مین نے چاہا کہ اپنے خاندانی مقبرہ کو کہ جہان چودہ پشت سے ہمارے آباء و اجداد دفن ہوتے چلے آئے تھے۔ جا کر دیکھون۔ اور خصوصاً اپنے والدین ماجدین غفر اللہ لہما کے مزار کی زیارت کرون۔ اور اسپر دعاے مغفرت اور فاتحہ پڑھون۔ مگر ہر چند کہ کوشش کی پتہ نملا۔ آخر بعد تجسس و تفحص بسیار و غور و فکر کے قرینہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت والدین ماجدین کی قبرین کھود کر اسپر بنا سے عمارت میونسپلٹی بنا دی گئی ہے۔ ایحضرات ناظرین اُسوقت اس حرکت کا جو ہمارے اموات کے ساتھ کیا گیا۔ جو صدمہ دل پر گذرا وہ بیرون از حیطۂ تحریر و تقریر ہے۔ اسوقت تک اُسکی یاد سے بدن کے رونگٹے تک کھڑے ہو جاتے ہین۔ یہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ہمارے جرم مین ہمارے اموات و آباء و اجداد کی قبرین کیون کھودی گئین۔ اور وہ مقبرہ

کیون معرض ضبطی مین آیا ہماری عادل گورنمنٹ نے کیون یہ کام کیا۔ بہرکیف مین نے اُسی جگہ کھڑے ہوکر
کہ جہان اُنکی قبر میرے خیال مین آئی دعاے مغفرت کرلی۔ اور آج تک بھی ایساہی کرلیا کرتا ہون ۔ یہ
ساڑھے تین مہینے کم پورے بیس برس پر مین اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ رنگ ڈھنگ چال چلن لباس وپوشاک
وکل طرز معاشرت تمام شہر کا بدلاہوا ہے۔ جو لوگ اُسوقت مین عمر رسیدہ تھے وہ تو پیوندزمین ہوگئے
اور جو لڑکے تھے وہ بوڑھے ہوگئے ۔ اور جو ملک عدم مین تھے وہ لباس ہستی پہنکر جوان ہو گئے ۔ اور ایک
نئی روشنی اور نئے اعتقادات اور نئے خیالات کے لوگ ہر جگہ پائے جاتے ہین ۔ اُسوقت بے اختیار
حضرت عُزَیر علیہ السلام کا قول جو بیت المقدس کو ویران دیکھکر آپ نے فرمایا ہی۔ اور اللہ رب العزت نے
اپنے کلام پاک مین اُسکو حکایۃً نقل کیا ہی۔ یاد آگیا وہ یہ ہے۔ قال انّی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا۔
خصوصاً اہل صادق پور کے مرد وعورت ہر ایک مین تغیر عظیم پایا کہ جسکا سخت رنج وگزند قلب پر گذرا اسوقت
مجھکو اپنی رہائی پر از بسکہ افسوس ہوا کہ کاش مین بھی اُسی جزیرہ کا پیوند زمین ہو جاتا تو بروز حشر اپنے
دونون ساتھیون کے ہمراہ محشور ہوتا ۔ اور نیز ان مکروہات کے معائنہ سے محفوظ رہتا۔ یالیتنی مت
قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً۔ چونکہ جسوقت مجھکو خبر رہائی پورٹ بلیر مین گوش زد ہوئی اُسی وقت مین نے
نیت کرلی تھی ۔ کہ اگر کچھ روپیہ مجھکو دکان واسباب وغیرہ بیچکر اور لوگون کا روپیہ ادا کر دینے کے بعد
بچ جائیگا تو مین اُس سے حج کرونگا اور دو سال مکہ معظمہ مین رہ کر ایک سال اپنا حج اور دوسرے
سال طرف سے حضرت والد ماجدم غفر اللہ لہ کے کرونگا۔ پس اب مین نے تہیہ سفر حج کا کیا۔ اور چاہا
کہ گورنمنٹ مین درخواست دون ۔ اور اجازت حاصل کرون مگر میرے برادرم عزیز مولوی محمد حسن مرحوم
اور بعض احباب نے مجھ کو روکا کہ اسقدر جلد ارادہ حج کا مت کرو کہ مبادا گورنمنٹ درخواست نامنظور
کرے ۔ دو ایک برس صبر کرو۔ خیر مجبوراً مین نے اُنکی صلاح کو قبول کیا۔ بعد عرصہ دس مہینے کے
میرے گھر مین ولادت ہوئی ۔ اور تاریخ چودھوین ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری نبوی
مین قرۃ العین پارہ فوادی نور الھدیٰ رقاہ اللہ علی الدرجات العلیٰ پیدا ہوے ۔ چنانچہ اُسکی
تہنیت مین مع قطعہ تاریخ ولادت جناب حضرت عمی شمس العلماء مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ
نے جو خط بھیجا ہے ۔ وہ بجنسہ نقل کرتا ہون ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
الکریم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ ذوی الفضل العظیم ۔ عزیز دل وجان سلمہ اللہ المنان ۔ السلام علیکم

ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ از مولوی عبدالقیوم صاحب خبر بشاشت اثر تولد فرزند ارجمند بخانہ آن عزیز شنیدہ بغایت
مسرور شدم ہمانا کہ حصول این نعمت بعد مراجعت از کربت غربت از جناب باری فضل بالائے فضل است
حسب ایمائے مولوی صاحب ممدوح کہ مرضی شریف نام تاریخی گفتہ بودند یکے نام تاریخی ہم رسانیدہ قطعہ
آن درست کردہ بخدمت شان فرستادہ بودم غالباً بمطالعہ ساطعہ درآمدہ باشد دران یک شعر زیادہ
کردہ و یک قطعہ تاریخ دیگر گفتہ درین قرطاس می نگارم اللہ تعالی در عمر و اقبال این پسر برکت دہاد قطعہ

بوالاقتدر عالی خاندانے
خدا بخشید فرزندے بہ از جان
شود تا سال میلادش آشکارا
رسیلا دلپسر تا بپا خوب

بعلم و اتقا ممتاز از اقران
دوشنبہ وقت عصر و چاردہ بود
نہم نامش محمد فضل رحمان ۱۳۰۱ھ
چو آمد این پسر مرغوب جانہا

کہ نام نامیش عبدالرحیم است
زشہر مولد شاہ رسولان
دیگر۔ دل عبدالرحیم شاد گردید
شدش سال ولادت این مرغوب ۱۳۰۱ھ

محمد سعید عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول شریف روز سہ شنبہ ۱۳۰۱ ہجری فضل الرحیم محمدی ۱۳۰۱ھ بھی نام تاریخی اسکا ہے۔
بہرکیف دوسرے سال چار مہینے قبل از رمضان شریف مین نے ایک درخواست لوکل گورنمنٹ مین واسطے
حصول اجازت سفر حج کے بھیجدی۔ اور خیال یہ تھا کہ ماہ رجب مین یہان سے روانہ ہو جاؤن۔ اور اوائل
شعبان تک مکہ معظمہ پہونچ جاؤن۔ تا رمضان شریف کا مہینہ تمام و کمال مکہ معظمہ مین گذرے لیکن قسمت
کی خوبی کہ وہ درخواست بعد رگڑے جھگڑے اور قیل و قال بسیار کے منظور ہوکر بتاریخ بارھوین شعبان
سنہ ۱۳۰۱ ہجری میرے پاس پہونچی۔ اُسمین صرف آٹھ مہینے کے لیے اجازت دی گئی تھی۔ مین اُسکی صبح کو
یعنی تیرھوین شعبان کو چٹھی منظوری کی لیے ہوے کچہری مین صاحب مجسٹریٹ بہادر کی حاضر ہوا واسطے
حصول پاس پورٹ کے چنانچہ بڑی سعی و کوشش سے اُسی روز پاس پورٹ مین نے حاصل کیا۔ اور
صاحب نے زبانی حکم دیا کہ بمبئی مین پہونچکر تمکو سپرنٹنڈنٹ پولس کے یہان اپنی حاضری دینی ہوگی۔ چنانچہ
چودھوین تاریخ علی الصباح تن تنہا بغیر کسی ساتھی اور نوکر وغیرہ ڈاک گاڑی پر سوار ہو گیا۔ اور
دو روز مین بمبئی پہونچا۔ بھنڈی بازار اسمعیل سیٹھ کے مسافر خانہ مین گیا۔ وہان کثرت مسافر و غلاظت
وغیرہ کے سبب سے طبیعت کو نفرت ہوئی۔ مین نے چاہا کہ کوئی دوسرا مکان یا مسافر خانہ ملے تو وہان اپنا
قیام کرون۔ الغرض اُسکے قریب ہی ایک دوسرا مسافر خانہ تھا۔ مین وہان چلا گیا دیکھا تو مکان نہایت
وسیع اور خالی پڑا ہوا ہے۔ صرف دو چار مسافر اُسمین تھے۔ اُس مسافر خانہ والون نے بڑے تپاک سے

میرا خیر مقدم کیا مین   ایک کوٹھری بکرایہ لیکر اپنا اسباب وہان رکھکر فی الفور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس کی کچہری مین حاضر ہوا اُسوقت عبدالعلی خان سپرنٹنڈنٹ پولس تھے۔ اُنسے جا کر ملا اُنھون نے کہا کہ ہان تمھاری نسبت پٹنہ سے تار آیا ہی مین تمھارے منتظر تھا مین نے کہا کہ پرسون ڈاک کا جہاز عدن کو جانیوالا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ اُسی پر سوار ہو جاؤن۔ کہ وہ ایک ہفتہ مین عدن پہونچیگا۔ اور وہان سے خدیوی مصری ڈاک کے جہاز پر سوار ہو کر ایک ہفتہ مین جدہ پہونچون گا۔ اور اسطرح پہلی دوسری رمضان تک مین داخل مکہ معظمہ ہو جاؤنگا۔ ور رمضان شریف بخوبی مجھکو حرم محترم مین گذریگا کیونکہ رمضان مین عمرہ کرنیکا ثواب حج کے برابر ہے۔ مگر افسوس کہ ہماری بدقسمتی نے یہان بھی ہمکو روکا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ نے فرمایا کہ مجھکو حکم ملا ہی۔ کہ تمکو حاجیون کے جہاز پر سوار کر دون۔ اور دوسرے کسی جہاز پر تمکو سوار ہونے کی اجازت نہین ناچار قہر درویش بر جان درویش مجھکو وہان حاجیون کے جہاز کے انتظار مین بائیس روز تک ٹھہرنا پڑا۔ آخر دسوین رمضان شریف ۱۳۰۱ھ ہجری مین کلمبیا جہاز پر مین سوار ہوا۔ کہ جسپر ساڑھے تیرہ سو حاجی سوار تھے۔ مین تن تنہا فرسٹ کلاس کی ایک کوٹھری مین جا بیٹھا۔ نہ میرے پاس کوئی نوکر اور نہ میرا کوئی ہموطن اُس جہاز مین تھا مین نے کھانا پکانے کی تکلیف سے بچنے کے لیے کچھ روٹی اور بسکٹ اور شیرینی وغیرہ لے لی۔ اور احتیاطاً کچھ چاول دال بھی خرید کر رکھ لیا۔ کہ جہان کہین موقع ہو گا پکا لونگا۔ جہاز پر گودی مین سوار ہوا دو روز تک تو جہاز اچھی طور پر چلا۔ تیسرے روز جب سقوطرہ کے دریا مین پہونچا سخت تلاطم و تموج سے سامنا ہوا۔ کیونکہ جولائی کا مہینہ تھا۔ اور جون و جولائی و اگست ان تینون مہینون مین بحر عرب مین طوفان شدید رہا کرتا ہی۔ خصوصاً بحر سقوطرہ مین ایسا طوفان و تلاطم و تموج رہتا ہے۔ کہ ہر سال کوئی نہ کوئی جہاز غرق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میرے جہاز کو بھی شدید ترین طوفان سے سامنا ہوا۔ انجن کا پہیہ ٹوٹ گیا۔ مستول جہاز کا ٹوٹ کر گرا کہ جس سے چھتری پر کے چند مسافر ہلاک ہوے۔ تین دن تک جملہ مسافرون کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی۔ جہاز تین روز تک کھڑا موجون کے تھپیڑے مین ادھر سے اُدھر ڈانوان ڈول پھرتا رہا۔ الغرض ایک ہفتہ کا راستہ دو ہفتہ مین طے کر کے وہ جہاز عدن مین پہونچا روٹی اور شیرینی وغیرہ جو کھانے کی چیزین مین نے اپنے ہمراہ لے لی تھین۔ وہ کل دو ہی روز مین شور ہوا کے باعث سڑ گئین۔ اور دریا مین پھینکی گئین۔ مین بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ دن صرف ایک

گھونٹ پانی پر گذار اکرتا رہا۔ جب جہاز عدن کو پہونچا چاہا کہ شہر مین جاکر کچھ چیز لیکر کھاؤن اور شہر کو بھی دیکھون۔ مگر کپتان جہاز سے معلوم ہوا کہ یہ جہاز صرف ایک گھنٹہ یہان ٹھہریگا۔ ڈاکٹر اگر جہاز کا ملاحظہ کریگا۔ اور حکم دیگا تو جہاز چلا جائیگا۔ ناچار اُسی جہاز پر رہا۔ اور جو ڈیون پر جو لوگ روٹی اور پھل وغیرہ لائے تھے۔ خرید کر کھایا۔ اور ایک خط لکھکر کپتان کے حوالہ کردیا۔ کہ وہ بذریعہ ڈاک ہندوستان کو روانہ کردے۔ وہان سے جہاز روانہ ہوا اور پانچ چھ روز مین بمقام قمران پہونچا۔ وہان ہم سب حاجی لوگ جہاز سے اتار کر ایک میدان ریگستان مین کہ جہان مٹی کی بارکین بکثرت بنی ہوئی تھین۔ رکھے گئے۔ اور ہم لوگون کو سنایا کہ دس روز کا قرنطینا کرنا ہوگا۔ اگر اس دس روز مین کوئی مرض متعدی ان مسافرون مین پایا نہین جائیگا۔ تو اسی دس روز مین چھٹی ہو جائیگی۔ ورنہ میعاد بڑھا دیجائیگی۔ اور وہان کے اہلکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ مسافر حجاج کیواسطے یہان بارہ کیمپ بنے ہوے ہین اور ہر کیمپ مین اٹھارہ بیس مکان اسقدر وسیع بنے ہوے ہین کہ ہر ایک مین سو آدمی کی گنجائش بخوبی ہوسکتی ہے۔ اور ہر ایک کیمپ دوسرے سے اسقدر فاصلے پر ہے۔ کہ ایک کیمپ والا دوسرے کو نہین دیکھ سکتا۔ اور سلطانی فوج اسکے پہرے اور نگرانی کیواسطے ہر چہار طرف موجود ہے کہ مسافر اپنے کیمپ سے باہر نجاوے اور ہر ایک کیمپ مین ایک ترکی افسر اور اُسکے ماتحت عربی بدو واسطے صفائی اور انتظام پہرے اور چوکی کے ہمہ وقت موجود تھے۔ چاول دال آٹا اور گوشت دنبہ کی دُکان وہان موجود تھے جسکا جی چاہے خرید کر کھائے۔ صرف لکڑی اور پانی ہر شخص کو ناپ کر مفت دیا جاتا تھا۔ ہر روز ایک ڈاکٹر فرانسیسی ملازم سلطانی اُس بارک مین آیا کرتا۔ اور جملہ مسافر کی پریڈ لیکر معائنہ کرتا کہ کوئی شخص مرض متعدی مین بیمار تو نہین۔ اگر پاتا اُٹھا کر لیجاتا۔ اور ایک علٰحدہ مکان مین دور وہ مسافر رکھا جاتا۔ اور دوسرے قسم کے امراض والون کو اُسی مکان مین رہنے دیتا جہان وہ رہتا۔ اور دوا وغیرہ دیدیا کرتا۔ اور تمام بارک مین دوا چھینٹی جاتی اور دھونی دیجاتی۔ الغرض مین نے جہاز سے اُتر ایک ایسے بارک مین ڈیرا کیا۔ کہ جو ترکی افسر کے مکان سے نہایت نزدیک تھا۔ مین اکثر اُسکے پاس جایا کرتا۔ اور عربی زبان مین اُس سے باتین کیا کرتا۔ اُسکا نام اسمٰعیل افندی تھا نہایت خوش اخلاق کریم النفس آدمی تھا۔ ہمارے ساتھ کے جہازیون کو نہایت آرام سے اُسنے رکھا۔ پانی اور لکڑی علاوہ معمول کے بھی اگر کوئی مانگتا تو برابر دیتا۔ کسی حاجی کو کچھ تکلیف وہان نہوئی۔ دس دن مین وہان رہا۔ اس

عرصے مین برٹش گورنمنٹ کا وکیل بھی دو مرتبہ ہم لوگون کے دیکھنے کو آیا - وہ ایک ہندو بنگالی تھا - کیپ سے علٰحدہ آکر کھڑا رہتا - اور دور سے سب لوگون کو بلا کر پوچھتا - کہ کسی کو کچھ تکلیف تو نہین - سب لوگون نے بالاتفاق کہا کہ کوئی تکلیف نہین - جب دس روز ہمارے تمام ہوے - ہم لوگون کو جہاز پر سوار ہونیکا حکم ملا - ہر شخص مستطیع سے دس عہ روپیہ خرچ قرنطینا لیا گیا - غربا اور مساکین سے کچھ بھی نہ لیا گیا - افندی صاحب نے مجھ سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ ایک سرٹیفکٹ مین اُنکو دون - اس مضمون کا کہ مجھکو یہان کسی قسم کی تکلیف نہین ہوئی - مین نے فی الفور ایک سرٹیفکٹ طیار کیا - اور جو بڑے بڑے لوگ اُس کیمپ مین تھے جیسے مولوی افضل الدین صاحب وقاضی محمد اشرف صاحب حیدرآبادی ومفتی مولوی عبدالمجید صاحب بخاری وغیرہ سے قریب ایک سو کے اُسپر دستخط کرائے ان سبھون نے بطیب خاطر اُسپر دستخط کر دیے - مین نے سرٹیفکٹ لیجا کر افندی صاحب کے حوالہ کیا وہ نہایت مرتبہ مین محظوظ ومشکور ہوے - اُس کیمپ سے باہر ایک مزار تھا شیخ حسین عراقی کا - اور چند درخت دوما کے وہان تھے - اُسکا درخت بہت مشابہ ناریل کے درخت سے تھا - اُسمین پھل نہین ہوتا ہے - صرف اُسکی پتی سے بڑی بڑی چٹائیان بُنی جاتی ہین - اور وہان ایک گڑھے مین کچھ پانی بارش کا جمع تھا - مین افندی صاحب سے اجازت لیکر وہان گیا - اور دوچار احباب بھی ہمارے ساتھ ہو گئے مین وہان گیا تو اول قبر پر جا کر دعاے مغفرت پڑھی - وہان دوچار بدوا ور بدوانیان بھی بطور مجاور کے بیٹھے ہوے تھے - اُنھون نے سوال کیا - ہم لوگون نے کچھ کچھ دیا - اُسکے بعد مین نے وہین غسل کیا اُسی پانی مجتمعہ سے اور وہین احرام باندھا - اور دو رکعت نماز تحیۃ الاحرام پڑھی اور لبیک پکاری - اور وہان سے اپنے ڈیرے کو آیا تو دیکھا کہ تمام مسافر جہاز پر سوار ہو گئے - صرف مین اور ہماری دوچار ہمراہی باقی رہ گئے ہین - اور افندی صاحب ہم لوگون کے انتظار مین کھڑے ہین - وہان بدو حمال موجود تھے - اُن سبھون پر ہملوگ اپنا اسباب اُٹھوا کر گھاٹ پر آئے - اور افندی صاحب بھی ہم لوگون کے ساتھ ساتھ گھاٹ تک تشریف لائے - ہم لوگ ایک کشتی پر سوار ہو کر کلمبیا آگ بوٹ پر آئے - وہ ہملوگون انتظار مین کھڑا تھا - آتے ہی اُسنے لنگر اُٹھایا - اور روانہ ہوا - ہم پانچ سات آدمی برابر وہین سے لبیک پکارتے رہے - دو روز کے بعد تیسرے دن جب جہاز محاذی یلملم پہاڑ کے پہونچا - جو میقات ہے اہل یمن کا یسب مسافرون نے غسل کیا اور احرام کے کپڑے پہنے اور لبیک پکاری - وہان سے تیسرے دن

جدہ پہونچا۔ جہاز سے اُترکر کشتی پر سوار ہوکر گھاٹ پر اُترا۔ اور میان راہ مین کشتی والونکو فی کس آٹھ آنہ کرایہ لیا گھاٹ پر کشتی ایسی جگہ لگائی گئی کہ جہان ترکی آفس موجود تھا۔ اور دونون طرف بڑے بڑے لٹھے پانی مین گڑے ہوے تھے۔ اور پہرا چوکی چارون طرف تھا۔ کہ کوئی مسافر کسی طرف سے باہر جا نسکے۔ کشتی سے اُترنے کے ساتھ ہی سب سے اول ایک انگریزی ملازم ہمکو ملا۔ اُسنے ہم لوگون کے پاس پورٹ یعنی سرٹفکٹ مانگا۔ جو ہم لوگون کو بمبئی سے ملا تھا۔ ہم لوگون نے دیدیا۔ وہان اور بہت سے ترکی افسر و سپاہی وغیرہ بھی کھڑے تھے۔ ہم لوگ وہان سے آفس مین آئے۔ وہان ایک روپیہ دو آنہ فی کس لیا گیا۔ اور رسید دی گئی۔ اُس رسید کو لیکر ہم لوگ ایک دروازہ پر آئے۔ وہان ایک ترکی کھڑا تھا اُسنے ہم لوگون سے رسید لی اور پوچھا کہ تمھارا مطوف کون ہی۔ مین نے کہا سید ہاشم۔ دروازے کے اُس پار تمام مطوفون کے وکلا کھڑے تھے۔ سید ہاشم کا نام سنتے ہی اُنکے وکیل عبد الرحیم بخشی نے آواز دی کہ مین اُنکا وکیل موجود ہون اُس ترکی نے مجھکو دروازے سے باہر کرکے اُنکے سپرد کردیا۔ جو لوگ اپنے مطوف کا نام نہ بتا سکے وہ لوگ وہان کھڑے رہے۔ وکلا جو وہان موجود تھے۔ اُنھون نے اُن مسافرون کو آپسمین تقسیم کرکے لیلیا۔ وہان سے مین اپنے وکیل کے ہمراہ وکیل کے مکان پر آیا۔ راستے مین ایک جگہ تلاشی لی گئی۔ جن لوگون کے پاس تنباکو یا کوئی شی تجارتی پائی گئی۔ اُنسے محصول لیا گیا۔ اور باقی لوگ بلا محصول چلے آئے۔ جدہ مین مینے دو روز قیام کیا۔ میرے جہاز والے اکثر علی الصباح وہان سے روانہ ہوگئے۔ چونکہ مجھکو بمبئی سے چلتے وقت سپرنٹنڈنٹ پولس نے کہدیا تھا کہ جدہ مین پہونچکر قنصل انگریزی سے ملاقات کرنا۔ لہذا مین پوچھتا ہوا قنصل کے مکان تک پہونچا۔ وہان ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب نائب قنصل سے ملاقات کی۔ اُنھون نے کہا کہ ہان بمبئی سے میرے پاس تمھاری بابت لکھا ہوا آیا ہی یورپین قنصل اُسوقت وہان موجود نتھا۔ دو مہینے کی رخصت پر گیا تھا ڈاکٹر صاحب اُسکا بھی کام دیکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نہایت شریف النفس و خوش اخلاق آدمی تھے ہمہ تن اُنکی ہمت تھی کہ جہان تک ممکن ہو۔ مسافر حجاج کو آرام ملے۔ اُنھون نے مجھسے کہا کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہی۔ کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کو بوجہ غیر مقلد ہونے کے مکہ معظمہ مین کچھ تکلیف پہونچی تھی۔ اگر تمکو بھی کچھ تکلیف پہونچے تو فی الفور مجھکو خبر دینا۔ تاریخ یکم ذی الحجہ کو مین بھی مکہ معظمہ پہونچونگا۔ اور تا ایام حج واسطے خبر گیری حجاج ہند کے وہین رہونگا۔ مین اُنسے رخصت ہوکر

اپنے قیام گاہ پر آیا۔ اور دوسرے روز وہان سے لبسواری اونٹ روانہ ہوا۔ اور بتاریخ دسوئین شوال سنہ ۱۳۱۳ ہجری مکہ معظمہ مین پہونچا ایک مکان بکرایہ لیکر سید ہاشم مطوف کے یہان رہنے لگا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد جناب قاضی سید نور صاحب صدر اعلی ساکن شہر گھاٹی معہ اہل وعیال و برادرم حافظ ابو محمد مرحوم اور ایک بہت بڑا قافلہ بہاریون کا وہان پہونچا۔ برادر مرحوم تو میرے ساتھ آکر میرے ہی مکان مین رہنے لگے۔ اور باقی لوگون نے جسکو جہان موقع ملا ٹھہرا۔ اُسوقت ایک قافلہ زائرین مدینہ منورہ کا روانہ ہونے لگا۔ مین نے چاہا کہ اُسمین روانہ ہون۔ لیکن بباعث بدمزگی طبیعت نہ جاسکا۔ پھر تو متواتر قوافل حجاج پہونچنے لگے۔ ہر روز ہزارون آدمی پہونچتے تھے۔ آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کو جب منا کی طرف ہم لوگ روانہ ہوے۔ ساڑھے تین سو آدمی صرف بہاری زیر نگرانی سید ہاشم صاحب مرحوم معلم کے تھے۔ اور باقی کو اسی پر قیاس کرلینا چاہیے۔ صرف ہندوستانیون کا تخمینہ اُس سال چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان لوگ کرتے تھے۔ اور جملہ حجاج کا تخمینہ آٹھ نولاکھ ہوسکتا ہی۔ بلا مبالغہ اُس سال حج بمنہ و کرمہ تعالی نہایت امن و امان کے ساتھ ہوا کسی طرح کی بدہوائی وغیرہ نہوئی۔ بعد فراغت حج اب مدینہ منورہ کے سفر کی طیاری ہونے لگی۔ بیسوئین ذی الحجہ سے قوافل روانہ ہونے لگے۔ بہاریون کا قافلہ بھی بتاریخ ستائیس ذی الحجہ وہان سے روانہ ہوا سید ہاشم مرحوم بھی ہم لوگون کے ساتھ ہوے۔ یہ بہت بڑا قافلہ تھا۔ چھ ہزار اونٹ اُس قافلہ کے ساتھ تھے۔ اور جملہ مسافرین کی تعداد پیادہ وسوار ملاکر پندرہ سولہ ہزار تھی۔ علاوہ اس کے فوج سلطانی جو ملک شام سے واسطے نگرانی حجاج کے مکہ معظمہ کو آئی تھی وہ بھی مراجعت کیے ہوے مع توپ خانہ وغیرہ ہم لوگون کے ساتھ جانی تھی۔ باوجود اسکے جب رابق کے قریب پہونچے جو ایک بندر ہے سمندر کے کنارے۔ اور وہان قلعہ ہے۔ اور سلطانی فوج بھی ہے۔ بدوؤن نے آکر گھیرا۔ قریب ایک ہزار کے بدو تلوار اور بندوق لیے ہوے آپہونچے۔ اور ادھر سے ہمارے قافلہ کے اونٹون کے جمال جو تخمینا آٹھ سو ہونگے۔ بندوق اور تلوار وغیرہ ہتھیارون سے اُنکے مقابلے کے واسطے مستعد بپیکار ہوگئے۔ اور سلطانی فوج نے بھی خالی توپون کو اُنکے دھمکانیکے واسطے سر کرنا شروع کردیا۔ جب اُن بدوؤن نے دیکھا کہ حاجیون کی طرف جماعت کثیر ہے پس پا ہوے۔ اور دھمکایا۔ کہ وقت مراجعت مدینہ منورہ سے جبکہ تمھارے ساتھ سلطانی فوج

نہو گی - اور تمہاری جماعت تھوڑی ہو گی - تب ہم سمجھینگے - بہر کیف ہم لوگ وہان سے بخیریت گذر گئے - اور
بارھوین روز مدینہ منورہ مین داخل ہوے - اور دس روز وہان قیام رہا - اور اماکن متبرکہ کی زیارت کی
اس دس روز مین نماز پنج وقتی باللزوم مسجد نبوی مین پڑھتا رہا - فللہ الحمد علےٰ ذلک گیارھوین روز
وہان سے روانہ ہوا - اب تو قافلہ تخمیناً پانچ چھہ ہزار کا تھا - جب صفرا وادی مین پہونچے معلوم ہوا کہ
وہی بدو جو وقت جانے کے مزاحم ہوے تھے - بجماعت کثیر آمادہ غارتگری ہین - دو روز وہان قیام رہا
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قبر وہان سے بہت نزدیک تھی - اُسکی زیارت کی - اس دو روز
مین سید ہاشم مرحوم اور دوسرے معلمون نے ملکر بہت کچھ سعی و کوشش کی - اور اُنکے شیخ کے
پاس آدمی بھیجا کہ جسمین ہم لوگ لوٹ مار سے محفوظ رکھے جائین - لیکن سب کوشش بیکار گئی - ناچار
سید صاحب مرحوم موصوف نے جو نہایت عقیل اور مدبر آدمی تھے - سب جمالون کو بلا کر حکم دیا - کہ
تم لوگ بوقت شب یہان سے کوچ کرو - اور مکہ معظمہ کا راستہ چھوڑ کر ینبوعہ کی طرف چلو - اور اونٹون
کو تیز ہانکو - چنانچہ ایسا ہی ہوا - کہ وہ بدو لوگ تو مکہ معظمہ کے راستہ پر کمینگاہون مین چھپے رہے -
لوٹنے کے خیال سے ادھر ہم لوگ راتونرات وہان سے چلدیے - اور اونٹ اسقدر تیز ہانکے گئے
کہ صبح ہوتے ہوتے ہم لوگ اُنکی سرحد سے باہر ہو گئے - اور ہم لوگ بعافیت تمام چوتھے دن ینبوعہ
مین پہونچے - وہان صرف ایک آگ بوٹ مصری ملا - وہ بھی بہت چھوٹا - اور دو چار بغلے - تب سید
ہاشم مرحوم نے اُس کپتان جہاز کے پاس جاکر کرایہ کی بات چیت کی اپنے تین سو بہاری حاجیون کے
واسطے یکدم ٹکٹ خرید لیا - فی کس پندرہ روپیہ کے حساب سے بعد اُسکے اور طرف لوگ بھی پہونچے
گئے - اور ٹکٹ خریدتے گئے - پانچ چھہ ہزار آدمی مین سے صرف چودہ سو آدمی اُسپر سوار ہو سکے -
اور کچھ لوگ بغلون پر سوار ہوے - اور باقی لوگون کے واسطے حاکم ینبوعہ نے جو سلطان کی طرف
سے تھا - جدہ کو تار دیا اور آگ بوٹ اور جہاز وغیرہ منگوانیکا بندوبست کیا - اور ہم لوگ تو سید
ہاشم صاحب کی چستی و چالاکی و دانائی کی بدولت دوسرے ہی دن ینبوعہ سے روانہ ہو گئے -
اور ایک شب راستے مین کٹی - اور دوسرے دن جدے مین پہونچے - وہان پہونچکر بہت سے
لوگ بعزم روانگی ہندوستان وہین جدہ مین ٹھہر گئے - مین اور برادرم حافظ ابو محمد مرحوم و قاضی
نور صاحب وغیرہ تھوڑے سے لوگ مکہ معظمہ کو چلے آئے - عشرہ اول صفر تھا جو ہم لوگ مکہ معظمہ مین

پہونچے اور صفر اور ربیع الاول مین نے وہان قیام کیا - چونکہ مجھکو صرف آٹھ مہینے کی رخصت یہان گورنمنٹ کی طرف سے ملی تھی جی تو نہین چاہتا تھا کہ ایسی متبرک جگہ کو چھوڑکر اس ظلمت کفرستان مین آؤن - مگر بناچاری اوائل ماہ ربیع الاول مین مکہ معظمہ سے باسینہ بریان وچشم گریان حسرت کی نگاہون سے خانہ کعبہ کو دیکھتا ہوا وہان سے رخصت ہوا - جناب قاضی نور صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے - اور سید ہاشم مرحوم کے ہمراہ ہملوگ جدہ پہونچے - جہاز کی تلاش ہونے لگی - دو روز کے بعد ایک شاذی آگ بوٹ پہونچا - جو ملک چین کو جاتا تھا - یہ آگ بوٹ نیا اور بہت بڑا اور نہایت عمدہ تھا - اور بالکل خالی تھا - دو ہزار مسافر اُسپر بخوبی سوار ہو سکتے تھے - مگر اُسنے صرف دو سَو کے چڑھانے کا اقرار کیا - سید ہاشم مرحوم نے نہایت چالاکی اور مستعدی سے اور اپنی دانائی سے یہان بھی کام لیا کہ اپنے علاقے کے کل ہماری مسافرون کے ٹکٹ فی کس پچیس روپیہ کے حساب سے خرید لیے باقی جو بچے وہ اور لوگون نے لیے - فرسٹ کلاس کا درجہ اُسمین مسافرون کیواسطے نہ تھا - ناچار ہم لوگ چھتری پر رہے - صرف دو کوٹھری انجینیر و معلم کی ہم لوگون کو ملی - کہ جسمین ایک چارپائی کی جگہ پندرہ روپیہ اور دیگر علاوہ اُسی پچیس کے مین نے لی - یہ جہاز نہایت عمدہ نیا بنا ہوا تھا - اور خوب تیز رفتار - جدہ سے روانہ ہوکر دسوین روز ہملوگ بمبئی پہونچے - عدن مین صرف ایک گھنٹہ کے واسطے کھڑا ہوا - اور ڈاک وغیرہ دیگر ضروری امور سے فارغ ہوکر روانہ ہوگیا - اور ہوا بھی نہایت موافق تھی - راستہ نہایت آرام سے کٹا - جب جہاز بحر سقوطرہ مین پہونچا - تو دو روز کچھ ترشح اور تھوڑا تموج کا سامنا ہوا - بمبئی پہونچکر مین نے پٹنہ کو تار بھیجدیا - کہ مین بعافیت یہان پہونچا اور پولس مین چلا گیا - عبد العلی خان سپرنٹنڈنٹ سے ملاقات کی - اور حاضری لکھوادی - اور دوسرے روز علی الصباح ڈاک گاڑی پر سوار ہوگیا - دو روز مین پٹنہ مین پہونچا - تاریخ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ ہجری تھی - جسدن مین یہان پہونچا - دوسرے روز صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ کے پاس حاضری دی - اب عبد الفتاح کی شادی کی طیاری مین لگا - جو ہماری رہائی کے پہلے سے بمقام آرہ سماۃ فاطمہ صبیہ جناب شیخ عبد العزیز صاحب وکیل عدالت سے منسوب ہو چکی تھی چنانچہ بتاریخ سولھوین جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۱ ہجری بروز جمعہ مین برات لیکر آرہ روانہ ہوا - اور بخیر وخوبی انجام عقد کرکے عروسہ کو لیکر دوسرے روز واپس آیا - اور طعام ولیمہ کیا بعد اُسکے

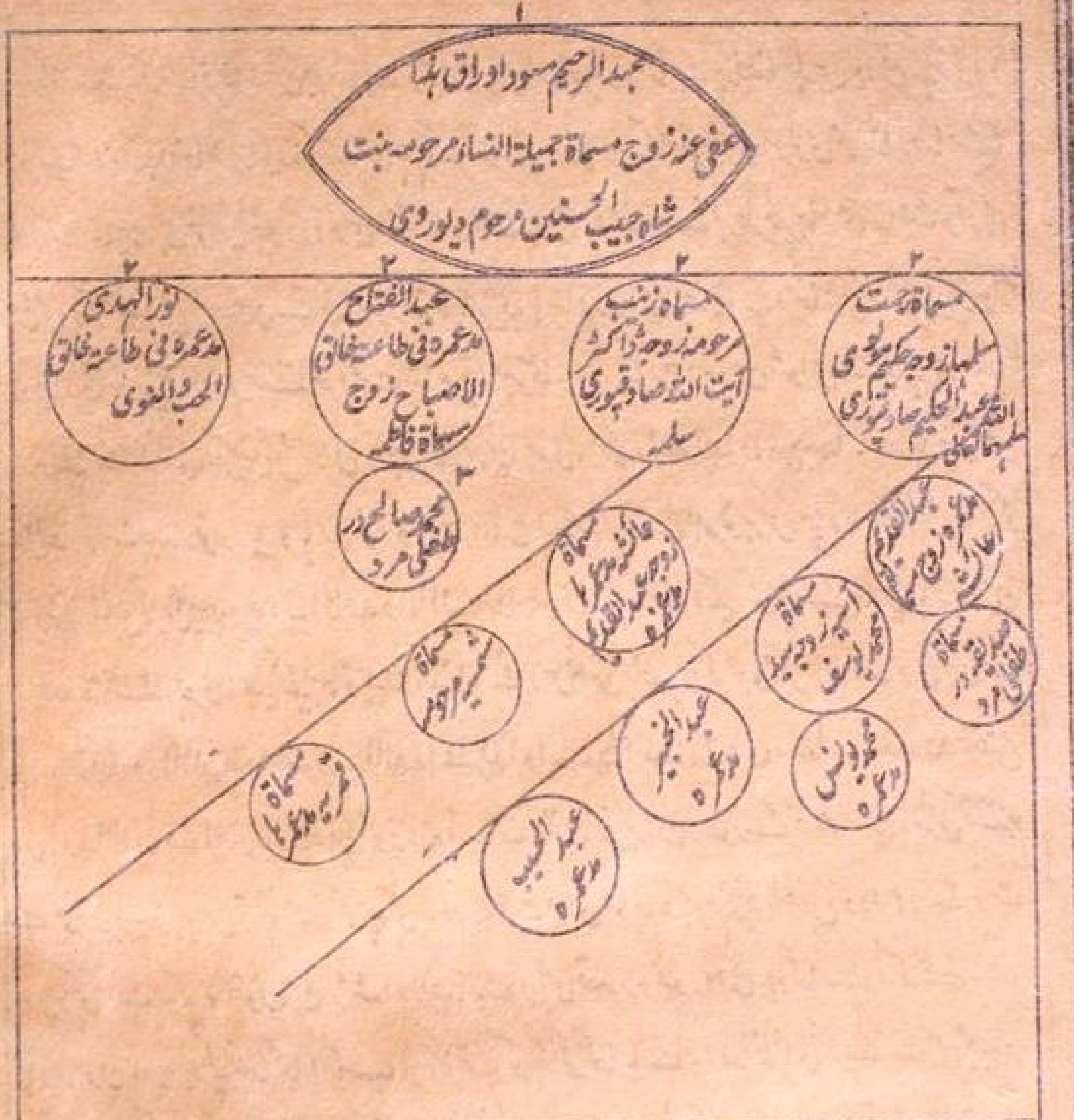
تاریخ گیارھوین جمادی الثانی ۱۳۰۳ہجری کو بابلیہ عبد الفتاح مدعمرہ فرزند تولد ہوا - نام اُسکا محمد صالح
رکھا - اور نام تاریخی اُسکا غلام کبیر بعد اُسکے تاریخ ۲۰ رمضان شریف ۱۳۰۳ھ کو ہمارے گھر مین نور چشمی
حفصہ ہوئی - اور ایک برس ایک ماہ کی ہو کر تاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ کو راہی ملک عدم ہوئی -
چونکہ میری نیت بوقت رہائی کے دو حج کی ہو چکی تھی - اور مجھکو دوسرے حج کا موقع نملا لہذا دل مین خیال
رہا کہ اس نیت کی ایفا کرنی چاہیے - چنانچہ اُسکے نو برس کے بعد ۱۳۱۰ہجری مین پھر مین نے قصد حج کا کیا
اور رمضان شریف سے چھ مہینے پیشتر درخواست گورنمنٹ مین واسطے حصول اجازت کے بھیجدی - اور
خیال یہ رہا کہ تین چار مہینے مین یہ مرحلہ طے ہو جائیگا - اور اوائل رجب مین مین یہان سے روانہ ہو جاؤنگا
اور راہ مین قسطنطنیہ وغیرہ طے کرتا ہوا آخر شعبان تک ضرور مکہ مین داخل ہو جاونگا - اور تمام رمضان مجکو
مکہ معظمہ مین گذریگا لیکن قسمت کی خوبی کہ اس عرصے مین بھی قیل وقال و نکتہ چینی ایسی شروع ہوئی -
کہ بار اول سے بھی زیادہ - اور چند بار بذریعہ مجسٹریٹ پٹنہ چند باتون کا مجھسے استفسار ہوا - اور اسمین
توقف اسقدر رہا کہ بعد نصف شعبان حکم منظوری مجھکو ملا - چونکہ رمضان شریف سر پر ہو چکا تھا مین
ٹھہر گیا - کہ بعد ایام صیام عید کرکے روانہ ہو جاؤنگا - اس بابمین مین خواہر عزیزہ ام سماۃ سعیدہ زوجہ
مولوی محمد حسن مرحوم نے بھی قصد حج کا کیا - اور بالحاح تمام میرا دامن پکڑا کہ مجھکو بھی اپنے ہمراہ
لیچلو تامین بھی ادائے اس فریضہ کے سبکدوش ہون - بناچاری مین نے قبول کیا - اسکے بعد
خواہر عزیزہ ام سماۃ فاطمہ اہلیہ مولوی یحییٰ علی علیہ الرحمۃ نے بھی قصد حج کا کیا - اگرچہ وہ ایکبار قبل اس کے
بمعیت برادر عزیزم مولوی عبد الرؤف صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے حج کر آئی تھین - اب تو اس خبر کے
مشہور ہونے سے بہت سے احباب مرد اور عورتون نے ہمراہی کا قصد کیا - چنانچہ بتاریخ پانچوین شوال
۱۳۱۰ہجری مطابق بائیسوین اپریل ۱۸۹۳عیسوی مین جملہ اٹھارہ آدمیون کے ساتھ کہ جنمین نو مرد
اور نو عورتین تھین - پٹنہ سے روانہ ہو گیا - آدھی گاڑی سکنڈ کلاس کی دو شو روپیون مین کرایہ ہوئی
تاکہ بمبئی تک برابر اُسی پر سوار چلے جائین - راستے مین کہین گاڑی بدلنے کی نوبت نہ آوے - اُسمین صرف
پانچ آدمی کی جگہ تھی ایک مین اور چار عورتین اُسپر سوار ہوئین وہ گاڑی نہایت آرام کی تھی پاخانہ غسلخانہ
سب اُسمین موجود تھا اور باقی لوگ تھرڈ کلاس مین سوار ہوے تین شبانہ روز مین بمبئی جاکر پہونچے اور
بھنڈی بازار مین جاکر ایک مکان بکرایہ لیکر ٹھہرے - اور حسب ہدایت گورنمنٹ پولس افسر بمبئی سے جاکر

ملاقات کی اور بتاریخ ۲۰ شوال مطابق ۳۰ اپریل ۱۸۹۳ء حسینی آگ بوٹ پر بمبئی سے روانہ ہوا - اور
تاریخ ۲۶ شوال بمقام قمران پہونچا اور وہان دس روز قرنطینے مین رہکر روانہ ہوا اور تاریخ ۵ ذیقعدہ کو
جدہ مین پہونچا خواہر عزیزہ ام سماۃ سعیدہ بمبئی مین پہونچتے ہی بیمار ہوئین اور جدہ مین پہونچنے تک
تو وہ ذی فراش ہوگئین پیچش سخت و بخار و چند عوارض لاحق ہوگئے - اور چونکہ جہاز مین گرمی سخت
برداشت کرنی پڑی مین بھی سخت بیمار ہوگیا - خون کے دست دن بھر مین سیکڑون آتے تھے - ناچار
اپنی خواہر عزیزہ کیواسطے تخت روان جو دو اونٹون کے درمیان بطور پالکی کے رہتا ہی ایک سو
روپیہ مین مکہ شریف تک کرایہ کیا - اور اُسمین اپنی دونون بہنون سماۃ سعیدہ اور فاطمہ کو بٹھایا اُسکے
اندر پاخانہ و پیشاب کی جگہ بنی ہوئی تھی کہ راستہ چلتے ہوے آدمی قضاے حاجت کرسکے - سواری
سے نیچے اُترنے کی ضرورت نہ پڑے - اور مین خود شُغدُف مین سوار رہا - ایک اونٹ پر دو شُغدُف
دو طرف کسے جاتی ہین - فی اونٹ بارہ روپیہ کرایہ مکہ تک ٹھہرا - اور باقی ہمراہی بھی کوئی شُغدُف اور
کوئی شبری پر سوار ہوکر تاریخ نوین ذیقعدہ کو مکہ معظمہ مین داخل ہوئے - اب تو مین اور میری بہن سماۃ
سعیدہ از حد بیمار ہوے گرمی سخت وہان پڑتی تھی - ذی الحجہ کی آٹھوین تاریخ جب مین واسطے حج
کے منا کو روانہ ہونیلگا - اُسوقت مجھکو کچھ حواس نہ تھے مجھکو اور میری بہن سماۃ سعیدہ کو دو شبری مین
لٹاکر چار بدوؤن کے کاندھے پر اُٹھاکر غشی کی حالت مین سید ہاشم مرحوم نے طواف کعبہ کرایا -
اور اُسی حالت غشی مین شغدف پر سوار کرکے منا کو روانہ ہوے - اور وہان سے دوسرے روز
عرفات کو اور پھر دسوین تاریخ منا مین قربانی و رمی جمرات وغیرہ اُسی غشی کی حالت مین لوگون نے
کرادی - لوگ ہماری زندگی سے مایوس ہو چکے تھے - بخار سخت اور پیچش اور خون کا دست جاری
تھا منا مین پہونچنے کے بعد گیارھوین تاریخ ذی الحجہ کو فی الجملہ ہوش آیا - معلوم ہوا کہ فصلی عارضہ ہیضہ
بکثرت پھیلا ہوا ہے ہزارہا آدمی ملک عدم کو روانہ ہو چکے - اور کل حجاج گیارھوین ہی تاریخ منا کو
چھوڑکر بھاگے جارہے ہین - میرا بھی قافلہ وہان سے اُسی روز روانہ ہوا - اور مکہ شریف مین پہونچا
سید ہاشم صاحب کو جو ہمارے معلم اور از حد رحیم و شفیق ہمارے حال پر تھے - اور دن مین چند بار
باوجود کثرت کار میرے پاس عیادت کو آیا کرتے - جب مین نے نہین دیکھا اُنکا حال پوچھا معلوم
ہوا کہ وہ بھی سخت بیمار رہین - آخرکار تپ محرقہ مین تاریخ بیسوین ذی الحجہ روز چہارشنبہ ۱۳۱۰ھ ہجری مین

وہ اس سپنجی دنیا کو چھوڑ لبیک گویان داخل خلد برین ہوے - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہ اللھم اغفر لہ وارحمہ وارفقہ عن ابائہ الصالحین الطاہرین
سید صاحب مرحوم کے اوصاف حمیدہ وخصائل ستودہ اسقدر ہین کہ احاطہ اُسکا متعسر - ادنی بات یہ تھی کہ آپ کسی حاجی سے اپنے علاقے کے کچھ مانگتے نہ تھے - جسنے جو دیا سو لے لیا - امیر وغریب اور دینے والا اور نہ دینے والا سب کے ساتھ یکسان برتاو رکھتے تھے - غریب مسکین کا بھی ویسا ہی کار خدمت کرتے تھے - جیسے امیرون کا - افسوس ایسا عمدہ شخص جو بہاریون کو معلمی کیواسطے ملتا تھا ہاتھ سے گیا - اب اُنکے دو اور بھائی سید علی صاحب وسید محمد صاحب اُنکے جانشین موجود ہین - اگرچہ اُنکے رتبہ وخلق کو نہین پاتے - مگر پھر بھی دوسرے معلمون سے بدرجہا بہتر - وہان کے معلمونکی کیفیت ناگفتہ بہ ہے - تمام ماہ ذی الحجہ مین سخت علیل رہا - محرم مین کچھ افاقہ شروع ہوا - مگر میری خواہر عزیزہ کی علالت بڑھتی ہی گئی - اور حاجی اکبر علیصاحب ساکن محلہ سنگی مسجد جو ہمارے ہمراہ تھے - اُنکی والدہ بھی سخت تر علیل ہوئین - اور ان دونون عورتون کی علالت نے طول پکڑا - اب جو حکیم و ڈاکٹر علاج کیواسطے بلایا جاتا ہو - وہ یہی صلاح دیتا ہے کہ تم لوگ جلد یہان سے ہندوستان روانہ ہو جاو - چونکہ مین ایکی مرتبہ گورنمنٹ سے ڈیڑھ برس کی رخصت لیکر حج کو روانہ ہوا تھا اور قصد یہ تھا کہ ایک برس کامل مکہ معظمہ مین رہونگا - اور ایک سال حج طرف سے حضرت والد ماجد اور دوسرے سال والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہما کی طرف سے کرونگا - اور چھ مہینے مدینہ منورہ مین رہونگا - اور اسی درمیان مین بیت المقدس کی زیارت سے بھی فراغت کرونگا - لہذا مین روانگی ہندوستان پر ہرگز راضی نہین ہوتا تھا - لیکن اپنی خواہر عزیزہ کے اصرار پر اُنکی بیقراری اور بیتابی و تکلیف جانگداز اور حکیمون اور ڈاکٹر کی تجویز وتقاضا سے مجبور ہوکر بلا زیارت مدینہ منورہ قصد ہندوستان کا کیا - اور بتاریخ اُنتیس ۲۹ محرم ۱۳۱۱ سنہ ہجری روز شنبہ کو ہم لوگ سب مکہ معظمہ سے روانہ ہوے - اور یکم صفر کو جدہ پہونچے - اور تاریخ چودھوین صفر کو تجور جہاز پر سوار ہوے - دو روز کے بعد سترھوین صفر کو والدہ حاجی اکبر علیصاحب نے انتقال کیا - اور ہماری خواہر عزیزہ کی بھی حالت خطرناک ہو رہی تھی - مین خود بھی علیل تھا - مگر جب جہاز ہملوگون کا بحر احمر سے نکلکر بحر عرب مین پہونچا - افاقہ ہملوگون کو شروع ہوا چھبیسوین صفر روز جمعہ کو بارہ بجے ہم داخل بمبئی ہوے -

اور کموسیٹھ کے مسافر خانہ مین جو نہایت وسیع عین برلب بحر شور نہایت پر فضا جگہ مین واقع ہے فرود ہوے - اور بالا خانہ پر ایک کمرے مین ہم لوگ اُترے - وہان کے مہتمم جناب مولوی محمد شاہ صاحب سے جو ایک نہایت ہی خوش اخلاق آدمی تھے - ملاقات ہوئی - اُنھون نے ہر طرح پر ہماری راحت و آرام مین سعی و کوشش کی - مین نے فی الفور پٹنہ کو تار بھیجدیا - اور وہان سے بتاریخ اٹھائیس ۲۸ صفر ریل پر سوار ہو اور بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۳۱۱ھ وقت شام پٹنہ پہونچا - اور بتاریخ دسوین شوال ۱۳۱۲ ہجری صبیہ خرد فقیر مسماۃ زینب بعمر چھتیس ۳۶ سال راہی خلد برین ہوئی - اللھم اغفرلھا وارحمھا - اور بتاریخ چھٹی ذیقعدہ سنہ صدر نور دیدہ پارہ فوادی محمد صالح پسر عبد الفتاح بعمر نو برس چار ماہ آغوش مادر کو چھوڑ کر مسکن گزین علیین ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعد ایک برس کے بتاریخ بارھوین ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ ہجری اہلیہ فقیر مسماۃ جمیلۃ النسا نے اس قفس عنصری کو چھوڑ کر جنت الماوی مین جگہ لی - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللھم اغفرلھا وارحمھا اللھم ما کان منھا من حسنۃ فتقبل منھا وما کان منھا من سیئۃ فتجاوز عنھا - اب وقت تحریر ان سطور کے کہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ ہے عمر فقیر پینسٹھ برس آٹھ مہینے کو پہونچی - اور باعث توالی غموم و ہموم و ضیق النفس دوامی کے نوبت یہ پہونچی ہے - کہ ہاتھون مین رعشہ اور بصارت مین بھی قصور و فتور واقع ہوگیا ہے - کہ لکھنے سے مجبور رہون - یہ جو کچھ لکھا گیا ایک کاتب کو بٹھا کر لکھا یا ہے - اور نظر ثانی کرنے سے بھی مجبور ہون پس جو کچھ اسکے اندر حضرات ناظرین سہو و غلطی پاوین عیب پوشی کو کام مین لا کے قلم اصلاح سے مزین فرماوین **شعر** متاب اے پارسا روی از گنہگار + بہ بخشایندگی در وے نظر کن + اگر من ناجوانمردم بکردار + تو بر من چون جوانمردان گذر کن ۞ اب مین اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہون رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضنہ و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ○ —

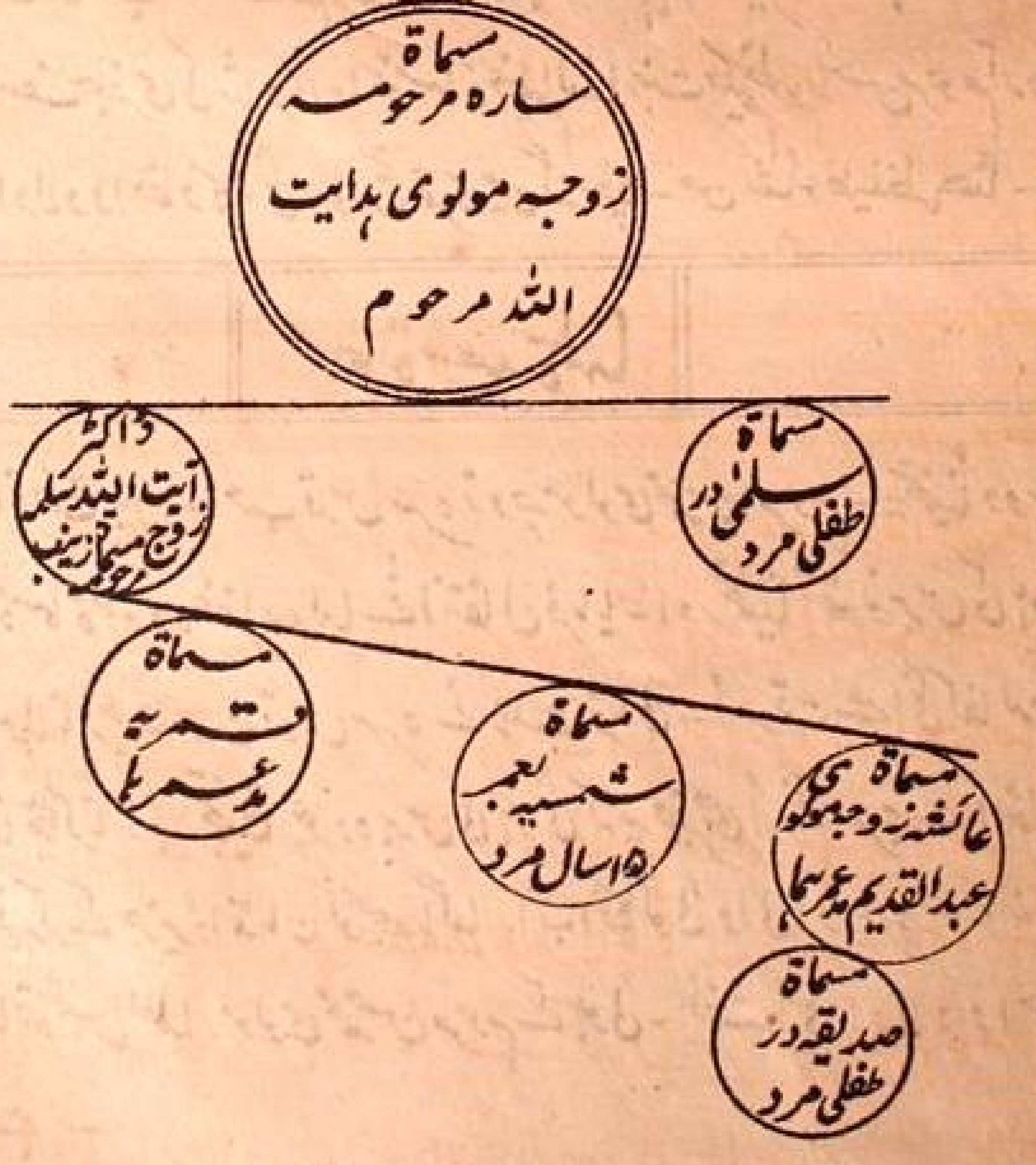
نقشہ اولاد و احفاد کا یہ ہے



مسماۃ سارہ مرحومہ

بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہ زوجہ مولوی ہدایت احمد مرحوم - انکی پیدائش غالباً ۱۲۵۵ ہجری مین ہوئی ہوگی - اُنھون نے قرآن باترجمہ پڑھ لیا تھا اور اردو کتاب پڑھنے پر بخوبی قادر تھین - انکی دس برس کی عمر تھی کہ جناب مولانا ولایت علی قدس سرہ نے اپنے صاحبزادہ والا مولوی ہدایت احمد مرحوم سے شادی کردی تھی - اور بعد اسکے انکو اپنے ہمراہ ملک افغانستان کو لیگئے - جو آخری سفر آپ کا ملک سوات کو ہوا - وہان تخمیناً تین برس یہ ہمراہ بڑے حضرت قدس سرہ رہین - اُسکے بعد چار برس اور منجھلے حضرت قدس سرہ کے ساتھ قیام کا اتفاق ہوا جملہ سات برس انکا وہان قیام رہا - اس اثنا مین گھوڑے کی سواری وقواعد وغیرہ فنون حرب کے

بھی واقف ہوگئی تھین - مگر جب انکے زوج مولوی ہدایت اللہ مرحوم کا دل وہان سے برخاستہ ہوا اور وہ روانہ پٹنہ ہوے - یہ بھی اُنکے ہمراہ آئین - اُسوقت سے برابر صادق پور مین رہین - یہان آکر ایک لڑکی سماۃ سلمیٰ پیدا ہوئی - اور وہ دواڑھائی برس کی ہوکر گذر گئی - اُسکے بعد ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۷ہجری مین ڈاکٹر آیت اللہ مدعمرہ پیدا ہوے - اسکے بعد پھر کوئی اولاد انکے نہوئی - بعد اسکے سنہ ۱۲۹۸ہجری مین انکے زوج مولوی ہدایت اللہ صاحب کا انتقال ہوا اس غم سے انکی آنکھون کی بصارت بالکل جاتی رہی - آدمی نہایت کم سخن وصاحب حلم ومروت تھین - بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت وتعلیم کا اثر انکے اندر نہایت اچھا تھا - اس زمانہ مین انکی ذات ستودہ صفات مغتنمات مین سے تھی - اور نہایت ہنرمند اور صاحب فہم وفراست تھین - باوجود آنکھون کی روشنی کے چلے جانے کے خیاطت پر بخوبی قادر تھین - اپنا اور اپنی پوتیون کا کپڑا خود سی لیا کرتی تھین - تخمیناً ساٹھ برس کی عمر مین بتاریخ چھٹی ربیع الثانی روز دوشنبہ سنہ ۱۳۱۲ہجری مین آپ نے اس جہان فانی کو چھوڑا - اور اپنے آباے صالحین سے جا ملین - اللھم اغفر لہا وارحمہا ونور مرقدہا - نقشہ اولاد واحفاد کا یہ ہے -



مسماۃ فاطمہ سلمہا

بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہ انکی پیدائش تخمیناً ۱۲۶۰ سنہ ہجری مین ہوئی قران شریف معہ ترجمہ خود فقیر نے انکو پڑھایا ہو- اردو خوانی پر بخوبی قادر ہین - انکی شادی ساتھ مولوی عبدالرحمن مرحوم پسر چہارمی حضرت مولانا ولایت علی قدس سرہ کے حضرت والد ماجد مولانا فرحت حسین علیہ الرحمۃ نے اپنی آخر عمر مین کردی - مولوی عبدالرحمن مرحوم تخمیناً ڈیڑھ برس زندہ رہ کر لاولد ۱۲۷۵ سنہ ہجری مین اس جہان فانی کو چھوڑکر داخل خلد برین ہوے - انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم اغفرلہ وارحمہ بعد دو اڈھائی برس کے انکا نکاح ساتھ مولانا یحیی علی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فقیر نے کردیا اُنسے ایک لڑکا مولوی محمد یوسف مدعمرہ فی طاعۃ اللہ تعالے پیدا ہوے - وہ تخمیناً نو دس مہینے کے تھے کہ جناب مولانا مرحوم قید ہوکر جزیرہ انڈمان کو بھیجے گئے - اور وہان جاکر ۱۲۸۴ سنہ ہجری مین انتقال کیا - جسکا ذکر حضرت ممدوح کی سوانح عمری مین گذرچکا ہو - آپ نے دو بار حج کیا اول مرتبہ بمعیت اپنے برادر خرد مولوی عبدالرؤف صاحب کے ۱۲۸۹ سنہ ہجری مین - اور بار دوم ہمراہ فقیر مولف ہذا ۱۳۱۰ سنہ ہجری مین - عزیزی مولوی محمد یوسف جعفری کی شادی ساتھ مسماۃ عظیم النسا بنت حکیم ظہور الحسن مرحوم آروی سے ہوئی جسکی تفصیل ونقشہ اولاد واحفاد کا اُنکی سوانح عمری مین گذرچکا - من شاء فلینظر ھنا -

مسماۃ سعیدہ سلمہا

بنت حضرت مولانا فرحت حسین صاحب قدس سرہ زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم - یہ تخمیناً دو برس کی ہونگی کہ جناب والدہ ماجدہ مسماۃ محمودہ غفراللہ لہا نے انتقال فرمایا - اور تخمیناً آٹھ نو برس کی ہونگی - کہ جناب حضرت والد ماجد مولانا فرحت حسین قدس سرہ نے رحلت فرمائی - اُسوقت سے انکی کفالت و پرورش یہ فقیر مولف اوراق ہذا کرتا رہا تخمیناً چودہ برس کی ہونگی کہ یہ فقیر بھی اُنکے سرپرسے اُٹھا لیا گیا - اور ۱۲۸۰ سنہ ہجری مین قید کرکے جزیرۂ انڈمان کو بھیجدیا گیا - اب انکا کوئی والی اور سرپرست نہ رہا - اسکے بعد انکی شادی ساتھ شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم کے ہوئی - نقشہ انکی اولاد واحفاد کا اوپر گذرچکا ہے -

شمس العلماء برادرم عزیز مولوی عبد الرؤف صاحب سلمہ اللہ تعالے

ابن مولوی فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی والدہ کا نام مسماۃ نجیبن مرحومہ ہے۔ بنت قاضی اسمعیل صاحب مرحوم ساکن موضع دولت پور ضلع گیا۔ انکا پورا نسب نامہ ذیل نسبنامہ قاضی فرزند احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے فصل پنجم مین آویگا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۷ھ ہجری مین ہوئی۔ آپ دو برس چند مہینون کے تھے کہ والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ اُسوقت سے آپ برابر زیر پرورش وتعلیم وتادیب اس مسود اوراق ہذا کے رہے۔ چار برس کی عمر مین مکتب مین بٹھائے گئے۔ مولوی سید عبد الوحید صاحب ساکن موضع یحییٰ پور آپ کے پڑھانے کے لیے مقرر کیے گئے۔ آپ ساڑھے نو برس کی عمر کو پہونچے ہونگے۔ کہ یہ فقیر بھی انکے سر پر سے علٰحدہ کر لیا گیا۔ جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ بعد اُسکے آپ زیر تعلیم شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم کے رہے۔ اور اُنھین سے اکثر کتابین درسی عربی وفارسی کی پڑھین۔ آخر مین جاکر کچھ تھوڑا اجناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ العالی سے پڑھا۔ آپ کو شعر وشاعری کا بھی مذاق حاصل ہے۔ فکر تخلص کرتے ہین۔ بعمر پانزدہ سالگی شادی آپ کی ساتھ مسماۃ خدیجہ بنت جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی کہ قطعہ تاریخی اُسکا جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی نے یون لکھا ہے۔ **قطعہ**

مولوی وفقیہ ودانشمند + احمد اللہ کہ ہست صاحب داد + بستہ شد عقد دخترش درجمعہ
چون بعبد الرؤف پاک نہاد + ہاتف آندم زروے بہجت گفت + زہرہ با مشتری قرین باد

ولہ ۱۲۸۶ھ

عقد عبد الرؤف چون بستند ۔۔۔ خلق شد از وقوع آن شادان
لوسلے چرخ این ترانہ بزد ۔۔۔ خانہ آباد شد مبارک باد

ولہ ۱۲۸۶ھ

چون بگوشم شد نوید عقد از عبد الرؤف ۔۔۔ ماہ روز و وقت پرسیدم ازان سہام النصر
گفت از من زیر لب آہستہ بے روے الم ۔۔۔ در مہ شوال ویوم جمعہ ہم ہنگام عصر
۱۲۸۶ھ

انسے ایک لڑکا محمد ایوب پیدا ہوا جسکی تاریخ ولادت جناب موصوف نے یون فرمائی ہے **قطعہ**

داد عبدالرؤف را پسرے
خواستم سال آن چنانکہ شود
گفت حیرت کہ زود جمع کنے

خالق کون چون چراغ مکان
روز و تاریخ و ماہ جملہ عیان
یوم آدینہ با یکم رمضان
۱۲۹ (۱۲۸۵) ۱۱۹۱

ولہ

یافت چون فرزند خوشرو مولوی عبدالرؤف
سال آن با قید وقت و روز وہم تاریخ و ماہ
گفت با خواہندگان سال میلادش کہ بود

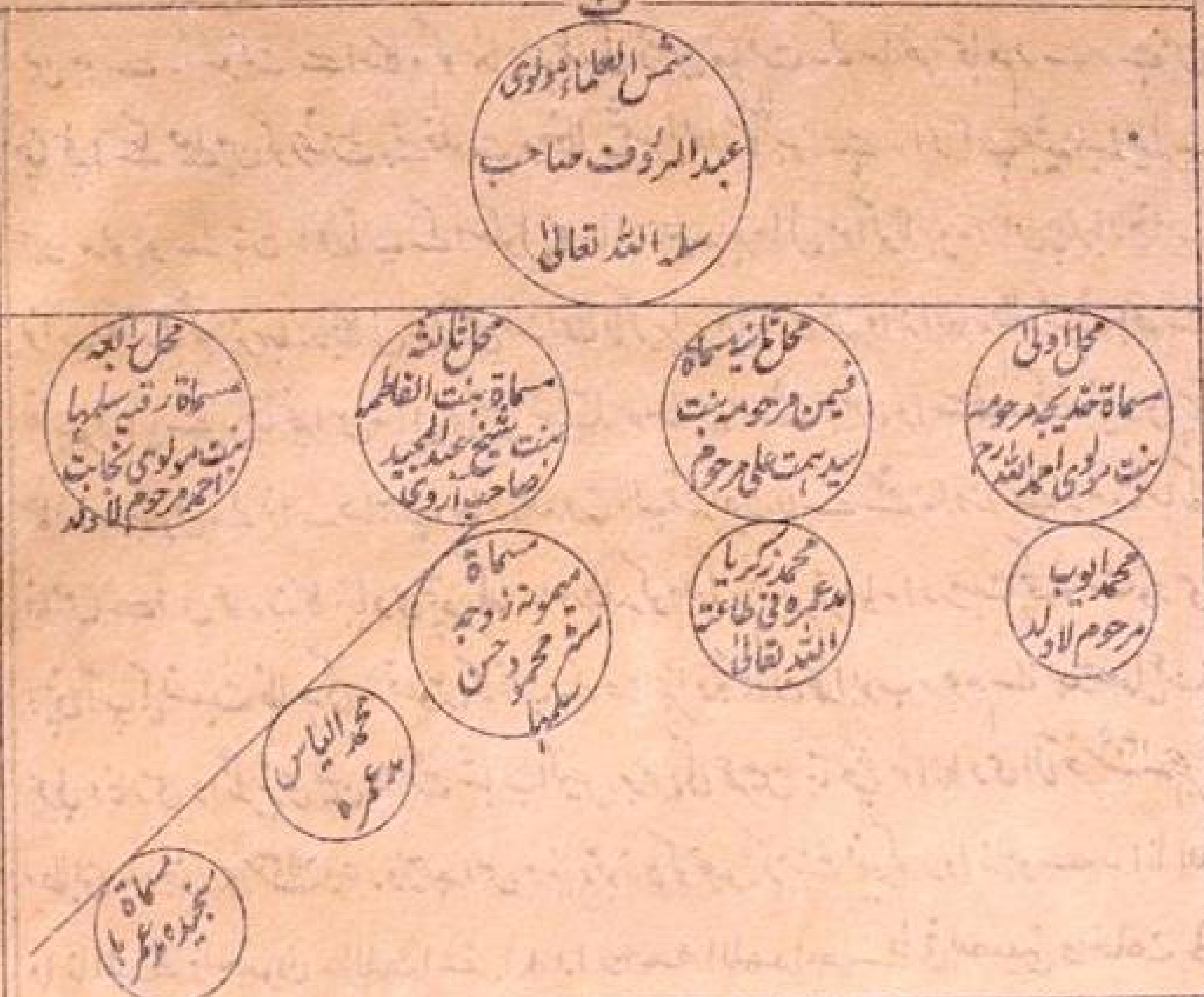
طالعش بیدار شد آمد چو پیش رفت نوم
خواستند از حیرت نادان بعالم چند قوم
وقت بار فجر آدینہ داول ماہ صوم
۱۲۸۶

اسکے بعد آپ معہ اپنی والدہ و اہلیہ وطفل شیرخوارہ و مسماۃ فاطمہ ہمشیرہ خود ۱۲۸۶ھ ہجری مین حج کو تشریف فرما ہوے - اور وہان سے عرصہ ایک سال مین مراجعت فرمائی بعد واپسی وہان کے تھوڑے دنون کے آپ کی اہلیہ مسماۃ خدیجہ نے اپنے لڑکے کو شیرخوارہ چھوڑکر داعی اجل کو لبیک کہا اور علیین کو رخصت ہوئین - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللھم اغفرلھا وارحمھا - اسکے بعد آپنے مسماۃ قیمین بنت سید حسن علی ابن میر سلامت علی ساہو پوری ضلع گیا ابن میر برکت علی ساکن موضع تسیا یان مخدوم پور نگر ضلع گیا سے نکاح کیا - اُنسے ایک فرزند دلبند محمد زکریا مد عمرہ فی طاعۃ اللہ تعالیٰ پیدا ہوے - یہ اہلیہ بھی آپ کی قریب تین برس بعد شادی بقید حیات رہکر داخل خلد برین ہوئین - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللھم اغفرلھا وارحمھا - اسکے بعد تیسری شادی آپ کی ساتھ مسماۃ بنت الفاطمہ بنت شیخ عبدالمجید صاحب بن شیخ محمد حسن مرحوم بن مولوی اظہر علی مرحوم بن مولوی وارث علی مرحوم آروی سے ہوئی - اُنسے دو لڑکیان اور ایک لڑکا ہوا یسماۃ میمونہ زوجہ مسٹر محمود حسن منصف سلمہا اللہ تعالیٰ اور محمد الیاس و مسماۃ سنجیدہ مد عمرہما پیدا ہوے - یہ اہلیہ بھی چودہ برس بعد شادی اس زندگانی فانی سے بہرہور ہو کر اس دنیا سے دنیہ کو خیرباد کہتی ہوئی داخل فردوس ہوئین - انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم اغفرلھا وارحمھا - تب آپ نے چوتھی شادی ایک بیوہ عورت مسماۃ رقیہ بنت مولوی نجابت احمد مرحوم نگرنہسوی یعنی خواہرزادی جناب مولوی شمس الحق صاحب طالت برکاتہ ساکن موضع ڈیاوان سے کی - ہنوز اُنسے کوئی اولاد نہین ہوئی ہے - آپ بعد انتقال شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم محمدن اینگلو عربک اسکول کے سکرٹری ۱۳۰۶ھ

مین ہوے ۔ اُسوقت سے اسکام کو نہایت عمدگی و حُسن لیاقت کے ساتھ انجام دے رہے ہین۔ چنانچہ اسکے صلے مین گورمنٹ سے خلعت وخطاب شمس العلمار کا عطا ہوا ہے ۔ اور آپ ہمیشہ جلسہ ولیسلرے مین مدعو ہوتے ہین ۔ اور آپ کے اسکول کا سالانہ جلسہ ہر سال ہوا کرتا ہی ۔ اُسمین چندبار جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال نے بھی تشریف لاکر براہ عنایات خسروانہ انعام طلبہ اپنے ہاتھ سے تقسیم فرمایا ہے ۔ چنانچہ اس سال بھی یعنی سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق سنہ ۱۹۰۰ع مین واسطے رکھنے بنیادی پتھر عمارت اسکول کے نواب صاحب بہادر ممدوح الیہ تشریف لائے تھے ۔ اور اپنے دست مبارک خاص سے اس عمارت کا بنیادی پتھر رکھا ۔ اور طلبہ کو انعام تقسیم فرمایا ۔ اور بہت کچھ خوشنودی اپنی آپ کی نسبت ظاہر کی ۔ افسوس کہ آپ کے صاحبزادہ کلان محمد ایوب مرحوم نے بعد حصول علم عربی و فارسی و انگریزی عین حالت شباب اکیس برس کی عمر مین بتاریخ ۱۳ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۹۳ع روز جمعہ اس دنیا عجوزہ کو چھوڑ کر جنت نعیم کو روانہ ہوے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھ ۔ یہ لڑکا نہایت ذہین و ذکی و فطین تھا اور ازبسکہ حلیم و سلیم و لبیب مگر افسوس کہ اسکی عمر نے وفا نہ کی ۔ اور اسکے جوہر اُبھرنے نہ پائے ۔ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد + اور تاریخ ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۸۴ عیسوی روز جمعہ کو آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ نجیبن مرحومہ نے رحلت فرمائی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا ۔ اور اُسی تاریخ کی شب کو مسماۃ میمونہ مدعمرہا آپ کی لڑکی نے بمقام آرہ وجود ہستی کا پہنا ۔

کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم ۔ کا پورا مصداق ظہور مین آیا ۔

نقشہ آپ کی ازواج واولاد کا یہ ہے

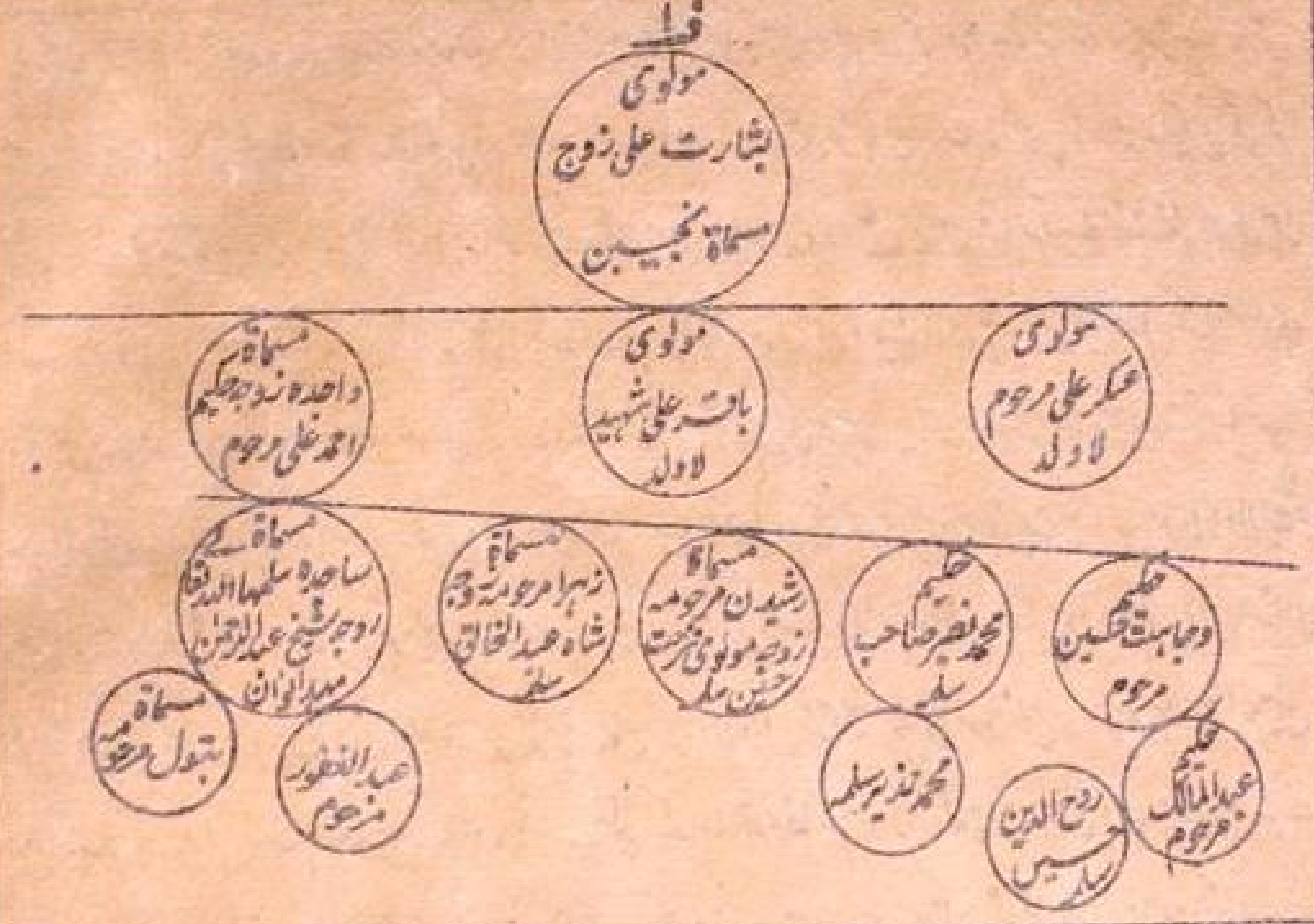


مولوی بشارت علی مرحوم

بن مولوی وارث علی مغفور بن ملا محمد سعید قدس سرہ آپ کی شادی مسماۃ نجیبن بنت حضرت شاہ محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ ساکن محلہ نخو ہیہ سے ہوئی آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں مولوی عسکر علی مرحوم و مولوی باقر علی شہید و مسماۃ واجدہ مرحومہ آپ ان تینوں اولاد کو صغیر سن چھوڑ کر چوبیس پچیس برس کی عمر میں رحلت فرمائے دار بقا ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ کلان مولوی عسکر علی مرحوم کی شادی لبنا پکھولی ضلع شاہ آباد میں ہوئی۔ مگر کوئی اولاد آپ کو نہیں ہوئی ایک کپتان صاحب کمپ دانا پور میں رہتے تھے جب اُنکی پلٹن دانا پور سے کابل کو جانے لگی اُسوقت گورنمنٹ کی طرف سے فوج واسطے لڑائی دوست محمد خان کے جاتی تھی۔ آپ کو اُس کپتان سے بہت کچھ ربط وضبط تھا۔ آپ بھی اُنکے ہمراہ ہوئے۔ اور کابل روانہ ہوگئے،

ف۔ واحسرتاہ کہ بعد طبع رسالہ ہذا برادرم عزیز موصوف نے تاریخ [illegible] شعبان [illegible] مطابق یکم ستمبر [illegible] روز شنبہ وقت [illegible] بجے دن کو بعارضہ طاعون جان شیرین بجان آفرین سپرد کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ والحقہ عن آباءہ الصالحین

اور تین برس کامل وہان رہے۔ برٹش گورنمنٹ کی نوکری باحسن وجوہ انجام دیتے رہے۔ پھر جب کابل
مین فساد ہوا۔ اور فوج سرکاری وہان سے واپس آئی۔ آپ بھی وہان سے واپس آئے۔ لیکن گھر کو
تشریف نہ لائے۔ دہلی و میرٹھ کی طرف رہے۔ آخر مین اٹاوہ مین دو تین برس قیام کرکے سنہ ۱۲۷۰ ہجری مین
آپ نے وہین انتقال فرمایا۔ اور آپ کی اہلیہ نے پانچ چار برس قبل اسکے اسی پٹنہ مین انتقال کیا۔ مولوی
باقر علی صاحب کی شادی نہین ہوئی۔ وہ اٹھارہ بیس برس کی عمر مین یہان سے بمعیت حضرت جناب
امیر المومنین سید احمد صاحب کے روانہ ہوے۔ جیساکہ سوانح عمری مین حضرت جناب مولانا ولایت علی
علیہ الرحمۃ والغفران کے ذکر ہو چکا ہی۔ وہ یہان سے جناب سید احمد صاحب کے ہمراہ ملک افغانستان
کو تشریف لیگئے۔ اور وہان دوسری تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۲۴۲ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۲٦ء مین
جو جنگ سردار بدھ سنگھ سپہ سالار رنجیت سنگھ کے ساتھ بمقام اکوڑا کے ہوئی اُسمین آپ شہید ہوے
منشی محمد جعفر صاحب انبالوی نے اپنی تاریخ سوانح احمدی مین اس جنگ کے حالات مین لکھا ہے
کہ مولوی باقر علی صاحب عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے۔ آپ
اور مولوی طالب علی صاحب مرحوم آپ کے برادر عموی جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی یہ دونون ہم عمر تھے۔
اور آپسمین باعث ہم عمری کے کمال محبت رکھتے تھے۔ اور جناب حضرت سید صاحب کی خدمت خاص
مین یہ دونون وہان رہا کرتے تھے۔ خاص پہرہ یہی دونون باراباری دیا کرتے تھے۔ مسماۃ واجدہ
کی شادی ساتھ حکیم مولوی احمد علی مرحوم بن رضی الدین حسین خان بن رفیع الدین حسین خان ساکن مغلپورہ
کے ہوئی۔ اور آپ کا انتقال تاریخ ۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ہوا اور آپ نے اسّی برس کی عمر
پائی۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیان ہوئین۔ جناب حکیم مولوی وجاہت حسین
مرحوم مغفور و جناب حکیم مولوی محمد نصیر صاحب سلمہ اللہ تعالی۔ اور تین صاحبزادیان ہوئین۔ مسماۃ رشیدن
زوجہ ثانیہ جناب حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہ و مسماۃ زہرا زوجہ شاہ عبد الخالق مرحوم بن جناب
حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ محلہ تموہیہ و مسماۃ ساجدہ سلمہا اللہ تعالی زوجہ شیخ عبد الرحمن مرحوم بن
قاضی قمر علی مغفور ساکن موضع مہدا نوان۔ جسکا نقشہ یہ ہے۔



فصل سوم ۔ نسب نامہ ابوالام جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران ۔

نمبر۱	مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولانا فرحت حسین و عبدالحلیم فرزندان	نمبر۱۳	نصیر
نمبر۲	مسماۃ زمن بنت	نمبر۱۴	قاسم
نمبر۳	رفیع الدین حسین خان	نمبر۱۵	نصیر
نمبر۴	شیخ صبغۃ اللہ معروف بروح الدین حسین خان	نمبر۱۶	عبدالرحمن
نمبر۵	شیخ ہدایت اللہ	نمبر۱۷	قاسم
نمبر۶	شیخ دوست محمد	نمبر۱۸	حضرت محمد
نمبر۷	شیخ غلام رسول	نمبر۱۹	حضرت ابوبکر صدیق رضہ
نمبر۸	عبداللہ	نمبر۲۰	عثمان رضہ
نمبر۹	محمد	نمبر۲۱	عامر
نمبر۱۰	عونہ	نمبر۲۲	عمرو
نمبر۱۱	حسین	نمبر۲۳	کعب
نمبر۱۲	قاسم	نمبر۲۴	سعید

سوانح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ کی سوانح عمری واولاد واحفاد کی تفصیل وتحقیق کے بیان مین صدہا کتابین سلف وخلف سے تصنیف ہوتی چلی آئی ہین ۔ جواب مستغنی عن البیان ہین ۔ لیکن تھوڑا سا تیمناً و تبرکاً اس جگہ لکھتا ہون آپ کے اسم شریف مین بہت کچھ اختلاف ہی ۔ لیکن راجح ومحقق یہ ہے ۔ کہ آپ کا نام عبداللہ تھا ۔ اور ابن ابی قحافہ بھی بولا کرتے تھے ۔ اور آپ کے والد کی کنیت ابی قحافہ اور نام عثمان تھا ۔ وہ بیٹے عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیمم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب التیمی القریشی کے تھے ۔ آپ کا نسب سات پشتون کے بعد مرّہ بن کعب مین جا کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہی ۔ اور آپ کی والدہ کا نام سلمےٰ بنت صخر بن عامر بن سعید بن تیمم بن مرّہ ہے اور بعضون نے کہا ہی ۔ کہ حضرت ابو بکر کا نام عبد رب الکعبہ تھا ۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا ۔ اور آپ کا نام عتیق بھی تھا ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا ۔ آپ اول المسلمین ہین جوان اور آزاد مرد لوگون مین سب کے اول آپ ہی ایمان لائے ۔ آپ عام الفیل کے دو برس اور چار مہینے بعد پیدا ہوے آپ کا رنگ گورا اور چہرہ ہلکا تھا ۔ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری مین آپ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقرر ہوے ۔ آپ کے محامد ومناقب بہت کچھ ہین ۔ اس جگہ تھوڑا سا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول سے نقل کرتا ہون ۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ لما بلغہ وفاۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ جاء مسرعا باکیا وقال رحمک اللہ یا ابا بکر واللہ لقد کنت اول القوم اسلاما واخلصھم ایمانا واشدھم یقینا واخوفھم باللہ واحوطھم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحسنھم صحبۃً وافضلھم مناقبا واکرمھم سوابقا واقربھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشبھھم بہ ھدیا وخلقا وسمۃ وفضلا واکرمھم علیہ واوثقھم عندہ فضلا وفخرا فجزاک اللہ عن الاسلام خیرا صدقت رسول اللہ صلعم حین کذب بہ الناس فسماک اللہ فی کتابہ العزیز صدیقا وقال والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون واسنتہ حین تخلفوا وقمت معہ حین قعدوا وصحبتہ فی الشدۃ اکرم صحبۃ ثانی اثنین فی الغار والمنزل علیہ السکینۃ ورفیقہ فی الھجرۃ والمواطن المکرہ فقویت حین

ضعف اصحابك وبرزت حين استكانوا ونهضت حين وهنوا وقمت حين كسلوا ومضيت بقوة
الله عز وجل حين وقفوا كنت اطولهم صمتا واشغلهم قلبا واشدهم يقينا واحسنهم عملا و

تحملت اثقال ما عنه ضعفوا وحفظت ما اضاعوا ورعيت ما اهملوا وعلوت اذا طلعوا و
صبرت اذا جزعوا وكنت كالجبل لا تحركه العواصف كما قال رسول الله صلے الله عليه واله وسلم
انه ضعيف فی بدنه قوی امر دينه متواضع فی نفسه عظيم عند الله محبوب الی اهل الارض
والسموات فجزاك الله عنا وعن الاسلام خيرا -

شیخ صبغۃ اللہ عرف روح الدین حسین خان

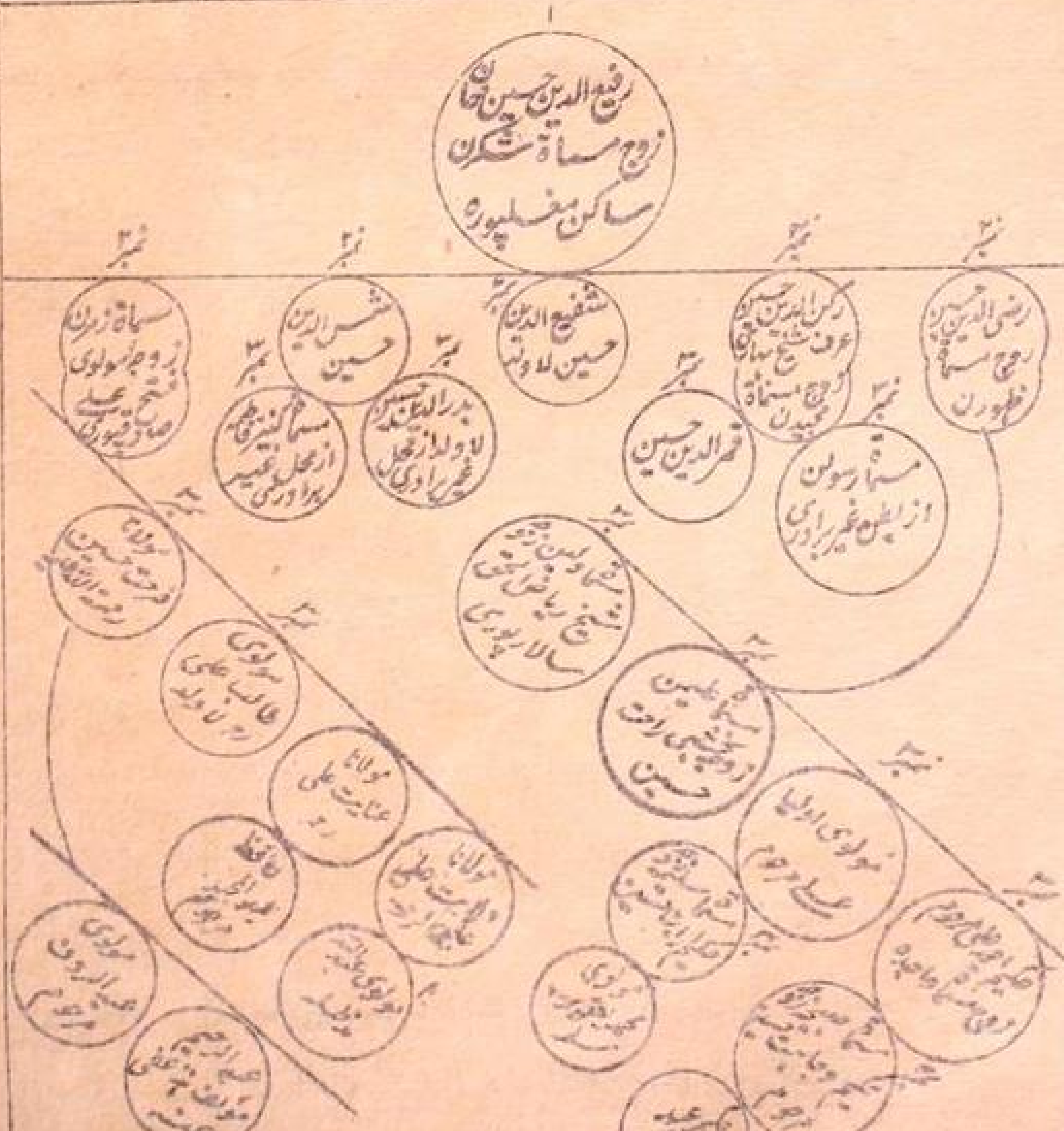
آپ کا اصل مکان موضع الاول پور تھا - جو قریب نگر نہسہ واقع ہی - پھر آپ مغلپورہ مین آکے سکونت پذیر ہوے - آپ کے والد شیخ ہدایت اللہ مرحوم کے محل اولی سے شیخ سکندر ہوے - اور محل ثانیہ سے آپ پیدا ہوے - جب آپ کے والد کا انتقال ہوا - آپ صغیر سن تھے - آپ کے برادر علاتی نے تمام املاک موروثی پر قبضہ کرلیا - اور آپ کو گھر سے نکال دیا - آپ جب جوان ہوے نہایت پریشانی کی حالت مین کسب معاش کی فکر مین حیران وسرگردان پھرتے تھے اسی اثنا مین شاہ عالم بادشاہ دہلی رونق افروز بلدہ عظیم آباد پٹنہ ہوے - اُسوقت بیگم عبد الرحمن خان حاکم پورنیہ آرہی تھین - اثناے راہ مین انسے ملاقات ہوئی سبب پریشانی کا انکی پوچھا آپ نے بدسلوکی اپنے برادر کی بیان فرمائی - بیگم صاحبہ نے آپ کو ہمراہ لیا - اور بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئین - اور کہا یہ میرا فرزند ہی - امیدوار مراحم بادشاہی کی ہون - بادشاہ کی طرف سے اُسی وقت نائب ناظم صوبہ بہار کا عہدہ مرحمت ہوا - اور خطاب روح الدین حسین خان کا عطا ہوا - اور ایک بہت بڑی جاگیر آپ کو عنایت ہوئی - جسکے بعض موضعات اسوقت تک ہم لوگون کے قبض ودخل مین ہین - جسکی تفصیل آگے آویگی - آپ اُسوقت سے برابر نائب ناظم صوبہ بہار کے عہدے پر مقرر رہے - جبکہ نواب مظفر جنگ ساکن مرشدآباد باعانت کمپنی انگریز بہادر صوبہ بہار پر حکران ہوے - اُنھون نے بھی آپ کو اسی عہدہ پر قائم رکھا - بعد اسکے جب کمپنی بہادر نے نواب دلاورجنگ ولد نواب مظفر جنگ نواب مرشدآباد کی تنخواہ کردی - اور خود بالاستقلال صوبہ بہار پر حکران ہوگئے - اُسوقت کمپنی کی طرف سے بھی آپ اُسی عہدے پر مقرر رہے

آپ کو انگریزی کمپنی کی طرف سے سنہ ۱۱۸۶ فصلی مطابق فروری سنہ ۱۷۷۹ع مین نواب معین الملک امین الدولہ بہادر ناصر جنگ عامل صوبہ بہار کا خطاب ملا - سنہ ۱۱۹۳ فصلی مین آپ کا انتقال ہوا - آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے رفیع الدین حسین خان اس عہدے پر مقرر ہوے - جب انگریزی کمپنی کا تسلط تمام صوبہ بہار پر ہو گیا کمپنی نے اس عہدے کی ضرورت نہ دیکھی - تب اس عہدے ہی کو برخاست کر دیا - آپ کو جو مواضعات شاہ عالم بادشاہ دہلی کی طرف سے جاگیر مین مرحمت ہوے تھے - وہ بہت تھے - جسکی مجھکو اطلاع نہین ہوئی - اور کچھ بر وقت بندوبست انگریزی سرکار مین لے لیے گئے - اب جو موجود ہین وہ یہ ہین - جتا - ارتیلہ - کلونجر - مکرندپور - رمشولی - یہ کل مواضعات ضلع مظفرپور مین ہین - منصورپور - دانیال پور - سعداللہ پور - منی چک عرف بہادر چک - سیدپورہ - افضل پور - سرور - معہ قطعہ اختر پا - از رقبہ مان سنگھ پور یہ کل ضلع پٹنہ حوالی نگر نہسین واقع ہین -

نام واہب	عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ
تاریخ فرمان	مرقومہ پانزدہم ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری
تاریخ عطائے معاش و خطاب	ایضاً
موہوب لہ	شیخ صبغۃ اللہ
خطاب	روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ
عہدہ	منصب داری
پروانہ دوم	شمس الدین علی خان مرقومہ چہارم شوال سنہ ۱۱۷۴ھ
پروانہ دیگر	ولی عہد جوان بخت بہادر بن شاہ عالم مرقومہ ۲۶ شعبان سنہ ۱۱۷۶ھ
سند اول	وزیر الممالک آصف خان نظام الملک مرقومہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ
سند دوم	راجہ دلیر سنگھ روشن رائے دیوان مرقومہ ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ھ
سند سوم	مرزا اکبر شاہ ملقب وزیر الممالک مرقومہ ۱۲ محرم سنہ ۱۱۷۹ھ
پروانہ سوم	مہاراج شتاب رائے مرقومہ ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۱۸۵ھ
سند	وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر مرقومہ ۱۹ رجب سنہ ۱۱۸۴ھ

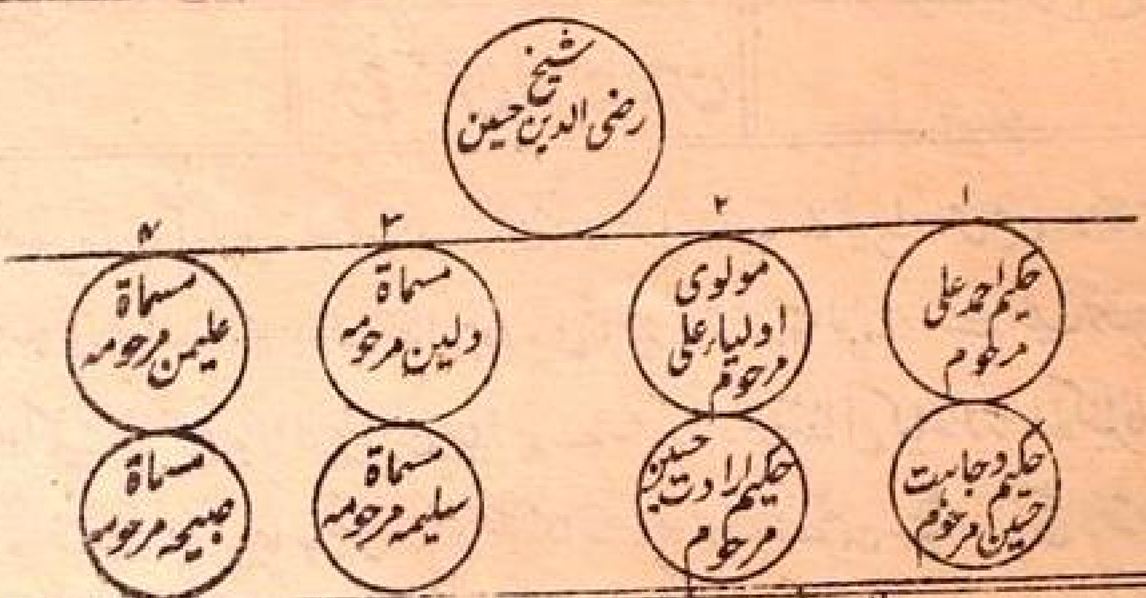
رفیع الدین حسین خان بہادر

بن روح الدین حسین خان - آپ کی شادی ساتھ مسماۃ بی بی شکرن بنت حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی قدس سرہ ساکن محلہ نمو ہیہ کے ہوئی - آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی رضی الدین حسین خان زوج مسماۃ ظہورن بنت حضرت شاہ محمد مغر قدس سرہ ساکن محلہ نمو ہیہ - رکن الدین حسین خان عرف شیخ بہاری زوج بی بی مجیدن بنت شیخ رستم علی مرحوم - شمس الدین حسین خان شیخ شفیع الدین خان - ان دونوں کی شادی اپنی ذات برادری میں نہیں ہوئی - مسماۃ زمرن زوجہ مولوی فتح علی مرحوم صادقپوری جو جدہ ماجدہ فقیر مسودہ اوراق ہذا کی ہیں - نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے -



شیخ رضی الدین حسین

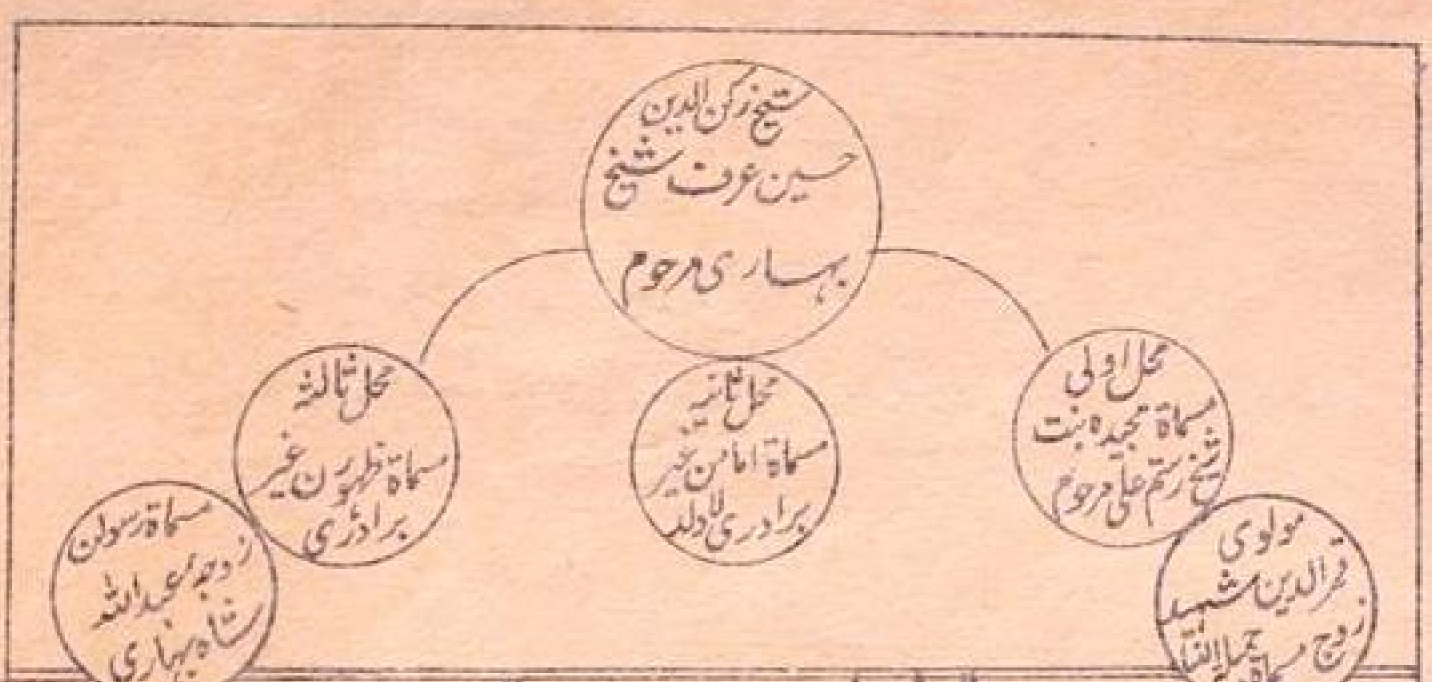
ساکن محلہ مغلپورہ شم صادق پور۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ ظہورن بنت حضرت شاہ محمد معز ساکن محلہ تموہیہ کے ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم۔ و جناب مولوی اولیا علی مرحوم۔ و مسماۃ ولین زوجہ شیخ ریاض الحق مرحوم۔ ساکن سالارپور۔ و مسماۃ علیمن زوجہ بخشی راحت حسین مرحوم۔ ساکن حبیب پور ڈمری۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے۔



شیخ رُکن الدین حسین

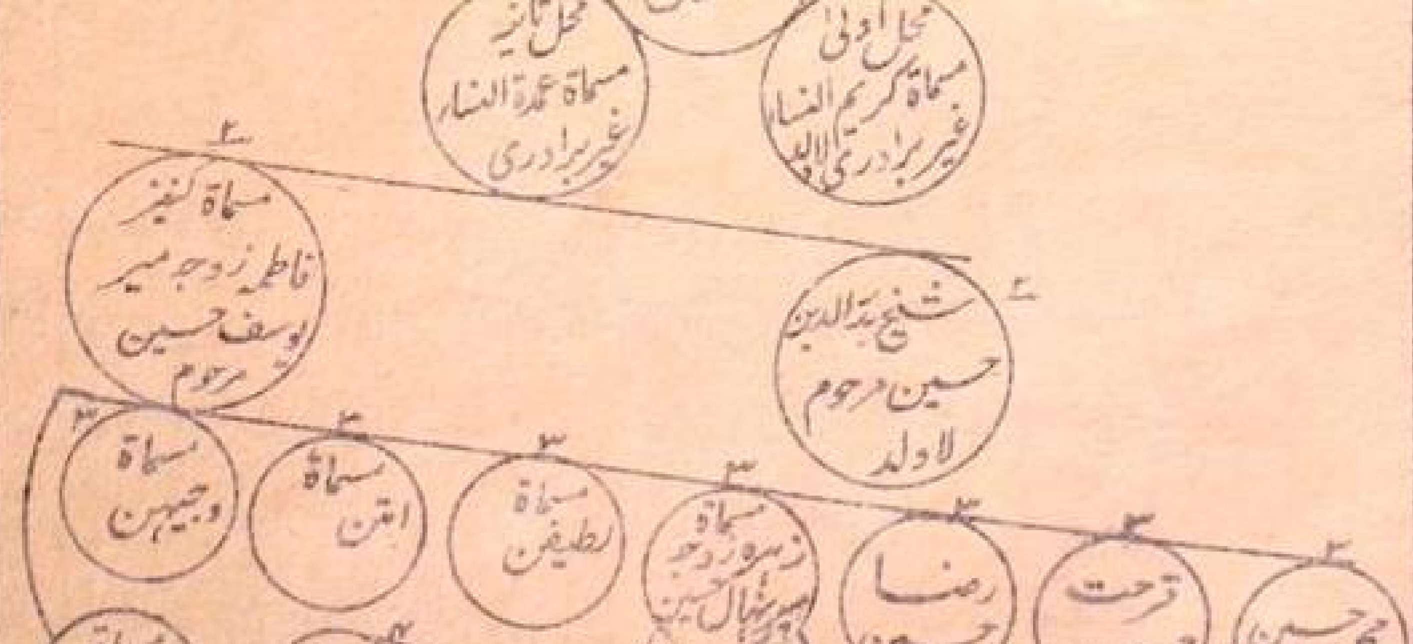
عرف شیخ بہاری ساکن محلہ مغلپورہ۔ آپ کی شادی مسماۃ مجیدن بنت شیخ رستم علی مرحوم سے ہوئی اس محل سے صرف ایک بیٹا مولوی قمرالدین حسین پیدا ہوے۔ جنکی شادی ساتھ مسماۃ جمیلۃ النسا بنت جناب مولوی الہی بخش مرحوم صادق پوری کے ہوئی۔ بعد شادی آپ صرف چند مہینے یہاں رہکر ہمراہ مولوی مظہر علی شہید ساکن محلہ لودیکٹرہ ملک افغانستان کو چلے گئے۔ اور وہاں حضرت جناب سید احمد صاحب سے جا ملے۔ اور پشاور میں ہمراہ مولوی مظہر علی شہید شہید ہوے۔ جنکی پوری کیفیت سوانح احمدی مولفہ منشی محمد جعفر صاحب انبالوی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آپ نے بعد انتقال مسماۃ مجیدن محل اولی کے غیر برادری میں دو نکاح کیئے۔ مسماۃ امامن محل ثانیہ نے لاولد انتقال کیا۔ محل ثالثہ مسماۃ طہورن عرف شیخائن سے ایک بیٹی مسماۃ رسولن پیدا ہوئیں۔ اُن کی شادی عبداللہ شاہ ساکن بہار سے ہوئی

جسکا نقشہ یہ ہے



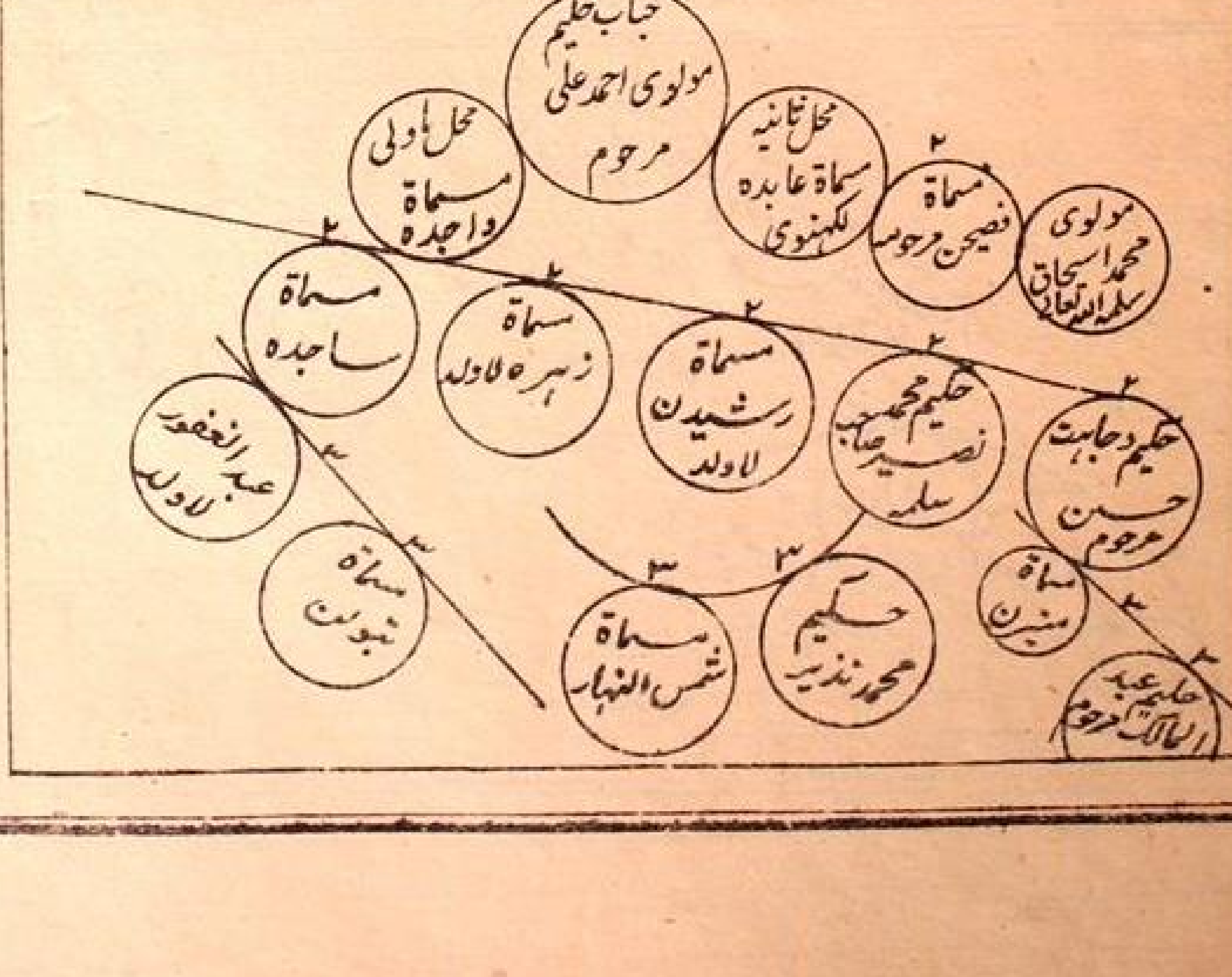
شیخ شمس الدین حسین

ساکن محلہ مغلپورہ آپ کی کوئی شادی برادری مین نہین ہوئی - آپ نے غیر برادری مین دو نکاح کیے محل اولی مسماۃ کریم النسار کا لاولد انتقال ہوا محل ثانیہ مسماۃ عمدۃ النسار انسے ایک دختر مسماۃ کنیز فاطمہ اور ایک بیٹا شیخ بدر الدین حسین پیدا ہوے - اور لاولد انتقال کیا - اور مسماۃ کنیز فاطمہ کی شادی میر یوسف حسین پسر میر عابد حسین ساکن بخشی محلہ سے ہوئی - اُنسے تین بیٹے اور پانچ دختر پیدا ہوئین محمد حسین - فرحت حسین - رضا حسین - مسماۃ زہرہ زوجہ میر نہال حسین ساکن مولانگر ضلع مونگیر - مسماۃ لطیفن - مسماۃ امتن - و مسماۃ وجیہن و مسماۃ منیرن -



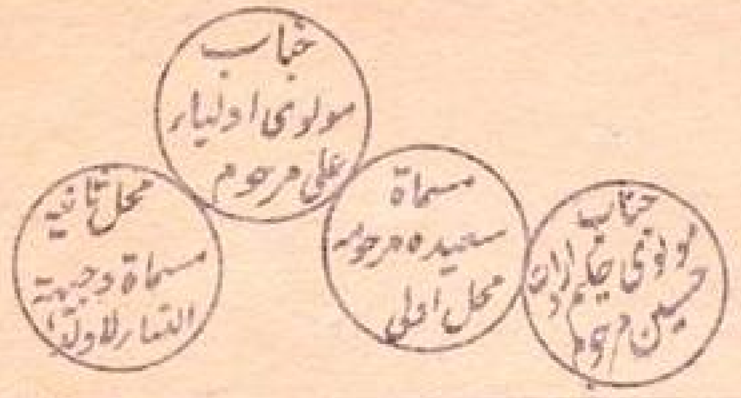
جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم

آپ نے اپنی درسی کتابین تمام وکمال اپنے وطن مین پڑھین - بعد اُسکے جب آپ کو زیادہ ترشوق تحصیل علم کا ہوا - آپ لکھنؤ تشریف لیگئے - اور وہان تحصیل علم طب جناب مرزا غضنفر علی خان طبیب بادشاہی سے کی اور قریب پانچ برس کے وہان رہے - اور آپنے وہان ایک شادی بھی کی - آپ کی اول شادی مسماۃ واجدہ بنت مولوی بشارت علی مرحوم سے ہوئی - اُنسے دو بیٹے حکیم وجاہت حسین مرحوم وحکیم محمد نصیر سلمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوے - اور تین بیٹیان مسماۃ رشیدن زوجہ مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ جو بعد شادی صرف ایک برس زندہ رہکر لاولد رہگراے آخرت ہوئین - دوسری مسماۃ زہرہ زوجہ شاہ عبدالخالق مرحوم ساکن محلہ خوہیہ یہ بھی لاولد دنیا سے رخصت ہوئین - تیسری مسماۃ ساجدہ کی شادی ساتھ شیخ عبدالرحمن خلف قاضی قمر علی مرحوم ساکن موضع مہدانوان سے ہوئی - اُنکی ایک بیٹی مسماۃ بتولن جنکی شادی داروغہ وحید الدین ساکن چھپرہ سے ہوئی - وہ لاولد رخصت ہوئین - اور ایک بیٹا عبدالغفور بعمر ستڑہ سال لاولد رخصت ہوے - حکیم احمد علی صاحب مرحوم نے جو شادی لکھنؤ مین کی تھی - اُنسے ایک بیٹی مسماۃ فصیحن پیدا ہوئین - اُسکی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم کے ہوئی - جسکا نقشہ حسب تفصیل ذیل ہے -



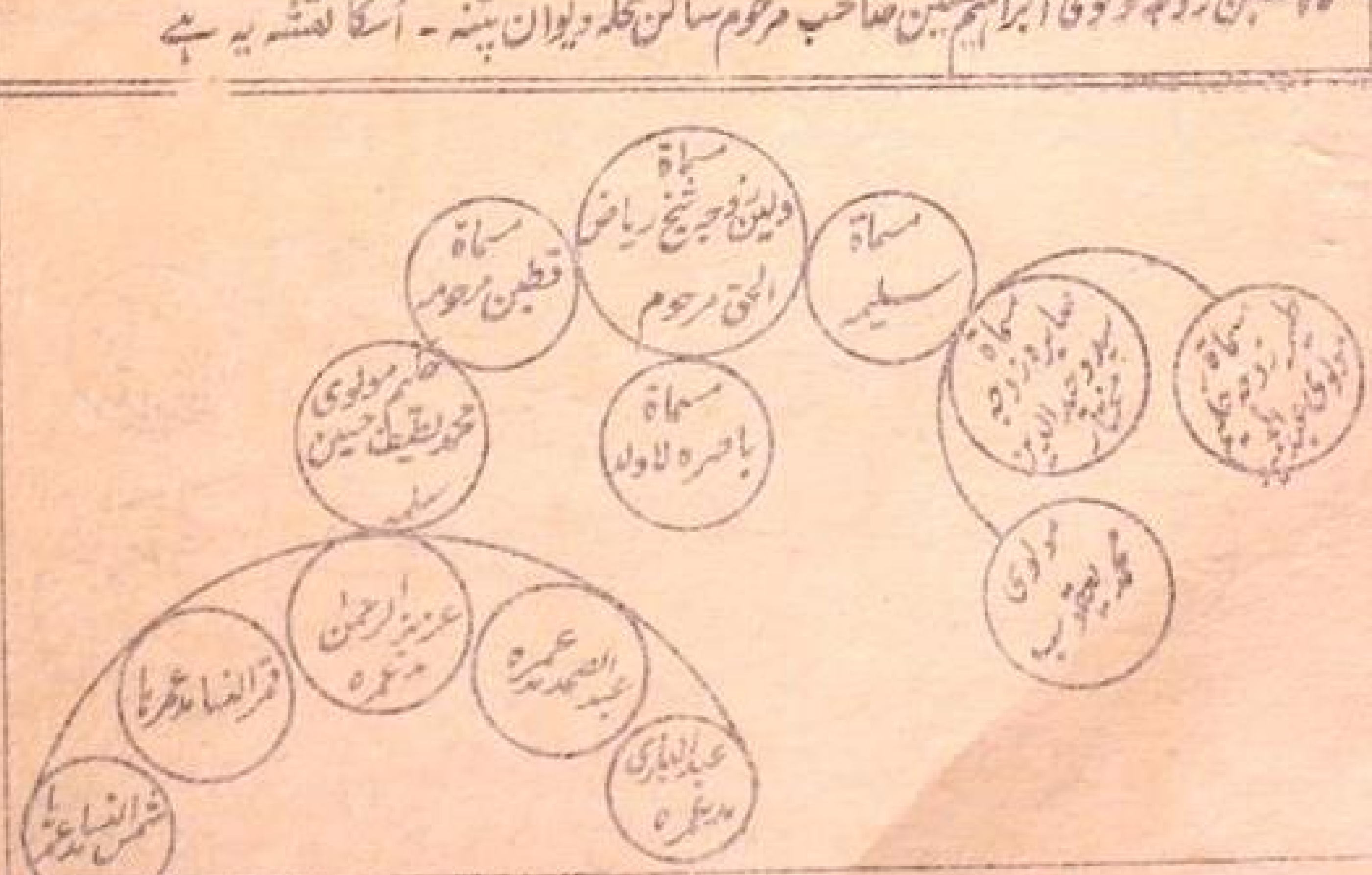
جناب مولوی اولیاء علی مرحوم

آپ کی شادی مسماۃ سعیدہ بنت مولوی محمد مبین صاحب ساکن پھلواری سے ہوئی انسے صرف ایک بیٹا جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم پیدا ہوے۔ اُسکے بعد آپ کی اہلیہ نے انتقال کیا۔ تب آپ کی دوسری شادی مسماۃ وجیہۃ النساء بنت جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم سے ہوئی۔ لیکن اس محل سے آپکے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ نقشہ اُسکا یہ ہے۔



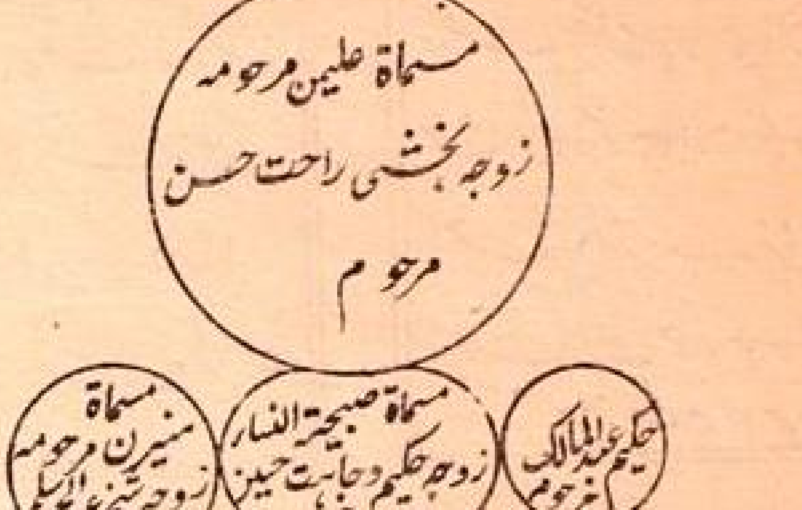
مسماۃ ولین مرحومہ

بنت رضی الدین حسین خان زوجہ شیخ ریاض الحق صاحب ساکن موضع سالارپور ضلع پٹنہ۔ اُنکے صرف تین بیٹیان پیدا ہوئین مسماۃ سلیمہ زوجہ اولی حکیم ارادت حسین مرحوم مسماۃ باصرہ زوجہ شیخ غلام نبی مرحوم ساکن موضع پھلواری مسماۃ قطبن زوجہ مولوی ابراہیم حسین صاحب مرحوم ساکن محلہ دیوان پٹنہ۔ اُسکا نقشہ یہ ہے



مسماۃ علیمن مرحومہ

بنت شیخ رضی الدین حسین صاحب مرحوم - زوجہ بخشی راحت حسین مرحوم - ساکن حبیب پور ڈمری ضلع پٹنہ - انکے صرف ایک بیٹی مسماۃ صبیحۃ النسا پیدا ہوئین - اُنکی شادی ساتھ حکیم وجاہت حسین مرحوم کے ہوئی - اسکا نقشہ یہ ہے -



جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم

آپ نے درسی کتابین کل جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین - اُسکے بعد آپ لکھنؤ تشریف لیگئے - اور وہان جناب مولوی واجد علی صاحب فرنگی محل سے تکمیل علوم درسیہ کی - اور طب جناب حکیم طالب علی مرحوم سے پڑھی - جو یکے از طباے بادشاہی تھے - قریب آٹھ برس آپ وہان رہے آپ کا علم کتابی بہت عمدہ تھا - اشعار عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین نہایت عمدہ فرماتے - نثر بھی آپ کی بہت عمدہ ہوتی - انشا پردازی مین بھی آپ کو خوب مہارت تھی - علم طب مین بھی آپ طبیب حاذق تھے علاج بہت عمدہ اور تشخیص مرض مین بھی آپ کو خوب دخل تھا - صدہا مریض مایوس العلاج آپ سے شفایاب ہوے آپ کی شادی ساتھ مسماۃ صبیحۃ النسا بنت بخشی راحت حسین ساکن موضع حبیب پور ڈمری سے ہوئی -

قطعہ تاریخ فرمودہ جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواری

چون وجاہت حسین رحلت کرد   در غمش خلق زار زار گریست

درغمش گریہ را چہ شرح دہم	ابر و انہار و کوہسار گریست
شد چوآن نخلبند گلشن طب	نرگسِ طبع بے شمار گریست
سال فوتش عقول عشرت گفت	خواند این شعر و بیقرار گریست
ہوش خمسہ بفہم خویش بدہر	آہ او مرد ہیچ بار گریست

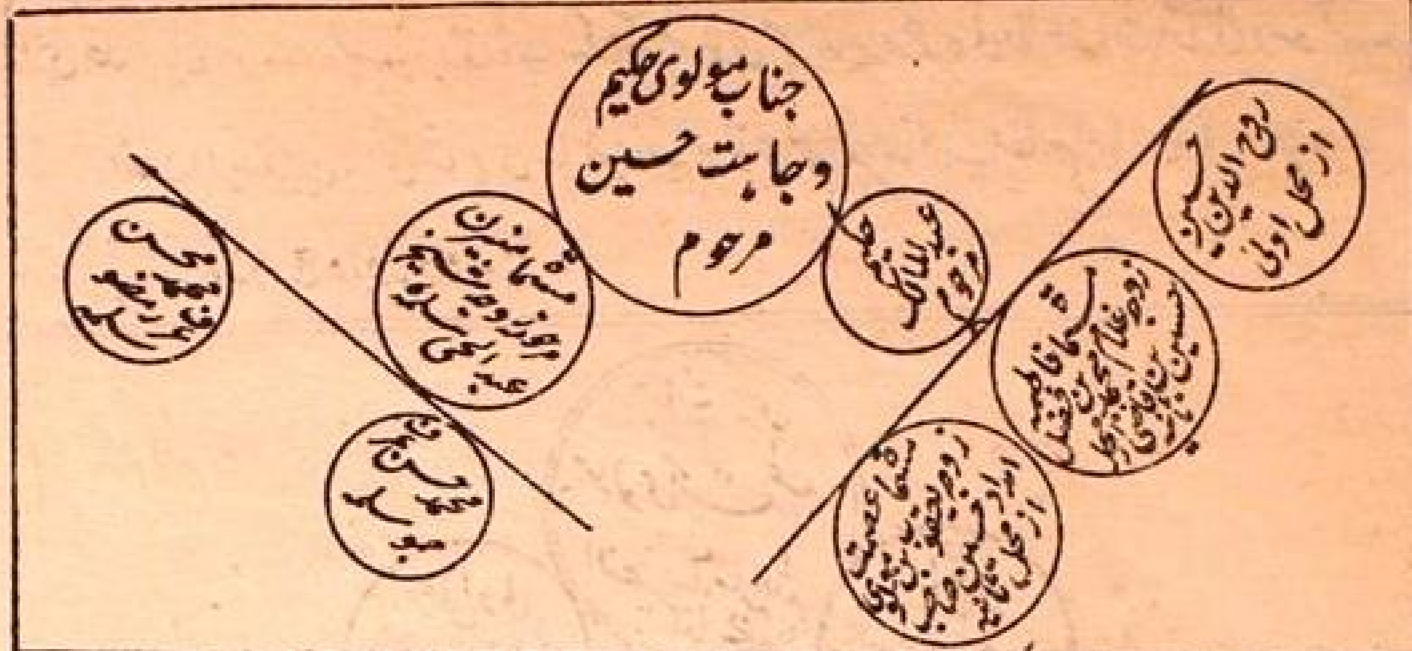
دوم

چون وجاہت حسین رفت ز دہر	درغمش خلق چون بنفشہ تپید
گشت مجنون مزاج صحت طبع	خار در کوہسار سے چیند
داشتم فکر سال رحلت او	کہ خرد از چہ راہ بگزیند
گفت غلمان کہ آن مسیح زمان	بسما نبض حور سے چیند
	۱۲۸۵ھ

آپ کا انتقال ۱۲۸۵ھ ہجری مین ہوا - اور قبر آپ کی نمو ہیہ جمعہ مسجد کے احاطہ مین ہے - آپ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی حکیم عبدالمالک مرحوم انکی شادی اول ساتھ مسماۃ رحیمن بنت شیخ تفضل حسین ساکن موضع گوپا سنگہرہ کے ہوئی - انسے صرف ایک بیٹا روح الدین حسین پیدا ہوے - بعد اسکے مسماۃ رحیمن نے انتقال کیا - اُسکے بعد آپ کا ازدواج صبیہ قاضی فرخ حسین مرحوم ساکن مہدانوان سے ہوا اُنسے دو بیٹیان پیدا ہوئین - اسکے بعد آپ کا خود انتقال ہوگیا - تاریخ انتقال کی آپکے قطعاتِ تاریخ مین جناب مولانا محمد سعید قدس سرہ نے جو لکھی ہے وہ یہ ہے واقعہ ہفتم صفر روز یکشنبہ ۱۳۰۳ ہجری

دریغا طبیب بلد عبد مالک	کہ از کار مرضے گرہ باکشودے
چو آمد اجل کرد رحلت ز دنیا	ندارد دوا مرگ رہا ہیچ سودے
دعائیہ تاریخ او بندہ گفتم	خدایا بیامرزش از منّ وجودے
	۱۳۰۳ھ

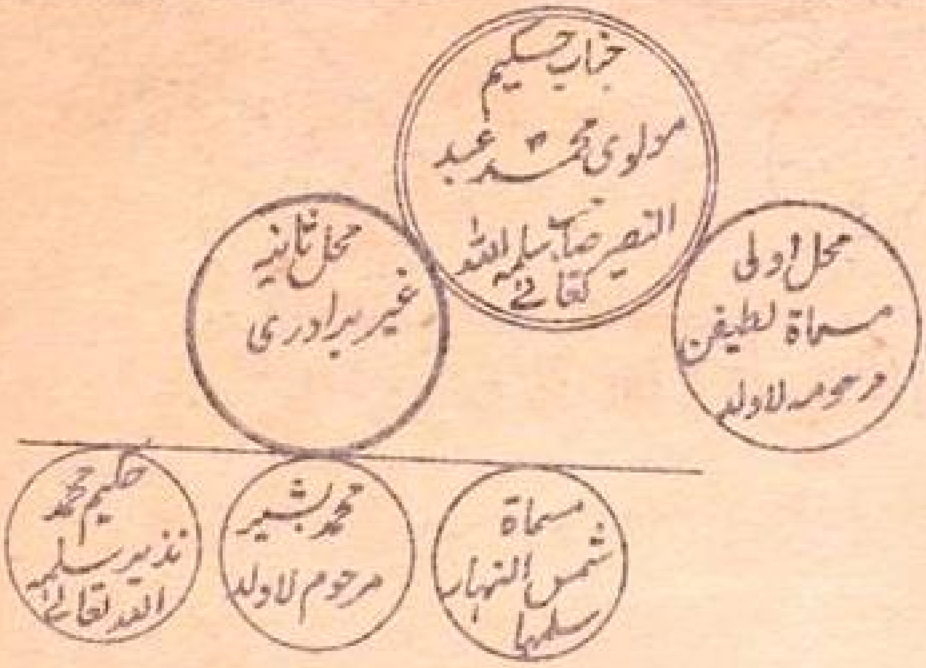
اور آپ کی بیٹی کا نام مسماۃ مہیرن مرحومہ تھا - جو ساتھ مولوی عبدالحی سلمہ پسر مولوی عبدالعزیز مرحوم ساکن محلہ نمو ہیہ کے منسوب ہوئین - نقشہ آپ کی اولاد کا دکھایا ہے -



جناب حکیم مولوی محمد عبد النصیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ جب چھوٹے تھے آپ کے والد ماجد حکیم احمد علی مرحوم کا انتقال ہوگیا - اور آپ کے برادر معظم جناب حکیم وجاہت حسین مرحوم بھی بقصد اکتساب علم روانہ لکھنؤ ہوے - تب اُسوقت آپ کے برادر عم زاد جناب حکیم ارادت حسین مرحوم نے آپکی تعلیم و تلقین کی - آپنے ابتدائی کتب درسی صرف و نحو وغیرہ حکیم ارادت حسین مرحوم سے پڑھین بعد اسکے کہ جناب حکیم وجاہت حسین مرحوم لکھنؤ سے مراجعت فرماکر دولت خانہ کو آئے جب سے آپکی تادیب و تعلیم کل متعلق حکیم صاحب مرحوم کے رہی علم طب آپنے آپ ہی سے پڑھا - اور علوم درسیہ مین منقولات فقہ اصول وغیرہ جناب مولوی محمد عظیم مرحوم سے آپ نے پڑھا - اور معقولات جناب مولوی اصغر حسین مرحوم پیش امام امامیہ مذہب سے پڑھی - آپ کے پاس ایک ایک سند تینون اُستادون کی ہر سہ علوم مین مُہری و دستخطی موجود ہی - آپ کو علم طب مین بہت عمدہ مہارت ہی تشخیص مرض و اصول علاج نہایت عمدہ ہی - خوش اخلاق صاحب مروت آپ ازحد ہین - آپ کی اول شادی مسماۃ لطیفن بنت شیخ قطب الدین صاحب ساکن موضع حبیب پور ڈمری سے ہوئی - مگر افسوس کہ آپ کی اہلیہ بعد شادی صرف ایک برس بقید حیات رہکر لاولد داخل خلد برین ہوئین آپ کو اس حادثہ کا ایسا غم ہوا کہ بہت برسون تک آپ نے تزویج کا قصد ہی نہین کیا - بعد عرصہ دراز باقتضاے ضروریات دنیوی آپ کو نکاح کرنا پڑا - غیر برادری مین آپ نے نکاح کیا - اس محل سے آپ کو ایک بیٹی اور دو بیٹے ہوے - مسماۃ شمس النہار جنکی شادی آپ نے ساتھ حکیم رفعت حسین ساکن عالم گنج کے کردی - اطال اللہ عمرہما یہ صاحب اولاد ہین - جسکی تفصیل نقشہ ذیل مین آدیگی - پسر کلانی آپ کے محمد بشیر بعمر دوازدہ سالہ آغوش والدین کو چھوڑکر

راہی خلد بریں ہوے۔ پسر دومی آپ کے حکیم مولوی محمد نذیر مد عمرہ فی طاعتہ اللہ تعالیٰ اسوقت آپ کے خلف الرشید ہیں۔ انکی شادی ساتھ صبیہ مولوی محمد عمر صاحب بمقام بہار ہوئی ہے۔ نقشہ آپ کے ازواج و اولاد کا یہ ہے۔



جناب حکیم مولوی ارادت حسین عفر اللہ لہ

خلف الصدق جناب مولوی اولیا علی مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ سعیدہ بنت مولوی محمد مبین مرحوم ساکن پھلواری نے آپ کو شیر خوار چھوڑ کر راہی خلد بریں ہوئیں آپ نے تمام علوم درسیہ از اول تا آخر جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ اور سند حدیث و تفسیر جناب مولٰنا ولایت علی قدس سرہ سے حاصل کی اور آپ نے فیض باطنی بھی جناب مولانا ممدوح سے علی وجہ الکمال حاصل کیا۔ آپ مولانا کے خلفاے عظام سے ہیں۔ آپ وعظ و ہدایت و تلقین کا کام بھی فرماتے رہے ہیں آپ نے علم طب اپنے چچا جناب حکیم احمد علی سے حاصل کیا۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اسقدر ہیں جو خارج از حد شمار ہیں۔ لیکن تھوڑا اس جگہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ آپ نہایت حلیم کریم النفس صاحب خلق عظیم ذیمروت نہایت ذہین و ذکی تھے۔ علم معقول و منقول دونوں میں آپ کو مہارت تھی جب آپ مکہ معظمہ ہجرت کر کے گئے۔ وہاں آپ کے درس قرآن و حدیث میں بڑے بڑے علما و فضلاء عرب و ترک وغیرہ آتے اور آپ کے حسن بیان و قرآن فہمی و حدیث دانی کی داد دیتے۔ اور آپ کی خوش خلقی کے وہ لوگ ایسے والہ و شیفتہ تھے۔ کہ آپ کا ذکر آتے ہی وہ لوگ آبدیدہ ہو جاتے

اس فقیر کو خود بارہا اسکا معائنہ ہوا ہی - جناب مولانا محمد فصیح غازی پوری قدس سرہ سے احمد پور
مین جب مناظرہ ہوا تھا - جسکا ذکر او پر فصل دوم مین آچکا ہی - اُسوقت آپ بھی بمعیت جناب مولانا
فیاض علی علیہ الرحمۃ مناظر تھے - علم حساب و ریاضی مین آپ کو کمال دخل تھا - مناسخہ بہت بڑا بڑا آٹھ
آٹھ اور نو نو بطن کا تو آپ کا بائین ہاتھ کا کھیل تھا ایسا جلد لگا تے تھے - کہ لوگ حیران رہجاتے
تھے - فن طب مین بھی آپ کو کمال حاصل تھا - تشخیص مرض اور اسلوب علاج نہایت عمدہ تھا - بہت
شفا تو ایسی اللہ نے دی تھی - کہ لوگ اُسکو کرامات سمجھتے تھے - ہزارون مایوس العلاج آپکے
ہاتھون سے صحت پائی - تمام ہندو مسلمان شیعہ و سنی آپ کے نسخون کو تبرک سمجھکر نہایت عقیدت
سے لیتے اور استعمال کرتے - روزانہ پانچ چھہ سو نسخون سے کم نہین ہوتا تھا جو آپ کے مطب سے
تقسیم پاتا تھا تمام اہل برادری کیا امیر کیا غریب سب کو مفت دوا بلا فیس روزانہ دیتے تھے - علاوہ
اسکے طالب علم کم استطاعت و غربا و مساکین کو بھی چالیس پچاس نسخے روز آپ کے مطب سے
مفت دیا جاتا تھا - اہل استطاعت خصوصاً امرا و رؤسا سے قیمت دوا و فیس وغیرہ سب کچھ لیا کرتے
تھے تؤخذ من اغنیائهم وترد علے فقرائهم کا مضمون تھا - آپ کے مطب مین ہر قسم کی ادویہ مفردہ
و مرکبہ معاجین و حبوب و سفوف و شربت و عرق وغیرہ نہایت عمدہ موجود رہتی تھین جتنے مستعلجین
آپ سے نسخہ لکھواتے دوا بھی آپ ہی کے مطب سے لیتے - ایسی بھیڑ بھاڑ اور ہجوم مستعلجین تو کسی طبیب
کے دروازے پر دکھا نہ سنا - اسکے ساتھ مریضون کے ساتھ شفقت اور محبت ایسی کہ لوگ اپنے
والدین کو بھول جاتے - اس انفاق و خیر خیرات کے ساتھ بھی آپ نے ہزارہا روپیہ کمایا اور
اپنی اہلیہ کا دین مہر جو تیس ہزار روپیہ خاص مطب کی کمائی سے ادا کیا - ۱۲۶۷ ہجری مین -
ہزارہا روپیہ لیکر معہ اہل و عیال آپ نے حج کیا - اور وہان اسقدر خیر و خیرات کی کہ کوئی امیر و رئیس
بھی اس سے زیادہ کیا کر سکیگا - آپ کا اپنا لباس و پوشاک و خورد و نوش نہایت سادہ اور
کم قیمت لیکن داد و دہش بہت ہر خیر کام مین آپ سبقت کرتے - باوجود اس قدر عدیم الفرصتی
کے پھر آپ کچھ درس تدریس کے شغل کو بھی جاری رکھتے - اس فقیر نے بھی شاگردی کا شرف
آپ کی حاصل کیا ہی - حدیث کل آپ ہی سے پڑھی ہی - بار دوم جب آپ ۱۲۸۱ ہجری مین ہجرت
کرکے مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے - اور تیرہ برس وہان قیام فرمایا - اس درمیان مین آپ نے

وہان بہت بڑے بڑے نیک کام کیے۔ دو ایک اُنمین سے بطور نمونہ کے اسجگہ مین لکھدیتا ہون۔ ازانجملہ حجاج سے چندہ کرکے لاکھون روپیہ خرچ کرکے نہر مصر کو صاف کرایا۔ ازانجملہ منا مین رمی جمرات کے پاس سڑک جو تھی نہایت تنگ تھی۔ لاکھون آدمی کا گذر اُس سڑک سے واسطے رمی جمرات کے ہوتا۔ اور آگے اُس سڑک کے نکلنے کی جگہ نہین تھی جو رمی کو جاتا اُسکو رجعت قہقری کرنا پڑتی اکثر خون ہوا کرتا۔ ضعیف و کمزور پامال ہوا کرتے۔ آپ نے چندہ کرکے وہان کے شریف و پاشا کی مدد سے پہاڑ کو کھدوا کر سڑک کو نہایت وسیع کرا دیا۔ اور جمرات کی پشت پے ایک سڑک نکال دی۔ کہ جس سے لوگ ایک طرف سے آوین اور رمی کرتے ہوے دوسری طرف سے نکلجاوین مراجعت کی زحمت نہ پڑے۔ اس انتظام سے ایک ایسی عمدگی ہوگئی اور ایسا آرام لوگون کو ملا کہ جن لوگون نے کہ پہلے اس مقام کی تنگی واز دحام کی کیفیت دیکھی ہی۔ وہی اسکو خوب سمجھ سکتے ہین۔ ازانجملہ آنکہ منا مین پانی کی ازحد تکلیف تھی۔ کیونکہ نہر جو مصر سے مکہ معظمہ کو آئی ہوئی ہی۔ وہ منا کی پشت پر سے گذری ہی۔ ایک پہاڑ بیچ مین حائل تھا۔ فجر کو آدمی مشک لیکر وہان جاتا تو پہاڑ پر چڑھکر اسکو طے کرنا پڑتا تھا۔ اور قریب دوپہر کے وہان سے مراجعت کرتا تھا الغرض تمام روز مین ایک آدمی دو کھیپ سے زیادہ نہین کرسکتا تھا۔ آپ نے چندہ کرکے اُس پہاڑ کو کٹوا دیا اور منا کے شہر سے نہر تک ایک سڑک صاف نہایت عمدہ بنوا دی۔ کہ جس سے ایک گھنٹے کا راستہ ہوگیا۔ سابق مین روپیہ اور دو روپیہ فی مشک پانی فروخت ہوتا تھا۔ اور اب فی قربہ دو آنہ اور چار آنہ کے فروخت ہوتا ہی۔ غربا تو خود جا کر لے آتے ہین۔ الغرض اسقدر وہان پانی لانے مین آسانی ہوگئی ہی جسکا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہی۔ جزاھم اللہ خیرا۔ و ازانجملہ آنکہ مسجد خیف جو منا مین ہی۔ اُسکا دروازہ صرف ایک تھا۔ اور وہ بھی چھوٹا اور اُسکے عین دروازے پر سلطانی لشکر کا پڑاؤ پڑتا تھا۔ زائرین جو اُس مسجد مین جاتے۔ اُنکو سخت تکلیف ہوتی۔ ایک تو تنگی راہ اور دوسرے گھوڑون کی اگاڑی اور پچھاڑی کی رسیان ہوتی تھین جسمین لوگ اُلجھکر گرتے تھے۔ اور خون ہو ہو جاتا تھا۔ آپ نے پاشا افسر فوج سے ملاقات کرکے فوج کے پڑاؤ کے واسطے ہمیشہ کے لیے جگہ بدلوا دی۔ اور اُس مسجد کے احاطے مین ایک دروازہ اور بہت بڑا اُسکے جانب مقابل مین کرا دیا۔ تاکہ ایک طرف سے زائرین اندر مسجد کے آوین اور دوسری طرف سے

نکلجائین - اور مراجعت کی زحمت سے بچین - حضرات ناظرین اس بات کو خوب سمجھ سکتے ہین کہ جہان
لاکھون آدمی کا ہجوم ہو اور آمدورفت کا راستہ صرف ایک ہی ہو اُسمین کسقدر لوگ تکلیف پاوینگے
بالجملہ آپ نے تیرہ برس کے عرصہ مین جو جو کام وہان انجام کیے - اُنکا احاطہ و احصا مشکل ہی - ان
کامون کی قدر اہل مکہ ہی خوب جانتے ہین - کہ جنھون نے سابق کی تکلیفین معائنہ کی ہین - آپ
جبتک مکہ مین مقیم رہے گھر سے منگا کر اپنا خرچ کرتے رہے - وہان عربون اور حاجیون کا
جو آپ علاج کرتے - اُسمین سے ہرگز ایک پیسہ آپ نہ لیتے - شریف اور پاشا وغیرہ امرا جو آپ کو
بخوشی خود نذر کرتے اُسکو آپ وہین کے غربا اور مساکین کو دیدیتے - اپنی ذات مین کچھ بھی
صرف نہ کرتے اور فرماتے کہ مین یہان دنیا کمانیکو نہین آیا ہون - آپ حافظ قرآن بھی تھے
ہمہ وقت قرآن پڑھا کرتے - صرف ضروری باتین کرتے - اور ہمہ وقت قرآن آپ کی زبان
پر رہتا - تمام دن اور رات مین ایک ختم آپ کا روزانہ ہوتا - آپ کے اوصاف حمیدہ و خصائل
ستودہ اسقدر نہین جو حد شمار مین آسکین - لہذا تھوڑا سا بطور نمونہ کے عرض کیا - آپ
طفولیت سے نہایت متقی و پرہیزگار دیندار صوفی صافی تھے - آپ نے کبھی ایام جوانی مین اپنی
عمر عزیز کے ایک لمحہ کو بھی لہو و لعب اور کھیل اور تماشے مین ضایع و برباد نہ کیا - آپ بچپن ہی
سے نہایت نحیف و کمزور تھے کیونکہ آپ شکم مادر مین صرف چھ مہینے ٹھہرے - آپ جب پیدا ہوے
ایسے کمزور تھے - کہ مان کا دودھ نہین پی سکتے تھے - صرف روئی کا پھاہا دودھ مین تر کر کے
آپ کے منھ مین دیدیا جاتا - چند مہینون کے بعد آپ اس لائق ہوے کہ مان کا
دودھ پی سکین - یہ کمزوری آپ کی تمام عمر آپ کے دامنگیر رہی - پھر ادھر آخر عمر مین آکر قریب
بیس برس کے آپ ضیق تنفس مین بھی مبتلا رہے - لیکن آپ محض اپنی ہمت اور استقلال طبیعت
سے یوم وفات تک بڑے بڑے امور عظام انجام دیتے رہے - آپ کی اول شادی مسماۃ
سلیمہ بنت شیخ ریاض الحق صاحب مرحوم سالارپوری سے ہوئی - اسکے بعد دوسری شادی
آپ کی جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران نے بنظر ترویج سنت مسماۃ فصیحن بنت جناب
حکیم احمد علی مرحوم سے کر دی - محل اولی سے تین بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین - اول مسماۃ حلیمہ
جنکی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی عبدالحمید مدظلہ کے ہوئی - اسکا قطعہ تاریخی جناب حضرت

عمی مولانا محمد سعید قدس سرہ نے قسطاس البلاغۃ مین لکھا ہے ۔ وھو ھذا

جوانے خردمند عبد الحمید ۔ کہ علم و ہنر باشدش خاندانے
چو شد فرد از رحلت زوج اولی ۔ ازین دار فانی بعہد جوانے
پدر داد بار دگر ازدواجش ۔ بقصد عشرت و شادی و کامرانے
دعا گو رقم کرد تاریخ شادی ۔ مبارک بوے باد تزویج ثانی

سنہ ١٢٧٥ھ

افسوس کہ اس لڑکی سے کوئی اولاد نہوئی ۔ یہ لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئین ۔ اسکے بعد مولوی اسمعیل پیدا ہوے ۔ انکو آپ آخری سفر مین ملک حجاز کے اپنے ہمراہ لیگئے ۔ وہان پہونچکے دو ایک برس کے بعد سترہ اٹھارہ برس کی عمر مین انھون نے وہین لاولد رحلت کی ۔ تیسری اولاد آپ کی مسماۃ صابرہ جنکی شادی ساتھ سید وحید الدین مختار کلکٹری و فوجداری ساکن قصبہ میرٹھ سے ہوئی ۔ انکی اولاد کی تفصیل نقشۂ ذیل سے واضح ہوگی ۔ چوتھے عزیزی مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالے ان کی شادی ساتھ مسماۃ فاطمہ بنت جناب حکیم امیر حسن مرحوم ساکن موضع کرالی سے ہوئی ۔ پانچوین محمد داؤد یہ بعمر پنج شش سالہ راہی دار البقا ہوے محل ثانیہ سے صرف دو بیٹے ہوے محمد ابراہیم وہ دو برس کا ہوکر رخصت ہوا ۔ اسکے بعد مولوی محمد اسحاق سلمہ پیدا ہوے ۔ اس عزیز کی شادی ساتھ زبیدہ خاتون بنت شیخ خیرات علی مرحوم سے ہوئی ۔ اولاد کی تفصیل ذیل مین درج ہے ۔ آپ کا قد میانہ رنگ گورا چہرہ پر چیچک کا داغ بہت کثرت سے نحیف الجثہ تھے ۔ آپ کی عمر پچپن چھپن برس کی ہوئی ہوگی ۔ آپ کا انتقال مکہ معظمہ مین ہوا ۔ آپ کی قبر جنت المعلے مین ہے قریب مزار جناب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے تاریخ انتقال آپ کی جناب مولانا محمد سعید قدس سرہ نے قسطاس البلاغۃ مین لکھی ہے ؎

عالم متقی و ماہر طب
کرد از ہند بمکہ ہجرت
گفت تاریخ ملک وقت رحیل
ارادت حسین آن طبیب معالج

متمسک بکتاب و سنت
بود مشغول عبادت شب و روز
رفتی از مکہ بسوی جنت ١٢٦٩ھ
کرد علم طب داشت از بس مہارت

نام او بود ارادت بہ حسین
رخت بر بست چو آمد رحلت
قطعہ آخری ؎
جمیل الصفات و جلیل المناقب

94

زتعریف مستغنی از فرط شهرت
مقیم حرم بود تا ١٣ سیزده سال
بگوشش که در دم نمودش اجابت
بجان بود مشتاق جنت همه عمر

فساد و فتن دید در کشور هند
بحج و طواف و نماز و زیارت
بخاک حرم نعش او را سپردند
از آن گشت تاریخ مشتاق جنت ۱۲۹۵ھ

ازنتیجه فکر جناب اخی مولوی احمد کبیر صاحب پھلواری مدظله ٥

که بد عمهٔ زاد من خسته حیرت
دلش شد ز هند و شان چون منغض
چو بنشست بعد از حصول زیارت

حکیم کهن حافظ و مولوی هم
سوی مکه فرمود با شوق هجرت
همین مصرع تربفرمود هاتف

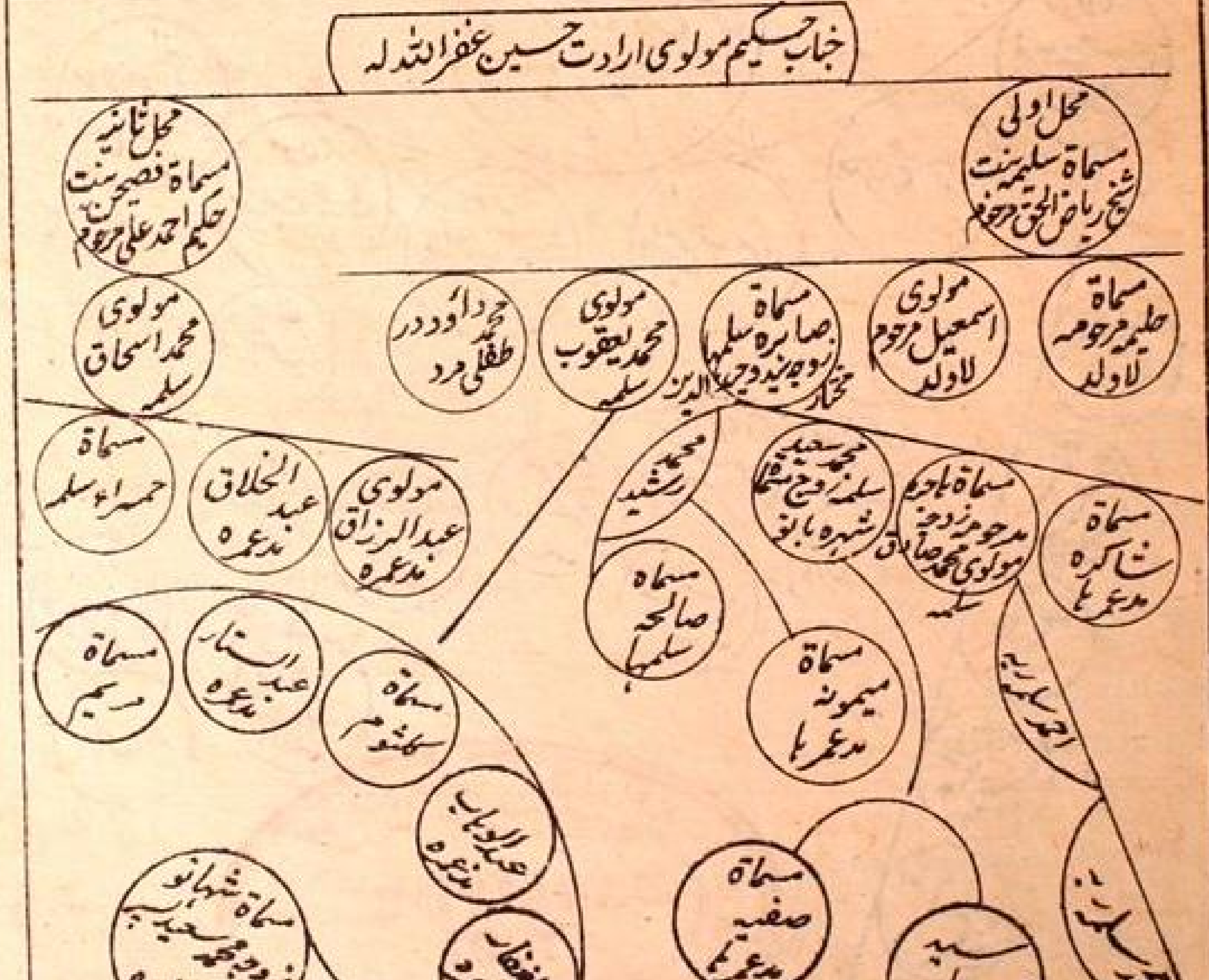
ازین سرزمین کرد در مکه هجرت
همانجا ندا آمد از داعی حق
زهی نیک نیت عجب پاک طینت

قطعه تاریخ سوم

همین است حال برادر معظم
بر افلاک اسلام قهر شریعت
نه برخواست از کعبه جز وقت رفتن
که آمد ارادت حسینم بجنت

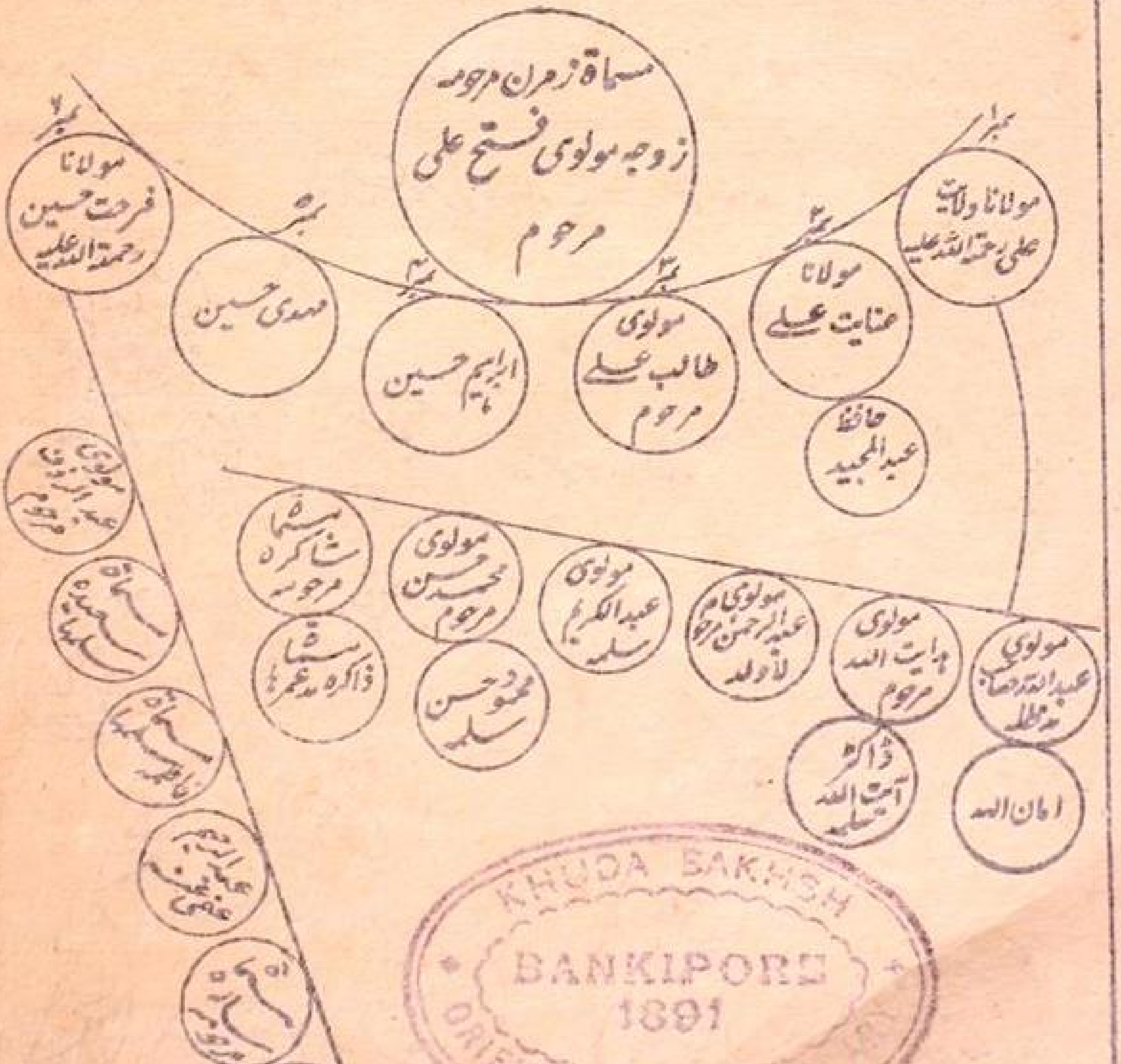
اب اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہوں ـ اللهم اغفرله وارحمه والحقه عن المهاجرین الذین هاجروا وجاهدوا مع نبیك صلی الله علیه وسلم ـ

نقشه آپ کی اولاد و احفاد کا یه ہے



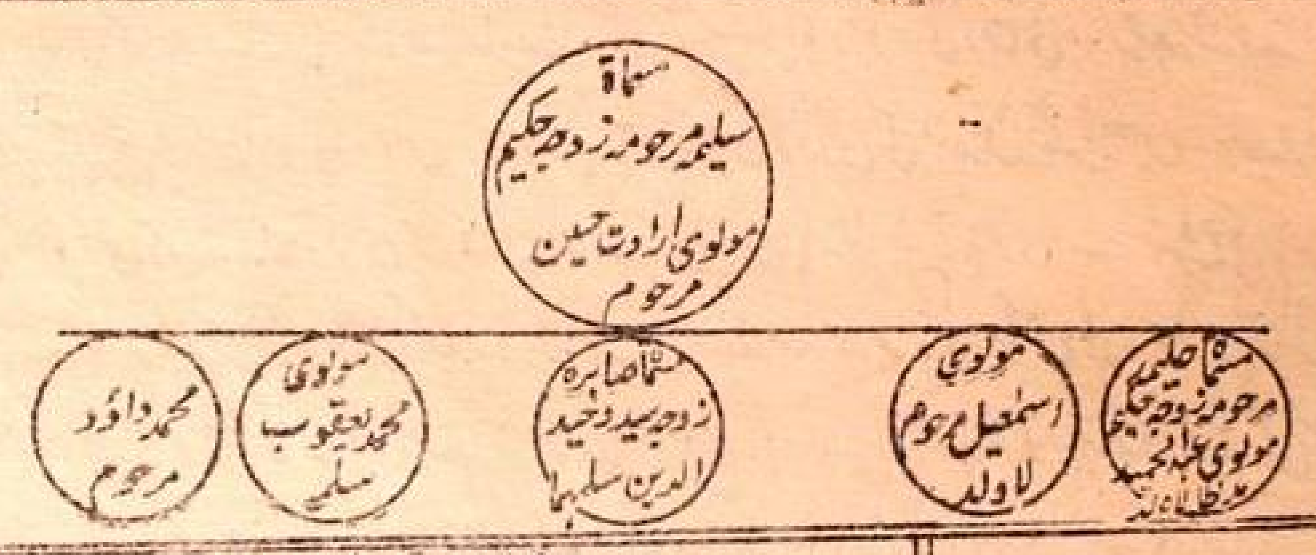
مسماۃ زمرن مرحومہ

بنت رفیع الدین حسین خان ساکن محلہ مغلپورہ زوجہ مولوی فتح علی مرحوم صادقپوری آپ کے چھ بیٹے ہوے - بیٹی کوئی نہین - مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا عنایت علی رح - یہ دونون جوان صاحب اولاد ہوے - و مولوی طالب علی مرحوم آپ کی شادی نہین ہوئی - یہ اٹھارہ انیس برس کی عمر مین داخل خلد برین ہوے - ابراہیم حسین - مہدی حسین - یہ دونون طفولیت مین رحلت کر گئے - و مولانا فرحت حسین قدس سرہ والد ماجد مولف اوراق ہذا نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا مفصل فصل اول مین گذرچکا - یہان مختصر لکھا جاتا ہے -



مسماۃ سلیمہ مرحومہ

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالارپور زوجہ جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم بن مولوی اولیار علی مغفور ساکن محلہ صادق پور محلات شہر پٹنہ آپ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ مسماۃ حلیمہ مرحومہ زوجہ ثانیہ حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ و مولوی اسمٰعیل جو بعمر ہفتدہ سال لاولد رخصت ہوے۔ مسماۃ صابرہ سلمہا زوجہ سید محمد وحید الدین سلمہ بن سید صمصام الدین مرحوم ساکن قدیم قصبہ منیر حال مقامی محلہ سبزی باغ پٹنہ و مولوی محمد یعقوب سلمہ و محمد داؤد مرحوم جنہنے بعمر ہفت سال رحلت کی۔



مسماۃ باصرہ مدظلہا

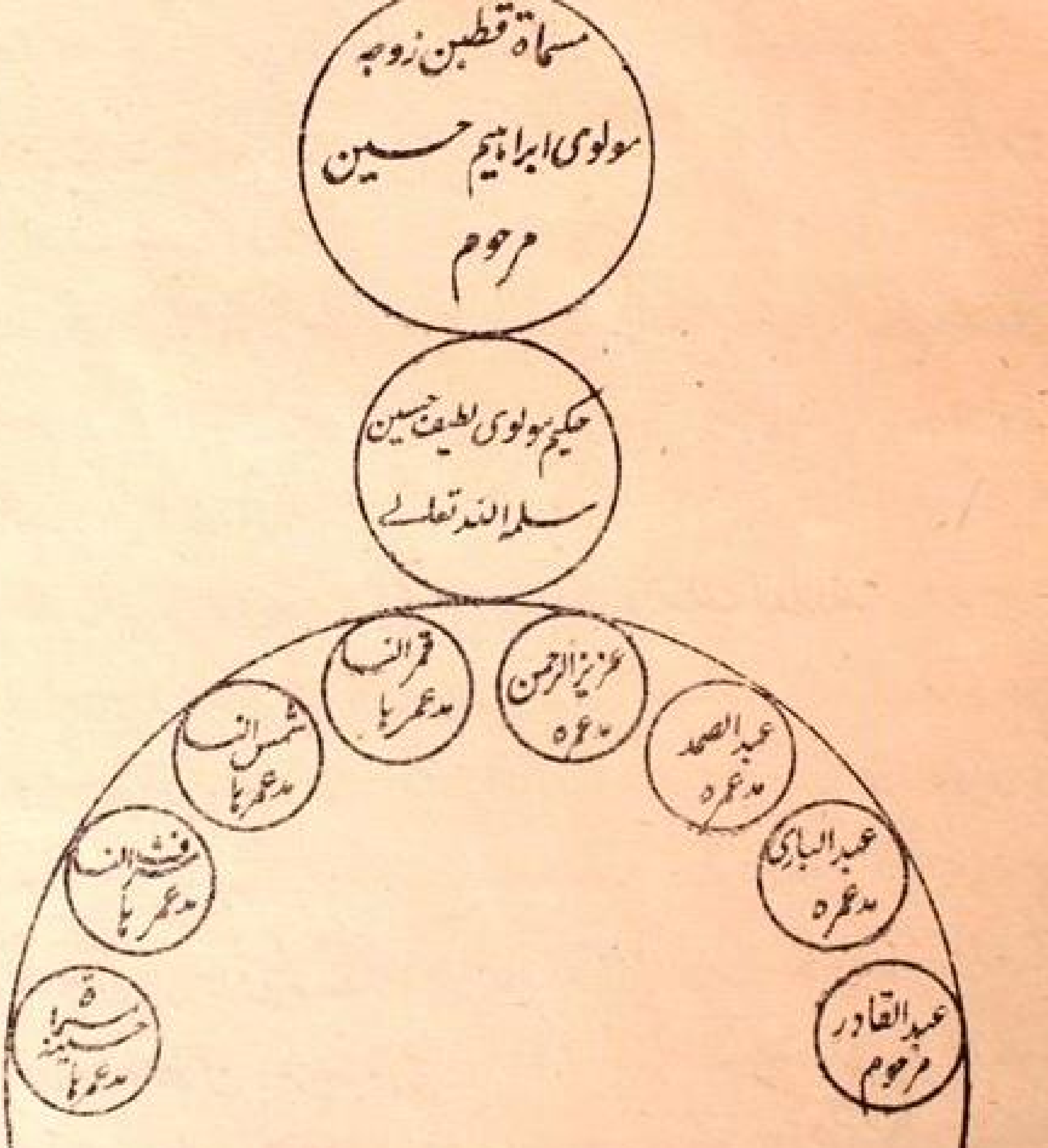
بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالارپور ضلع پٹنہ زوجہ منشی غلام نبی مرحوم۔ ساکن پھلواری ضلع پٹنہ۔ آپ کے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ اسوقت تک قریب ستر برس کے آپ کی عمر پہونچی ہی۔ اور بفضلہ تعالے نہایت ہوش و عقل کے ساتھ زندہ ہین۔ ماہ جمادی الاولے سنہ ١٣١٩ ہجری۔

مسماۃ قطبن مرحومہ

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالارپور ضلع پٹنہ زوجہ مولوی ابراہیم حسین مرحوم ساکن دیوان محلہ محلات شہر پٹنہ۔ بن حسین بخش مرحوم بن رجب علی مرحوم بن قطب الدین مرحوم

بن سعد الدین مرحوم بن نور الدین مرحوم - بن عبد السلام مرحوم الی جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی
عنہ یہ خاندان جب ولایت سے آیا - تو منیر مین مقیم ہوا - غالباً حضرت امام محمد تاج فقیہہ رح
کے ہمراہ یہ لوگ آئے ہونگے - کہ جنکا ذکر فصل اول مین گذر چکا ہی - کہ جنھون نے منیر کو ہندو راجہ
سے فتح کیا - اور اُنکی اولاد اور اُنکے ہمراہی لوگ منیر اور اُسکے حوالی مین وارد ہوے - اور یہ
ایک بہت بڑا خاندان صوبہ بہار مین ہوا ہی - کہ کوئی بستی و قصبہ اس سے خالی نہین - پھر یہ
لوگ منیر سے موضع سکندر پور مین آکر آباد ہوے - جو قریب دانا پور واقع ہی - اُسکے بعد شیخ
حسین بخش مرحوم بضرورت پیشہ وکالت شہر پٹنہ مین آکر بسے - اُسوقت سے یہ لوگ دیوان
محلہ شمحلات شہر پٹنہ مین سکونت پذیر رہے - بسماۃ قطبن مرحومہ کے صرف ایک اولاد ہوئی
حکیم مولوی محمد لطیف حسین سلمہ اللہ تعالے اُنکی پیدائش ماہ جمادی الثانی روز جمعہ ۱۲۷۵ھ
بارہ سو پچھتر ہجری مین ہوئی - اس عزیز نے درسی کتابین اوائل کی متفرق جگہ پڑھین - بعدہ
شرح مُلا جامی آپ نے مولوی محمد کمال صاحب علی پوری ثم العظیم آبادی سے شروع کی -
اور آپ ہی سے فراغ بھی حاصل کیا - اور آپ ہی سے سند حدیث بھی حاصل کی - مولوی کمال
صاحب ممدوح کو معقولات مین تلمذ جناب مولوی واجد علیصاحب مرحوم بنارسی فرنگی محلی سے
ہے - اور علم حدیث مین مولوی عالم علیصاحب محدث مرادآبادی سے ہی - اور اُنکو جناب
مولانا شاہ محمد اسحاق رح محدث دہلوی ثم مہاجر کی سے اور علم طب ہمارے عزیز مولوی
لطیف حسین سلمہ نے کچھ جناب مولوی حکیم علیم الدین مرحوم نگرنہسوی سے حاصل کیا - اور کچھ جناب
حاذق الاطبار حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ صادق پوری سے اور ہمارے عزیز نے طب
ایلوپتی کہ جسکو ڈاکٹری کہتے ہین - اور نیز ہومیاپتھک بھی حاصل کی ہی - اور اب یہ تینون قسم کی
طب مین مہارت تام رکھتے ہین - لیکن بیشتر علاج ڈاکٹری مین کیا کرتے ہین - کیونکہ اسکی اس
زمانے مین قدر زیادہ ہی - اور آپ کے مطب مین مرجوعہ بھی بفضلہ تعالے بہت ہی - دوسرے
دوسرے ضلعون مین بھی آپ واسطے علاج کے بلائے جاتے ہین - اور باوجود کثرت مستعلجین
پھر آپ درس تدریس کا بھی شغل رکھتے ہین - حدیث و تفسیر کا بھی درس آپ کے یہان ہوتا ہی -
آپ نہایت محنتی منکسر المزاج خوش اخلاق ہین - آپ کے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ

بہت کچھ ہین - جو احاطہ تحریر سے باہر ہین مختصراً لکھا - آپ کی اول شادی مسماۃ میمونہ مرحومہ صبیۂ مولوی عبد اللطیف مرحوم چھپروی سے ہوئی - لیکن وہ بہت قلیل مدت بعد شادی زندہ رہکر داخل خلد برین ہوئین - بعد اُسکے دوسری شادی آپ کی مسماۃ کنیز حسین سلمہا بنت قاضی فرخ حسین مرحوم ساکن مہدانوان ضلع پٹنہ سے ہوئی - اس محل سے آپ کے آٹھ اولادین اسوقت تک ہو چکی ہین - چار بیٹے اور چار بیٹیان - عبد القادر مرحوم جسنے بعمر چہاردہ سالہ لبیک اجل کہا - عبد الباری سلمہ عبد الصمد سلمہ عزیز الرحمن سلمہ مسماۃ قمر النسا سلمہا مسماۃ شمس النسا سلمہا ومسماۃ شرف النسا سلمہا ومسماۃ حسینہ مدعمرہا - نقشہ یہ ہی



فصل چہارم - نسب نامہ امام الامام جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران -

نمبر۱	مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہم فرزندان
نمبر۲	مسماۃ زمرن بنت
نمبر۳	مسماۃ شکرن بنت
نمبر۴	حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی قدس سرہ ساکن محلہ نمونہیہ
نمبر۵	مولانا مخدوم شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہ
نمبر۶	مولانا مخدوم شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہ
نمبر۷	مولانا مخدوم شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہ دیوروی ثم نمونہیوی عظیم آبادی
نمبر۸	مولانا شیخ ابوسعید دیوروی رحمۃ اللہ علیہ
نمبر۹	حضرت شاہ عبدالعلی رح
نمبر۱۰	حضرت شیخ شاہ محمد رح
نمبر۱۱	حضرت شیخ شاہ یتیم اللہ رح
نمبر۱۲	حضرت شیخ شاہ عمر رح
نمبر۱۳	حضرت میر ارزانی رح
نمبر۱۴	حضرت میر معزالدین رح - ہمین بزرگ در دیورہ تشریف آوردند
نمبر۱۵	حضرت میر سراج الدین رح
نمبر۱۶	حضرت میر محمود رح
نمبر۱۷	حضرت میر محمد رح
نمبر۱۸	سلطان ابواسحاق جگجوت رح
نمبر۱۹	حضرت سلطان بایزید ثانی رح
نمبر۲۰	حضرت سلطان احمد رح
نمبر۲۱	حضرت میر مسعود رح
نمبر۲۲	حضرت میر بایزید رح

97

نمبر ۲۳	حضرت محمد رح
نمبر ۲۴	حضرت علی ابو اسحاق رح مدنی ثم المصری
نمبر ۲۵	حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۶	حضرت عباس صحابی و عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۷	عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۸	ہاشم
نمبر ۲۹	عبد مناف

سوانح حضرت عباس رضی اللہ عنہ

اُسد الغابہ کی جلد دوم مین لکھا ہی کہ عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصی بن کلاب بن مرہ عم رسول اللہ صلعم ابو الفضل ہیں کنیت آپ کی ابو الفضل اور مان آپ کی نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن مناۃ بن عامر ہین اُسی مین لکھا ہی۔ ھی اول عربیہ کست البیت الحریر والدیباج واصناف الکسوۃ۔ اور سبب اُسکا یہ ہوا کہ حضرت عباسؓ گم ہو گئے اور وہ چھوٹے تھے پھر نذر مانی اُنکی مان نے کہ اگر مین پاؤن اُنکو غلاف پہناؤن خانہ کعبہ کو پھر پایا اُنکو پھر کیا جو منت مانی تھی اور اُسی کتاب مین لکھا ہی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس بڑے تھے وقیل بثلث سنین اور تھے عباس جاہلیت مین رئیس قریش مین اور تھی خدمت بیت الحرام کی اور پانی پلانا حاجیون کا سپرد آپ کے اُسی کتاب مین لکھا ہی وشہد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعۃ العقبۃ لیشدّ لہ العقد اور پھر لکھا ہی۔ وکان ممن خرج مع المشرکین یوم بدر مکرھا۔ اور فدیہ دیا دن بدر کے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا اور اسلام لائے اسکے پیچھے وقیل اسلم قبل الہجرۃ الخ اور سیرت ابن ہشام جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲ مین لکھا ہی۔ عن عکرمۃ مولے ابن عباس رض قال ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا مین غلام واسطے عباسؓ ابن عبد المطلب کے اور تحقیق کہ اسلام داخل ہو گیا تھا ہم سب گھر والون مین پھر اسلام لائے عباسؓ اور اسلام لائین اہلیہ آپ کی ام الفضل اور اسلام

لا یا مین اور تھے عباس رضؓ ڈرتے اپنی قوم سے اور ناپسند رکھتے خلاف کو اُنکے اور تھے چھپاتے اسلام کو اپنے اور تھے بہت مال والے اور تھا مال اُنکا متفرق قوم مین اُنکی پھر جب ہوا دن بدر کا پیچھے رہگیا ابولہب بدر سے اور بھیجا اپنی جگہ مین عاصی بن ہشام بن مغیرہ کو اور ایسا ہی کیا سب مکہ والون نے کہ جو پیچھے رہگیا تھا بدر سے اُسنے بھیجا تھا اپنی طرف سے کسی شخص کو اجرت دے کر پھر جب آئی خبر فتح کی مسلمانون کی بدر سے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ نے قریش مکہ کو شکست دی اور رسوا کیا پائی ہملوگون نے اپنے جیون مین قوت اور عزت اور تھا مین ایک مرد کمزور اور تھا مین بنایا کرتا پیالہ لکڑیون کا اور کھودتا اُسکو حجرے مین زمزم کے سو قسم ہی اللہ کی مین اُسی حجرے مین بیٹھا ہوا کھودرہا تھا پیالون کو اور نزدیک میرے ام الفضل بیٹھی ہوئی تھین اور ہم لوگ خوش تھے اُن خبرون سے جو ہمکو بدر سے پہونچ رہی تھین مسلمانون کی فتح کی اور قریش مکہ کی شکست کی اُسی حالت مین ابولہب اپنے پائون کو بدی سے کھینچتا ہوا آیا اور بیٹھا پیچھے اُس کوٹھری کے میرے پیچھے کی جانب پھر اُسی حالت مین کہ وہ بیٹھا ہوا تھا ابوسفیان بن حرث بن عبد المطلب بدر سے بھاگے ہوے آئے پھر کہا واسطے اُنکے ابولہب نے ھلم الیّ فعندك لعمری الخبر پھر بیٹھ گئے ابوسفیان اُسکے پاس اور وہان لوگون کا ہجوم ہوگیا پھر کہا ابولہب نے ای بھائی کے بیٹے خبر دو مجھکو کیسا ہوا حال لوگون کا کہا ابوسفیان نے قسم ہی اللہ کی کہ جیون ہی ہم اُن لوگون سے ملے قتل کیا اُن لوگون نے ہم لوگون کو جسطرح چاہا اور قیدی بنایا جیسا چاہا اور قسم ہی اللہ کی ساتھ اسکے ملے ہم ایسے لوگون سے کہ وہ گورے تھے ابلق گھوڑون پر سوار درمیان آسمان اور زمین کے کہا ابورافع نے کہ کہا مین نے واللہ یہ تو فرشتے تھے پھر اُٹھا ابولہب پھر مارا ایک لکڑی میرے منھ مین نہایت زور سے ۔۔ پھر لپٹ گیا مین اُسکے بدن مین پھر اُٹھا لیا اُسنے مجھکو پھر دے مارا مجھکو زمین پر پھر بیٹھ گیا میرے سینے پر کہ مارتا تھا مجھکو اور تھا مین ایک مرد کمزور پھر کھڑی ہوئین ام فضل ایک لکڑی لیکر اور مارا اُس سے ابولہب کے سر مین کہ جس سے اُسکا سر پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور بولین کیا کمزور جانا ہی تو نے اُسکو اس سبب سے کہ اُسکا مالک غائب ہی پھر کھڑا ہوگیا ابولہب مجھکو چھوڑ کر رسوا اور ذلیل ہوکر سو قسم ہی اللہ کی نہین جیا بعد اُسکے مگر سات راتین اور مرگیا اور جامع ترمذی کے ابواب التفسیر سورۂ انفال مین عکرمہ نے ابن عباس سے

98

روایت کی ہی کہ جب فارغ ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے قیل لہ علیک العیر لیس دونھا شئ قال فناداہ العباس وھو فی وثاقہ لا یصلح وقال لان اللہ وعدک احدی الطائفتین وقد اعطاک ما وعدک قال صدقت ھذا حدیث حسن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے مین اختلاف شدید ہی درمیان علما کے کہ آپ کب اسلام لائے بعضون کی راے ہی کہ آپ فتح مکّہ مین ایمان لائے لیکن یہ بات غلط ہی جیسا کہ اوپر کی روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ جنگ بدر سے پہلے پوشیدہ طور پر ایمان لا چکے تھے اور آئندہ جو روایات مین نقل کرونگا اُن سے ثابت ہو جائیگا کہ آپ بہت قدیم الایمان ہین بیعت عقبہ کے وقت بھی آپ مسلمان تھے ولی الدین ابی عبداللہ مصنف مشکوٰۃ نے اکمال فی اسماء الرجال کے صفحہ ۷۸۶ مختصر مین لکھا ہی۔ وکان اسلم قدیما وکتم اسلامہ وخرج مع المشرکین یوم بدر مکرھا فاسرہٗ ابوالیسر کعب ابن عمر ففادی نفسہ ورجع الی مکۃ ثم اقبل المدینۃ مہاجرًا۔ اور تواریخ حبیب اللہ کی فصل تیسری صفحہ ۱۳ مین لکھا ہی اور نیز قرۃ العیون جلد اول حصہ اول صفحہ ۵ مین ہی کہ فرمایا حضرت عباس نے کہ یا رسول اللہ مجھکو آپ کے دین مین داخل ہونیکا باعث وہ معجزہ ہوا ہی کہ پالنے مین لیٹے ہوے چاند سے باتین کرتے تھے اور آپ جدھر اُنگلی سے اشارہ کرتے تھے وہ جھک جاتا تھا فرمایا آپ نے تحقیق مین باتین کرتا تھا اُس سے اور وہ مجھ سے بہلانے کو الخ نکالا اس حدیث کو زرقانی نے اور اس قسم کی حدیثین جو آپ کے نہایت سابق الایمان ہونے پر دلالت کرتی ہین بہت ہین تھوڑا سا بطور نمونہ کے یہان بیان ہوا اور آپ کے مناقب ومحامد بہت ہین کہ جنکا احاطہ اس قرطاس تنگ اساس مین متعسر بلکہ محال لیکن تھوڑا اثر کا یہان لکھتا ہون بیعت عقبہ کے دن انصار لوگ جو مدینہ منورہ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کو آئے تھے اُسوقت حضرت عباس نے اُن لوگون سے حلفی اقرار لیا کہ اگر تم لوگ وہان لیجانا چاہتے ہو تو اسکا اقرار کرو کہ ہم لوگ جان ومال سے آپ کا ساتھ دینگے اور ہرگز چھوڑینگے نہین تب ہم آپ کو جانے دینگے اس سے بھی قدامت اسلام آپ کی ثابت ہوتی ہی اور جنگ بدر کے بعد جب ابوسفیان وغیرہ کفار مکہ نے مدینہ پر چڑھائی کی جس واقعہ کا نام جنگ احد ہی اُسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک رکب سوار کو کچھ اُجرت دیکر فی الفور رسول مقبول صلے اللہ

علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین ایک خط دیکر خفیہ دوڑادیا اُس خط مین لشکر کی تعداد اور سامان
حرب وغیرہ کی تعداد اور جو جو اُن لوگون نے عزم اور ارادہ کیا تھا ہر ایک کو مفصل طور پر اُسنے
لکھا تھا وہ خط جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اُسوقت پہونچا کہ آپ مسجد قبا
مین تشریف رکھتے تھے اُس خط کے پہونچتے ہی آپ ہوشیار ہو گئے اور آپ نے اپنی تیاری کرلی
قبل اسکے کہ کفار کا لشکر وہان پہونچے اور ایسا ہی آپ نے جنگ احزاب کے وقت بھی کیا
کہ تمام تیاریون سے کفار مکہ کی آپ نے حضرت کو خبر دی اور اسی طرح پر آپ ہمیشہ ہر ہر امر کی
اطلاع جو مکہ مین ہوتا حضور مین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے خفیہ طور پر دیا کرتے اور اگر
کوئی شخص مکہ معظمہ مین اسلام قبول کرتا اور مدینہ منورہ جانا چاہتا تو اُسکی بھی اطلاع حضور مین
کردیتے اور وہان سے کوئی آدمی آکر مکہ کے شہر سے باہر پہاڑون مین چھپ کر ٹھہرتا اور حضرت
عباس کو خبر کرتا تو آپ چپکے اُس نومسلم کو جو بیڑیون مین جکڑا ہوا قید مین ہوتا اپنے دوش مبارک پر
اٹھا کر اُس شخص کے پاس پہونچا دیتے الغرض آپ مکہ مین رہکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
سے کام کرتے حدیث صحیح مین مروی ہی کہ آپنے چند بار جناب مفخر موجودات ؐ سے اجازت چاہی
کہ ہجرت کرکے آپ کی خدمت مبارک مین مدینہ منورہ پہونچین مگر آپ نے اجازت نہ دی اور
فرمایا کہ تمھارے وہین رہنے مین ہجرت کا ثواب ہو آخر مین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فتح مکہ کے واسطے تیاری کی اور روانہ ہوے اُسوقت حضرت عباس رضؓ مکہ سے روانہ ہوکر
اثناے راہ مین ملاقی ہوے پھر آپ کی اجازت سے آپ کے خچر پر سوار ہو کر مکہ کو لوٹے
اثناے راہ مین ابوسفیان بن حرب ملے جو شہر مکہ سے باہر واسطے دریافت کیفیت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوے تھے حضرت عباس نے سب کیفیت اور کمیت وجمعیت مسلمین بیان
کی اور اُنکو ڈرایا اور رغبت طرف اسلام کے دلائی اور اپنے خچر پر ردیف کرکے لوٹے شب کا
وقت تھا اور سرما کا موسم اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا کہ
لوگ جا بجا لکڑیان جمع کرکے روشن کرین چنانچہ صدہا جگہ لکڑیان جلائی گئین اور روشنی کی گئی اور
لوگ اُس الاؤ کے گرد بیٹھے ہوے تھے حضرت عباس رضؓ نے ابوسفیان کو لشکر مین خوب گھمایا
تا اُسکے دل مین رعب آوے اور ایسے ہی دکھلاتے ہوے حضور مین سرور کائنات کے لیچلے

اتنے مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ ابوسفیان کو حضرت عباس رضؓ لیے جاتے ہین۔
حضرت عمر رضؓ تلوار لیے ہوے دوڑے کہ ابوسفیان کو قتل کرین کیونکہ جناب سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا چند آدمیون کے قتل کا کہ جہان یہ لوگ پاے جائین قتل کیے
جاوین انہین ابوسفیان کا بھی نام تھا لیکن حضرت عباس رضؓ نے اپنے خچر کو تیز ہانکا اور رسول خدا
صلعم تک پہونچ گئے اور ابوسفیان کو قدمون پر سرور عالم صلعم کے ڈال دیا اور کہا کہ جلد
کلمہ پڑھو ورنہ قتل کیا جائیگا ابوسفیان نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر حضرت عمر رضؓ بھی پہونچ گئے
اور وہ اپنے ارادے مین ناکامیاب رہے پھر حضرت عباسؓ نے سفارش کی کہ ابوسفیان
سردار قوم ہین انکی عزت افزائی کیجیے کہ جو کوئی انکے گھر مین آکر پناہ لے وہ قتل نہ کیا جاوے
چنانچہ حضرت سرور دارین صلعم نے اسکو بھی منظور فرمایا تب حضرت عباس رضؓ اسی خچر پر ردیف
ہوکر ابوسفیان کیساتھ مکہ معظمہ کیجانب لوٹے پھر بعد فتح مکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
طائف پر لشکر کشی کی آپ بھی ساتھ ہوے اور یہ اول آپ کا غزوہ تھا جو آپ اسلام کیطرف
سے ہمرکاب رسول صلعم جہاد کو چلے چنانچہ بمقام حنین جب قوم ہوازن کے تیرون سے مسلمانون
کے قدم اُٹھ گئے اُسوقت حضرت عباس رضؓ جناب سرور کائنات کی خچر کی باگ پکڑے ہوے
ساتھ موجود تھے چونکہ آپ نہایت جہیر الصوت تھے لہذا رسول صلعم نے حکم دیا کہ لوگون کو
پکارو آپ نے اُس وسیع میدان مین اس زور سے پکارا کہ تمام میدان گونج گیا اور ہر ایک نے
آپ کی آواز کو سنا اور چارون طرف سے لوگ رسول صلعم کو دیکھتے ہی ایسے دوڑے اور جھپٹے
جیسے شیرنی اپنے شیر خوارہ بچہ کیطرف دوڑتی ہی اور ایک آن مین تمام لشکر اسلام جمع ہو گیا
اور کفار کو شکست فاش ہوئی اس جنگ مین حضرت عباس رضؓ نے نہایت ثبات قدمی دکھائی
اور جوہر ہاشمیت کو بروے کار لائے جب طائف سے پھر کر لشکر اسلام داخل مکہ معظمہ ہوا
چونکہ حضرت عباس رضؓ کو خدمت سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام نہایت پسندیدہ تھی اور آپ
ہمیشہ سے اس خدمت کو کرتے چلے آئے تھے آپ کے خیال مین یہ بات گذری کہ اب تو
مکہ دار الاسلام ہو گیا یہان سے ہجرت کی ضرورت نہین لہذا یہین رہکر اُس خدمت قدیمہ
سقایۃ الحاج کو کرتے رہین۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُس سے خلاف کیا اور فرمایا

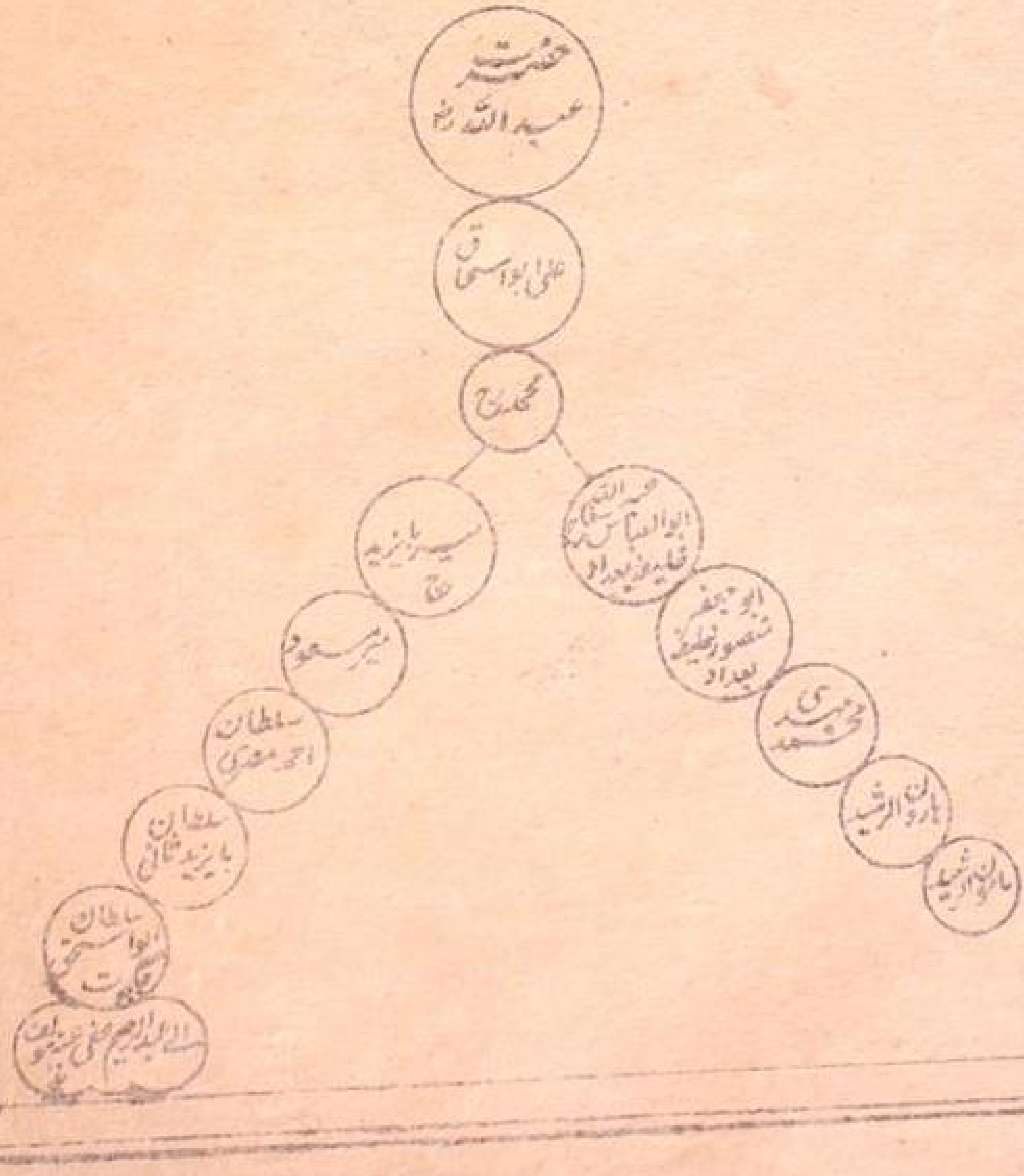
کو صحبت با برکت مین سید ولد آدم صلعم کے حاضر رہنا اس خدمت سے زیادہ تر موجب اجر و ثواب ہے
چنانچہ اُسوقت یہ آیۂ کریمہ اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام الخ ۔ رسول خدا صلعم پر
نازل ہوئی حضرت عباس نے فسخ عزیمت اقامت مکہ معظمہ کیا اور آخر وقت تک مدینہ منورہ
ہی مین رہے اور وہین انتقال فرمایا رسول اللہ صلعم نے ایک بار آپ کے واسطے دعا فرمائی
اللھم اغفر للعباس مغفرة ظاھرة وباطنة لا تغادر ذنبا کتاب حیوٰة الحیوان مین حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے بسند صحیح روایت ہی کہ نکلے حضرت عمر رضہ شام کی طرف تو فرمایا حضرت
علی رضہ نے انت تخرج بنفسک الی ھذا العدو الکلب فقال عمر رض ابادر بالجھاد قبل موت
العباس رض انکم اذا فقدتم العباس رض انتقض بکم الشر کما ینتقض الحبل فمات العباس رض
لست سنین من خلافة عثمان رض وانتقض بالناس الشر کما قال عمر رض ایک بار ملک
عرب مین حضرت عمر رض کے زمانۂ خلافت مین امساک باران ہوا اور قحط پڑا لوگون نے آپ سے
استسقا کی درخواست کی حضرت عمر رض تمام صحابہ کو لیکر میدان مین گئے اور حضرت عباس رض
کو اپنے بازو مین کھڑا کر کے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ یا رب جبکہ رسول صلعم زندہ تھے اُنکے وسیلے
سے ہم لوگ پانی طلب کرتے تھے اور ہم لوگ دیے جاتے تھے اب اُنکا انتقال ہوگیا اب اُنکے
چچا عباس رض کو شفیع بنا کر تیرے حضور مین اُنکے وسیلے سے پانی مانگتا ہون چنانچہ اُسی وقت ابر
نمودار ہوا اور خوب پانی برسا اٹھاسی برس کی عمر مین ۳۲ سنہ ہجری مین آپ نے اس دنیا دون کو
چھوڑا آپ نہایت قد آور اور جسیم تھے ہزارون آدمی کے مجمع مین آپ کا سر اونچا رہتا اور
نہایت بلند آواز آپ تھے اور از بسکہ رحیم و کریم صاحب خلق عظیم ذیمروت برادر پرور غریب نواز
تھے سیکڑون بردے لیکر آزاد کیے حدیث شریف الموٴمن غر کریم ۔ آپ کے مناقب بہت ہین مختصراً یہان
بیان کیے شمس التواریخ کے صفحہ ۳۴۳ مین لکھا ہی کہ حضرت عباس رض واقعہ اصحاب فیل سے تین سال
قبل پیدا ہوئے اور چھیاسی برس کی عمر مین بعہد خلافت حضرت عثمان رض مدینہ منورہ مین انتقال
فرمایا تیرہ اولادین آپ کے ہوئین دس بیٹے اور تین بیٹیان فضل ۱ عبد اللہ ۲ کثیر ۳ امینہ ۴
صفیہ ۵ ام حبیبہ ۶ قثم ۷ معبد ۸ عبید اللہ ۹ تمام ۱۰ حرث ۱۱ قثم ۱۲ عبد الرحمن ۱۳ ۔

100

سوانح حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ

آپ کی پیدائش مکہ معظمہ مین ہوئی آپ وقت ہجرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چار برس کی عمر کے تھے آپ نے فتح مکہ مین اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ تشریف لائے اُسوقت سے برابر ملازم خدمت اقدس جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رہے اور بعد اسکے خلیفہ اول و دوم کی صحبت سے بھی بہت کچھ استفادہ دینی حاصل کیا حضرت عمر رضؓ آپ کو بڑے بڑے علمار و مشائخ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجلس مین شریک کرتے اور مسائل دین و امور تمدنی مین انسے مشورہ لیتے یہ باتین ان مشائخون کو ناگوار گذرین کہ ہم بوڑھون کی مجلس مین یہ لڑکا کیون شریک کیا جاتا ہی جب یہ خبر حضرت امیر المومنین عمر رضؓ کو پہونچی تب آپ نے امتحاناً ایک مجلس مین ان مشائخون سے پوچھا کہ پارہ عم کے اذا جاء کی سورہ مین جو آیت واستغفرہ انہ کان توابا نازل ہوئی ہی اسکا کیا مطلب ہی وہ لوگ اسکا جواب نہ دیسکے تب حضرت عمر رضؓ حضرت عبداللہ رضؓ کی طرف متوجہ ہوے آپ نے فی الفور جواب دیا کہ اس آیت سے رسول صلعم کے رحلت کی بو پائی جاتی ہی اس معنی کے سنتے ہی اُن مشائخون کی تشفی ہوگئی اور سمجھ گئے کہ یہ لڑکا بیشک ہونہار اور اس مجلس کی صدر نشینی کے لائق ہی بخاری نے روایت کی ہی عن ابن عباس قال ضمنی النبی صلے اللہ علیہ سلم وقال اللھم علمہ الکتاب اور پھر بخاری نے روایت کی ہی عن ابن عباس ان النبی صلعم دخل الخلاء فوضعت لہ وضوءاً قال من وضع ھذا فاخبر فقال اللھم فقھہ فی الدین اس دعا کی برکت سے آپ ایسے بڑے عالم فاضل محدث فقیہ ہوگئے کہ شاید اس امت محمدیہ مین کم کوئی ہوا ہوگا صدہا حدیثین آپ کو حفظ تھین بڑے بڑے علمار اور محدثین نے آپ سے روایت حدیث کی لی اور بڑے بڑے اہم مسائل دینی مین آپ کے فتوی کو امت نے قبول کیا فقہی مسائل مین بھی آپ مجتہد کامل تھے قرآن فہمی مین بھی آپ کو مہارت تام تھی چنانچہ تفسیر عباسی جو اسوقت لوگون کے ہاتھون مین ہی وہ آپ ہی کی تفسیر ہی وہ آپ کی غزارت علمی پر بخوبی شاہد ہی اہل فن آپ کے حالات سے

بخوبی واقف ہین لہٰذا اسجگہ مشتے نمونہ خروارے بیان کیا گیا اور خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیوقت مین تو آپ اُنکے ساتھ بطور وزیر و مشیر کے رہا کرتے تھے بہت معمر ہو کر کے سلطان عبد الملک کے زمانے مین شہ دمقام طائف آپ نے انتقال فرمایا اور وہین آپ کی قبر ہے ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھا تو آپ کے سر پر دست مبارک رکھکر فرمایا ھذا ابو الخلیفۃ چنانچہ آپ کی اولاد سے خلفاے عباسیہ پیدا ہوئے جنکے احوال کتابون مین مبسوط طور پہ مذکور ہین من شاء فلینظر ہنا ہمارے اس خاندان کا سلسلہ نمبر ۳ مین جا کر ملا ہے حضرت شاہ محمد رحمۃ اللہ سے یعنے حضرت ممدوح کے دو صاحبزادے تھے ایک میر بایزید رح کہ جنکی اولاد مین ہم لوگ ہین اور دوسرے عبد اللہ ابو العباس سفاح جو اول خلیفہ عباسیہ ہین - اُسکا نقشہ یہ ہے -



میر محمود رح نمبر ۱۶

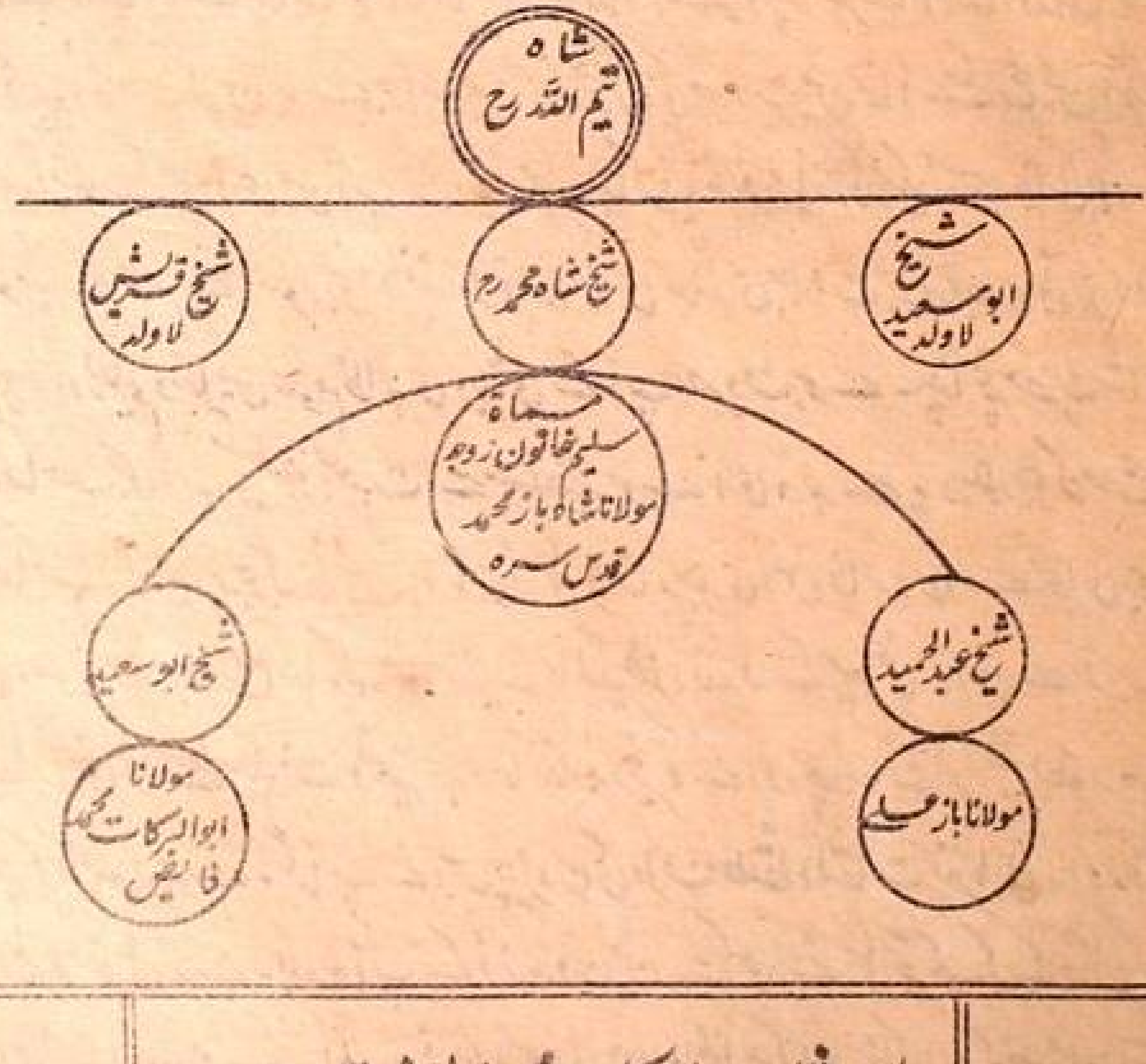
آپ مصر سے بخارا اور وہان سے دہلی تشریف لائے اور شاہ دہلی کے حکم سے بنارس مین تشریف
لائے اور وہان کے راجہ سے اور آپ سے جنگ عظیم واقع ہوئی آپ کے اٹھارہ صاحبزادے
اور ستر کس آپ کے اہل قرابت قریبہ و برادران سے ہمراہ تھے علاوہ اُسکے اور لشکر بھی تھا۔
جسکی تعداد معلوم نہین مگر باسٹھ ۶۲ سوار آپ کے اعزہ قریبہ مین سے تھے اُس جنگ مین
آپ خود معہ پندرہ فرزندون کے اور بہت سے قرابت والون کے شہید ہوئے
آپ کا مزار وہین بنا دیا گیا اور شہر بنارس فتح ہوگیا آپ کے تین صاحبزادے۔ میر
سراج الدین و میر احمد و میر سیف اللہ صرف اُس جنگ مین باقی رہ گئے یہ تینون
صاحبزادے بحکم شاہی روانہ صوبہ بہار ہوئے اور وہان سے برابر جنگ کرتے ہوئے
موضع چھتوی پرگنہ ارول ضلع گیا مین پہونچے اور وہان سے موضع اُساس وغیرہ کو فتح
گیا جسکا ذکر آگے آوے گا میر سیف اللہ موضع کُندنا مین جو اُسی پرگنہ ارول مین واقع
ہے مقیم ہوئے اور میر احمد موضع چھتوی مذکور مین اور میر معز الدین پسر میر سراج الدین نے
موضع اُساس دیورہ کو اپنے واسطے پسند فرمایا میر سراج الدین اور بہت سے انکی
برادری والے جنگ اُساس دیورہ مین شہید ہوئے۔

آپ ہی اول دیورہ مین تشریف لائے اور دیورہ مین اُسوقت ایدُپرکاش راجہ رہتا تھا وہان ایک بڑا قلعہ تھا اُسمین دیور نام کا ایک بت تھا اور چارون طرف اسکے کوسون تک گھنا جنگل تھا اُسوقت بہار مین حضرت ملک بیا صاحب شاہان دہلی کی طرف سے صوبہ دار تھے میر معزالدین رح جنکا وطن اصلی بخارا تھا معہ اپنے قبائل وعشائر دو ڈھائی سو آدمیون کے صرف بنظر جہاد ہندوستان کو تشریف لائے چونکہ اُسوقت مشرقی ہندوستان مین جابجا بہت سے رجواڑے ہندو خودسر قوی موجود تھے اور اسلامی عملداری صرف بڑے بڑے شہرون مین محدود تھی لہذا حضرت میر معزالدین رح بایماے شاہ دہلی کہ شاید اُسوقت شاہان تغلق کا زمانہ ہوگا ضلع گیا مین تشریف لائے اور وہان سے سیر کرتے ہوے موضع اُساس مین وارد ہوے اُسوقت راجہ مذکور آپ سے برسر مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم مین الفریقین واقع ہوئی وہ راجہ زخمی ہوکر وہان سے بھاگا اور موضع کھٹانگی کے قلعہ مین جو دیورہ سے تین چار کوس کی فاصلے پر تھا پناہ گزین ہوا آپ فی الفور دیورہ کے قلعہ مین داخل ہوے اور تمام بتون کو شکستہ کیا اور قلعہ کو صاف کیا اور اپنے ہمراہیون مین سے حضرت میر بدر کو سردار مقرر کرکے قلعہ مین چھوڑا اور عیال و اطفال کو اُنکے سپرد کیا اور آپ تعاقب مین اُس راجہ کے معہ جریدہ سوارون کے موضع قلعہ کھٹانگی کو روانہ ہوے وہان جاکر دیکھا کہ وہ قلعہ نہایت بلند اور نہایت مستحکم اور انبوہ جنگل کے اندر واقع ہے آپ وہان ٹھہرے رہے اور حاکم صوبہ بہار حضرت ملک بیا کو ایک عرضی لکھی اور مدد طلب کی چونکہ ملک صاحب دوسری طرف ایک مہم مین مصروف تھے مدد کے بھیجنے مین توقف کیا جبتک آپ نے چند حملے اُس قلعہ پر کیے لیکن ناکامیاب رہے آخر کچھ جنگل کو کاٹکر قلعہ کے چارون طرف صاف کیا اس عرصے مین بہار سے مدد بھی پہنچگئی اُسکے ساتھ ہوکر آپ نے اُس قلعہ کو بھی فتح کیا اور راجہ بھاگتا ہوا مارا گیا اور غنیمت بہت آپ کے ہاتھ آئی پھر تو آپ نے اُس اطراف مین خوب شمشیر زنی کی اور تمام علاقہ راجہ کا اجھر دداؤ دنگر و سہسرام وغیرہ آپ کے تحت و تصرف مین آیا آپ نے اُن سب جگہون کو مفوض بحاکم صوبہ بہار کیا اور آپ کو

أساس اور دیورہ وغیرہ چند مواضع قریب پانچ چھ ہزار بیگھہ کے شاہ دہلی کی طرف سے بلا خراج واسطے سکونت کے عطا ہوا اکثر جسکا حصہ بسبب امتداد زمانہ کے ہاتھ سے نکلگیا اب اسوقت جو قدرے قلیل تصرف مین ہی وہ وہی عطیہ ہی ۔ اللھم بارک لی فیہ

سوانح حضرت مخدوم شیخ شاہ محمد رح نمبر ۱

آپ میر معزالدین رح فاتح دیورہ سے پانچوین پشت مین ہین آپ بڑے عالم باعمل تھے آپ کے ایک بیٹا شاہ عبد العلی پیدا ہوے جنکے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی شیخ عبد الحمید و شیخ ابوسعید و مسماۃ سلیم خاتون زوجہ حضرت مولانا محمد شہباز قدس سرہ حضرت شیخ ابوسعید کے صاحبزادہ مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہ ہوے جسکا نقشہ ذیل مین درج ہی۔



مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہ

آپ کا مولد موضع دیورہ پرگنہ اروَل ضلع گیا ہی آپ جب سن رشد کو پہونچے بھاگلپور مین بخدمت

حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ کے جو آپ کے پھوپھا تھے پہونچے اور آپ سے تحصیل علوم ظاہری
وباطنی بوجہ اتم کی اور سالہاے دراز وہان اقامت فرمائی حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ نے
اپنی دختر رابعہ خاتون سے جو محل ثانیہ مولانا ممدوح سے تھین عقد نکاح کردیا آپ نے اُسکے بعد
سیر وسیاحت شروع کی اور جابجا بزرگان طریقت وعلماے شریعت کی خدمت سے مستفید ہوتے
ہوے دار الخلافہ دہلی کو پہونچے - کہ اُسوقت حضرت شاہجہان جلوس فرماے اورنگ سلطنت تھے
آپ وہان سے لاہور گئے اور وہان سے ملتان وغیرہ کی سیر کی جب مراجعت کرکے آپ پھر دہلی
پہونچے اُسوقت حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر غفر اللہ لہ فرمانرواے سلطنت تھے
اتفاقاً ایک مسجد مین دانشمند خان سے آپ کی ملاقات ہوگئی آپ کے چہرہ منورہ کو اُسنے دیکھکر
پہچانا - اور آپ کے ساتھ بہت تواضع سے پیش آیا وہان سے آپ مراجعت فرماکر بھاگلپور پہونچے
اور وہان سے حسب ایماے جناب مولانا شاہباز محمد قدس سرہ پٹنہ تشریف لائے اور اس محلہ
نموہیہ مین آپ اقامت گزین ہوے جو اُسوقت ایک جنگل کی صورت مین تھا اُسکے بیچ مین ایک
بلندی بطور گڑھ کے تھی اُسی مین آپ نے ایک حجرہ بناکر قیام فرمایا - اور ایک مسجد بنائی جو اسوقت
جمعہ مسجد نموہیہ کے نام سے مشہور ہی اور بفضلہ تعالی بڑی بھاری جماعت بروز جمعہ ہوتی ہی اور
خوب آباد ہی - اور تعلیم وتعلم مین علوم ظاہری وباطنی کے آپ مصروف ہوے - چنانچہ حضرت شاہ
ارزان صاحب بھی آپ کی فیض صحبت سے مستفید ہوے اسی وجہ سے یہ دستور ہی کہ شاہ
ارزان صاحب کے تکیہ پر جو گدی نشین ہوتا ہی اُسکی دستار بندی اس خاندان سے کیجاتی ہی -
یہ آخر بذریعہ صوبہ دار بہار سمع مبارک مین حضرت عالمگیر غفر اللہ لہ کے پہونچی وہان سے قریب
چالیس بیگھہ اراضی واسطے سکونت وتعمیر مسجد وخانقاہ وغیرہ کے اور چھ سات مواضع بطور مدد
معاش آپ کو مرحمت ہوے - مگر آپ نے اس چیزون کی طرف مطلقاً التفات نفرمائی - اور اُسی
طرح پر قانع ومتوکل رہے - بعدہ آپ کے فرزندون مین سے کسی نے اسکی تحریک کرکے حاصل کیا
آپ کے دو صاحبزادے ہوے - ایک نے ایام جوانی مین حافظ ہوکر اس خاکدان کو چھوڑا - دوسرے
حضرت جناب مولانا شیخ شاہ ابو تراب محمد منور قدس سرہ کہ جنھون نے اپنی تکمیل علوم ظاہری
وباطنی اپنے پدر بزرگوار سے کی - اور بعد اُسکے سفر کرتے ہوے بلدہ لاہور کو پہونچے - اور وہان

103

حضرت ملا شیخ غلام محمد رح سے تحصیل علم فرمائی - اور وہان سے دورو سیر کرتے ہوے پھر پٹنہ کو تشریف لائے - اور اپنے دولتکدہ کو رونق بخشی آپ کی اولاد کی تفصیل معلوم نہوئی کہ کل کتنے ہوے - مگر جنسے کہ آپ کی نسل کا سلسلہ جاری ہے وہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہ اور اُنکے صاحبزادے مولانا شاہ محمد عزیز عرف حضرت شاہ درگاہی رح ہین - مزار حضرت دیوان مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فایض قدس سرہ اور اُنکی زوجہ مریم مکانی حضرت رابعہ خاتون وجناب شاہ ابوتراب قدس سرہ کے ایک جگہ پر صحن مسجد جمعہ نمونیہ مین واقع ہین اور مزار حضرت مولانا شاہ ابوالخیر و مولانا شاہ محمد عزیز قدس اسرار ہما کی پشت جمعہ مسجد مذکور پر جو مقبرہ ہے اسمین واقع ہین -

حضرت شاہ محمد عزیز قدس سرہ

آپ کا لقب شاہ درگاہی تھا - آپ اپنے وقت کے بڑے سالک تھے - صدہا آپ کے مرید تھے نواب ناظم صوبہ دار بہار اور بڑے بڑے اراکین سلطنت و اہل دول آپ کی خدمت اقدس مین حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے اور علما و فضلا بھی آپ سے بہرہ ور ہوتے آپ کے دو صاحبزادے ہوے - اور دو صاحبزادیان - حضرت شاہ محمد معز و حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہما و مسماۃ شکرن زوجہ رفیع الدین حسین خان و مسماۃ مصرن زوجہ شیخ رستم علی رحمۃ اللہ علیہم ساکنان محلہ مغل پورہ - نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا درج ذیل ہے -



حضرت شاہ محمد معز عرف شاہ منور رح ۴

آپ کی شادی مسماۃ رسولن بنت مولوی ارادت اللہ صادقپوری سے ہوئی جسکا ذکر فصل اول مین آچکا ہو آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیان ہوئین جملہ پانچ اولادین ہوئین حضرت شاہ ابوالحسن اور حضرت شاہ محمد حسین و مسماۃ ظہورن زوجہ رضی الدین حسین خان مغلپورہ و مسماۃ نجیبن زوجہ مولوی بشارت علی صادقپوری و مسماۃ لطیفن زوجہ مولوی الٰہی بخش صادقپوری قدس اسرارہم سب تینون عورتون کی اولاد کی تفصیل اُنکے ازواج کے ساتھ فصول اخلا مین مذکور

ہو چکی ہی وہان دیکھنا چاہیے - نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے

حضرت شاہ محمد معز عرف شاہ ننو رح

- شاہ ابوالحسن رح
- شاہ محمد حسین رح
- مسماۃ ظہورن زوجہ رضی الدین حسین خان
- مسماۃ نجیبن زوجہ مولوی ابشارت علی رح
- مسماۃ لطیفن زوجہ مولوی الہی بخش رح

حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی مسماۃ خیرن بنت حضرت شیخ طفیل اللہ رح ساکن موضع سرانڈی پرگنہ پھلواری ضلع پٹنہ سے ہوئی آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئین - مولوی قاضی شاہ محمد تقی علیہ و مولوی محمد زکی و مولوی محمد نقی و مولوی محمد رضی ان دونون آخرالذکر نے ایام جوانی مین بلا شادی شدہ رحلت فرمائی - مسماۃ نعیمن زوجہ قاضی قمر علی مہدانوی رحمہم اللہ - نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے -

حضرت شاہ ابوالحسن رح

- شاہ مولوی قاضی محمد تقی رح
- مولوی محمد زکی رح
- مولوی محمد نقی لاولد
- مولوی محمد رضی لاولد
- مسماۃ بی بی نعیمن مرحومہ

مولوی قاضی شاہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی ساتھ مسماۃ وصیفن بنت مولوی امین الحق ساکن محلہ گورہٹہ منجملات شہر پٹنہ سے کے ہوئی آپ کے صرف ایک بیٹی مسماۃ زینب اور ایک بیٹا مولوی عبدالعزیز پیدا ہوئے - مسماۃ زینب کی شادی ساتھ قاضی محمد ابراہیم پسر مولوی اکرم الحق ساکن محلہ گورہٹہ کے ہوئی

اور وہ لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئین - نقشہ آپ کی اولاد کا حسب ذیل ہی -

مولوی قاضی
شاہ محمد تقی
رح

مولوی
عبدالعزیز
مرحوم

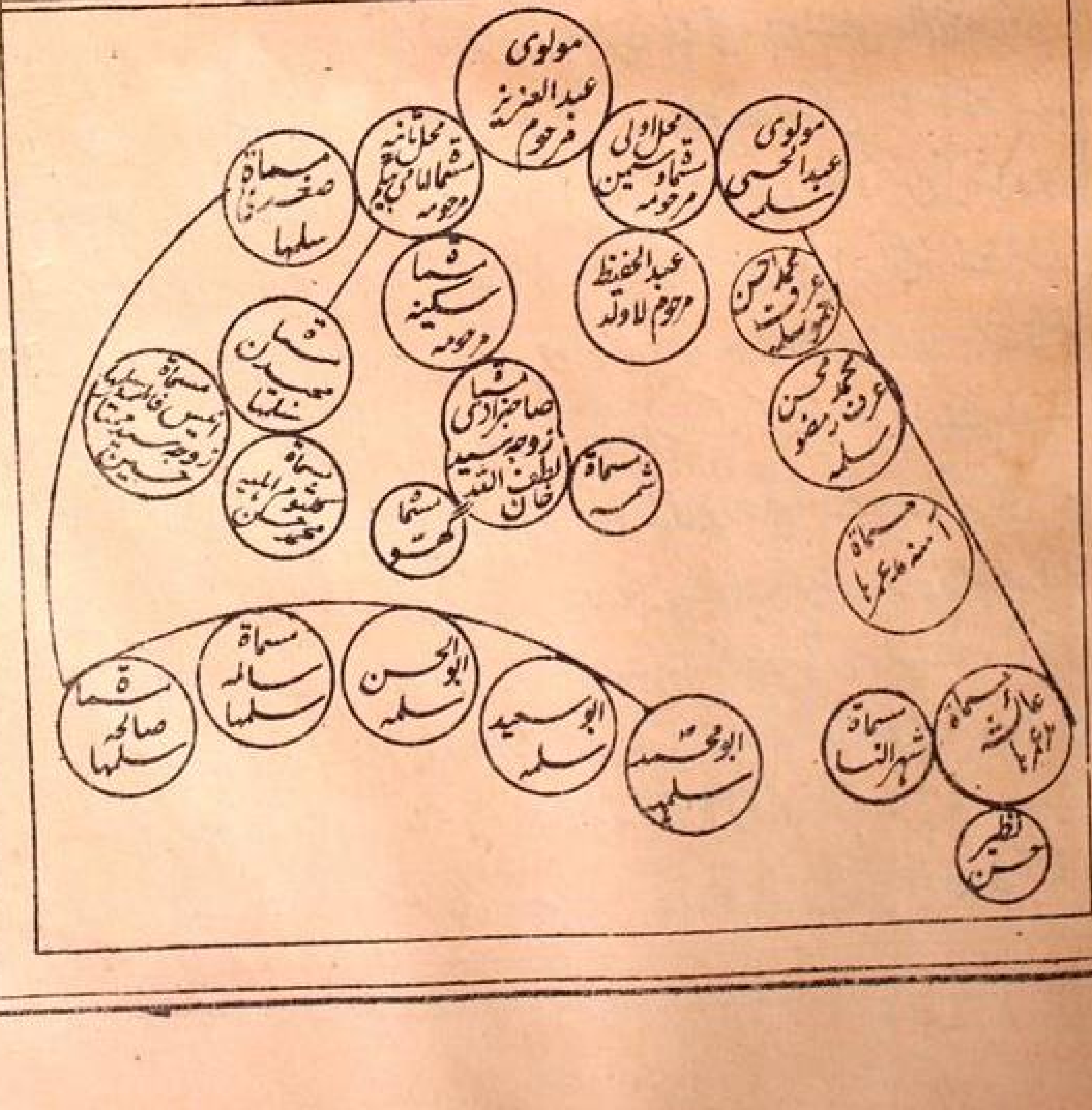
مسماۃ زینب
زوجہ قاضی محمد ابراہیم
لاولد

مولوی عبدالعزیز مرحوم بن شاہ محمد تقی رح

آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۵۱ھ مین ہوئی آپ کا جب مکتب ہوا آپ کے پڑھانے کے واسطے میر محمد تقی صاحب ساکن آدم پور جو قریب نوبت پور ہی نوکر رکھے گئے آپ نے قریب آٹھ سات برس کی عمر تک فارسی کی تحصیل اُنسے کی - اور بہت اچھی کی - بعد اسکے آپ نے صرف نحو کی کتابین جناب مولوی اکبر علیصاحب رح پسر خورد جناب مولوی الٰہی بخش غفر لہ رب العرش صادق پوری سے پڑھین - بعد انتقال مولوی اکبر علی مرحوم اپنے چچیرے بھائی حضرت مولوی شاہ عبدالخالق رح خلف الصدق حضرت جناب شاہ محمد حسین قدس سرہ سے پڑھا - جب اُنکا بھی انتقال ہوا تب جناب مولانا یحیی علی علیہ الرحمۃ سے کچھ تھوڑے دن پڑھا - چونکہ آپ کے والد آپ کے بچپن ہی مین انتقال کر گئے تھے اور آپ کی والدہ نے آپ کی پرورش و تربیت و تعلیم کا کام انجام دیا اور اب اُنکا بھی انتقال ہوگیا ناچار آپ کو شغل تعلیم و تعلم ترک کرکے امور معاشیہ کیطرف توجہ کرنی پڑی - آپ کی اول شادی ساتھ مسماۃ وسیمن بنت قاضی قمر علی زوج مسماۃ نغیمن مہدانوی سے ہوئی اس محل سے دو فرزند آپ کے پیدا ہوے عبدالحفیظ و مولوی عبدالحی اول الذکر نے تیرہ چودہ برس کے سن مین انتقال کیا بعد انتقال زوجہ اولی آپ نے اپنی شادی ساتھ مسماۃ اماتی بیگم بنت خواجہ فتح علی مرحوم بن خواجہ کرم علی مرحوم ساکن محلہ نونگولہ کے کی (یہ خواجگان اصل باشندے پانی پت کے تھے جو قریب دہلی واقع ہی قوم انصاری سے مگر انکے مورث پانی پت سے آکر بھرت پور کلی پٹنہ مین سکونت پذیر ہوے پھر وہان سے نونگولہ مین آکر رہے) اس محل سے

آپ کے تین بیٹیان ہوئین - مسماۃ سکینہ مرحومہ زوجہ خواجہ امیر حسن ابن خواجہ احمد علی بن خواجہ فتح علی مرحوم مذکور - دختر دوم - مسماۃ مجیدن سلمہا زوجۂ خواجہ مہدی حسن مرحوم بن خواجہ احمد علی مرحوم - دختر سوم - مسماۃ صغریٰ زوجۂ سید عبد الغفور سلمہا ابن محمد صالح مرحوم بن سید تراب علی مرحوم بن سید مقصود علی مرحوم بن میر ذوالفقار علی مرحوم ساکن موضع لکھنور ضلع پٹنہ مولوی عبد الحی کی اول شادی مسماۃ منیرن بنت جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم صادق پوری سے ہوئی اُنسے دو لڑکے پیدا ہوئے محمد احسن عرف جمو محمد محسن عرف رضو سلمہا اللہ تعالےٰ بعد انتقال مسماۃ منیرن مرحومہ کے آپ کا ازدواج ساتھ مسماۃ زہرا بنت سید محمد وارث حسین بن سید محمد حسین ساکن موضع گورگانوان ضلع پٹنہ کے ہوا اُنسے دو بیٹیان ہوئین مسماۃ آمنہ و مسماۃ عائشہ - آپنے یعنی مولوی عبد العزیز صاحب نے ۷۵ برس کی عمر مین بتاریخ ۷ اجولائی ۱۸۹۳ع مطابق ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۱۰ ہجری مین اس خاکدان عنصری کو چھوڑا اللھم اغفرلہ وارحمہ اور بتاریخ ۹ جمادی الاخر ۱۳۱۹ھ امامی بیگم صاحبہ نے بھی رحلت کی

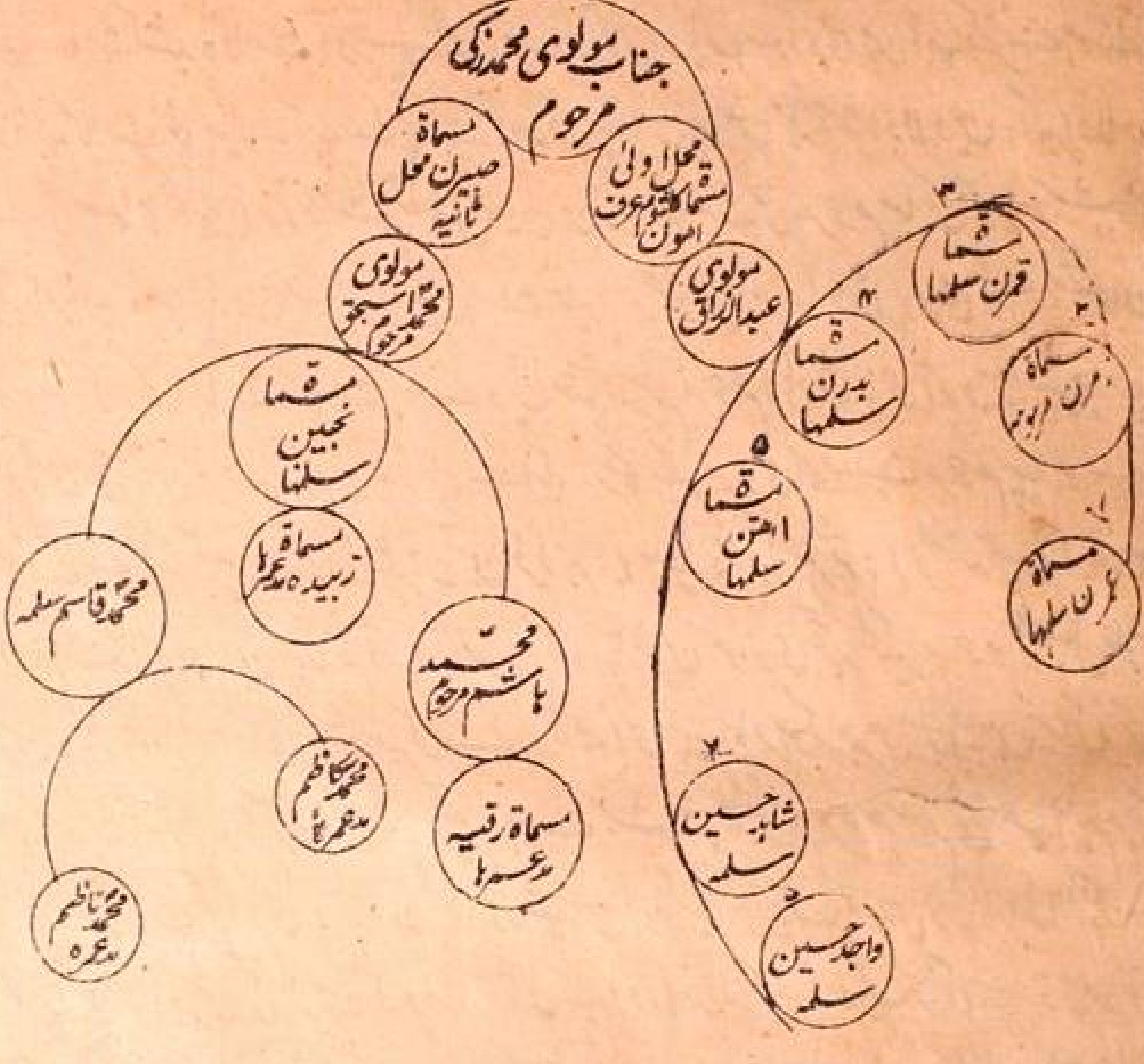
نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے



مولوی محمد زکی صاحب مرحوم بن شاہ ابوالحسن رح

آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۳۵ء سن بارہ سو پینتیس یا پینتیس مین ہوگی - آپنے درسی کتابین آپنے چچا مولوی شاہ محمد واعظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور حضرت شاہ محمد کریم رح علیہ سے آپکو بیعت حاصل تھی پھر جناب حضرت سید احمد صاحب بریلوی مجدد مایۃ ثالثہ کے ہاتھ پر باجازت اپنے پیر کے بیعت کی - اور پھر بعد چند روزون کے آپ بریلی تکیہ پر حضرت شاہ لعل صاحب کی خدمت مین اپنے پیر مرشد کے حاضر ہوے - اور تخمیناً ایک برس وہان رہکر اور بہت کچھ فوائد دینی سے بہرہ ور ہوکر اپنے وطن کو مراجعت فرما ہوے - اُسوقت سے برابر آپ اپنے گھر پر امور معاشیہ کی فکر مین رہے آپ کی اول شادی مسماۃ کلثوم عرف بی بی اتون بنت میر اسد علی صاحب سے ہوئی - وہ بیٹے بی بی قمرن کے وہ بیٹی شاہ ہادی صاحب کی وہ پسر راجہ میان صاحب وہ پسر مولانا شاہ ابو تراب بن مولانا شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کے اسکے بعد پھر دوسری شادی آپ کی ساتھ مسماۃ صبیرن بنت شیخ سلامت علی ساکن سنگھر اگوپا سے ہوئی محل اولی سے آپ کے مولوی عبدالرزاق صاحب پیدا ہوے اور محل ثانیہ مسماۃ صبیرن سے ایک بیٹی مسماۃ فہیمن اور ایک بیٹا مولوی محمد اسحاق پیدا ہوے - مسماۃ فہیمن کی شادی میر محمد حسین مرحوم ساکن گوپا سے ہوئی اُنسے ایک لڑکی مسماۃ شریفین پیدا ہوئیتھی اُسنے بعد شادی لاولد انتقال کیا مولوی محمد اسحاق مرحوم کی شادی مسماۃ مریم عرف بولاقن بنت قاضی سید وصی احمد ساکن محلہ انبیر قصبہ بہار سے ہوئی اُنسے آپ کے ایک بیٹی اور دو بیٹے پیدا ہوے مسماۃ نجیب النسا زوجہ حکیم سید محمود عالم مرحوم ساکن حاجی پور جو ہوا انکے صرف ایک بیٹی مسماۃ زبیدہ پیدا ہوئین اُسکے بعد یہ بیوہ ہوگئین - اور دونو بیٹے محمد ہاشم مرحوم و محمد قاسم سلمہ اللہ تعالی محمد ہاشم مرحوم کی شادی مسماۃ انیس النسا بنت شاہ محمد ظفر ساکن بہار سے ہوئی اُس سے صرف ایک لڑکی مسماۃ رقیہ پیدا ہوئی اور محمد قاسم کی شادی ساتھ مسماۃ صغری بنت مولوی محمد حسن مرحوم صادق پوری کے ہوئی اُنسے دو لڑکے محمد کاظم و محمد ناظم مد عمرہما متولد ہوے محمد اسحاق مرحوم نے بتاریخ ۲۹ شوال ۱۳۰۲ھ ہجری انتقال فرمایا اور تاریخ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ م

کو عزیزی محمد ہاشم نے رحلت کی اللھم اغفرھما وارحمھما اور بتاریخ ۸ محرم ۱۳۱۴؁ھ حکیم محمود عالم نے کوچ کیا۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا حسب ذیل ہے۔



مسماۃ نعیمن مرحومہ

بنت حضرت شاہ ابوالحسن آپ کی شادی جناب قاضی شیخ قمر علی مرحوم ساکن مہدالوان سے ہوئی وہ بیٹے شیخ رمضان علی مرحوم کے وہ بیٹے شیخ شاہ غلام علی مرحوم کے وہ بیٹے شاہ محمد فاضل ساکن موضع سرانڈی کے قاضی صاحب مرحوم کو عربی مین استعداد تو کم تھی مگر فارسی مین پوری استعداد حاصل تھی اور شاعر بھی تھے اردو اور فارسی مین بہت عمدہ شعر کہتے تھے اور مادہ تاریخ نکالنے مین آپ کو پوری مہارت تھی زود نویس ایسے تھے کہ ایک شب مین پوری گلستان لکھ ڈالتے اس مولف کتاب نے خود اس گلستان کو دیکھا ہی جو آپ نے ایک شب مین لکھی

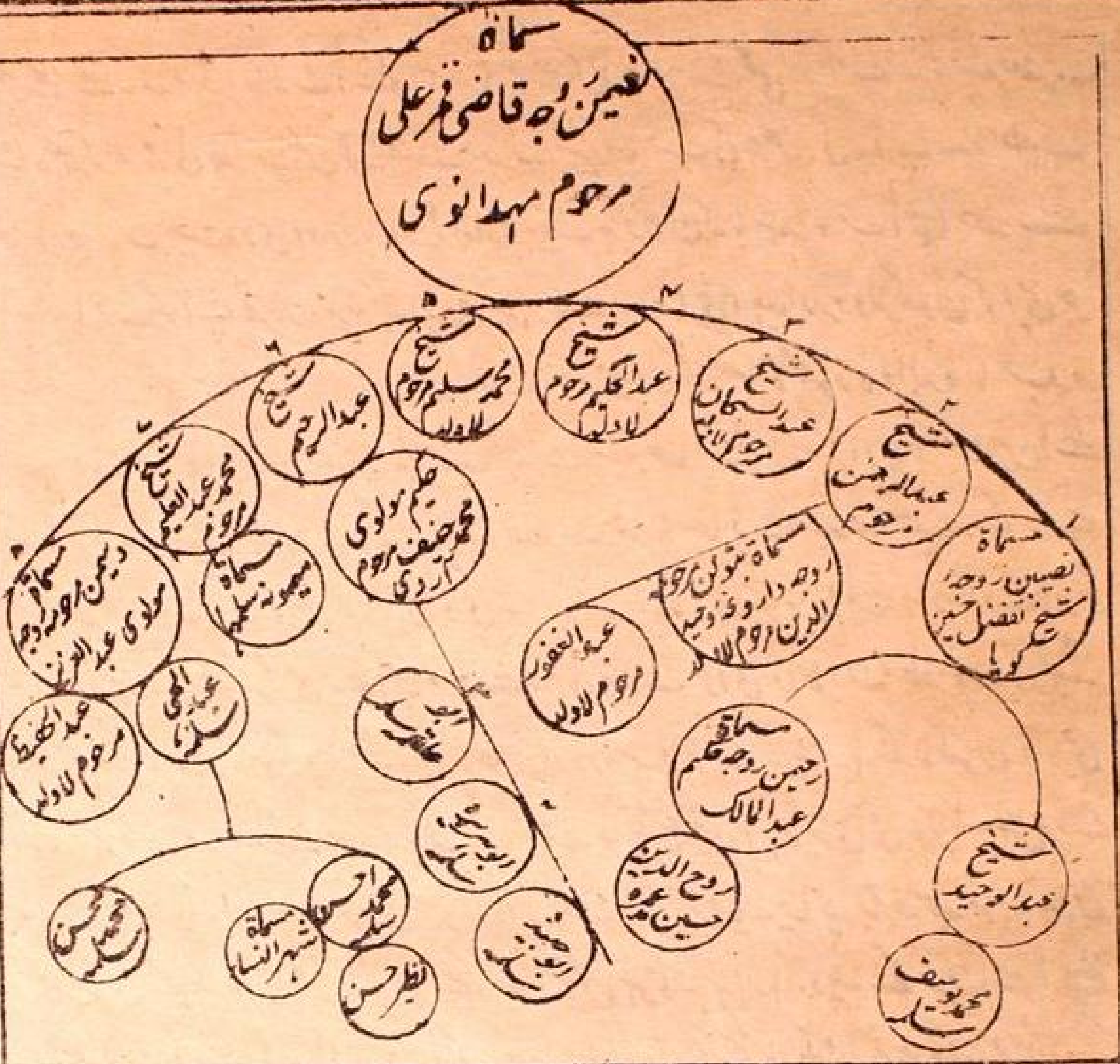
تھا خوب صاف و مایقرا لکھی آپ اکثر کتابون کی نقل کیا کرتے تھے آپ کی لکھی ہوئی بہت سی کتابین آپ کے کتب خانے مین مین نے خود دیکھی ہین - آپ نہایت ذیمروت اور بڑے خلیق تھے - آپ نہایت کشیدہ قامت اور جسیم تھے - ایسا کہ اگر ہزار بارہ سو آدمی مین آپ کھڑے ہوتے تو آپ کا سر اونچا ہوتا - آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین جملہ آٹھ اولادین - اکبر اولاد آپ کی مسماۃ نصیبن زوجہ شیخ تفضل حسین بن شیخ سلامت علی مرحوم ساکن کوپا دوشیخ عبد الرحمن مرحوم زوج مسماۃ ساجدہ بنت حکیم احمد علی مرحوم صادق پوری وشیخ عبد السبحان مرحوم بے لاولد دنیا سے رخصت ہوے وشیخ عبد الرحیم مرحوم انکی شادی آرہ مین صبیہ جناب مولوی علی احسن مرحوم سے ہوئی اُس سے ایک لڑکا حکیم مولوی محمد حنیف مرحوم پیدا ہوے انھون نے تخمیناً تیس برس کی عمر مین تین فرزند ابو عبیدہ ابو ہریرہ ابو علقمہ چھوڑ کر - ۲۲ - محرم ۱۳ھ ہجری مین بمقام آرہ انتقال کیا - پانچوین مولوی عبد الحکیم مرحوم یہ تحصیل علوم مین دہلی و لکھنؤ وغیرہ دور و سیر کرتے رہے اُسی مین بیمار ہو کر بعمر چوبیس پچیس برس اس جسم خاکی کو چھوڑ کر داخل خلد برین ہوے ششم محمد سلیم مرحوم ہفتم شیخ عبد العلیم مرحوم ان دونون کی شادی دختران شیخ خورشید حسن ساکن شیخو چک سے ہوئی اول الذکر نے تخمیناً پچاس برس کی عمر مین لاولد انتقال کیا اور آخر الذکر نے ایک لڑکی مسماۃ میمونہ کو چھوڑ کر پچیس ۲۵ برس کی عمر مین رحلت کی ہشتم مسماۃ نعیمن مرحومہ زوجہ اولی مولوی عبد العزیز مرحوم نمو ہیا دی عظیم آبادی انھون نے دو لڑکے عبد الحی و عبد الحفیظ چھوڑ کر نوجوان رحلت کی - تاریخ انتقال جناب قاضی صاحب مرحوم از نتیجہ فکر جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم متخلص بہ واعظ یہ ہے -

قمر چون رفتہ زین دار پر آشوب	رسیدہ در مقام قرب ابرار
بواعظ گفت ہاتف سال موتش	بایوان ارم رفتہ ازین دار

بماہ شوال ۱۲۹۱ھ

اور مسماۃ نعیمن نے تخمیناً ایک سو سال کی عمر پا کر بتاریخ ۲ شعبان ۱۳۱۲ھ مین اس سپنج دنیا کو چھوڑا - اللهم اغفرلهما وارحمهما -

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے -



حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ

ابن حضرت شاہ محمد معز رح آپ کی والدہ کا نام مسماۃ رسولن بنت مولوی ارادت اللہ صادق پوری آپ ۱۲۰۳ھ ہجری مین پیدا ہوے آپ جب سن شعور کو پہونچے تب اپنے چچا شاہ محمد کریم قدس سرہ سے دینیات کی تعلیم پائی اُنسے بیعت حاصل کی اور خلافت بھی آپ کو ملی آپ کو عین عنفوان جوانی مین تقویٰ وطہارت کا بہت کچھ خیال رہتا - اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی آپ کو تھی - پھر جب حضرت جناب امیر المومنین سید احمد صاحب بریلوی مجدد مائۃ ثالث عشر ۱۲۳۸ھ ہجری مین مکہ معظمہ سے مراجعت کیوقت وارد پٹنہ ہوے اسوقت آپ سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے - اور اُنکا وعظ وغیرہ سنکر بہت متاثر ہوے - اور چاہا کہ بیعت بھی حاصل کرین - لیکن چونکہ آپ پہلے بیعت اپنے چچا سے

کر چکے تھے۔ لہذا بغیر اجازت اُنکے دوسری بیعت کرنی مناسب نہ تھی اور اپنے پیر مرشد حضرت
شاہ محمد کریم رح کی خدمت مین کل کیفیت حضرت سید صاحب کی عرض کی۔ آپ نے بطیب
خاطر اجازت بیعت دی اور فرمایا ع شاع نیک ہر دکان کہ باشد ۔ تب آپنے حضرت
سید صاحب کو اپنے گھر مین مدعو کیا اور مرید ہوے۔ اور اپنی اہلیہ اور دو لڑکیون کو اپنی جو
اُسوقت فی الجملہ سن شعور کو پہونچی تھین بیعت کرا دی ازانجملہ مسماۃ محمودہ والدہ ماجدہ
مسود اوراق ہذا کی ہین۔ پھر جب تک حضرت سید صاحب اس پٹنہ اور اطراف مین اسکے
قیام فرما رہے۔ شب و روز حاضر باش خدمت سراپا سعادت سید صاحب کے رہے
سید صاحب نے آپ کو خلافت بھی دی۔ اسوقت سے آپ برابر ہدایت و ارشاد کے کامونکو
شب و روز نہایت سرگرمی سے انجام دیتے۔ اور پٹنہ کے حوالی و اطراف مظفرپور و دربھنگہ
و چھپرہ و گیا و بہار و مونگیر و بھاگلپور وغیرہ مین دورہ بہیر فرماتے۔ ہزارہا بلکہ لاکھون آدمی
آپ سے مرید اور فیضیاب ہوے احیاے سنت و اتباع شریعت مین آپ بڑی سعی و کوشش فرماتے
بہتیری مسجدون کو جو ویران پڑی تھین۔ آپ نے آباد کرایا۔ چنانچہ یہ جمعہ مسجد نمونہ ہیہ سابق
ایسی چھوٹی تھی کہ سو آدمی کا گذر اُسکے اندر بمشکل ہوتا۔ ہزارہا روپیہ کے صرف سے آپنے
اس مسجد کو ایسا وسیع کر دیا کہ صرف ایک صف مین سو آدمی بخوبی کھڑے ہو جاتے ہین۔
اور کل مسجد مین تو قریب تین ہزار آدمیون کی گنجائش ہو جاتی ہو۔ آپ کے وقت مین ودجرہ
اور تیبن پورہ سے لیکر فتوحہ تک کے لوگ یہان نماز جمعہ کو آیا کرتے ایسی بھاری جماعت شہر
بھر مین کہین نہین ہوتی تمام مسجد مع صحن مملو ہو جاتی بعد اُسکے مسجد شمال مین جو میدان ہو وہ بھی
بھر جاتا۔ تخمینًا پانچ چھ ہزار آدمی جمعہ اور عیدین مین یہان جمع ہو جاتے۔ بعد نماز آپکا وعظ
ہوتا۔ ایسا سلیس عام فہم بیان ہوتا کہ ہر آدمی اُس سے مستفید ہوتا اور نہایت پر تاثیر۔ اور بوقت
شب زنانے مکان مین آپکا وعظ ہوتا صدہا عورتین نزدیک و دور سے جمع ہو جاتین مقدرت
والی عورتین دور دور سے سواریون پر جمعہ کے روز فجر ہی سے آنا شروع ہوتین اور غربا کی
عورتین شب کو پیادہ آتین۔ اور ہر ایک کی خور و نوش و دیگر آسائش کا اہتمام بخوبی تمام
کیا جاتا۔ ہر جمعہ کو ایک جماعت نو مریدون کی بھی ہوتی۔ رمضان شریف مین آپ

تراویح بھی پڑھاتے اور عشرہ اخیر مین اعتکاف بھی کرتے احیاے سنت کا آپ کو یہان تک شوق
تھا کہ آپ کی صبیہ خرد مسماۃ شریفن جو مولوی اکبر علی مرحوم پسر مولوی الٰہی بخش مرحوم سے منسوب
ہوئی تھین ۔ جب وہ بیوہ ہوگئین تب آپ نے اُنکا نکاح ثانی جناب مولانا عنایت علی علیہ الرحمۃ
سے کردیا ۔ جسکا مفصل ذکر منشی محمد جعفر انبالوی نے اپنی کتاب سوانح احمدی مین بذیل سوانح
عمری مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ لکھدیا ہے مین غلیط رہتا اور تقریباً ۱۲۶۱ھ سن بارہ سو اکسٹھ مین
یا باسٹھ ہجری مین آپ حج کو تشریف لیگئے ۔ اور قریب دو برس کے آپ کو اس سفر مین لگا کیونکہ
اُسوقت بادبانی جہاز پر لوگ کلکتہ سے سوار ہوتے تھے لہذا دو برس سے کم مین حاجی
مراجعت کرکے اپنے گھر کو نہین پہونچسکتا تھا اور صرف بھی کثیر ہوتا تھا ۔ بالجملہ آپ سے اس شہر
پٹنہ مین اور اسکے اطراف مین جو ہدایت جاری ہوئی اور لوگون نے شرک و بدعت چھوڑا اور نماز
روزہ حج و زکوٰۃ وغیرہ احکام شرعی کی پابندی اختیار کی اسکا احاطہ و احصا نہایت مشکل مختصراً
یہان بیان کیا گیا ۔ آپ کو فن سپہگری مین بھی پورا دخل تھا گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ جانتے
تھے ۔ آخر عمر تک گھوڑے ہی پر سوار ہوتے رہے کسی دوسری سواری کو اختیار نکیا ۔ بندوق
کا نشانہ نہایت عمدہ بانک اور پٹہ وغیرہ بھی خوب جانتے تھے ۔ حلیہ شریف یہ ہی قد میانہ رنگ
نہایت گورا صاف بلند نقشہ نہایت خوبصورت آپ نہایت حسین تھے ۔ مزاج خلقی غصہ ور تھا
مگر آپ کو اپنے مزاج پر کچھ ایسا قابو تھا ۔ کہ ہرگز کوئی معلوم نہین کرسکتا تھا کہ آپ مین غصہ بھی ہی مگر
ہان وقت معائنہ امور خلاف شرع کے وہ حرارت ایمانی اور تہور ہاشمی برروے کار آتی ۔
صاحب مروت و فتوت و خلق عظیم تھے ۔ اس نالایق کے قلم مین وہ طاقت کہان کہ آپ کے
اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ و شمائل پسندیدہ مین سے ایک شمہ بھی بیان کرسکے ۔ اور آپ
شاعر بھی تھے آپ کا شعر اردو و فارسی مین نہایت عمدہ و ملیح ہوتا ۔ افسوس کہ یہ جگہ اُسکے اندراج
کی گنجائش نہین ۔ تخلص ہاشمی تھا ۔ آپ کی شادی مسماۃ نصرت بنت حضرت شاہ غلام مجتبیٰ رح
دیوروی سے ہوئی ۔ وہ بیٹی حضرت شاہ غلام اشرف بن حضرت شاہ امام الدین بن حضرت
شاہ تاج الدین بن حضرت شاہ نصر اللہ بن شاہ عبد الحمید بن حضرت شاہ مولانا شاہ باز محمد
بھاگلپوری قدس اسرارہم کے پورا نسب نامہ آپ کا فصل پنجم مین آویگا وہان ملاحظہ فرمایئے آپکی

اہلیہ شریفہ بھی آپ ہی کے مانند دینی امور کے اجرا مین نہایت چست و چالاک اور آپ کے ہر امور
مین موید و مددگار تھین ہے آیہ کریمہ واصلحنا لہ زوجہ ٥ انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ٥ و
یدعوننا رغبا و رہبا و کانوا لنا خاشعین ٥ الغرض یہ دونون میان بی بی امور رضاے
مولیٰ مین اپنی تمام عمر کیہ ایسے مستغرق رہے کہ جسکو فنا فی اللہ کہین تو بجا ہی - آپنے چوہتر برس
کی عمر مین ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری مین اس دار فانی کو چھوڑا اور اپنے آباے صالحین سے
جا ملے اللہم ارض عنہ   آپ کی تاریخ انتقال کا ایک شعر جو جناب مولوی حکیم
اسد اللہ مرحوم نے کہا ہی وہ یہ ہے ؎

رفت بیوم الخمیس و زقدم پاک صاف		زیب سریر ارم شاہ محمد حسین ۱۲۷۶ھ

آپ کی اہلیہ بی بی نصرت صاحبہ نے قریب سو برس کے عمر پائی انکی تاریخ انتقال عزیزی مولوی
محمد یوسف جعفری سلمہ نے جو کہی ہی وہ یہ ہے -

چو جدہ ماجدہ ام بی بی نصرت پے تاریخ رحلت فکر کردم		جدا گشتہ زما زیر زمین رفت ندا آمد "بہ فردوس برین رفت"
		۱۲۹۹ھ

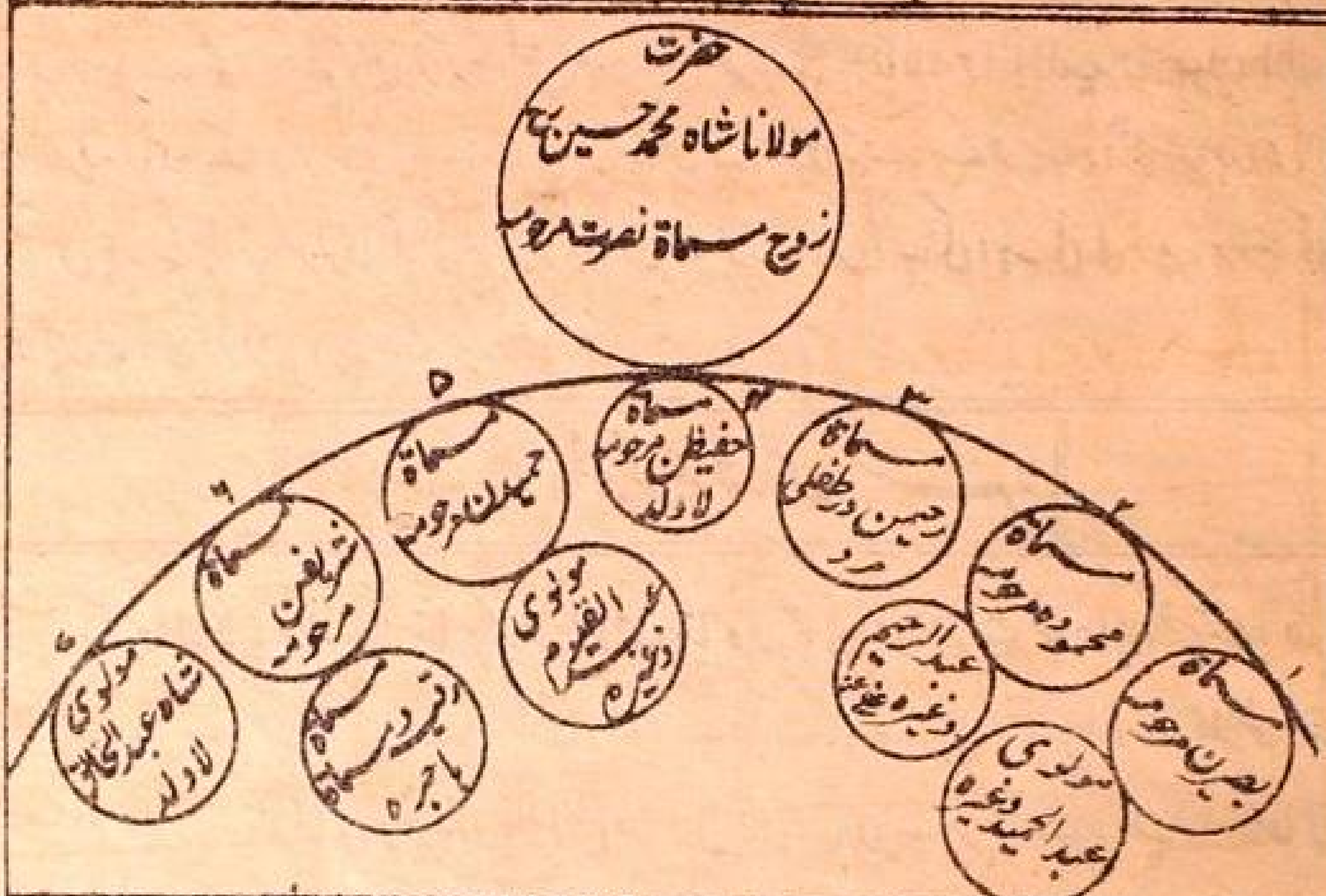
ولہ

ہوا بی بی نصرت کا آہ انتقال نظر خار آنے لگا وہ مکان جو کی فکر تاریخ رنجور نے جو کی فکر تاریخ رنجور نے		فلک نے دیا ہمکو کیسا یہ داغ جو تھا سامنے انکے مانند باغ پر از بادہ غم ہوا وہ ایاغ کہا دل نے آہ ہو گیا گل چراغ

۱۲۹۹ھ

آپکے چھ بیٹیان اور ایک بیٹا ہوا مسماۃ بصیرن رزوجہ مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مسماۃ محمودہ
زوجہ حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہ الغنی والدہ ماجدہ مسود اوراق عفی عنہ مسماۃ رحیمن
یہ چار پانچ برس کی عمر مین راہی خلد برین ہوئین مسماۃ حفیظن زوجہ مولوی فیاض علی
مرحوم مسماۃ حمیدہ زوجہ مولانا یحییٰ علی مرحوم مسماۃ شریفن جنکا عقد اول مولوی اکبر علی مرحوم
سے ہوا - اور عقد ثانی مولانا عنایت علی رحمۃ اللہ علیہ سے جو عم حقیقی فقیر مولف عفی عنہ کے ہین

شاہ مولوی عبدالخالق مرحوم تفصیل اولاد کی ہر ایک بالتفصیل کی اُنکے ازواج کے ساتھ فصول
ماسبق مین گذر چکی ہے۔ مختصر نقشہ یہ ہے۔



حضرت مولوی شاہ عبدالخالق مرحوم

ابن حضرت شاہ محمد حسین بن شاہ محمد معز آپ کی والدہ کا نام مسماۃ نصرت بنت حضرت شاہ غلام مجتبیٰ دیوروی آپ کی پیدائش غالبًا سنہ بارہ سو پچاس ہجری مین ہوئی آپنے ابتدائی کتابین اپنے والد ماجد سے پڑھین بعد اُسکے صرف و نحو جناب مولوی اکبر علی مرحوم صادق پوری سے پڑھا۔ بعد انتقال اُنکے جناب حکیم عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی سے پڑھا۔ آپ نے سولہ سترہ برس کی عمر مین تمام درسی کتابین ختم کین۔ اور ایسی استعداد حاصل کی کہ آپ کے والد ماجد نے جمعہ کے روز اس جمعہ مسجد مین نماز جمعہ پڑھانیکو اور وعظ کہنے کو بجاے اپنے آپ ہی کو مقرر کیا۔ آپ ایسے ذہین و ذکی تھے کہ جسکا بیان مشکل۔ آپنے اس تھوڑی سی عمر مین اپنی قابلیت علمی ایسی دکھائی کہ لوگ مرحبا و شاباش کہتے تھے۔ آپ کے اخلاق حمیدہ و اطوار پسندیدہ ایسے تھے کہ اسکو محسود زمانہ کہنا چاہیے آپ کی چودہ برس کی عمر مین مسماۃ زہرا بنت جناب حکیم احمد علی مرحوم بن رضی الدین حسین خان سے شادی ہوئی جسکا ذکر اوپر فصل میں آچکا ہے آپ نہایت

خوبصورت وحسین بھی تھے گھوڑی کی سواری سے آپ کو نہایت شوق تھا۔ اور خوب سوار ہوتے تھے افسوس کہ بعد شادی صرف دو اڑھائی برس آپ زندہ رہکر سترہ برس کی عمر مین اس دنیاے مجموزہ جیفہ کو چھوڑ کر داخل خلد برین ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ ونورضجعہ۔ آپ کی قبر مسجد کے دروازے کے قریب واقع ہی اور اُس کے متصل پورب جناب مولوی اکبر علی مرحوم کی اُس سے پورب متصل آپ کی اہلیہ بی بی زہرہ مرحومہ کی ہو عین محاذی دروازہ مسجد کے ہی۔ فقط ؎

حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ

آپ کے والد کا نام حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی بن حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہما آپ اپنے وقت کے بڑے سالک اور پیشواے وقت گذرے ہین۔ تمام سکناے محلہ نوہیہ وموضع دیورہ وشہر گھاٹی وغیرہ اور اکثر اہل صادق پور آپ ہی کے مرید تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فطرتی طور پر مزاج صالح انصاف پسند بنایا تھا۔ آپ کی انصاف پسندی اسی سے خوب ظاہر ہی کہ جب حضرت جناب سید احمد صاحب بریلوی پٹنہ مین تشریف لائے تو آپکے اکثر مریدون نے آپ سے اجازت طلب کی سید صاحب سے بعیت ہونگی۔ آپ نے نہایت خوشی وطیب خاطر سے ہر ایک کو اجازت دی۔ اور فرمایا ہان میان متاعِ نیک ہر دکان کہ باشد۔ آپ کی عمر اُسوقت بہت ہوگئی تھی۔ غالبًا اسّی سے متجاوز ہوگی۔ اور آپ اسوقت علیل بھی تھے چلنے پھرنے کی مطلق طاقت نہ تھی۔ لہذا آپ جناب حضرت سید صاحب سے ملاقات نہ کرسکے۔ ورنہ آپ نے اپنا اشتیاق ملاقات بہت کچھ بیان فرمایا چنانچہ اُسکے تھوڑے ہی دن بعد آپنے اس خاکدان عنصری کو چھوڑا۔ آپ کی تاریخ انتقال آپ کے صاحبزادہ خرد جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم نے فرمائی ہی۔ وھو ھذا۔

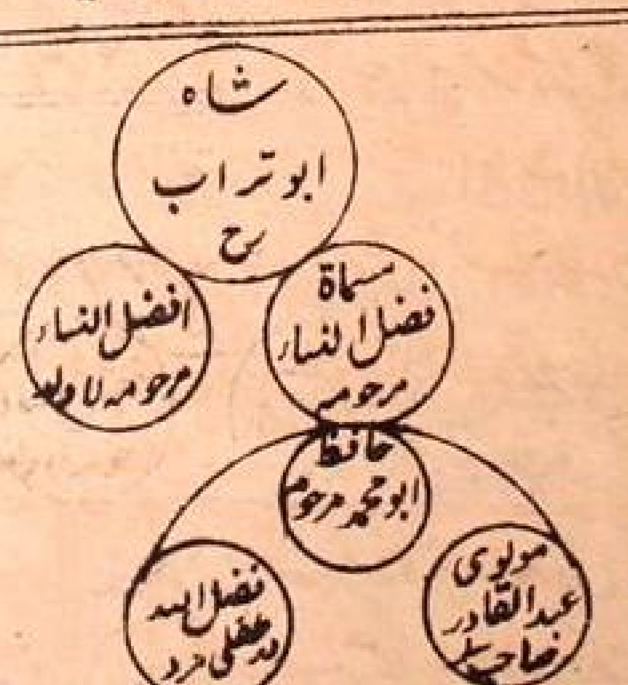
محمد کریم آن شہ فخر وجود شدم در پئے فکر سال وفات بگفت از دل چاک ہاتف بمن	بماہ محرم چو شد زیر خاک بقلب حزین با دل دردناک بشد زینت افزا بفردوس پاک ۱۲۳۸ھ

آپ کا شجرہ بیعت خاندانی انشاء اللہ تعالی خاتمہ مین آوے گا۔ آپکے صرف دو بیٹے پیدا ہوے حضرت شاہ ابوتراب مرحوم اور جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم۔



حضرت شاہ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ آپ کی صرف دو بیٹیان پیدا ہوئین مسماۃ فضل النسا ومسماۃ افضل النسا اول الذکر کی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم کے ہوئی۔ اور ثانیہ زوجہ جناب مولوی محمد صاحب مدظلہ یہ دونون ساکن خواجہ کلان گھاٹ محلات شہر پٹنہ پسران مولوی فضل علی مرحوم بن ملا شرف الدین المخاطب بملا محمد خان مرحوم آپ کا پورا نسب نامہ انشاء اللہ تعالی فصل پنجم مین آویگا آپ کا خاندان حضرت عمر ابن خطاب تک منتہی ہوتا ہے مسماۃ فضل النسا کے تین بیٹے ہوے مولوی عبدالقادر سلمہ اللہ تعالی وحافظ ابو محمد مرحوم وفضل اللہ مرحوم (وطفلی مرد) اور مسماۃ افضل النسا کے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد شادی تھوڑے ہی عرصے زندہ رہکر لاولد انتقال کیا۔



مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالے

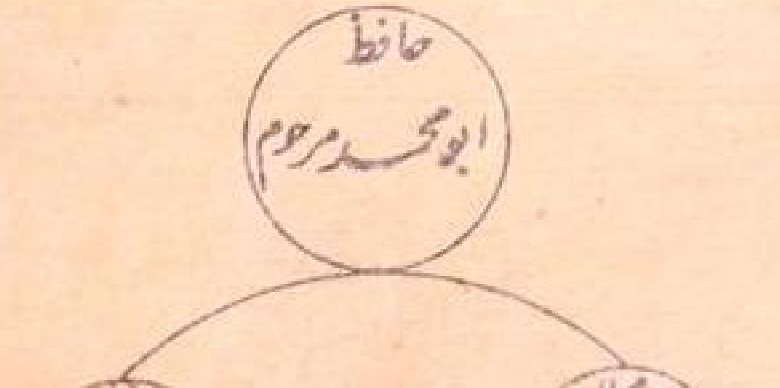
ابن جناب مولوی حکیم فیاض علی مرحوم آپ کی والدہ کا نام فضل النسا، مرحومہ آپ کی پیدائش غالبًا سنہ بارہ سو چھپن یا ستاون مین ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم ایک معلم سے پائی - جو دروازے پر نوکر رکھ لیے گئے تھے - اور بعد اسکے کہ آپ کو کچھ لیاقت نوشت و خواند کی ہوئی اپنے چھوٹے نانا جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم کی زیر تعلیم رہے اور انھین سے عربی و فارسی کی کتابین درسی پڑھین - آپ کی شادی مسماۃ شکورن بنت ناظر سہمت علی ساکن نگرنہسہ سے ہوئی - آپ بعد تحصیل علوم عربی کسب معاش کیطرف متوجہ ہوے اور وکالت کا امتحان دیکر پاس ہوے آپ کا ددھیال محلہ خواجہ کلان گھاٹ ہے اور ننھیال محلہ ٹنو سیہ علاقہ تھانہ عالمگنج شہر پٹنہ آپنے وکالت کا امتحان پاس ہونے کے بعد چندے عدالت پٹنہ مین وکالت کا کام کیا - مگر جب یہان بسبب کثرت وکلا چندان فروغ نہوا تب آپ یہان سے گیا کو تشریف لیگئے - اور اسوقت تک گیا ہی مین سکونت پذیر ہین - اور وہان بتائید ایزدی تھوڑے ہی عرصہ مین خوب فروغ ہوا - اور بہت کچھ کمایا اور معاش خریدی - اور اپنی اہلیہ کا چالیس ہزار دین مہر ادا کیا - اور پھر ہزارون روپیہ ہمراہ لیکر معہ اہل و عیال و والدہ اپنی بشوق زیارت بیت اللہ و مدینہ منورہ روانہ ہوے - اور قریب دو برس کے وہان قیام فرماکر حج اور زیارت مکہ متبرکہ سے فیضیاب ہوے - بعد مراجعت وہان کے آپ نے اس پیشہ وکالت کو کہ نہایت عروج پر تھا اور چودہ پندرہ سو روپیہ ماہوار کی آمدنی بخوبی تمام آتی تھی محض استغفارًا لوجہ اللہ واتقاءً من عذاب الآخرہ ترک کیا جزاہ اللہ تعالی فی الدارین جزاءً حسنا اسوقت سے آپ اسوقت تک گوشہ نشین ہین - آپ کو تنہائی و عزلت نہایت پسند ہے - شب و روز وظایف و نماز و تلاوت قرآن و ذکر اللہ سے دلچسپی لیتے ہین - خیر خیرات فاتحہ و معتز مین آپ کا خوب جاری اور ساری ہے - اللہم تقبل منہ قبولًا حسنًا آپ بڑے سالک و صوفی مشرب ہین آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین - اول ولی الحق مرحوم یہ لڑکا نہایت لائق و قابل تھا - عربی و فارسی مین بہت اچھی استعداد رکھتا تھا - اور انگریزی مین

اِف اے ـ پاس کیا تھا ـ اسکے بعد وکالت کا امتحان دیا ـ جسدن امتحان کے پاس ہونے کی
خبر آئی یہ عزیز ایک دن قبل اُسکے اس قالب خاکی کو چھوڑکر داخل خلد برین ہو چکا تھا ان للہ
وانا الیہ راجعون ـ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہ ـ این ماتم سخت است کہ گویند
جوان مرد :: انکی شادی مسماۃ رقیہ بنت مولوی نجابت احمد مرحوم نگرنہسوی سے ہوئی تھی
مگر افسوس کہ بہت تھوڑا اُس سے متمتع ہوکر ۱۳۰۳ھ بارہ سوتین ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا
اللھم اغفر لہ وارحمہ ـ دُوّم مسماۃ فاطمہ سلمہا یہ حبیبہ ساتھ قطب الدین حسین نگرنہسوی کے منسوب
ہوئی تھی ـ مگر افسوس کہ انکے زوج نے بہت تھوڑے روز اُنکے ساتھ رہکر راہی علیین ہوی
سؔوم مسماۃ صغری سلمہا یہ ساتھ حکیم مولوی یوسف حسین سلمہ اللہ تعالی نگرنہسوی کے منسوب
ہوئین ـ انکے دو اولادین ہوئین ـ فطرت علی المدعو ہ تیرہ چودہ برس کی عمر مین آغوش مادر کو
چھوڑکر داخل خلد برین ہوا ـ و مسماۃ عطیفہ مدعمرہا چہارم حکیم مولوی محمد صادق سلمہ اللہ تعالی
انکی شادی ساتھ مسماۃ ہاجرہ مرحومہ بنت سید محمد وحید الدین بن سید صمصام الدین منیری کے
ہوئی انسے دو اولادین ہوئین ـ محمدؔ و احمدؔ اسکے بعد انکی اہلیہ نے قضا کی ـ پنجم مولوی عبد الغفور
سلمہ انکی شادی ساتھ مسماۃ رقیہ بنت سید محمد محمود بلخی ساکن موضع محی الدین پور تھانہ مسوڑھی
ضلع گیا کے ہوئی سلمہا اللہ تعالے ـ ششم مولوی محمد روح اللہ مدعمرہ یہ ہنوز کتخدا نہین
ہوئے ہین ـ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے ـ



حافظ ابو محمد مرحوم

بن جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ فضل النسار مرحومہ آپ نے درسی کتابین اپنے چھوٹے نانا جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم سے پڑھین - اور انھین کے زیر تعلیم بھی رہے - کیونکہ آپ صرف چندہی سال کے تھے کہ آپ کے والد کو سفر آخرت پیش آیا آپ حافظ قرآن بھی تھے - آپ از بسکہ خلیق و نیکمزاج تھے - آپ اپنے خاندان کے لایق خلف تھے - آپنے سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ بھی کیا - یہ مسود اوراق عفی عنہ بھی آپ کا ہم سفر تھا - آپ کی اول شادی ساتھ مسماۃ نجیبن مرحومہ بنت جناب مولوی شاہ محمد واعظ کے ہوئی - مگر یہ اہلیہ آپ کی چندہی روز رہ کر لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئین - پھر دوسری شادی آپ کی ساتھ مسماۃ امۃ الرسول سلمہا بنت میر مقصود علی مرحوم ساکن کوئیلور ضلع آرہ شاہ آباد کے ہوئی - افسوس کہ اس انعقاد سے بہت تھوڑے روز متمتع ہو کر بعد مراجعت از حج سنہ ۱۲۰۳ بارہ سوتین ہجری مین لاولد اس دار فانیکو چھوڑا - انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ اللھم اغفرلہ وارحمہ



جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ

بن شاہ محمد کریم قدس سرہ آپ کی پیدایش تخمیناً سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین ہوئی - آپ نے اوائل کی

کتابین کہان پڑھین یہ معلوم نہوا - مگرآخرمین جاکرجناب مولوی انورعلی مرحوم صدراعلیٰ ساکن آرہ ضلع شاہ آباد سے فراغ حاصل کیا - آپ کا علم کتابی نہایت عمدہ تھا معقول ومنقول دونون مین آپ کو اچھی دستگاہ تھی - مدت تک آپ نے درس دیا - اوربہت سے علمارآپ سے فارغ التحصیل ہوے - آپ کوشعری مذاق بھی نہایت عمدہ تھا - آپ کے اردو فارسی اشعار رباعی وقطعات وقصائد وتاریخ تعزیت وتہنیت بہت ہین - اسجگہ گنجائش نہین ہے - آپ بہت عمدہ طبیب بھی تھے آپ نے اوائل عمرمین ضلع سارن کی کچہری سرکاری مین سررشتہ داری کا کام بھی کیا - مگر پھر سب کو ترک کرکے آخرعمرتک خانہ نشین رہے - اوراُسی عطیۂ شاہی پرجوآپ کو وراثۃً کچھ پہونچا تھا قانع ومتوکل رہے - آپ اپنے والدماجدکی گدی پربحیثیت خلافت کے بیعت وارشاد کا بھی کام دیتے - اکثرآپ کا دورہ ضلع گیامین موضع دیورہ وموضع کابڑوشہرگھاٹی وغیرہ مین جہان آپ کے خاندانی مرید بہت ہین ہواکرتا تھا - آپ کی شادی ساتھ مسماۃ مخدومن عرف رمضو مرحومہ بنت جناب شاہ نوشتۃ التوحید مرحوم ساکن محی الدین پورتھانہ مسوڑھی ضلع گیا سے ہوئی انسے صرف ایک لڑکی مسماۃ بخیبن مرحومہ پیداہوئین - جوحافظ ابومحمد مرحوم سے منسوب ہوئین - اورلاولد اس جہان سے رخصت ہوئین - آپ آخرعمرمین بہت خرف ہوگئے تھے بفحواے آیہ کریمہ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق ہ ولکیلا یعلم بعد علم شیئاً - آپ نے تراسی برس کی عمر مین بتاریخ ۴ شوال ۱۳۰۲ھ ہجری مطابق ۱۰ جولائی ۱۸۸۵ء اس دارفانی کو چھوڑا - اورعلیین کو پہونچے - اللھم نورمرقدہ ووسع مضجعہ

قطعات تاریخ رحلت ازفکرعالی بلندپرواز اوج نارکخیالی جناب مولانا محمد حسین سعید قدس سرہ

شب شنبہ بخامس از مہ شوال شہر حج / محمد واعظ والامناقب کرد چون رحلت
بسال ارتحالش ازسروش غیب در گوشم / ندا آمد مکان پاک زیبا یافت در جنت

۱۳۰۲ھ

ولہ

کرد رحلت چو محمد واعظ / ایزدش کرد بجنت ساکن
راسخ القلب بوجہ الالہام / دبہا ادخلوہ جنات

۱۳۰۲ء

جناب
مولوی شاہ محمد
واعظ مرحوم

مسماۃ
نجیبن مرحومہ
لاولد

مسماۃ ظہورن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد معزؒ زوجہ رضی الدین حسین خان مرحوم ساکن قدیم مغلپورہ ثم صادق پور آپ کی اولاد و احفاد کی تفصیل آپ کے زوج کے ساتھ فصل ماسبق مین گذر چکی ہی یہان مختصراً بیان ہی آپ اپنے والدین کی اکبر اولاد سے ہین - آپ کی عمر تخمیناً سو برس کے قریب پہونچی ہوگی - اُسوقت تک بھی آپ چشمہ لگا کر روزانہ پارہ دو پارہ قرآن شریف و دلائل الخیرات پڑھا کرتی تھین - آپ کی کل اولاد جسکا نقشہ ذیل مین ہی آپ کے روبرو اس دار ناپائدار سے رخصت ہوئی اسکے بعد آپ بھی شاید سنہ ۱۲۸۱/۱۲۸۲ھ بارہ سو اکاسی یا بیاسی مین رخصت ہوئین - آپ کے دو بیٹے جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم و جناب مولوی اولیا علی مرحوم اور دو بیٹیان مسماۃ دلہن مرحومہ زوجہ شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن سالار پور و مسماۃ علیمن مرحومہ زوجہ بخشی راحت حسین مرحوم ساکن حبیب پور ہوئین -

مسماۃ
ظہورن مرحومہ زوجہ رضی
الدین حسین خان
مرحوم

حکیم مولوی
احمد علی مرحوم

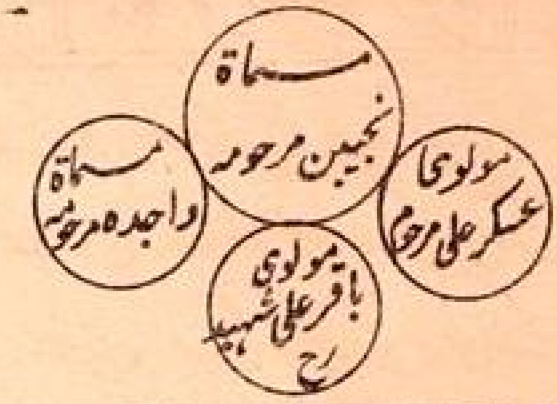
مولوی
اولیا علی مرحوم

مسماۃ
دلہن مرحومہ

مسماۃ
علیمن مرحومہ

مسماۃ نجیبن مرحومہ

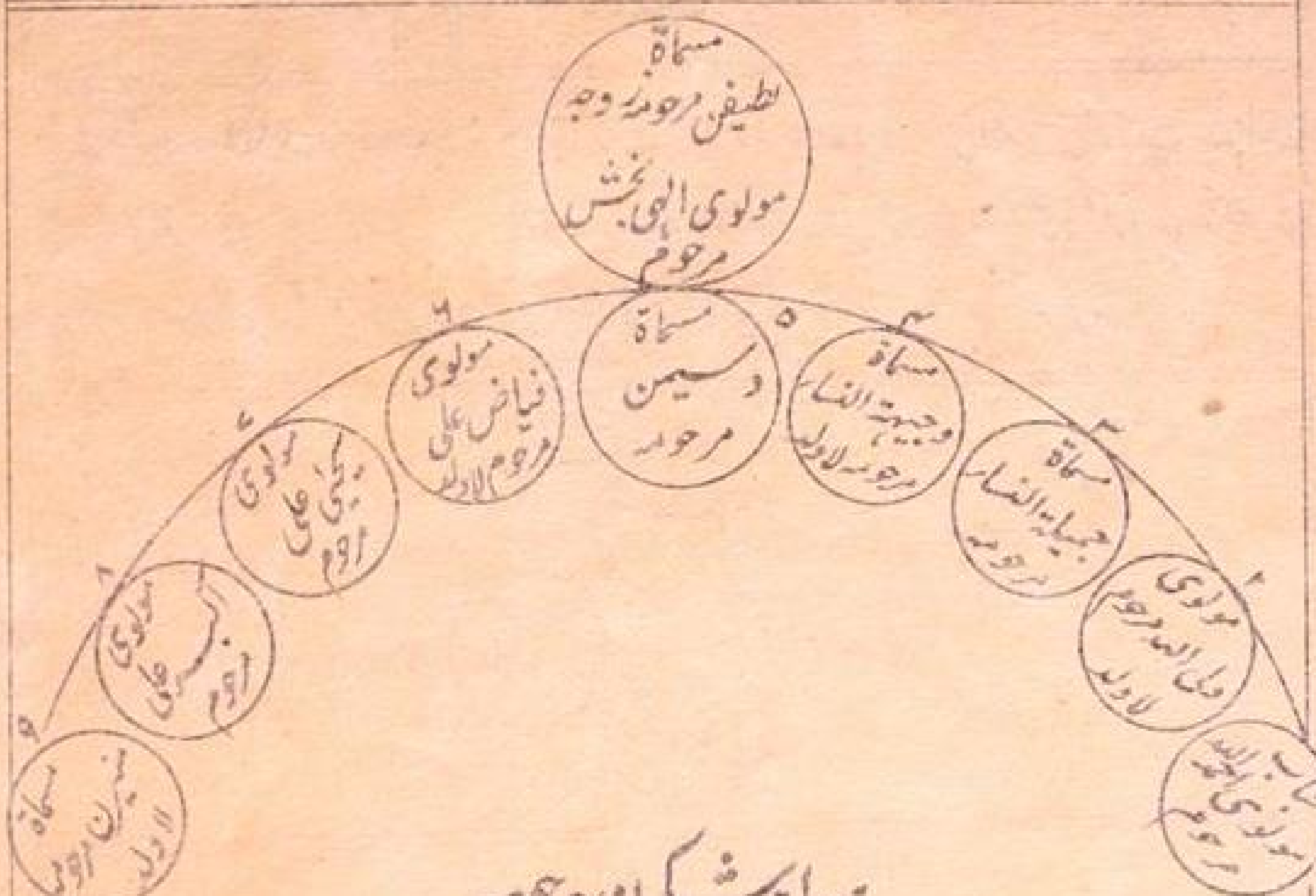
بنت حضرت شاہ محمد معزؒ زوجہ مولوی بشارت علی مرحوم صادق پوری افسوس کہ آپ نے بہت تھوڑی عمر پائی - عین جوانی مین صرف دو بیٹے اور ایک بیٹی کو خردسالہ چھوڑکر آپ رخصت ہوئین - مولوی عسکر علی مرحوم و مولوی باقر علی شہید رح و مسماۃ واجدہ مرحومہ -



مسماۃ لطیفن مرحومہ

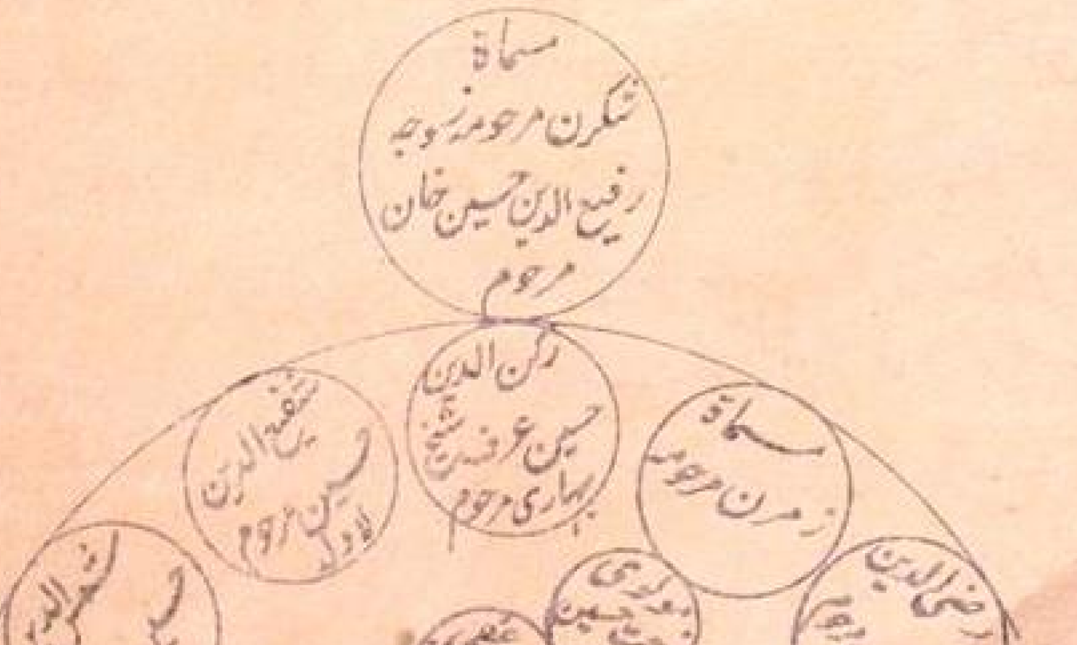
بنت حضرت شاہ محمد معز مرحوم زوجہ مولوی الٰہی بخش مرحوم صادق پوری - آپ نہایت سیدھی سادی زندہ دل آدمی تھین - آپ نے عمر بہت پائی - قریب ستر کے پہونچی تھین - آپ کی تہجد کی نماز کبھی ناغہ نہ گئی - جاڑا ہو یا گرمی آپ کو باوضو جملہ نمازون کو ادا کرنا ضرور تھا - آپ مجسم باخلاق کریمہ تھین - آپ کی زبان مبارک سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہونچی - آپ فحوائے حدیث شریف المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ کی پوری مصداق تھین - افسوس صد افسوس کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ ایسے لوگون کی صورت پر خواب مین بھی نظر نہین پڑتی - جناب حضرت مولانا ولایت علی و مولانا فرحت حسین علیہما الرحمۃ کے مکان مین جو تقریب وعظ و دعا و تراویح عشرہ اخیرہ رمضان کی ہوتی - اسمین آپ ضرور پہونچتین - جاڑا ہو یا برسات اول شب ہو یا اخیر اپنی تمام بہوؤن اور پوتا پوتی کو لیے ہوے پہونچتی تھین - آپ کے مناقب کہان تک بیان کرون - لا عین رأت ولا اذن سمعت مثلہا فی ہذہ الزمان اللہم اغفرلہا وارحمہا - آپ کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیان ہوئین - کلہم کانوا نجوم الہدے و

اختر لیلۃ الدجیٰ - اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی اولاد نصیب کرے - (آمین)



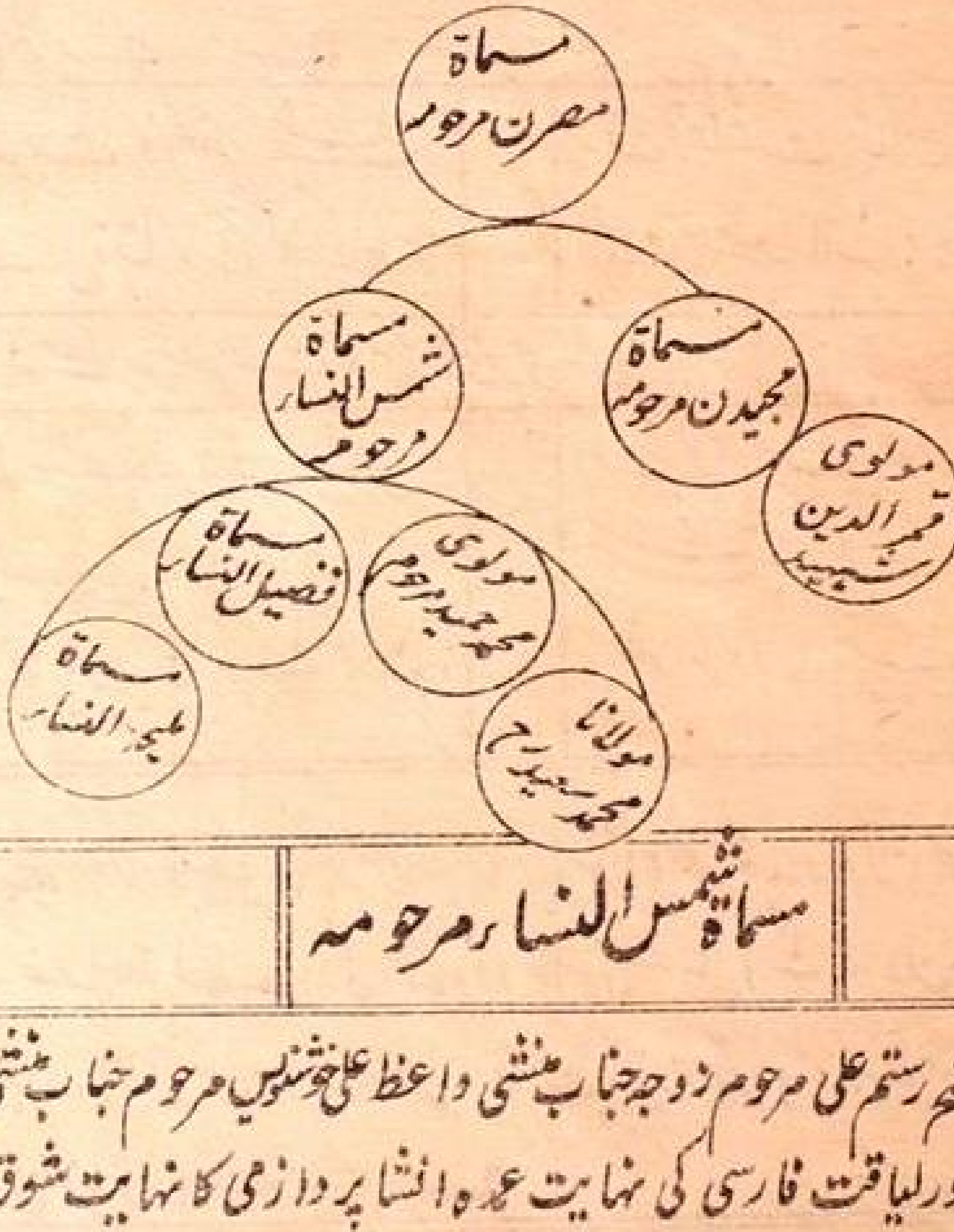
مسماۃ شکرن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی رح زوجہ رفیع الدین حسین خان ساکن چنپورہ - آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں - رضی الدین حسین خان رکن الدین حسین عرف بہاری شمس الدین حسین شفیع الدین حسین و مسماۃ زمرن مرحومہ زوجہ مولوی فتح علی صادق پوری وجدہ ماجدہ مولف عفی عنہ



مسماۃ مصرن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی رح ساکن محلہ ننھو ہیہ زوجہ شیخ رستم علی مرحوم ساکن مغلپورہ آپ کی صرف دو بیٹیاں ہوئین - مسماۃ مجیدن زوجہ رکن الدین حسین عرف شیخ بہاری مرحوم ساکن مغلپورہ و مسماۃ شمس النسار زوجہ منشی واعظ علی مرحوم ساکن مغلپورہ مسماۃ مجیدن مرحوم کا ذکر ساتھ اُنکے زوج کے فصل ماسبق مین ہوچکا ہی - مسماۃ شمس النساء کی اولاد کا ذکر آئندہ کیا جائیگا



مسماۃ شمس النسار مرحومہ

بنت جناب منشی شیخ رستم علی مرحوم زوجہ جناب منشی واعظ علی خوشنویس مرحوم جناب منشی صاحب نہایت خوشنویس تھے - اور لیاقت فارسی کی نہایت عمدہ انشا پردازی کا نہایت شوق اشعار فارسی کے نہایت عمدہ پرزور فرماتے - عربی مین بھی لیاقت اچھی تھی - آپنے عمر بھی بہت پائی - شاید اسی کے قریب پہونچکر انتقال فرمایا - آپ ہر دو حضرات ادائے فریضہ حج بیت اللہ وزیارت مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہو آئے ہین - چنانچہ اُسکا قطعہ تاریخ جو آپکے صاحبزادہ مولانا محمد سعید قدس سرہ نے قسطاس البلاغۃ مین لکھا ہی - وہ یہ ہی - ؎

والدین من دل خستہ چو رفتند بہ حج ۔۔۔ کل خیر و فلاح کتب اللہ لہم
گفت سال سفر حضرت ایشان خردم ۔۔۔ پنجشنبہ ز محرم بود و ہفت و دہم
۱۲۶۵ھ

بعد معاودت از حج جناب منشی صاحب نو برس اور زندہ رہے۔ اور اپنی اوقات عزیز کو برابر عبادت خدا مین صرف کرتے۔ اور نماز تہجد باوجود کبر سنی کے ناغہ نہین جاتی۔ چنانچہ بتاریخ دوازدہم رمضان المبارک روز سہ شنبہ وقت فجر ۱۲۷۴ھ بارہ سو چوہتر ہجری مین عین حالت سجدہ مین آپ داخل حق ہوئے غفر اللہ لہ چنانچہ قطعہ تاریخ وفات فرمودہ جناب حضرت مولانا حسرت غفر اللہ لہ منقول از قرطاس البلاغہ یہ ہے۔ ع

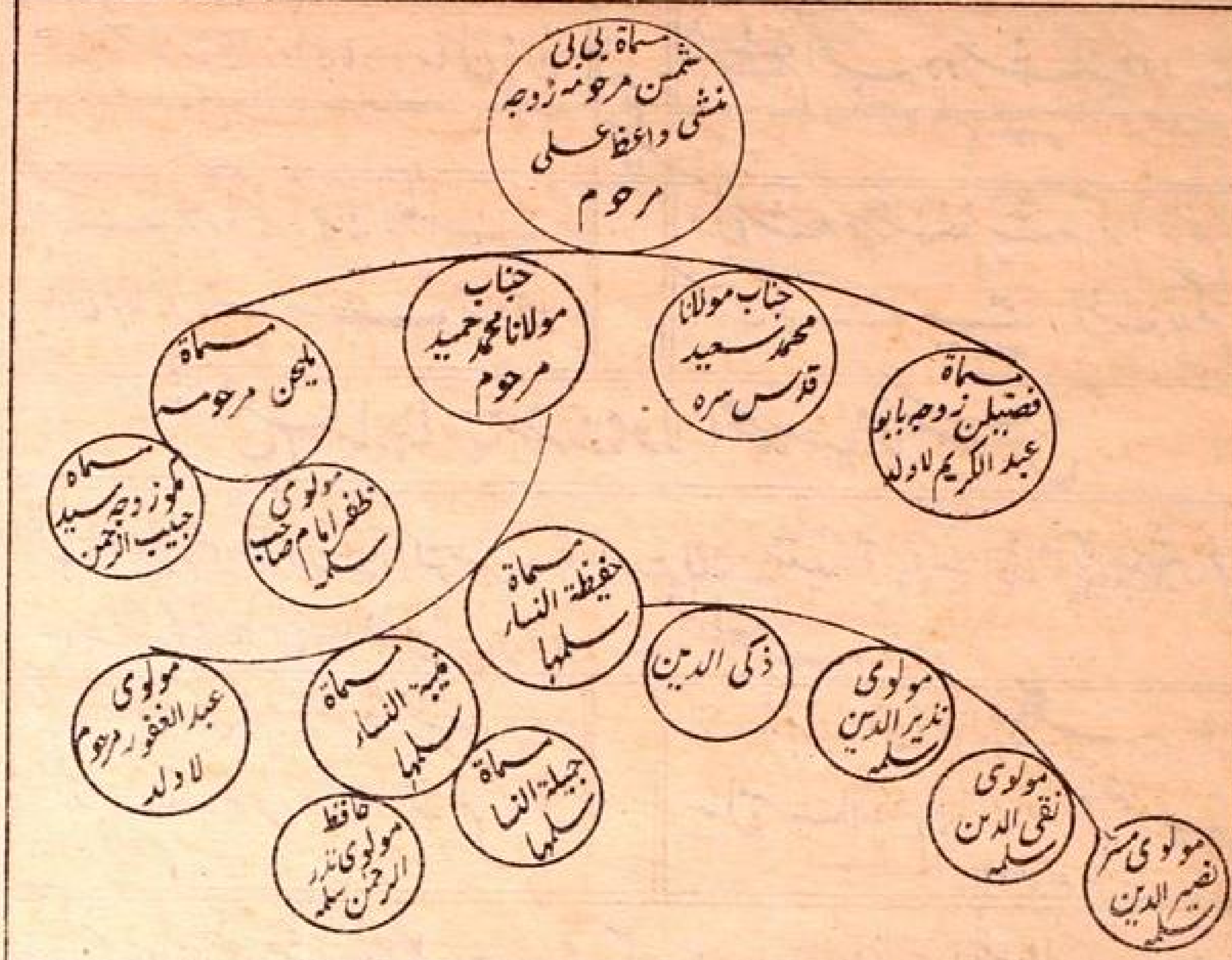
چون پدرم حضرت واعظ علی ۔۔۔ رفت بگلگشت جنان چون نسیم
بر در فردوس بتاریخ گفت ۔۔۔ خازن جنت لک اجر عظیم
۱۲۷۴ھ

قطعہ دیگر۔ کہ جسکے ہر مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہے۔

حاجی واعظ علی اقدس ۱۲۷۴ھ ۔۔۔ زین دار فنا چو کرد رحلت ۱۲۷۴ھ
ثانی عشر و سپیدہ دم بود و ۱۲۷۴ھ ۔۔۔ سہ شنبہ و یوم صوم و رحمت ۱۲۷۴ھ
ہر مصرعہ عام دان پئے فوت ۱۲۷۴ھ ۔۔۔ معفو بادا خلد الجنت ۱۲۷۴ھ

آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین۔ جناب مولانا محمد سعید و مولانا محمد حمید و مسماۃ فضیلن و مسماۃ نجیبن۔ غفر اللہ لہم۔ انکی اولاد و احفاد کی تفصیل اُنکے نامون کے ساتھ آوے گی تاریخ انتقال جناب بی بی شمسن صاحبہ غفر اللہ لہا فرزند جگر پیوند اُنکے مولانا حضرت حسرت غفر اللہ لہ کی فرمائی ہوئی یہ ہے۔ ع

آفتاب برج عصمت مادر عفت پناہ ۔۔۔ کرد چون رحلت ز دار فانی از آزار تپ
وقت و روز و سال و سنہ جستم ز دل گفت آہ بود ۔۔۔ صبح و روز جمعہ و بست سیوم ماہ رجب



مسماة فضیلۃ النساء مرحومہ

بنت منشی واعظ علی مرحوم - آپ کی والدہ کا نام مسماة شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم آپ کی شادی ساتھ بابو شیخ عبد الکریم مرحوم کے ہوئی - مگر بہت افسوس کہ آپ بہت تھوڑے دن اس ازدواج سے متمتع ہوئیں - اسکے بعد بابو صاحب نے رحلت فرمائی آپ کے کوئی اولاد نہین ہوئی - آپ نہایت ہمدہ نیک مزاج خوش اخلاق پابند صوم وصلوٰۃ تھین - آپ نے اپنی تمام عمر کو عبادت خدا مین گذارا آپ نے اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد حمید مرحوم کی اولاد کو جو یتیم ہوگئے تھے پالا اور پرورش کیا - اور انھین سے اپنا دل بہلایا آپ ستر برس کی عمر سے تجاوز کرکے اس قفس خاکی کو چھوڑ کر علیین کو پہونچین - اللھم اغفرھا وارحمھا - آپ کی تاریخ رحلت مولانا حسرت نے جو فرمائی ہے وہ یہ ہے - ؎

چون وداع این جہان پر خداع		کرد اخت اکبر عفت شعار

گفت حسرت روز و ماہ و سال آن ۔۔۔ پنجم ذی الحجہ دوشنبہ وداع
۱۳۰۰ھ

دیگر

اخت بزرگم کرد چون رحلت ۔۔۔ دل شدہ پر غم چشم پر از نم
سال وفاتش حسرت محزون ۔۔۔ گفت کہ ہے ہے اخت بزرگم
۱۳۰۰ھ

شمس العلما جناب حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ

آپ کا تخلص فارسی شعرون مین اکثر حسرت ہی۔ اور عربی مین سعید۔ آپ نے اپنی تاریخ پیدائش خود تصنیف کی جو قسطاس البلاغہ مین لکھی ہی وہ یہ ہے قطعہ۔

بست و ہفتم از مہ ذیقعدہ بود ۔۔۔ کز عدم در ہستی آمد این فقیر
روز شنبہ بود روز مولدم ۔۔۔ سال میلادم بدان صافی ضمیر
۱۲۳۱ھ

آپ کے والد کا نام منشی واعظ علی مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سماۃ شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم۔ آپ نے ابتدائی درسی کتابین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی جو مشہور ترین علمائے پٹنہ مین سے تھے۔ اور نہایت کثیر التلامذہ اُنسے پڑھین۔ اور پھر جناب مولوی ابوالحسن مرحوم منطقی ساکن پھپوری ڈویزن داناپور سے پڑھین۔ جو ایک بہت بڑے عالم اور علم فلسفہ منطق و صرف نحو مین عدیم المثل تھے۔ بعد اسکے آپ لکھنؤ تشریف لیگئے۔ اور وہان جناب مولانا حسن علی الہاشمی اللکھنوی خاتم المحدثین سند المفسرین رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث و تفسیر حاصل کی۔ اُسکے بعد آپ کانپور آئے۔ اور جناب مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین رہکر مجدداً کتب درسیہ کو دیکھا۔ اور مقامات مغلقہ کا حل کیا۔ اور وہین جناب حضرت شاہ نذر محمد بن محمد ماہ قدس سرہما سے بیعت حاصل کی۔ وہ یکے از خلفائے عظام جناب امیر المومنین امام اللہ حضرت سید احمد بریلوی مجدد مأتہ ثالث عشر لازلت برکاتہم سے تھے۔ انسے بہت کچھ آپ نے فیض باطنی حاصل کیا۔ الغرض چند سال کے قیام مین اُس کانپور کے علوم ظاہری و باطنی و شریعت و طریقت دونون سے آپ خوب فیضیاب ہوئے اور کانپور سے مراجعت فرما کر دولتکدہ کو جو رونق بخشی

اُسکی تاریخ آپ نے اس فقرہ سے نکالی ہو (جمعہ ماہ رمضان ۱۲۵۵ھ) یہان آکر آپ برابر درس وتدریس مین مصروف ہوے - اور ارشاد اور ہدایت کا کام بھی انجام دیتے رہے - صدہا علما نے آپ سے فراغ حاصل کیا اور سند فراغ کی لی - اور صدہا نے سند حدیث آپ سے حاصل کی - اور ہزارون نے راہ طریقت وسلوک آپ سے سیکھی - آپ روزانہ فجر سے درسی کتابون کا درس دیا کرتے - اور بعد نماز ظہر حدیث وتفسیر کا درس ہوتا - چندمرتبہ بخاری شریف و دیگر کتب صحاح ستہ کا ختم آپکے درس مین ہوا - اور بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مسجد مین آپ کا وعظ ہوتا اس وعظ مین طلبہ اور اہل علم بکثرت جمع ہوتے - اور ہر ایک موافق استعداد اپنی مستفید ہوتا - اسی اثنا مین آپ عازم حج بیت اللہ ہوئے جسکی تاریخ آپنے خود یون فرمائی ہے

ماہ ذی الحجہ روز یک شنبہ
در دلم سال این خجستہ سفر

حسن دیا ہے خرجت للحجۃ
الہمہ اللہ شہر ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ

اس سفر مین دو برس کامل آپ کو بسر ہوے - وہان آپ نے سند حدیث شریف بہت سے علما سے حاصل کی - ازانجملہ سید احمد دہلان جو بہت بڑے عالم محدث مکہ معظمہ مین تھے - وزانجملہ محمد بن علی بن سنوسی حسینی الخطائی ہین - یہ بھی نہایت مشہور ومعروف شخص گذرے ہین - کہ جنکے مریدین لاکھون اسوقت موجود ہین - آپ ہر دو بقعات متبرکات و دیگر اماکن متبرکہ سے شرف اندوز ہوکر واپس اپنے دولت خانہ کو بتاریخ بست وچہارم شعبان ۱۲۶۴ھ بارہ سو چونسٹھ ہجری رونق بخش ہوے - آپنے اسکی تاریخ اس جملہ سے نکالی ہو (بیمن وسعادت معاودت نمود) آپ کے فضائل بہت ہین جنکا احصا واحاطہ متعسر تھوڑا اس جگہ تیمناً وتبرکاً ہدیۂ ناظرین کرتا ہون - آپ کے پاس سائلین مسائل وفتوی وغیرہ بہت آتے اور آپ باوجود اسکے کہ ہزارہا مسائل جزئیہ مستحضر صدہا حدیث حفظ مگر پھر بھی بغیر مراجعت طرف کتاب کے آپ مسئلہ کا جواب نہین دیتے - آپ کو اسقدر احتیاط تھی - کہ سائل کے سامنے کتاب کھول کر فرما دیتے کہ بھائی کتاب مین یون لکھا ہے - اور اپنی راے سے کچھ نہ فرماتے آپ ازبسکہ حلیم وسلیم وصاحب مروت وسخاوت تھے سائلین کے ساتھ اور نیز قانعین واہل محلہ وہمسایہ اہل برادری واہل علم کے ساتھ آپ کا سلوک بہت کچھ ہوتا تھا - اکثر پوشیدہ - جب آپ مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کو گئے - اُسوقت سے آپ نے اُنکا وظیفہ معتدبہ مقرر کردیا اور وہ برابر تا حیات شاہ صاحب

مرحوم جاری رہا۔ اور علاوہ اسکے بھی تیس چالیس روپیہ گاہ گاہ بھیجتے رہے۔ جو مہمان آپ کے یہان وارد ہوتا۔ اسکی نہایت کشادہ دلی سے مہمان نوازی فرماتے۔ اور وقت رخصت کے نقدسے بھی سلوک کرتے۔ خصوصاً اہل علم کے ساتھ۔ مجھکو چند ایسے لوگون سے ملاقات ہوئی کہ جنکی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے رخصت کے وقت سو روپیہ سے زیادہ اُنکے ساتھ سلوک کیا۔ آپ کو کتابون کا بھی نہایت شوق تھا۔ ہزارہا روپون کی کتابین آپ نے خرید کر المار یان بھر لین۔ اور ایک بہت بڑا کتب خانہ آپ نے جمع کیا۔ آپ جب حج کو تشریف لیگئے۔ عرب سے بھی ہزارہا روپے کی کتابین خرید لائے۔ آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ کہ جسمین جناب مولوی محمد عظیم کو مدرس اول مقرر کیا۔ اور انکے ماتحت عربی و فارسی پڑھانیوالے اور حافظ بھی مقرر کیے۔ اور بہت سے طلبہ کی جاگیر بھی آپ نے خود اپنے گھر مین مقرر کی۔ اُنکے تمام حوائج ضروری مثل خور و نوش و کتاب وغیرہ کے خود کفیل ہوتے۔ الغرض اس قسم کی خیر و خیرات و حسنات بہت ہین۔ جزاہ اللہ خیرا۔ آپ کو غیبت سے نہایت اجتناب تھا۔ لغو و بیکار باتین آپ کی مجلس مین ہرگز نہوتین۔ بمضمون آیہ کریمہ۔ والذین ہم عن اللغو معرضون۔ آپ نہایت رقیق القلب و خائف باللہ تھے۔ اکثر نماز وغیرہ مین جہان آیہ عذاب آجاتی آپ کو غشی سی طاری ہوجاتی۔ آپ کو گوشہ نشینی و عزلت گزینی نہایت پسند تھی۔ آپ ہمیشہ اپنی عمر گرانمایہ کو یا تو درس و تدریس یا مطالعہ کتب یا ہدایت و تلقین وارشاد الضالین یا ورد وظائف و ادائے نوافل مین بسر کرتے۔ اور کبھی امرا و رؤسا و حکام کی ملاقات کو نہین جاتے۔ ہان اعزہ و اقربا کے یہان بتقریب تہنیت و تعزیت و عیادت البتہ قدم رنجہ ہوتے۔ اہل دول کی ملاقات سے نفور تام رکھتے۔ باوجود اس زاویہ نشینی کے ہماری مہربان گورنمنٹ نے محض براہ قدر شناسی و عزت افزائی ہم مسلمانون کے بتقریب جوبلی آپ کو شمس العلما کا خطاب دیا اور گھر بیٹھے آپ کو اُس خطاب سے معزز کیا۔ اگرچہ آپ کو اس قسم کے خطابات و عزت دنیوی کی ہرگز خواہش نتھی۔ مگر پھر بھی بمضمون حدیث شریف لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس۔ آپ اس خطاب کے دل سے شکر گزار گورنمنٹ ہوے۔ جو ہم مسلمانون کا فطری و مذہبی شعار ہی۔ کائناً من کان۔ آپ جملہ علوم مروجہ مین ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ادب عربی و فارسی کی نہایت عمدہ جانتے تھے۔ آپ کی تصانیف مین سے قسطاس البلاغہ و مقصد السامع

وغیرہ شاہد عدل اسپر موجود ہی جسکاجی چاہے اُسکو دیکھ لے۔ آپ جامع علوم معقول ومنقول تھے۔ آپ کے اوصاف مین ایک مثنوی جناب حضرت اخینا الاعظم اُستادی حکیم مولوی عبدالحمید مدظلہ العالی نے مقرظاً علے قسطاس البلاغہ جو لکھی ہی اُسکے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ تاکہ میری صدق کلامی پر دال ہون۔ **وھوھذہٖ**

جناب ہمام محمد سعید
بگیتی بہر علم ضرب المثل
براہ تجبر دیل یکہ تا ز
نہ زنگ کسوفی بآئینہ اش
بلندی مباہی وپستی او
بفرمان او جملہ زیر نگین ہا
ازو بر جبل آشوبہا
بگیتی کسے نیست ہمتاے او
بلاغت بہ نیروے بازو ازو
بفکر بلندش ہزار آفرین

کہ بختش بود ہمچو نامش سعید
بمعقول منقول وعلم ادب
خوشا صوفی صافی پاک باز
زہے فقر سرمایۂ ہر کمال
خجل ہوشیاری ز مستی او
سلیمان کہ از فیض انگشتری
وزو دیو غم در لگد کوبہا
سخن از فیضش طراز نوی
لآل سخن را ترازو ازو ہا
ندارد با وجون لمتنا سخن

زہی عالم وفاضل بے بدل
ندیدہ چو او دیدۂ روز و شب
فروزان ز نور خدا سینہ اش
زہے دولت سرمدی بیزوال
زمین در زمین علم دنیا و دین
زحل اکندہ غیرت مشتری
بہر فن فروتر بود جاے او
زہے پایہ و دستگاہ قوی
بود خامہ اش صد نگار آفرین
چو او یوسف آمد زلیخا سخن

الخ یہ ایک بڑی مثنوی ہے۔ اُسکے دیکھنے سے زور علمی مادح وممدوح ہردو کالشمس فی کبد السماء ظاہر ہوتا ہی۔ مین نے بخوف طوالت ترک کیا۔ آپ کی شادی مسماۃ صدرالنساء مرحومہ بنت مولوی انور علی غفراللہ لہ آروی سے ہوئی مگر افسوس کہ آپ کے کوئی اولاد نہوئی۔ آپنے اپنے برادرزادہ مولوی عبدالغفور مرحوم کو لیکر متبنے کیا۔ مگر افسوس کہ وہ بھی نوجوان راہی خلد برین ہوے اُسکے بعد آپنے جناب مولوی ظفر امام صاحب سلمہ ہمشیرہ زادے کو اپنے اور جناب حافظ مولوی شاہ نذرالرحمن صاحب کو جو ابن البنت مولانا محمد حمید مرحوم کے ہین۔ آپنے تعلیم وتادیب وتلقین علوم شریعت وطریقت کی دی۔ فللہ الحمد کہ یہ دونون اسوقت یادگار حضرت مولانا موجود ہین۔ اطال اللہ عمرہما۔ وو فقہما لما یحبہ و یرضاہ آپ آخر عمر مین بوجہ لحوق عوارض چند در چند نہایت ضعیف وکمزور ہوگئے تھے آپنے تہتر برس کی عمر مین بتاریخ چوتھی شعبان ۱۳۰۲ھ تیرہ سو دو ہجری مطابق اکیس مئی ۱۸۸۵ء فصلی

موافق اکیس اپریل ۱۸۸۶ع بشوق وصال حق اس عنصر خاکی کو چھوڑا انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ کی تاریخ وفات جناب اخی مولوی احمد کبیر صاحب مدظلہ پھلواروی نے تاریخ الکملا مین جو لکھی ہی۔ وہ یہ ہی۔

بس محمد سعید عالی طبیع
فقہ ومعقول در دلش کل بود
ہچو درویش بود خلاقش
بست رخت سفر بخلد کشود

بود دردار ہر علوم عمود
واشتے در نماز منزلتے
دل عالم بخلق خویش ربود
دل خرم شدیاین عطارد گفت

صرف ونحو وادب اصول حدیث
در قیام ورکوع دروقت سجود
طلبش گشت چون بخواہش حق
رضی اللہ ربہ بود ود

حلیہ شریف آپ کا یہ ہی۔ قد میانہ رنگ گندم گون داغ جدری چہرہ انور پر بکثرت۔ داڑھی بہت خوبصورت اوسط درجہ کی۔ نہ بہت گھنی نہ ہلکی۔ بدن پر گوشت محلہ مغلپورہ مین آپ کے مکان کے نزدیک پورب جانب پکا آبائی جو ایک مقبرہ ہی۔ اسمین آپ مدفون ہوے۔ اب اس ذکر کو مین دعا پر ختم کرتا ہون اللھم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ وبرد مضجعہ واحشرہ فی زمرۃ العلماء الذین ھم ورثۃ الانبیاء فاکرم بھم وارثا وموروثا۔

جناب مولانا محمد حمید مرحوم

بن منشی واعظ علی مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ شمس النسا مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم ہی۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۱ھ بارہ سو اکسٹھ مین تخمینا ہوئی ہی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی۔ اور پھر متعدد علمار سے آپ نے تحصیل علم کی جسکی تفصیل محرر سطور ہذا کو نہین ملی۔ پھر آپ نے اپنے برادر معظم جناب مولانا محمد سعید قدس سرہ سے بھی تلمذ حاصل کی۔ آپ ازبسکہ ذہین وذکی تھے اور فہم وفراست خداداد رکھتے تھے۔ مگر افسوس کہ آپ عمر بہت تھوڑی لیکر اس دار فانی مین تشریف لاے اسی تھوڑی عمر مین بہت کچھ آپنے قوت علمیہ حاصل کی اور بہت سی کتابین عربی و فارسی مین ادب وفلسفہ وشعر وسخن مین آپنے تصنیف کین۔ جو آپ کی یادگار موجود ہین۔ ازانجملہ تقریب النحو تصنیف آپ کی مطبوعہ مطبع خلیلی آرہ اسوقت فقیر کے پاس موجود ہی اگرچہ وہ فارسی زبان مین ہے۔ مگر اسکے دیکھنے سے آپ کا تبحر علمی کا شمس نصف النہار ظاہر ہوتا ہی۔ یہ چھوٹا سا رسالہ نہایت قول فصل ہی گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہی۔ اسکو کافیہ زبان فارسی کہین تو بجا ہی

اور آپ ازبسکہ متقی و پرہیزگار و ذی مروت و فتوت و سخاوت و صاحب حیا و حلیم و سلیم تھے
عین عنفوان جوانی مین جو کچھ آپ نے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ دکھائے - اُس سے
معلوم ہوتا تھا - کہ اگر آپ عمر پا دینگے تو وہ جوہر دکھا وینگے - کہ جو باعث فخر و عزت سلف و خلف
آپکے خاندان کا ہوگا - لیکن واحسرتاہ کہ وہ سب آرزوئین دل کی دل ہی مین رہگئین - اور آپ
اپنے والدین کے سامنے بتاریخ دویم رجب روز پنجشنبہ وقت عصر ۱۲۶۳ھ بارہ سو تریسٹھ ہجری مین
چوبیس برس چند ماہ کی عمر پاکر اس دنیائے دنیہ کو چھوڑکر داخل خلد برین ہوئے انا للہ وانا
الیہ راجعون - آپ کی شادی ساتھ مسماۃ زہرا بنت جناب مولوی محمد فرید مرحوم پھلواروی
کے ہوئی - آپ کے ایک بیٹا مولوی عبدالغفور مرحوم تھے جنھون نے عین شباب مین اٹھارہ
انیس برس کی عمر مین بتاریخ بست و پنجم صفر روز شنبہ وقت ظہر ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسّی ہجری مین لاولد
جان شیرین بجان آفرین سپرد کی - انا للہ وانا الیہ راجعون اور دو بیٹیان آپکے ہوئین
مسماۃ منیبۃ النسا سلمہا اللہ تعالی زوجہ میر تجمل حسین مرحوم ساکن کھرہیا ضلع پٹنہ و مسماۃ حفیظۃ النسا
سلمہا زوجہ مولوی واعظ الدین صاحب سلمہ ساکن نگرنہسہ یہ دونون صاحب اولاد ہین - اُنکی
تفصیل آگے اُنکے نامون کے ساتھ آویگی -

تاریخ انتقال جناب مولانا محمد حمید مرحوم منقول از قسطاس البلاغہ

آہ فخر خاندان چشم و چراغ دودمان ۔۔۔ آنکہ در باغ جہان بودست نخل خوش رطب
سالک نہج طریقت بر شریعت مستقیم ۔۔۔ گوہر بحر خرد گنجینۂ علم و ادب
بود محمود خلائق داشت خلق احمدی ۔۔۔ نام او آمد محمد شد حمید او را لقب
رفت در عہد جوانی سوے جنات النعیم ۔۔۔ بسکہ آن زیبا جوان میداشت شوق وصل رب
گفت حسرت سال و ماہ و روز و تاریخ وفات ۔۔۔ وائے یوم پنجشنبہ دویم از شہر رجب
۱۳۶۳ھ

ولہ

مرا بود است یک زیبا برادر ۔۔۔ گزین دار فنا رخت سفر بست
نوشتم سال فوتش از سر آہ ۔۔۔ فلک بازوے من در داکہ بشکست
۱۲۶۳ھ

تاریخ انتقال مولوی عبد الغفور مرحوم ملقب بہ محمد امین غفر اللہ لہ

جوان رفت از جهان عبد الغفور رم	بمرقد سر نهاد افسوس افسوس
قلم سالش رقم زد با دلِ چاک	اجل فرصت نداد افسوس افسوس

۱۲۷۸ھ

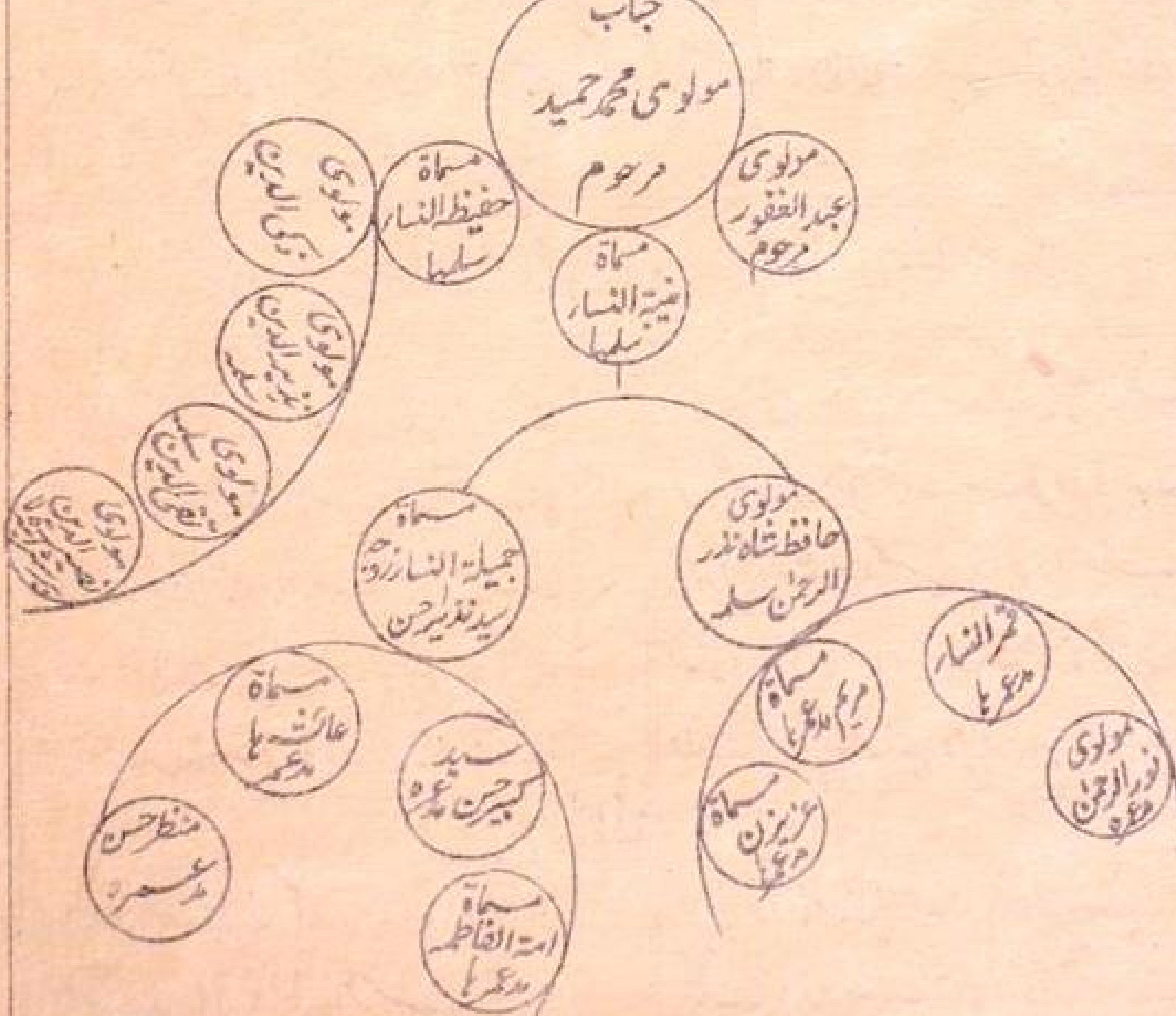
وله

دردا که نور دین محمد امین گذشت	در عالم ثبات ز دنیاے پر فساد
حسرت چو سال رحلت او خواستم ز دل	در خون تپید و گفت که داخل بخلد باد

۱۲۷۸ھ

وله فقره – برخوردار ما کجا –

۱۲۷۸ھ



مسماۃ ملیحۃ النسا مرحومہ

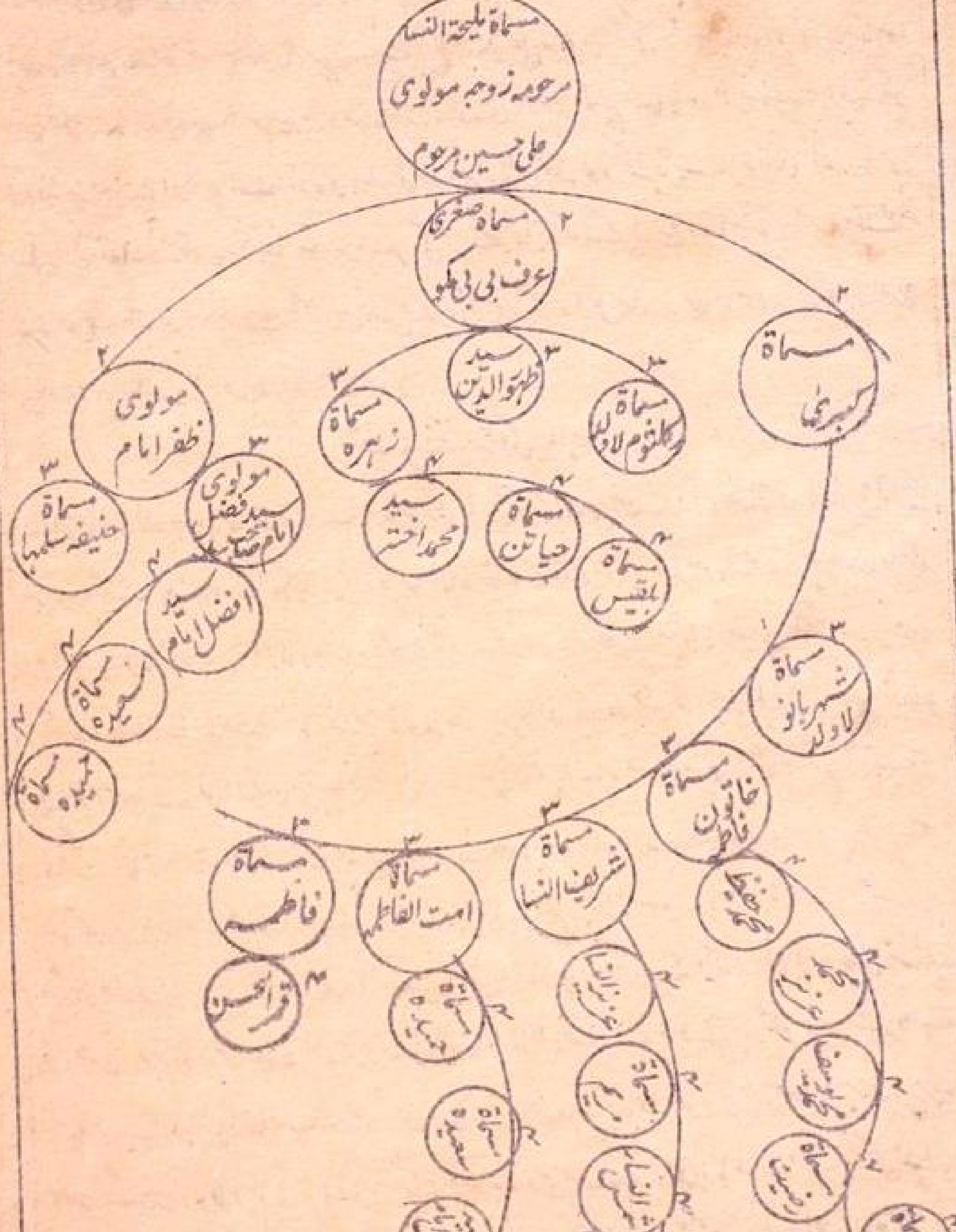
زوجۂ مولوی علی حسین مرحوم ساکن محلہ مغلپورہ شہر پٹنہ عظیم آباد بنت منشی واعظ علی مرحوم۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ شمس النسا مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم۔ آپکی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا مسماۃ کبریٰ زوجۂ میر قاسم شیر مرحوم موسم پوری۔ دختر دویم مسماۃ فاطمہ صغرےٰ عرف مکو زوجۂ میر حبیب الرحمن پسر مولوی اظہر علی مرحوم ساکن محلہ لودیکٹرہ پسر مولوی ظفر امام سلمہ اللہ تعالےٰ نے آپ تخمیناً ستر برس کی عمر سے تجاوز کرکے بتاریخ اٹھائیسوین شعبان ۱۳۱۴ھ تیرہ سو چودہ ہجری روز شنبہ کو اس قفس عنصری کو چھوڑ کر داخل خلد برین ہوئین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ اللہم اغفرلہا وارحمہا۔

تفصیل اُنکے احفاد کی یہ ہے

مسماۃ کبرےٰ زوجۂ میر محمد قاسم شیر مرحوم کو پانچ بیٹیاں ہوئین۔ اوّل مسماۃ شہربانو زوجۂ میر ابو الحسن مرحوم ساکن گیلانی۔ دوّیم مسماۃ خاتون فاطمہ زوجۂ میر شمس الضحےٰ مرحوم بن حافظ نصیر الحق اون کے پانچ اولاد ہوئین۔ محمد یوسف۔ محمد عزیز۔ محمد حنیف۔ مسماۃ رضیت و مسماۃ امت۔ سیّوم مسماۃ شریف النسا زوجۂ مولوی سید حافظ نذر الرحمن صاحب سلمہٗ ان کے چار اولاد ہین مولوی سید نور الرحمن و مسماۃ شمس النسا عرف قمر النسا و مسماۃ مریم و مسماۃ عزیز النسا۔ چہارم مسماۃ امت الفاطمہ زوجۂ مولوی سید فضل امام صاحب بن مولوی سید ظفر امام صاحب اون کے تین اولاد ہین۔ سید افضل امام و مسماۃ سعیدہ و مسماۃ عمیدہ و پنجم مسماۃ فاطمہ زوجۂ بدر الحسن ساکن مظفر پور اون کے ایک اولاد ہوئی۔ سید قمر الحسن۔ دختر دویم مسماۃ ملیحہ مرحومہ کی مسماۃ فاطمہ صغرےٰ عرف بی بی مکو مرحومہ زوجۂ سید حبیب الرحمن صاحب بن مولوی اظہر علی مرحوم ساکن محلہ لودیکٹرہ منہلات شہر پٹنہ اون کے تین اولاد ہوئی۔ اوّل مسماۃ کلثوم زوجۂ سید وصی امام صاحب ساکن تلہاڑا لاولد رخصت ہوئین۔ دویم مسماۃ زہرہ مرحومہ زوجۂ سید محمد حنیف صاحب نواسۂ میر شمس الہدےٰ مرحوم۔ اون کے تین اولاد ہوئین مسماۃ بلقیس مسماۃ حیاتن و سید محمد اختر۔

سیوم سید ظہور الدین صاحب جنکی مسماۃ حنیفہ دختر سید ظفر امام صاحب سے شادی ہوئی۔

نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا حسب ذیل ہے

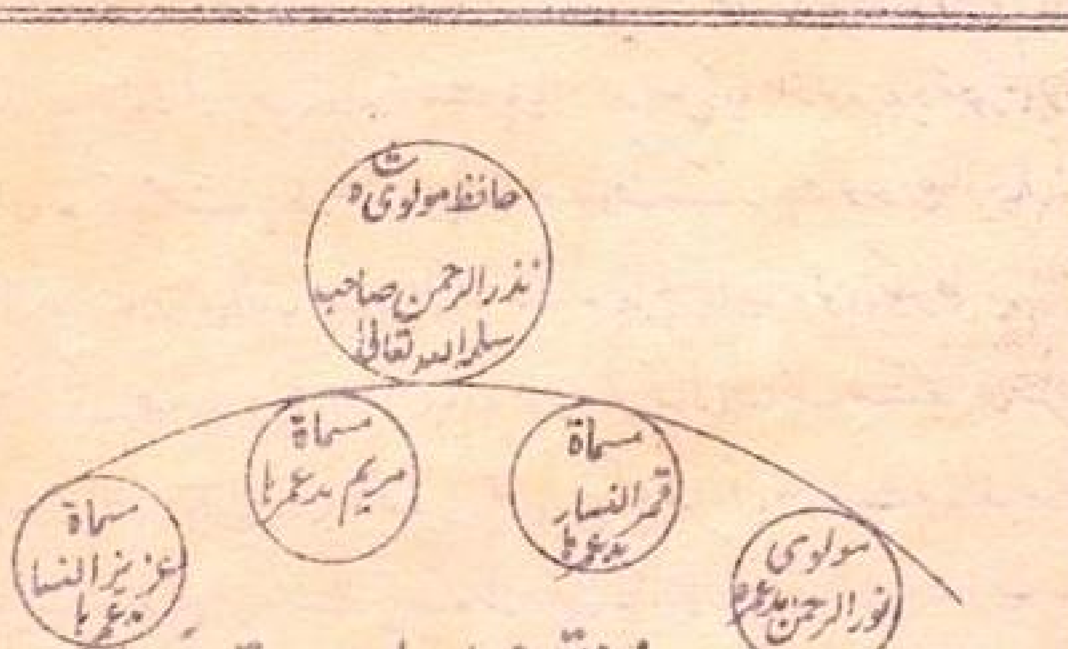


جناب حافظ مولوی نذر الرحمٰن صاحب سلمہٗ

ابن شید تجمل حسین مرحوم بن شید تفضل حسین مرحوم ساکن موضع کھربھیا ضلع پٹنہ بن شید منیر علی بن شید غلام صمدانی بن شید غلام مخدوم بن شید محمد معشوق بن شید غریب محمد عرف چھجا بن سید عبدالشکور بن شید عبدالغفور بن شید عبدالفتاح بن میران سید بڑے بن مولنا حسام الدین بن مولنا شید نظام الدین آپکی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ منیبۃ النساء بنت مولنا محمد حمید مرحوم ہے۔ آپنے حافظ عالم علی صاحب ساکن محلہ لودیکٹرہ سے حفظ قرآن شریف کیا اور تجوید جناب قاری مولنا عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ پانی پتی سے حاصل کی اور سند علم تجوید واحادیث کی بھی قاری صاحب ممدوح سے لی۔ اور باقی تحصیل کتب درسی اور اکتساب شریعت وطریقت وتعلیم وتادیب وتلقین اپنے نانا جناب مولنا محمد سعید قدس سرہٗ سے پایا اور حاصل کیا۔ از یوم بدو شعور تا یوم وفات حضرت ممدوح حاضرباش وخدمتگزار جناب موصوف کے رہے فوجداً صاحب آپنے کچھ تھوڑا اور علماء کی خدمت مین بھی اقتباس علمی کیا ہے۔ چنانچہ جناب مولوی حکیم علی حیدر صاحب فرنگی محلی سے مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑھی۔ اور جناب مولوی محمد کمال صاحب سے بخاری شریف اور تفسیر بیضاوی اور جناب مولنا شاہ فضل الرحمٰن رح گنج مرادآبادی سے سند حدیث کی لی۔ پھر جب آپ ۱۳۱۳ھ ہجری مین واسطے حج کے مکہ معظمہ گئے وہان بہت علماء سے آپ نے سند حدیث کی لی۔ اور ارباب طریقت سے بھی فیض حاصل کیا۔ از انجملہ شیخ الشیوخ مصطفےٰ بن محمد عفیفی شافعی ومحمد سعید بن عبدالرحمٰن مدنی واحمد ابوالخیر ابن المرحوم شیخ سلیمان جمال مکی۔ وشیخ صالح بن عبداللہ مکی مالکی المذہب عباسی نسباً۔ سناری مسکناً۔ ثم المکی نزیلاً وشیخ محمد علی بن سید طاہر وتری حسینی حنفی مدنی وشیخ احمد بن محمد حضراوی المکی شافعی مذہباً شاذلی طریقۃً وشیخ عبدالرحمٰن وشیخ محمد ابن خضر الدمیاطی شافعی وغیرہم ہین۔ اور آپ کو اپنے نانا مولنا محمد سعید مرحوم سے خلافت واجازت بیعت ہدایت وارشاد بھی حاصل ہے۔ آپ ماشاءاللہ معقول ومنقول وفقہ وحدیث ہر ایک مین مہارت تام رکھتے ہین۔ اشعار وقصائد عربی وفارسی واردو تینون زبانون مین بہت عمدہ فرماتے ہین۔ چنانچہ آپکی تصنیفات مین سے ایک دیوان ہے جسکا نام

مشہدی رحمہ اللہ۔ نسب نامہ آپ کا حضرت امام موسیٰ رضا اور وہان سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے

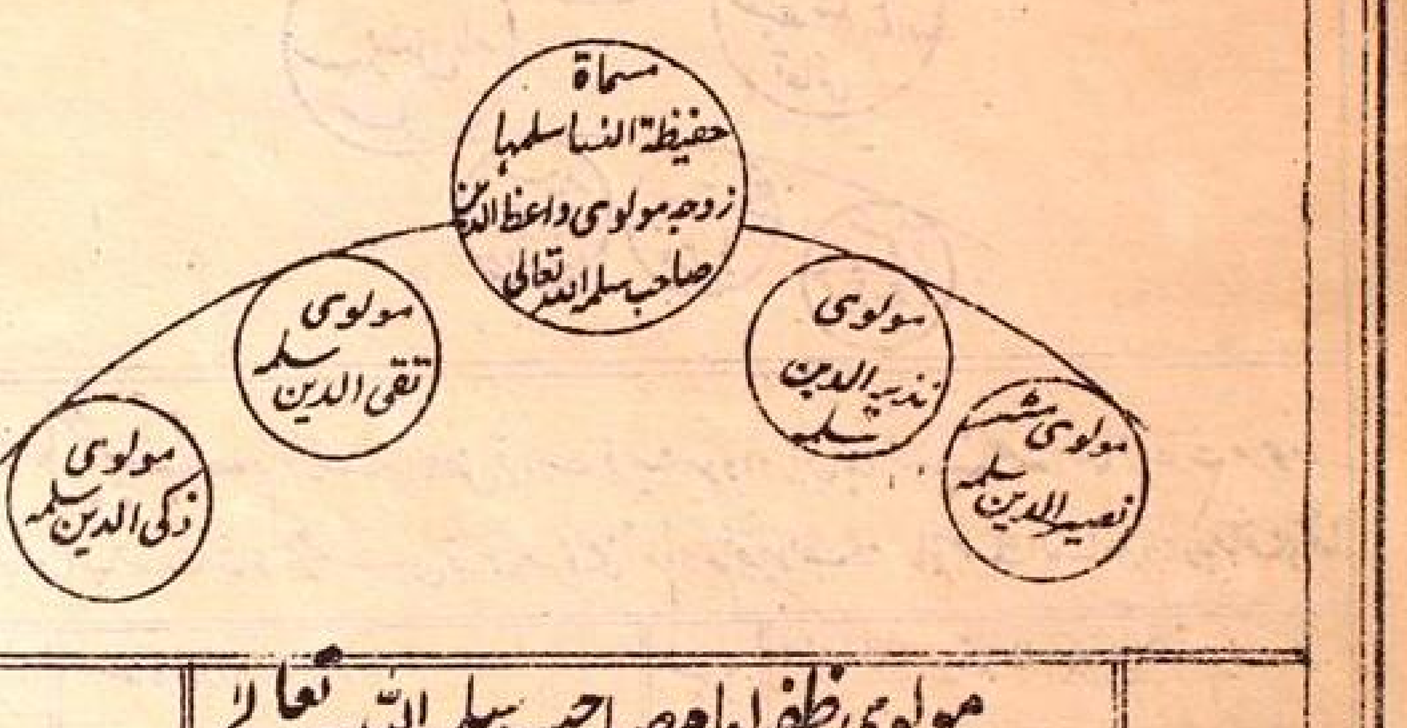
نظم دلفریب ہے شائقین اوسکو ملاحظہ فرمالیں۔ صاحب مروت وسخاوت وخلق عظیم ہیں۔ آپ
اپنے خاندان سے خلعت الرشید ہیں اطال اللہ عمرہٗ فی طاعتہ۔ آپکی شادی سماۃ
شریفۃ النساء بنت سید قاسم شیر مرحوم سے ہوئی۔ آپکے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں اسوقت تک ہیں
ہیں۔ فرزند اکبر مولوی شیخ نور الرحمن مدعمرہٗ فی ابتغاء مرضات ربہ۔ اور انکا نام تاریخی سید فیوض الرحمن
ہے جو اسوقت نوجوان نہایت نیک بخت وسعید یادگار سلف ہیں علوم مشرقی ومغربی یعنی عربی و
انگریزی دونوں کے اکتساب میں نطاق ہمت بر کمر چست بستہ شب وروز مصروف ہیں اللھم ارزقہ
علماً نافعاً وفہماً کاملاً وسماۃ قمر النساء وسماۃ مریم وسماۃ عزیز النساء یہ تینوں صبیہ کان اس
وقت خردسالہ ہیں مداعمارہن



مسماۃ حفیظ النساء سلمہا اللہ تعالے

بنت جناب مولنا محمد حمید مرحوم۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام سماۃ زہراء بنت مولوی محمد فرید مرحوم بجنوری
ہے۔ آپکا ازدواج جناب مولوی واعظ الدین صاحب سلمہ اللہ تعالے نگرنہوی سے ہوا۔ وہ ابن
مولوی تصدق حسین مرحوم ابن مولنا قاضی عبید اللہ مرحوم المتوفی سنہ ہجری ابن مولنا غلام حیدر
ابن مولنا سلیم اللہ رح المتوفی سنہ ۱۲۲۳ ہجری ابن مولنا علیم اللہ انصاری ابی دردائی۔ آپکے چار
بیٹے ہوئے جو اسوقت ماشاء اللہ چشم بد دور زندہ وصاحب کمال ہیں طال اعمارہم فی ابتغاء
مرضات ربہم۔ اول مولوی منشی نصیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالے آپکو استعداد عربی وفارسی بہت
عمدہ ہے آپ بعد فراغت تحصیل علوم مشرقی اکتساب علوم مغربی میں مصروف ہوئے یہانتک کہ

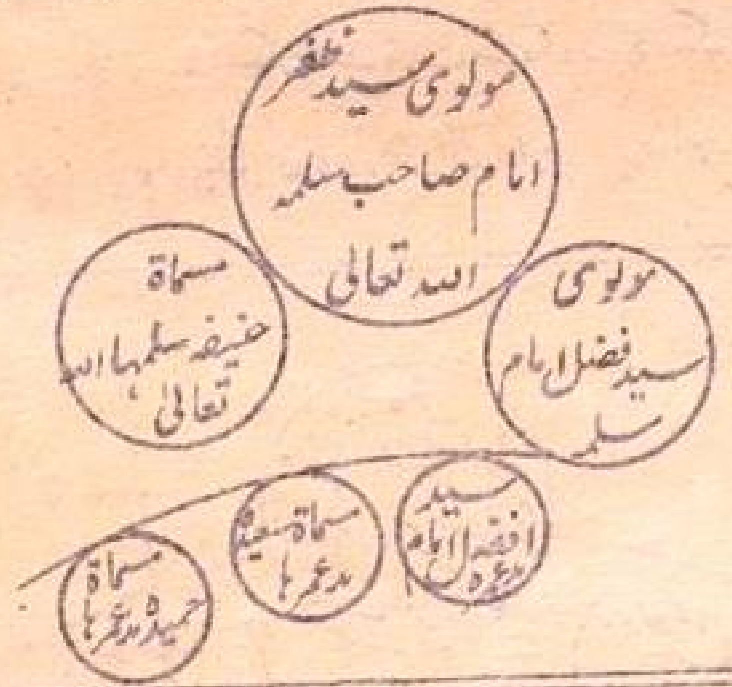
آپ ولایت لندن تشریف لیگئے اور وہان علوم انگریزی مین کمال حاصل کیا اور بیرسٹرایٹ لا کا امتحان پاس کیا۔ اور وہان سے تشریف لاکر اسی منصب پر اسوقت تک آپ کامیاب و فائز المرام ہین اللھم ارزقہ رزقاً حسنًا۔ فرزند دُوُیم مولوی تقی الدین حسین سلمہ اللہ تعالےٰ ۔ فرزند سیوم مولوی نذیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالےٰ انھون نے اپنے علوم آبائی مین فراغ حاصل کیا۔ اسکے بعد آپ دہلی تشریف لیگئے اور وہان خدمت مین جناب شیخ المحدثین شمس العلماء مولٰنا سید محمد نذیر حسین صاحب دامت شموس انوارہ علی مدوس الثقلین کی چندسال حاضر رہکر علم حدیث علےٰ وجہ الکمال حاصل کیا اور سند حدیث کی لی۔ آپ عالم باعمل صوفی صافی ہین شریعت و طریقت دونون سے آپ کو الفت و محبت ہے اور ہردو کے سالک جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیرا۔ وچہارم مولوی ذکی الدین وفقہ اللہ لما یحبہ ویرضاہ۔



مولوی ظفر امام صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

ابن مولوی علی حسین مرحوم آپکی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ بلیمن مرحومہ بنت منشی واعظ علی مرحوم ساکن محلہ مغلپورہ متحالات شہر پٹنہ۔ آپنے کل درسی کتابین جناب مولٰنا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور بخاری شریف و دیگر کتب صحاح ستہ بھی آپنے جناب مولٰنا سے پڑھین اور آپکی کل تعلیم و تلقین جناب مولٰنا ہی سے ہوئی۔ کیونکہ آپکے والد ماجد مولوی علی حسین صاحب نے آپکو طفولیت کی حالت مین چھوڑکر سفر آخرت کا کیا۔ آپ نہایت کریم الاخلاق عمیم الاشفاق نیک طبیعت ہین۔ آپکو شعر و سخن کا بھی مذاق بہت اچھا ہے آپکے اشعار نہایت پاکیزہ و صاف و شستہ ہوتے ہین۔ قسطاس البلاغہ مین جو آپکی تقریظ لکھی ہے

وہ ہمارے بیان کی تصدیق کرتی ہے۔ آپکی شادی ساتھہ مسماۃ رحیمن بنت حاجی سید محمد حسین مرحوم کاکوی سے ہوئی اور اون کی والدہ کا نام مسماۃ بی بی رجب النسار جو بنت جناب قاضی اسد علی مرحوم دولتپوری کی ہین۔ نسبنامہ قاضی صاحب مرحوم کا انشاء اللہ تعالے فصل پنجم مین آویگا۔ آپکے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی۔ مولوی سید فضل امام سلمہ اللہ تعالے جو اسوقت بفضل تعالے علوم عربیہ و فارسیہ سے بخوبی ماہر ہین۔ اور بیٹی مسماۃ حنیفہ سلمہا اللہ تعالے۔



فصل پنجم در نسبنامہ بعض قرابت قریبہ مسود اوراق ہذا **نسبنامہ** مسماۃ نصرت مرحومہ زوجۂ جناب حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ یعنی ام الام فقیر مؤلف و مسماۃ جمیلۃ النسار مرحومہ زوجۂ مؤلف عفی عنہما

نمبر ۱	مسماۃ بی بی نصرت مرحومہ	نمبر ۹	حضرت مولٰنا سید محمد خطاب مرحوم بخاری ثم دیوروی
نمبر ۲	شاہ غلام مجتبی مرحوم دیوروی	نمبر ۱۰	مولٰنا سید حاجی خیرالدین مرحوم
نمبر ۳	شاہ غلام اشرف مرحوم	نمبر ۱۱	سید علی اصغر مرحوم
نمبر ۴	شاہ امام الدین مرحوم	نمبر ۱۲	سید علی اکبر مرحوم
نمبر ۵	شاہ تاج الدین مرحوم	نمبر ۱۳	سید اسمٰعیل مرحوم
نمبر ۶	مولٰنا شاہ نصر اللہ مرحوم	نمبر ۱۴	سید اسحاق مرحوم
نمبر ۷	مولٰنا شاہ عبد الحمید مرحوم	نمبر ۱۵	سید سعدی مرحوم
نمبر ۸	حضرت مولٰنا شاہ محمد باز قدس سرہٗ دیوروی ثم بھاگلپوری	نمبر ۱۶	سید یعقوب مرحوم

نمبر۱۷	سید محمد مرحوم	نمبر۲۶	سید کمال الدین کرمانی مرحوم
نمبر۱۸	سید محمود مرحوم	نمبر۲۷	سید احمد مرحوم
نمبر۱۹	سید مسعود مرحوم	نمبر۲۸	سید علی رحمتہ اللہ علیہ
نمبر۲۰	سید احمد لاہوری مرحوم	نمبر۲۹	حضرت امام جعفر صادق رضہ
نمبر۲۱	سید خدا بخش مرحوم	نمبر۳۰	حضرت امام باقر رضہ
نمبر۲۲	سید جلال مرحوم	نمبر۳۱	حضرت امام علی زین العابدین رضہ
نمبر۲۳	سید یوسف مرحوم	نمبر۳۲	حضرت امام حسین شہید رضہ
نمبر۲۴	سید ملا ابراہیم مرحوم	نمبر۳۳	حضرت علے کرم اللہ وجہہ رضہ
نمبر۲۵	سید عبداللہ مرحوم		

مجکو یہ نسبنامہ سماۃ بی بی نصرت مرحومہ سے لیکر مولننا شاہ باز قدس سرہ تک برادر مکرم شیخ اکرام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ دیوروی ابن حضرت شاہ حبیب الحسنین مرحوم سے ملا۔ اور جناب مولننا قدس سرہ سے لیکر حضرت علے کرم اللہ وجہہ تک بہارستان شعور سے نقل کیا ہے جو یکے از تصنیفات جناب مولانا محمد شاہ ہبازی عرف محمد شعور متوطن محلہ ملاچک شہر بھاگلپور متخلص بہ شہباز خلف جناب مولانا سید محمد طاہر شہبازی قدس سرہ سے ہے۔ یہ کتاب مطبع مجمع العلوم واقع شہر لکھنو محلہ پاٹا نالہ متصل امام باڑہ آغا باقر مرحوم مین چھپی ہے جس کو شک ہو وہان سے دیکھ لے۔ سالہاے دراز کی سعی و کوشش وجد وجہد بلیغ کے بعد یہ نسبنامہ ہاتھ لگا ہے مرجد وجد لیکن مین نے اس کے ملجانے پر بھی اپنی کوشش کو ناتمام سمجھا اور جناب سید فضل الکریم صاحب سورج گڈھی کو تکلیف اس امر کی دی کہ بھاگلپور جاکر جناب مولانا محمد اشرف صاحب دام فیوضہ سے جو اسوقت وہان سجادہ نشین ہین ملاقات کرین اور نسبنامہ اور سوانح

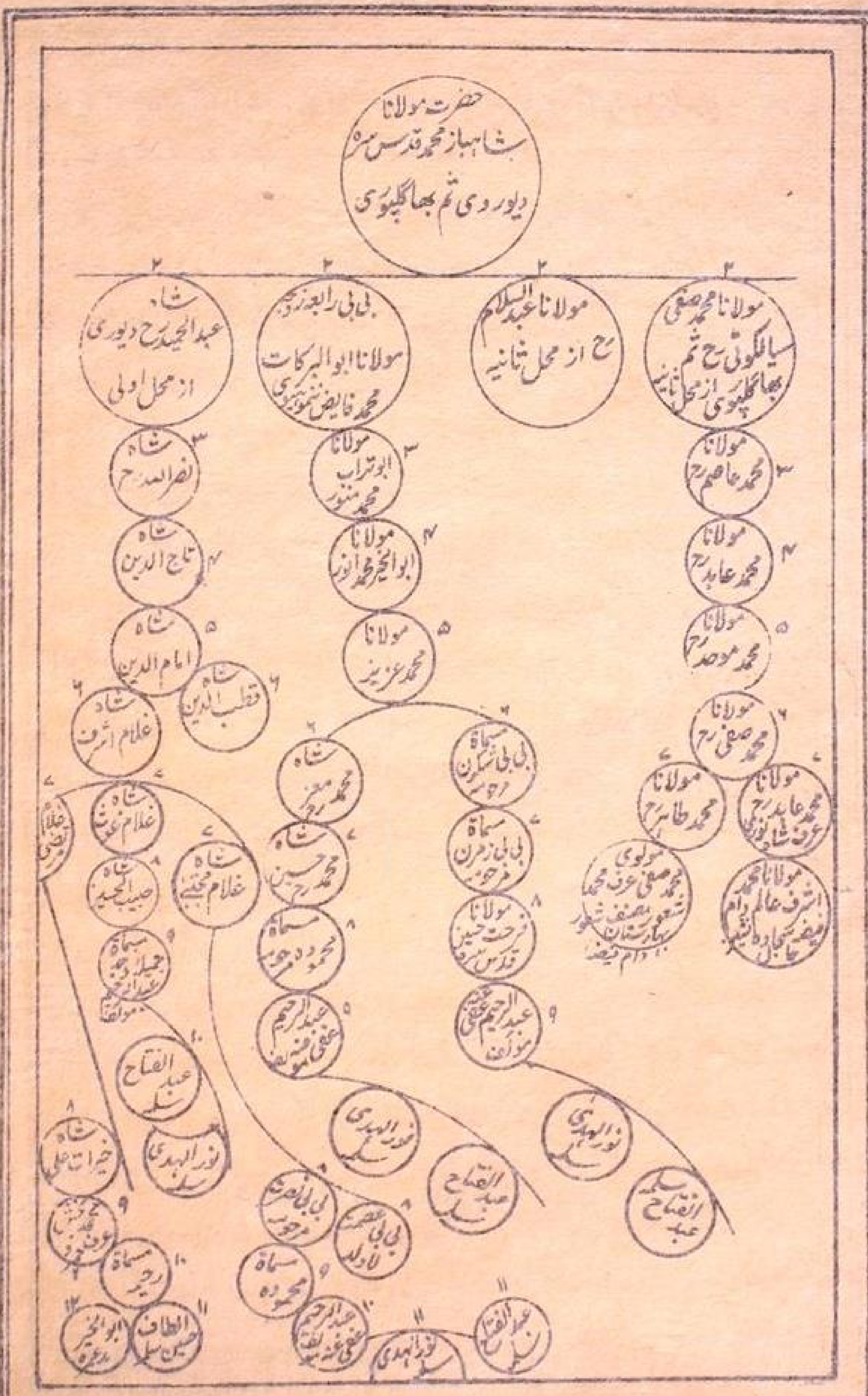
عسری جناب مولانا شاہ باز محمد قدس سرہٗ کی حاصل کر کے میرے پاس بھیجدین۔ چنانچہ سید صاحب موصوف نے براہ و فور کرم وعنایت اس عرضداشت کو قبول فرمایا اور بھاگلپور تشریف لے گئے اور سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کر کے گوہر مطلوب حاصل کیا اور بذریعہ اپنے خط مورخہ تیسوین ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ ہجری ڈاک پر میرے پاس بھیجدیا جسمین سے نسبنامہ کو بوجہ تکرار مین ترک کرتا ہون اور سوانح کو بعد حذف قلیل بجنسہ نقل کرتا ہون وھو ھذہ

سوانح حضرت مولانا شاہباز محمد قدس سرہٗ

جناب مولانا قدس سرہٗ کے آباو اجداد کا مولد و موطن بخارا ہے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا خطاب قدس سرہٗ بعد فراغ حج خانۂ کعبہ و زیارت مدینہ منورہ اپنے اہل کے ساتھ بمقام دیورہ تشریف لائے۔ اوس وقت دیورہ مین سادات عظام عالی خاندان رہتے تھے۔ آپ بمکان سید شاہ محمد قدس سرہٗ قیام پذیر ہوے اوس وقت حضرت محی السنہ ماحی البدعہ حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک مین تھے۔ پیدایش آپ کی سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری مین بعہد سلطنت ہمایون بادشاہ بمقام دیورہ ہوئی اور تیس برس کی عمر تک آپ دیورہ مین مقیم رہے۔ بعد اوس کے آپ بھاگلپور تشریف لے گئے اور وہان کی سکونت اختیار کی جو اب مشہور بہ محلہ ملا چک ہے آپ نے مدۃ العمر

باتباع سنت نبویہ و درس و تدریس علوم ظاہریہ و بہدایت و ارشاد امور باطنیہ بسر کیا۔ صدہا طالب آپ کے فیض صحبت سے درجہ اعلی کو پہونچے۔ اور اولیاے کاملین سے ہوے۔ مرشد آپکے حاجی الحرمین الشریفین آل سید کونین حضرت میر لیس سامانی المولد و بہاری المرقد ہین۔ وصال حضرت محی السنہ قدس سرہ شانزدہم صفر ۱۱۵۰ھ ایکہزار یکصد پچاس ہجری روز پنجشنبہ کو بعد فراغ درس نسخہ مشکوۃ المصابیح کے ہوا تاریخ وصال آپ کی لفظ (غنی اور ستون دین افتاد) سے ظاہر ہی۔ اسوقت سجادہ نشین آپکے جناب مولانا سید شاہ محمد اشرف عالم صاحب دام فیضہ رونق افروز ہین۔ ابن حضرت مولانا محمد عابد عرف شاہ نوری بن حضرت مولانا محمد صفی بن حضرت مولانا محمد موحد بن حضرت مولانا محمد عابد بن حضرت مولانا محمد عاصم بن حضرت مولانا محمد صفی سیالکوٹی بن حضرت محی السنہ مولانا شاہ مبارز محمد قدس سرہ دیوروی ثم بھاگلپوری۔ انتہی آپ کی اول شادی مسماۃ سلیم خاتون بنت حضرت شاہ عبد العلی بن حضرت شاہ محمد بن حضرت شاہ نجم الدین دیوروی سے ہوئی۔ یہ نسبنامہ پورا فصل چہارم مین بیان ہوچکا ہی وہان ملاحظ فرمائیے۔ اس محل سے آپ کے حضرت مولانا شاہ عبد الحمید و مسماۃ بی بی رابعہ زوجہ مولانا شاہ ابو البرکات قدس سرہ پیدا ہوئے جنکی اولاد اسوقت دیورہ و محلہ نموہیہ مین موجود ہی۔ پھر بعد وفات زوجہ اولی کے آپ بھاگلپور تشریف لیگئے اور وہان دوسری شادی آپ نے کی۔ اس محل ثانیہ کے نام و خاندان سے راقم سطور ہذا عفی عنہ کو اطلاع نہوئی۔ مگر اسقدر ضرور معلوم ہی۔ کہ وہ بھی آپ کی برادری و سادات کرام مین سے تھین۔ پس اس محل ثانیہ سے آپکے دو صاحبزادے ہوے۔ خلف اکبر مولانا عبد السلام رح خلف دوم مولانا محمد صفی سیالکوٹی رح جنکی اولاد اسوقت محلہ ملاچک بھاگلپور مین آباد ہین۔

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے۔


حضرت مولانا
شاہباز محمد قدس سرہ
دیوروی ثم بھاگلپوری
مولانا محمد صفی سیالکوٹی رح ثم بھاگلپوری از محل ثانیہ
مولانا عبدالسلام رح از محل ثانیہ
بی بی رابعہ زوجہ مولانا ابوالبرکات محمد فائض سونتھوی
شاہ عبدالحمید رح دیوروی از محل اولی
مولانا محمد عاصم رح
مولانا محمد عابد رح
مولانا محمد موحد رح
مولانا محمد صفی رح
مولانا ابوتراب محمد منور
مولانا ابوالخیر محمد انور
مولانا محمد عزیز
شاہ نصر اللہ رح
شاہ تاج الدین
شاہ امام الدین
شاہ قطب الدین
شاہ غلام اشرف
مولانا محمد طاہر رح
شاہ غلام غوث
شاہ غلام مجتبی
عبدالفتاح
نور الہدی

جناب مولٰنا شاہ نصر اللہ و شاہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہما؛

مین اوپر فصل چہارم مین بضمن سوانح حضرت میر معز الدین رح کے لکھ آیا ہون کہ اول آپ ہی کا قدم مبارک زمانہ تغلق شاہی مین اس موضع دیورہ مین رونق افروز ہوا اور یہ موضع اُسی وقت سے اس خاندان کی ملکیت و تصرف مین چلا آتا رہا مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہر بادشاہ کے عہد مین تجدید فرمان ہوتی رہی چنانچہ ازانجملہ چھہ قطعہ فرامین مجھکو اپنے برادر مکرم مولوی شاہ اکرام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالی سے ملے ہین اور باقی سب تلف ہوے وہ اسپر شاہد ہین کہ تجدید فرمان ہر فرمانروا کے عہد مین ہوتی رہی ہی چونکہ وہ سب متحد المعنی ہین لہذا مین اسجگہ صرف دو کا ذکر کرتا ہون وقس البواقی علیہما میرے پاس جو فرامین موجود ہین اُنمین سب سے اول وہ فرمان ہی جو محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہند نور اللہ مرقدہ کا عطا کیا ہوا ہی اسکا مضمون ہی کہ موازی دوسو بیگہ اراضی موضع اختیارپور دیورہ واسطے خرچ حضرت شاہ نصر اللہ و حضرت شاہ تاج الدین جو فرزندان حضرت مولٰنا شاہ عبد الحمید اور وہ فرزند حضرت مولانا حقائق آگاہ شاہ محمد باز قدس سرہ کے ہین دیا گیا تا وہ لوگ بفراغ خاطر عبادت مین حضرت معبود حقیقی کے مشغول و مصروف رہکر دعاے پائداری دولت کرتے رہین مرقومہ ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۸ھ یکہزار اٹھتر ہجری اور اسی مضمون کا ایک دوسرا فرمان ہی جو بنام حضرت شاہ شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہی اور وہ طرف سے حضرت شاہ محمد شاہ بادشاہ تغمدہ اللہ جمیل الجنۃ مثواہ کا عطا کیا ہوا ہی لیکن افسوس کہ اُسپر ان فرامین سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ لوگ اولاد سے حضرت مولٰنا محمد باز قدس سرہ کے ہین اور یہ کہ وہ اولاد سے حضرت امام حسین شہید علیہ الصلوۃ والسلام کے اسکا ثبوت جیسا کہ مین اوپر بیان کرچکا ہون مجھکو بھاگلپور سے ملا پس الخلیل فقیر مؤلف یہ ہی کہ اول خاندان جو دیورہ مین آیا وہ عباسی تھا اور بعدہٗ اُسکے مولٰنا خطاب رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے تشریف لائے اور جناب حضرت شیخ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مین فرود ہوے - اور مولٰنا خطاب کے صاحبزادے مولانا شاہ محمد باز رح کی شادی حضرت سلیم خاتون دختر جناب شیخ شاہ محمد رح سے ہوئی بعدہٗ اُسکے عباسی خاندان کے رُکن رکین حضرت مولٰنا شاہ ابو البرکات محمد کفش قدس سرہ محلہ نمو ہیہ شہر پٹنہ عظیم آباد مین آکر آباد ہوے - اور دیورہ مین حضرت مولٰنا شاہ عبد الحمید رح

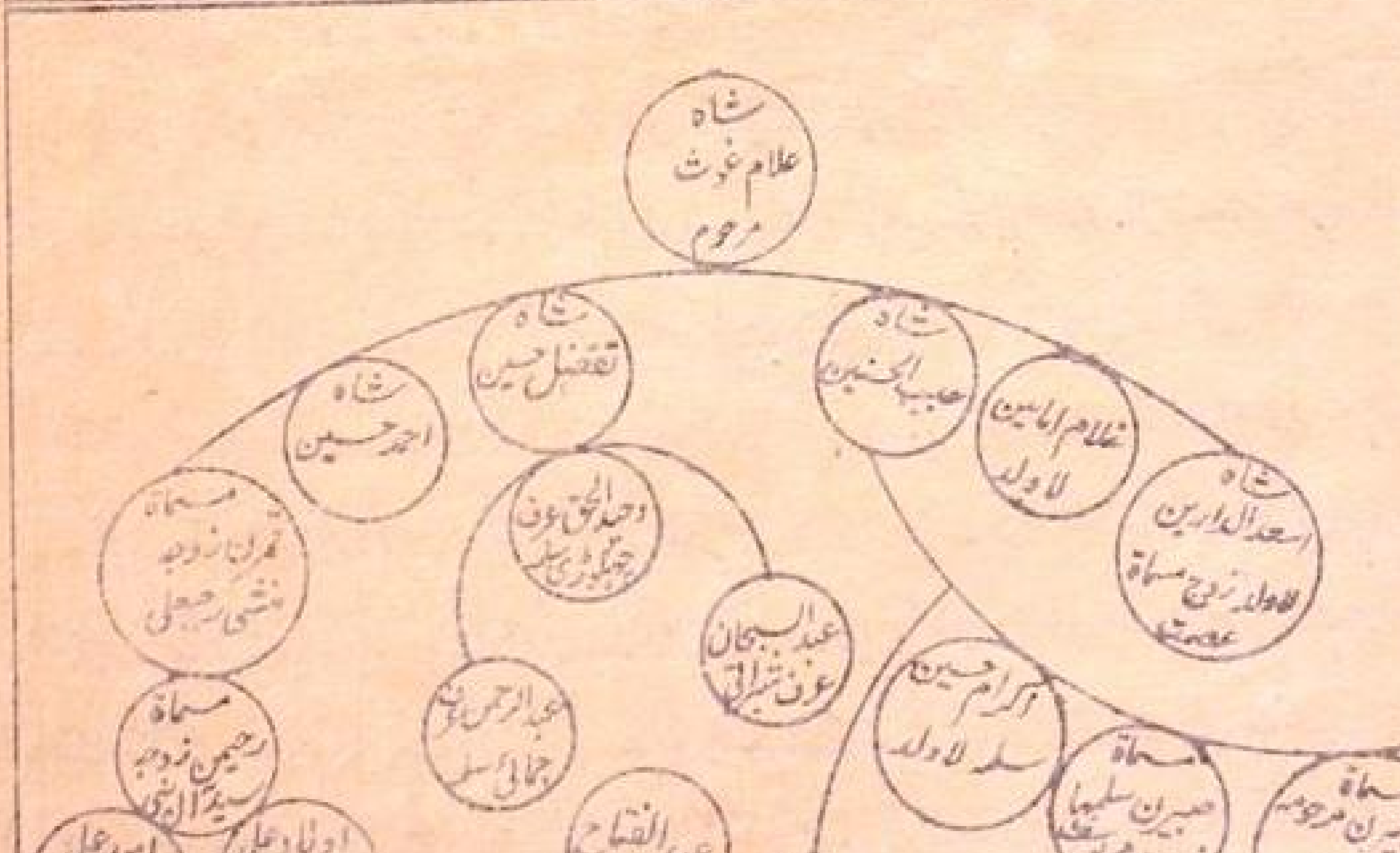
سکونت پذیر رہے اور اُنھین کی اولاد وہان جاری ہوئی اور موضع اختیار پور دیورہ اُسی خاندان کو شاہان دہلی کی طرف سے عطا دبحال ہوتا رہا پس اس جملہ تقریر کا خلاصہ ولب لباب یہی ہی کہ جناب حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ عباسی تھے اور اُنکی اہلیہ جناب حضرت بی بی نصرت صاحبہ غفر اللہ لہا سیدہ حسینی تھین واللہ اعلم بالصواب ۔

شاہ غلام مجتبےٰ مرحوم

ابن شاہ غلام اشرف مرحوم دیوردی ۔ آپکے صرف دو بیٹیان ہوئین مسماۃ بی بی عصمت مرحومہ زوجہ شاہ اسعدالدین بن شاہ غلام غوث اُنھون نے لاولد انتقال کیا مسماۃ بی بی نصرت مرحومہ زوجہ حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نموہیہ اُنکی اولاد کا ذکر فصول سابق مین کر رہو چکا ہی ۔ وہان ملاحظہ فرمائیے ۔

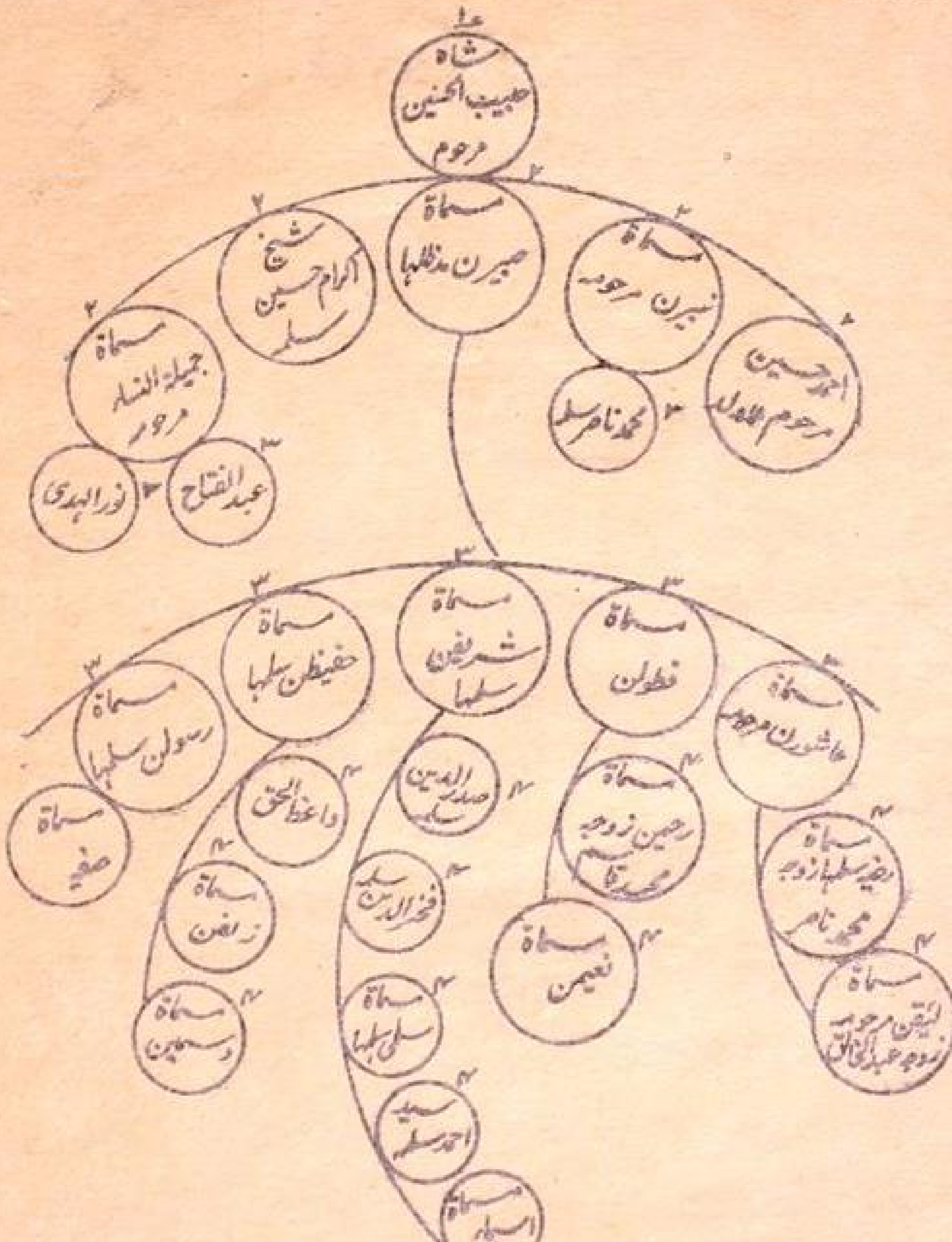
شاہ غلام غوث مرحوم

بن حضرت شاہ غلام اشرف مرحوم دیوردی ۔ آپکے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی شاہ اسعدالدین زوج مسماۃ عصمت مرحومہ لاولد غلام امامین لاولد شاہ عبد الحسین شاہ تفضل حسین شاہ احمد حسین مسماۃ قمرن زوجہ منشی رجب علی موضع کا بر نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا یہ ہی ۔



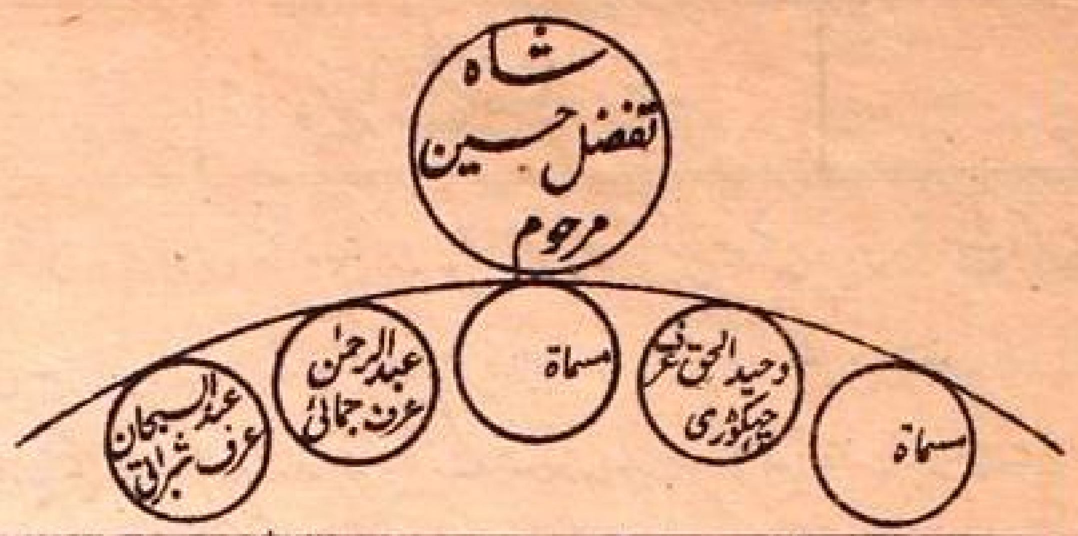
شاہ حبیب الحسنین مرحوم

بن شاہ غلام غوث مرحوم - آپکے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئین - سید احمد حسین ؒ بہ ابتداے جوانی مین گھر سے نکل گئے - اور قریب بیس برس کے سیر و سیاحت مین ہندوستان کی صرف کیا - اُسکے بعد گھر کو آئے - ایک بنگالن عورت آپ کے نکاح مین تھی - اُس سے دو اولادین بھی آپ کے ہمراہ تھین - چند ماہ گھر مین قیام کرکے پھر آپ سفر کو نکلے معہ اس عورت اور بچون کے - بعد چھہ سات برس کے آپ تنہا گھر کو علیل ہوکر آئے - اور انتقال کیا - مسماۃ نبیرن مرحومہ انکی شادی ساتھ سید وزیر الدین مرحوم ساکن موضع ورزی بگھہ کے ہوئی - جو چھ سات کوس جانب جنوب شہر گھاٹی سے واقع ہے ضلع گیا مین - انکی چند اولادین ہوکر خرد سالہ رخصت ہوئین - صرف ایک محمد ناصر سلمہ اسوقت موجود ہین - مسماۃ جبیرن مدظلہا زوجہ سید محمد یوسف مرحوم ساکن موضع کابر ضلع گیا انکے پانچ بیٹیان ہوئین - مسماۃ عاشورن زوجہ سید عبد النصیر مرحوم انکے دو بیٹیان ہوئین - مسماۃ رضیہ زوجہ سید محمد ناصر سلمہ بن سید وزیر الدین مرحوم مسماۃ لبیقن مرحومہ زوجہ سید عبد الخالق سلمہ و مسماۃ فطومن زوجہ سید عبد الرحمن سلمہ (انکے بھی دو بیٹیان ہوئین مسماۃ رحیمن و مسماۃ نعیمن سلمہا) و مسماۃ شریفن سلمہا - انکی شادی ساتھ شیخ عبد الحمید سلمہ ساکن قدیم موضع بانکے گنہ منیر ساکن حال محلہ صادق پور پٹنہ بن شیخ خیرات علی مرحوم بن شیخ امجد علی مرحوم کے ہوئی شیخ عبد الحمید کی والدہ کا نام مسماۃ امۃ الرسول مرحومہ بنت مولوی انور علی مرحوم بن شیخ فیض اللہ مرحوم ساکن موضع پونا کسارا ضلع پٹنہ - انکے تین بیٹے اور دو بیٹیان اسوقت موجود ہین صدر الدین فخر الدین مسماۃ آمنہ سلمہا سید احمد مسماۃ اسما - مسماۃ حفیظن زوجہ سید عبد الوحید سلمہ ساکن موضع کابر ضلع گیا - انکے ایک بیٹا اور دو بیٹیان ہین - واعظ الحق و مسماۃ لطفن و مسماۃ ذہین - و مسماۃ رسولن زوجہ سید محمد حیات سلمہ انکے اسوقت تک صرف ایک بیٹی ہوئی ہے - مسماۃ صفیہ چہارم شیخ اکرام حسین سلمہ بن شاہ حبیب الحسنین مرحوم بے اولاد ہین - پنجم مسماۃ جمیلۃ النساء مرحومہ زوجہ عبد الرحیم عفی عنہ مؤلف انکی اولاد کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے -



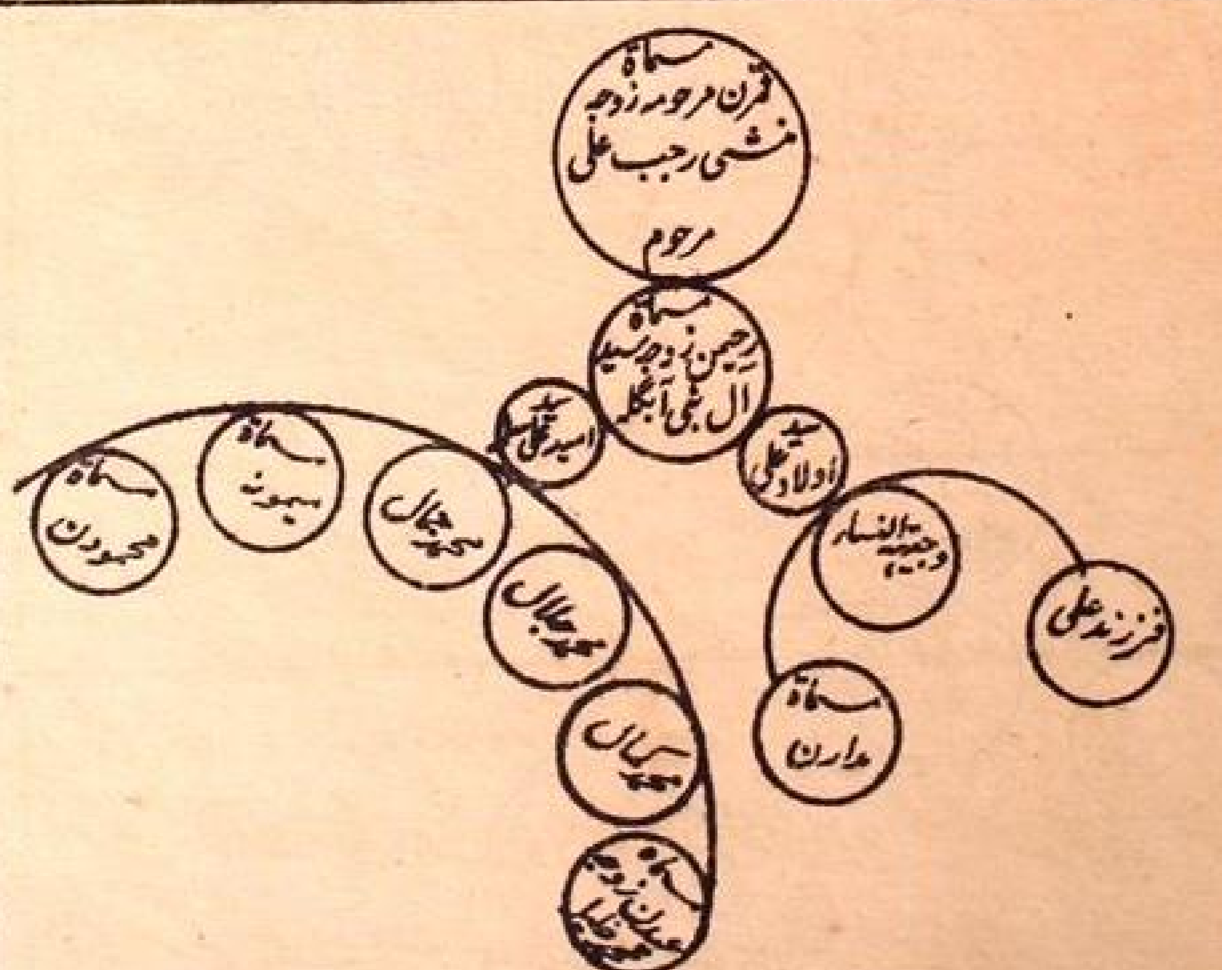
شاہ تفضل حسین مرحوم

بن شاہ غلام غوث مرحوم ساکن موضع دیلرہ آپکے تین بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین بیٹیون کا نام مین اسوقت سہو کرتا ہون بیٹون کے نام یہ ہین وحید الحق عرف جھکوڑی سلمہ عبدالرحمن عرف جمالی سلمہ عبدالسبحان عرف شبراتی سلمہ نقشہ یہ ہے ۔



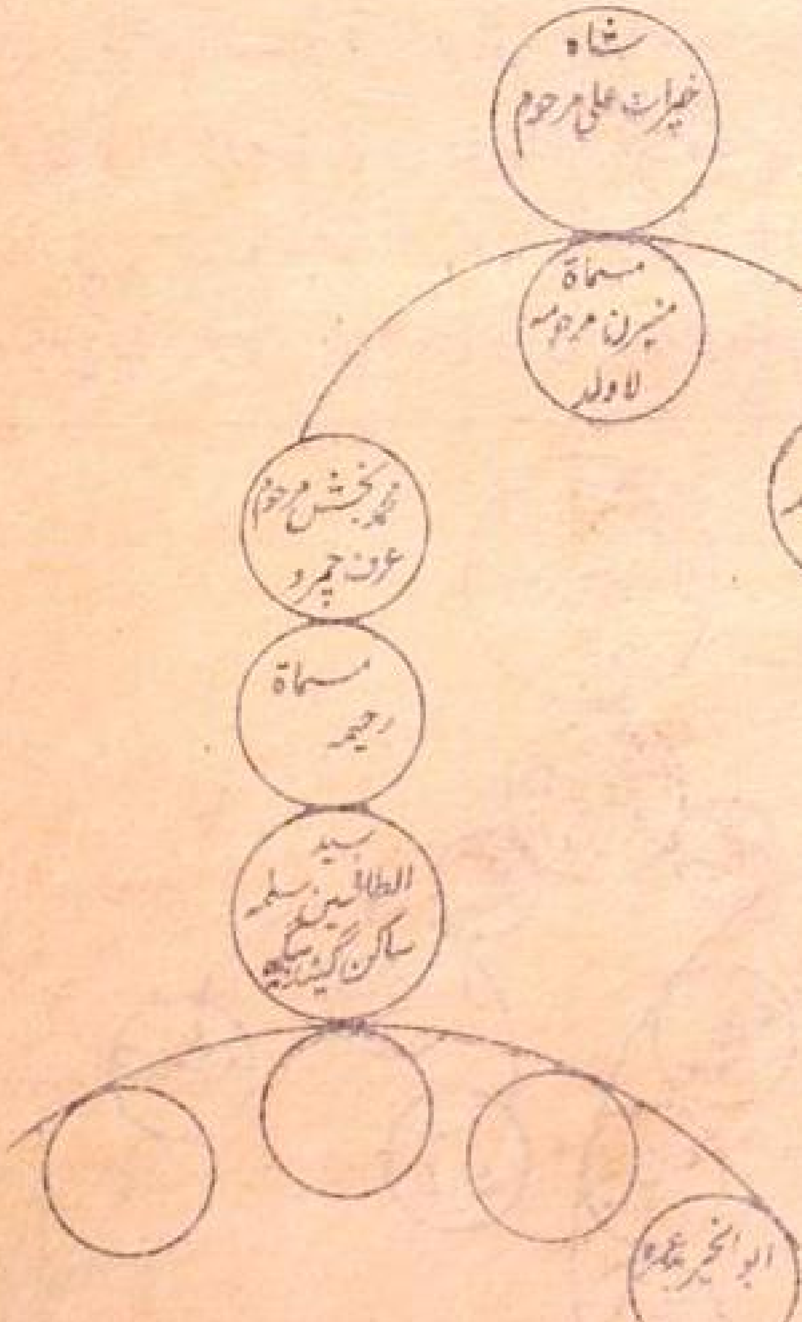
مسماة قمرن مرحومہ

زوجہ منشی رجب علی مرحوم ساکن موضع کا بڑا نکی کل اولاد پر مجھکو اطلاع نہین ہے - آپ کی صرف ایک دختر کو مین جانتا ہون - مسماة رحیمن زوجہ سید آل نبی مرحوم ساکن موضع آنگلہ ضلع گیا - انکے دو بیٹے ہوے - سید اولاد علی مرحوم و سید امید علی سلمہ - سید اولاد علی کے ایک بیٹا فرزند علی اور دو بیٹیان مسماة وجیہۃ النساء و مسماة مدارن و سید امید علی سلمہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیان - محمد کمال محمد جمال محمد جلال مسماة عیدن زوجہ محمد خلیل ساکن موضع بیتھو ضلع گیا - و مسماة میمونہ و مسماة محمودن مدا عمارہم -



شاہ خیرات علی مرحوم

بن شاہ غلام مرتضیٰ مرحوم بن شاہ غلام اشرف مرحوم ساکن موضع دیورہ آپکے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ محمد بخش مرحوم و مسماۃ منیرن مرحومہ لاولد و مسماۃ قطبن مرحومہ لاولد۔ محمد بخش مرحوم کے صرف ایک بیٹی ہوئی مسماۃ رحیمہ۔ اُنکے صرف ایک بیٹا ہوا۔ سید الطاف حسین سلمہ اللہ تعالےٰ ساکن موضع گنیدہ بیگھہ جو ایک میل کے فاصلہ بر جانب جنوب موضع دیورہ سے واقع ہے نقشہ یہ ہے۔



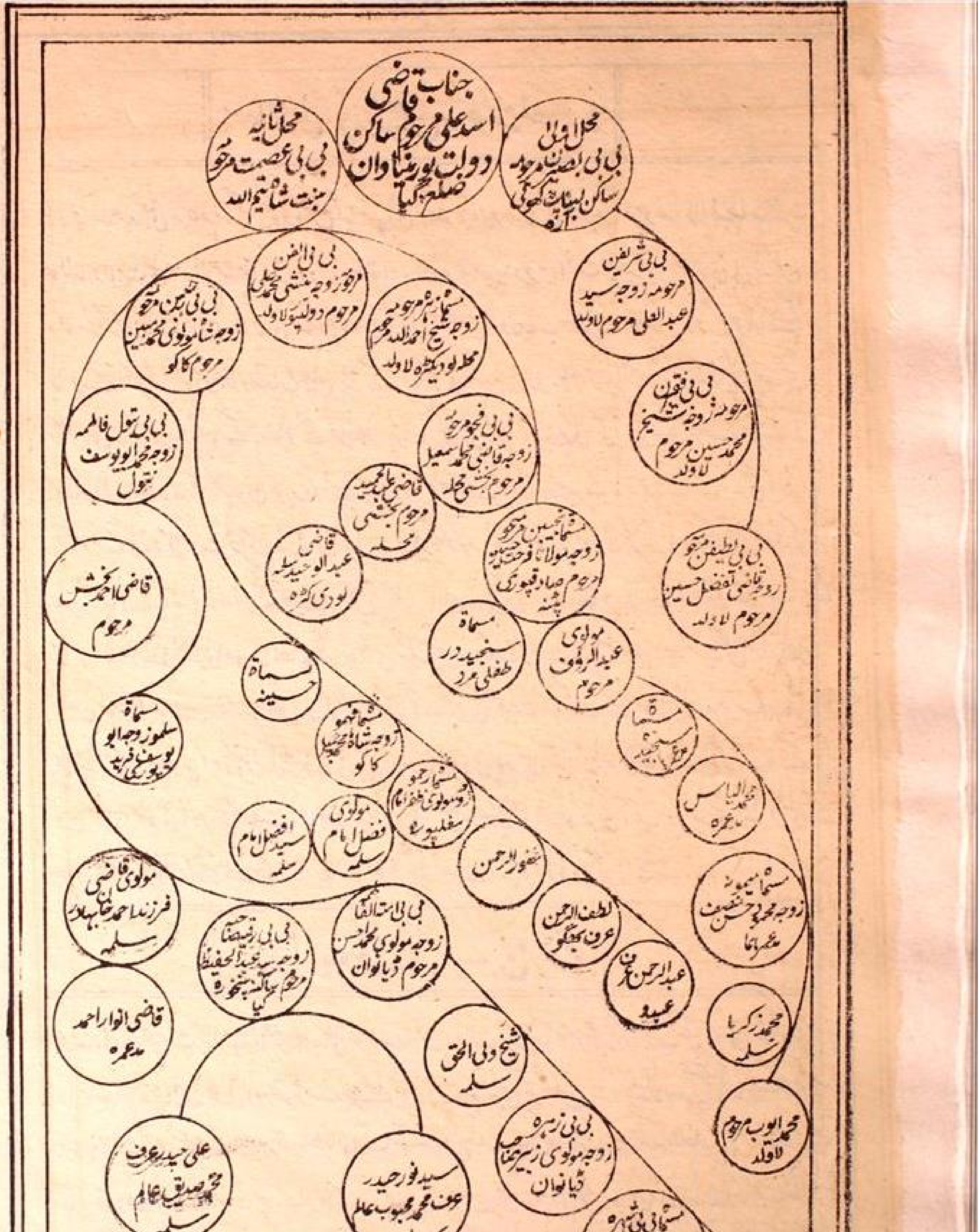
نسبنامہ مادری شمس العلماء مولوی عبدالرؤف مرحوم صادق پوری عظیم آبادی

نمبر ۱	مولوی عبدالرؤف مرحوم
نمبر ۲	مسماۃ نجیبن مرحومہ بنت
نمبر ۳	قاضی اسد علی مرحوم دولت پوری ضلع گیا
نمبر ۴	قاضی رحمت اللہ مرحوم عرف پیر علی مرحوم
نمبر ۵	قاضی احمد اللہ مرحوم
نمبر ۶	قاضی سلام اللہ مرحوم
نمبر ۷	قاضی غیاث الدین مرحوم
نمبر ۸	صدر جہان مرحوم
نمبر ۹	شیخ میران مرحوم
نمبر ۱۰	شیخ بہلول مرحوم
نمبر ۱۱	شیخ امجد مرحوم
نمبر ۱۲	شیخ محمد مرحوم
نمبر ۱۳	شیخ بدیع الدین مرحوم
نمبر ۱۴	شیخ نجم الدین مرحوم
نمبر ۱۵	شیخ جمال الدین مرحوم
نمبر ۱۶	مولانا مخدوم شاہ شمس الدین الحقانی رح
نمبر ۱۷	مخدوم شاہ محمد مرحوم
نمبر ۱۸	مخدوم شاہ محمود عالم رح
نمبر ۱۹	مخدوم شاہ احمد رح
نمبر ۲۰	مخدوم شاہ عبدالرحمن رح
نمبر ۲۱	مخدوم شاہ عبدالواحد رح
نمبر ۲۲	مخدوم شاہ عبدالرزاق رح
نمبر ۲۳	مخدوم شاہ مسعود رح
نمبر ۲۴	مخدوم شاہ علی اکبر رح
نمبر ۲۵	مخدوم شاہ علی اصغر رح
نمبر ۲۶	مخدوم شاہ عبدالفتاح رح
نمبر ۲۷	مخدوم شاہ ابواسحاق رح
نمبر ۲۸	مخدوم سید شاہ ابراہیم ادہم رح
نمبر ۲۹	سلطان ابراہیم بلخی رح
نمبر ۳۰	مخدوم شاہ ابوناصر
نمبر ۳۱	حضرت شیخ عبداللہ رضی اللہ عنہ
نمبر ۳۲	حضرت امیرالمؤمنین خلیفہ دوم عمر رض
نمبر ۳۳	خطاب
نمبر ۳۴	نفیل

قاضی اسد علی مرحوم

ساکن موضع دولت پور رنیا نوان پرگنہ اوگری ضلع گیا - آپ کی دو شادیان ہوئین - اول محل مسماۃ
بی بی بصیرن صاحبہ دختر میر مقصود علی صاحب ساکن موضع لبنا شہکھوپی ضلع آرہ شاہ آباد - ان سے تین
صبیگان پیدا ہوئین - مسماۃ بی بی لطیفن زوجہ قاضی تفضل حسین مرحوم ساکن موضع نتول ضلع گیا -
و مسماۃ بی بی فقیرن مرحومہ زوجہ شیخ محمد حسین مرحوم ساکن موضع اتھوا ضلع گیا و مسماۃ بی بی شرفن
مرحومہ زوجہ سید عبد العلی مرحوم ساکن موضع ہنجورہ ضلع گیا - یہ تینون لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئین
محل ثانیہ مسماۃ بی بی خصت مرحومہ دختر شاہ تیم اللہ مرحوم ساکن موضع سیو دھا - انسے چھہ دختران
اور ایک بیٹا پیدا ہوا - مسماۃ بی بی نجیبن مرحومہ زوجہ مولانا فرحت حسین قدس سرہ ساکن محلہ صادقپور
عظیم آباد پٹنہ یعنی والدہ شمس العلما مولوی عبد الرؤف مرحوم (دوم) مسماۃ بی بی نجو مرحومہ زوجہ قاضی محمد کمال
مرحوم ساکن بخشی محلہ پٹنہ انکے ایک بیٹا قاضی عبد الحمید مرحوم (سوم) مسماۃ بی بی زہرہ مرحومہ زوجہ شیخ
احمد اللہ مرحوم بن شیخ برکت اللہ مرحوم ساکن محلہ لودیکٹرہ پٹنہ یہ لاولد رخصت ہوئین (چہارم) مسماۃ بی بی
الفن مرحومہ زوجہ منشی محمد علی مرحوم ساکن موضع دولت پور رنیا نوان مذکور یہ بھی لاولد رخصت ہوئین -
(پنجم) بی بی رحمن مرحومہ زوجہ شاہ محمد حسین مرحوم بن سید شاہ امداد حسین مرحوم ساکن موضع کاکو
ضلع گیا انکے تین، بیٹے اور تین بیٹیان ہوئین شاہ عبد الرحمن شاہ لطف الرحمان شاہ غفور الرحمن مسماۃ رحمو
زوجہ مولوی ظفر امام صاحب ساکن محلہ مغلپورہ پٹنہ مسماۃ فہمو زوجہ شاہ محمد جمیل صاحب کاکو مسماۃ حسینہ
(ششم) مسماۃ بتول فاطمہ زوجہ محمد ابو یوسف صاحب ساکن نتول ضلع گیا - انکے ایک بیٹی مسماۃ سلمو
زوجہ حافظ ابو یوسف صاحب ساکن فرید پور ضلع گیا - (ہفتم) جناب قاضی احمد بخش مرحوم انکے
دو بیٹیان اور ایک بیٹا ہوا مسماۃ بی بی امت الفاطمہ زوجہ مولوی محمد احسن مرحوم بن مولوی گوہر علی
مرحوم خاتم العصر ساکن موضع دیانوان ضلع پٹنہ مسماۃ بی بی رقیہ صاحبہ زوجہ سید عبد الحفیظ مرحوم بن
سید عبد العلی مرحوم ساکن ہنجورہ ضلع گیا - مولوی قاضی فرزند احمد صاحب خان بہادر سلمہ اللہ تعالے

جسکا نقشہ حسب ذیل ہے -


جناب قاضی
اسد علی مرحوم ساکن
ضلع گیا
محل اولی
بی بی بصیرن مرحومہ
محل ثانیہ
بی بی عصمت مرحومہ
بنت شاہ نعیم اللہ
بی بی شریفن
مرحومہ زوجہ سید
عبد العلی مرحوم لاولد
مرحومہ زوجہ شیخ
محمد حسین مرحوم
لاولد
بی بی لطیفن مرحومہ
زوجہ قاضی افضل حسین
مرحوم لاولد
زوجہ محمد ابو یوسف
قاضی احمد بخش
مرحوم
مسماۃ
حسینہ
مولوی
عبد الرؤف
مرحوم
محمد الیاس
مولوی
فضل امام
سلمہ
سید افضل امام
سلمہ
لطف الرحمن
محمد زکریا
سلمہ
محمد ایوب مرحوم
لاولد
مولوی قاضی
سلمہ
قاضی انوار احمد
شیخ ولی الحق
سلمہ
زوجہ مولوی محمد حسن
مرحوم ڈیانوان
علی حیدر عرف
محمد صدیق عالم
سلمہ
سید نور حیدر
عرف محمد محبوب عالم
سلمہ
ڈیانوان
ڈیانوان

سماۃ بی بی شریفن مرحومہ مغفورہ

زوجہ سید عبدالعلی مرحوم ساکن بجورہ ضلع گیا آپ کی والدہ ماجدہ بی بی بصیرن مرحومہ اور اہلیہ جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ صادق پوری سماۃ امیرن مرحومہ یہ دونون اخت علینیہ تھین پس بی بی شریفن مرحومہ اکثر ملاقات کو اپنی خالہ کی صادقپور مین آیا کرتی تھین اور جناب حضرت مولانا ممدوح چونکہ آپ کے خالو تھے اکثر اُنکے واعظ و نصائح مین شریک ہوا کرتی تھین اور اسکا اثر یہانتک ہوا کہ آپنے بیعت بھی حاصل کی ۔ مگر یہ امر آپ کے زوج کے خلاف ہوا اور کچھ سختی بھی آپ پر کی مگر آپ نے بخوف آخرت و ابتغاء الوجہ اللہ کل سختیون کو برداشت کیا اور مریم صفت اور آسیہ سیرت تمام عمر آپ نے بسر کی اور ہمہ وقت نماز و تلاوت قرآن و دلائل الخیرات وغیرہ درود و وظائف مین اپنی عمر گرانمایہ کے کثیر حصہ کو صرف کیا الدنیا مزرعۃ الاخرۃ پر پورا عمل کیا ۔ اللھم نور مرقدھا وبدلھا داراً خیراً من دارھا واھلاً خیراً من اھلھا ۔ یہ ایسی نیک چلن و نیک طبیعت و حلیم و سلیم و صاحب خلق عظیم بی بی تھین کہ جسکا بیان یہ خامہ دو زبان کر نہین سکتا آپ ہی کی صحبت بابرکت سے سماۃ نجیبن مرحومہ آپ کی حقیقی ہمشیرہ کو فائدہ پہونچا اور نجیبن کی طفیل اُنکی آمد و رفت صادقپور مین بکثرت ہوئی مگر افسوس کہ آپ کے کوئی اولاد نہوئی اور آپنے بطیب خاطر اپنے زوج منشی عبدالعلی مرحوم کی ایک دوسری شادی برادری مین کردی اور اُنسے جناب سید عبدالحفیظ مرحوم پیدا ہوے جنکا ذکر اوپر گذرا فقط

جناب بی بی نجیبن مرحومہ

عرف بی بی بنو بنت جناب قاضی اسد علی مرحوم ساکن دولت پور بنیا نوان ضلع گیا آپ کی اول شادی نہایت کم عمری مین ہوئی اور تھوڑے عرصے مین آپ بیوہ بھی ہوگئین ۔ اُسکے بعد آپکی آمد و رفت صادقپور مین بسبب قرابت قدیمہ کے ہوتی رہی اور آپ فطرتاً نہایت سلیم و متبع سنت و شائق ابتغاء مرضات رب العالمین تھین اسوجہ سے یہان کے وعظ و پند نے بہت کچھ آپ پر اثر کیا اور اوس زمانہ مین یہان متواتر عقد نکاح بیوگان ہو رہا تھا اور خوب ترغیب عقد ثانی بیوگان ہو رہی تھی من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید کا بیان ہوتا تھا ۔ جسکا بیان کچھ اوپر گذرا ہے اسی اثنا مین حضرت والدہ ماجدہ مؤلف عفی عنہ نے رحلت فرمائی ۔ اور جناب حضرت

والد ماجدم غفر اللہ لہ کو فکر ہوئی کہ کسی سن رسیدہ عورت سے عقد کرنا چاہیے کہ انتظام خانہ داری کا درست ہو چنانچہ آپ سے پیغام کیا تو آپ نے اسکو قبول کیا آپ کی عمر اُسوقت تخمیناً بیس برس سے کچھ کم ہوگی ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری مین آپ کا عقد ثانی جناب حضرت مولنا فرحت حسین قدس سرہ سے ہوا آپ کے حسن اخلاق و خصائل ستودہ اسقدر ہین جو احاطہ تحریر سے باہر آپ نہایت حلیم و سلیم ذی مروت و سخاوت تھین تمام مریدون کی عورتین صدہا آپ کے گرد بطور اعتکاف کے رہتی تھین آپ کے پند و نصائح سے حظ وافر لیتین یہ معلوم ہوتا کہ ماہ کے چوطرف ستارون کا ہجوم ہو آپ کی آمدنی سالانہ خاص ذاتی قریب پندرہ سولہ سو روپیہ کے تھی لیکن آپ کا کپڑا موٹی مارکین کا اور کھانا بھی نہایت مختصر ہوتا تخمیناً پندرہ سولہ روپیہ ماہواری آپ کا خرچ ہوتا باقی کل یا تو مہمانداری یا خفیہ معسرین و مساکین مین خرچ ہوتا لوگون کو گمان تھا کہ آپ بخیل ہین آپ کے پاس بہت کچھ روپیہ جمع ہوگا لیکن بعد انتقال ایک پیسہ بھی آپ کے پاس سے برآمد نہوا وقس البواقی علیہا آپ اس نکاح سے تین برس متمتع رہین بعد اسکے پھر بیوہ ہوگئین اس عرصے مین آپ کے دو اولادین ہوئین۔

۱۲۷۲ھ بارہ سو بہتر ہجری مین برادرم عزیز شمس العلماء مولوی عبد الرؤف مرحوم پیدا ہوے اُسکے بعد ایک لڑکی مسماۃ سنجیدہ پیدا ہوئی اور وہ چند ماہ کی ہوکر گذر گئی اُسکے بعد ۱۲۷۴ھ بارہ سو چوہتر ہجری مین آپ کے زوج حضرت والد ماجدم مولنا فرحت حسین قدس سرہ نے رحلت فرمائی اُسکے بعد تخمیناً ستائیس برس اور آپ زندہ رہکر کچھ کم ساٹھ برس کی عمر مین ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری مین اس خاکدان کو چھوڑکر آپ داخل خلد برین ہوئین اللھم اغفرلہا وارحمہا ۔ آپ کی اولاد و احفاد کا نقشہ اوپر گذر چکا ہی لیکن بعد تحریر ما تقدم وا حسرتاہ و وا اسفاہ کہ تاریخ آٹھوین شعبان ۱۳۱۸ھ تیرہ سو اٹھارہ ہجری روز شنبہ مطابق یکم دسمبر ۱۹۰۰ء انیس سو عیسوی مین قوت بازوے من ناتوان قرۃ عینی برادرم عزیز مولوی عبد الرؤف مرحوم نے لبیک اجل کہی انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منہ ۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ والحقہ عن آبائہ الصالحین

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات برادر مرحوم از نتیجۂ فکر صاحب ادراک عالی بلند پرواز اوج نازک خیالی قرۃ عینی مولوی محمد یوسف جعفری ابقاہ اللہ

بالعز والسرور ما دامت الظلمۃ والنور

وہ شمس عالمان عبدالرؤف آہ
مسلمانون کو دیکر داغ ہجران
نہ کیونکر اقربا کا ہو جگر خون
امیدین جبکہ ساری قطع ہو جائین
ہلاکت کا ہوا طاعون باعث
ہوئی تاریخ رحلت عیسوی مین

جو تھے ہمدرد قوم و صاحب رائے
ہوئے ملک عدم کو راہ پیمائے
جب ایسا ماہ پر فخر اٹھ جائے
کلیجا پھر نہ کیونکر منہ تک آئے
جنت الخلد برین مین انکو پہنچائے
غروب آفتاب عالمان ہائے

۱۹۰۰ء

جناب مولوی قاضی احمد خان بہادر سلمہ اللہ تعالٰی فرزند

ابن قاضی احمد بخش مرحوم بن جناب قاضی اسد علی مغفور ساکن قدیم دولت پور میانوان پرگنہ اوکری ضلع گیا۔ حال مقامی خاص صاحب گنج گیا آپ کے از روساے عظام اس ضلع کے ہین آپ کے اخلاق کریمہ شمائل ستودہ مشہور آفاق مستغنی عن البیان ہین آپ کی قومی ہمدردی و بلند ہمتی اسقدر ہین کہ ہر کہ و مہ و ہر ملت و مذہب والون مین آپ عزیز الوجود ہین۔ اور گورنمنٹ بھی نہایت راضی و خوش آپ سے ہے یہی وجہ ہوئی۔ کہ بلا کسی تحریک کے آپ خان بہادر کا خطاب گورنمنٹ نے عطا کیا اور یہ عزت افزائی ہم مسلمانون کی فرمائی شکریہ اس موہب عظمٰے کا یہ ہے کہ ہم پائداری دولت و سلطنت کی دعا کرتے رہین۔۔ آپ کے اسوقت تک صرف ایک فرزند قاضی انوار احمد عمرہ فی طاعۃ اللہ تعالٰی سلٰے پیدا ہوئے۔

نقشہ اولاد کا اوپر گزر چکا ہے۔ فقط

نسبنامہ ابوالاب مولوی عبدالقادر صاحب ساکن قدیم عظیم آباد پٹنہ حال مقامی گیا۔

نمبر۱	مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ	نمبر۲۰	شیخ موسیٰ سلیمان مرحوم
نمبر۲	حکیم مولوی فیاض علی مرحوم	نمبر۲۱	شیخ شعیب مرحوم
نمبر۳	مولوی افضل علے مرحوم	نمبر۲۲	شیخ احمد مرحوم
نمبر۴	مولوی فضل علی مرحوم	نمبر۲۳	شیخ یوسف مرحوم
نمبر۵	ملا شرف الدین المخاطب بہ ملا مجد خان مرحوم	نمبر۲۴	شیخ محمد مرحوم
نمبر۶	قاضی ملا یار محمد مرحوم	نمبر۲۵	شیخ شہاب الدین احمد معروف بہ فرخ شاہ کابلی مرحوم
نمبر۷	شیخ فرید مرحوم	نمبر۲۶	شیخ نسیمان شاہ مرحوم
نمبر۸	شیخ عثمان مرحوم	نمبر۲۷	مسعود شاہ مرحوم
نمبر۹	قاضی اسمٰعیل مرحوم	نمبر۲۸	شاہ عبداللہ مرحوم
نمبر۱۰	قاضی عبدالغنی مرحوم	نمبر۲۹	شاہ واعظ الاصغر مرحوم
نمبر۱۱	قاضی شیخ حماد مرحوم	نمبر۳۰	شاہ واعظ الاکبر مرحوم
نمبر۱۲	شیخ علی شیر مرحوم	نمبر۳۱	شاہ ابوالفتح کابچی مرحوم
نمبر۱۳	شیخ اسمٰعیل مرحوم	نمبر۳۲	شاہ اسحاق مرحوم
نمبر۱۴	شیخ نصرالدین مرحوم	نمبر۳۳	سلطان ابراہیم ادھم مرحوم
نمبر۱۵	شیخ نجم الدین مرحوم	نمبر۳۴	شاہ ناصر مرحوم
نمبر۱۶	شیخ تاج الدین معروف بہ تاج سرور مرحوم	نمبر۳۵	حضرت عبداللہ زاہد رض
نمبر۱۷	شیخ بدرالدین سلیمان مرحوم	نمبر۳۶	حضرت امیرالمومنین عمر خلیفہ دوم رض
نمبر۱۸	شیخ فریدالدین مسعود شکر گنج مرحوم	نمبر۳۷	خطاب
نمبر۱۹	شیخ جمال الدین مرحوم	نمبر۳۸	نفیل

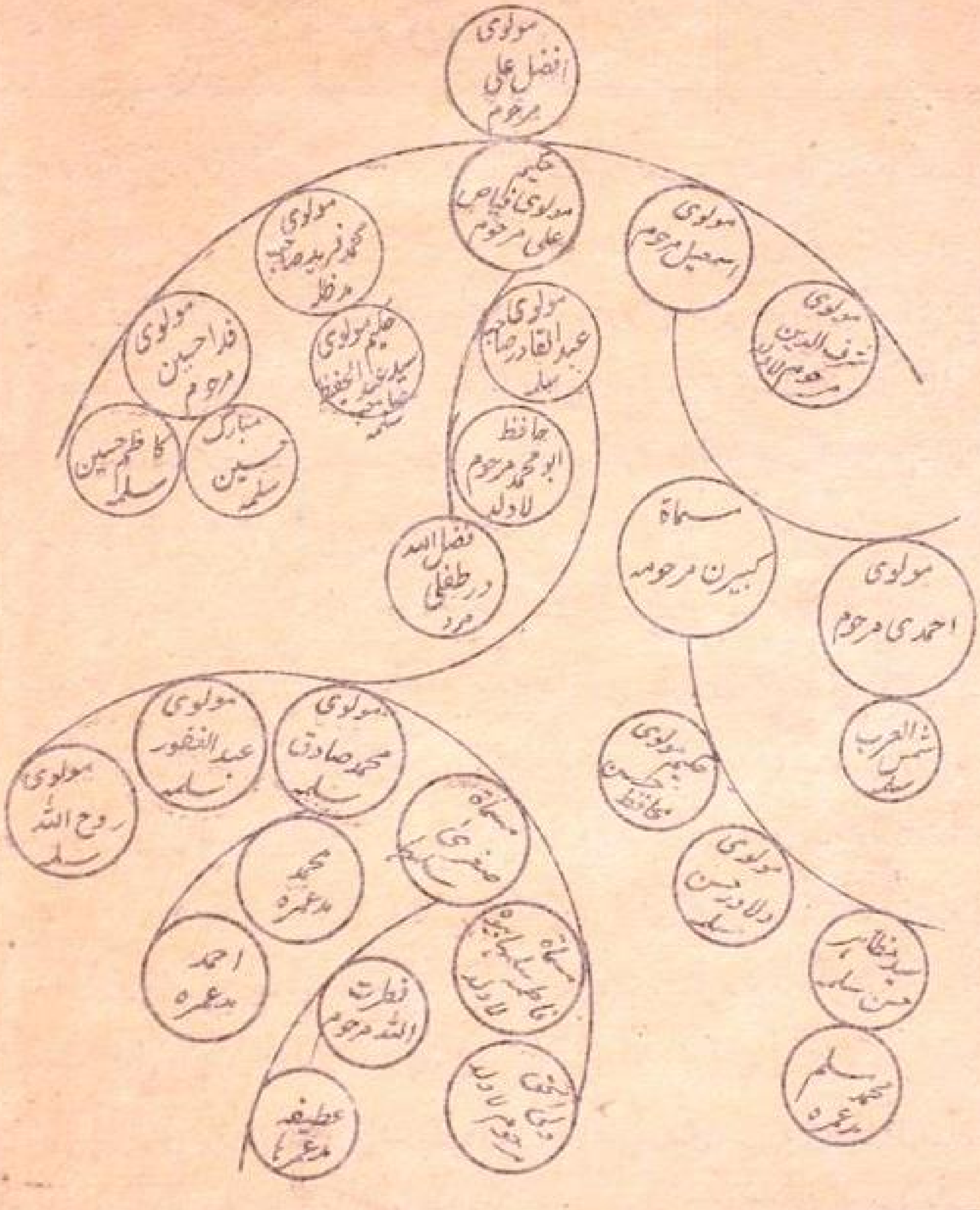
نسب نامہ ام الاب مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالی

نمبر۱ مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالی
نمبر۲ حکیم مولوی فیاض علی مرحوم
نمبر۳ مولوی افضل علی مرحوم
نمبر۴ مولوی فضل علی مرحوم
نمبر۵ مساۃ صفیہ مرحومہ بنت
نمبر۶ سید خلیل الرحمن مرحوم
نمبر۷ سید محمد آفاق مرحوم
نمبر۸ سید نصیب شاہ مرحوم
نمبر۹ سید محبوب مرحوم
نمبر۱۰ سید عبدالرحمن مرحوم
نمبر۱۱ سید سلطان مرحوم
نمبر۱۲ سید شہاب الدین مرحوم
نمبر۱۳ سید شمس الدین مرحوم
نمبر۱۴ سید محمود مرحوم
نمبر۱۵ سید صلاح الدین مرحوم
نمبر۱۶ سید کبیرالدین مرحوم
نمبر۱۷ سید حمید مرحوم
نمبر۱۸ سید اسحاق مرحوم
نمبر۱۹ سید فضل اللہ مرحوم
نمبر۲۰ سید یوسف مرحوم
نمبر۲۱ سید نظام مرحوم
نمبر۲۲ سید علی مرحوم
نمبر۲۳ سید محمد اشرف مرحوم
نمبر۲۴ سید محمد اعرج مرحوم
نمبر۲۵ سید احمد الشکی مرحوم
نمبر۲۶ سید موسیٰ زکی رح
نمبر۲۷ سید امام محمد تقی رح
نمبر۲۸ سید موسیٰ علی رضا رح
نمبر۲۹ سید امام موسیٰ کاظم رح
نمبر۳۰ سید امام جعفر صادق رض
نمبر۳۱ امام محمد باقر رض
نمبر۳۲ امام زین العابدین رض
نمبر۳۳ امام حسین رضی اللہ عنہ شہید
نمبر۳۴ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نمبر۳۵ ابو طالب
نمبر۳۶ عبدالمطلب

مولوی افضل علی مرحوم

بن مولوی فضل علی مرحوم ساکن خواجہ کلان گھاٹ منحلات شہر پٹنہ آپ کے پانچ بیٹے ہوے (اول) مولوی شرف الدین مرحوم یہ لاولد رخصت ہوے - (دوم) مولوی اسمعیل مرحوم زوج مسماۃ فہمین بنت مولوی احمد علی مرحوم ساکن ڈمری - انکے ایک بیٹا مولوی احمدی مرحوم اور ایک بیٹی کبیرن زوجہ سید سعید الدین ساکن موضع نظام پور ضلع گیا ہوئین - مولوی احمدی کے ایک بیٹا شمس العرب اور مسماۃ کبیرن کے تین بیٹے ہوے سید مظاہر حسن وسید مولوی دلاور حسن وسید حکیم مولوی محافظ حسن سلمہم (سوم) جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم - انکی شادی مسماۃ فضل النسار مرحومہ بنت شاہ ابو تراب مرحوم ساکن محلہ نمو ہیہ سے ہوئی - انکے تین بیٹے ہوے مولوی عبد القادر صاحب سلمہ اللہ تعالے حال مقامی گیا اور حافظ ابو محمد مرحوم انھون نے لاولد رحلت کی - فضل اللہ کہ سات آٹھ برس کی عمر مین مہد مادر کو چھوڑ کر راہی علیین ہوے - (چہارم) جناب مولوی محمد فرید صاحب مدظلہ العالی انکی تین شادیان ہوئین - اول مسماۃ فضل النسار مرحومہ بنت شاہ ابو تراب مرحوم موصوف الصدر انسے کوئی اولاد نہین ہوئی - بہت قلیل عرصہ زندہ رہکر اس قفس خاکی کو چھوڑا اور داخل خلد برین ہوئین - تب دوسری شادی آپ کی مسماۃ شریفۃ النسار بنت سید خیرات علی مرحوم ساکن موضع کروتی ضلع گیا سے ہوئی - یہ بھی لاولد رخصت ہوئین - تب تیسری شادی آپ کی مسماۃ نذیرن مرحومہ بنت میر لبیز علی مرحوم سے ہوئی - انسے ایک بیٹا حکیم مولوی سید عبد الحفیظ سلمہ اللہ تعالے ہوے - انکی شادی مسماۃ امۃ الرسول بنت انور حسین ساکن میران بیگہ ضلع گیا سے ہوئی (پنجم) مولوی فدا حسین صاحب مصنف مرحوم آپ کی تین شادیان ہوئین - محل اولی مسماۃ منیرن مرحومہ بنت میر تراب علی مرحوم انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور شش ماہہ گذر گئی بعد وفات انکے محل ثانیہ مسماۃ مانی مرحومہ بنت شاہ وجہ اللہ مرحوم انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور دو سالہ قضا کی محل ثالثہ غیر برادری انسے پانچ اولادین ہوئین تین بلا شادی گذر گئے دو موجود ہین مبارک حسین وکاظم حسین سلمہا اللہ تعالی -

نقشہ آپ کی اولاد کا حسب ذیل ہے



نسبنامہ عزیزی سید محمد یوسف سلمہ

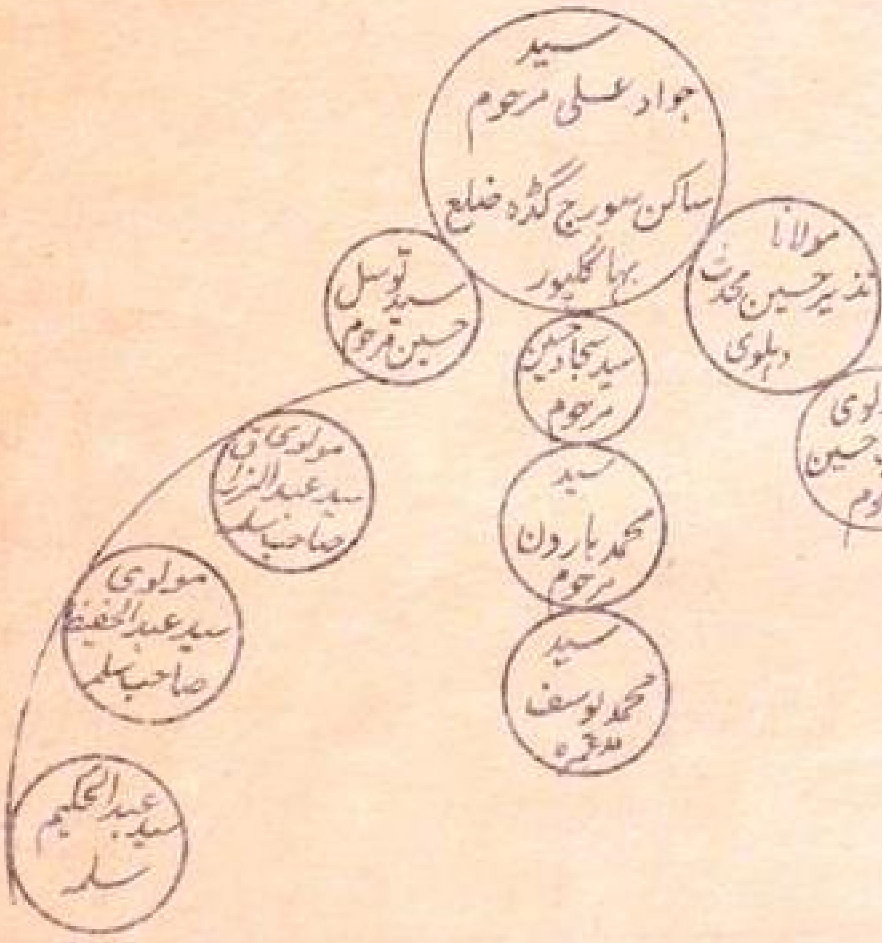
ساکن سور جگدہ ضلع بھاگلپور بن سید محمد ہارون بن سید سجاد حسین مرحوم

نمبر۴	سید جواد علی مرحوم	نمبر۷	سید مجتہد مرحوم
نمبر۵	سید عظمت اللہ مرحوم	نمبر۸	سید ماہرو مرحوم
نمبر۶	سید اللہ بخش مرحوم	نمبر۹	سید محبوب مرحوم

نمبر۱۰	سید قطب الدین مرحوم	نمبر۲۶	سید ابوالفرح مرحوم
نمبر۱۱	سید ہاشم مرحوم	نمبر۲۷	سید امام حسن عسکری رح
نمبر۱۲	سید چاند مرحوم	نمبر۲۸	سید امام نقی رح
نمبر۱۳	سید معروف مرحوم	نمبر۲۹	سید امام تقی رح
نمبر۱۴	سید بودھن مرحوم	نمبر۳۰	امام موسی الرضا رح
نمبر۱۵	سید حاجی یونس مرحوم	نمبر۳۱	امام موسی کاظم رح
نمبر۱۶	سید بزرگ مرحوم	نمبر۳۲	امام جعفر صادق رح
نمبر۱۷	سید زیرک مرحوم	نمبر۳۳	امام محمد باقر رح
نمبر۱۸	سید رکن الدین مرحوم	نمبر۳۴	امام علی زین العابدین رح
نمبر۱۹	سید جمال الدین مرحوم	نمبر۳۵	امام حسین شہید رض
نمبر۲۰	سید احمد مرحوم	نمبر۳۶	حضرت علی خلیفہ چہارم رضی اللہ تعالی عنہ
نمبر۲۱	سید محمد مرحوم	نمبر۳۷	ابی طالب
نمبر۲۲	سید محمود مرحوم	نمبر۳۸	عبدالمطلب
نمبر۲۳	سید داؤد مرحوم	نمبر۳۹	ہاشم
نمبر۲۴	سید فضل مرحوم	نمبر۴۰	عبدمناف
نمبر۲۵	سید فضیل مرحوم	نمبر۴۱	قصیٰ

سید جواد علی مرحوم کے تین بیٹے (اول) جناب مولانا شیخ المحدثین بیہقی زمان دارقطنی دوران شمس العلما محمد نذیر حسین مدظلہ و دامت شموس انوارہ علی رؤس الطالبین جواب عرصہ زائد از پنجاہ سال سے مقیم دہلی ہین - (اور دوسرے) سید سجاد حسین مرحوم اُنکے ایک بیٹا سید محمد ہارون مرحوم - اُنکے ایک بیٹا عزیزی محمد یوسف مدعمرہ فی طاعۃ ربہ (سوم) سید توسّل حسین مرحوم - انکے تین بیٹے ہوے مولوی سید عبدالرزاق صاحب سلمہ اللہ تعالے و مولوی سید عبدالحفیظ صاحب سلمہ اللہ تعالی و عزیزی سید عبدالحکیم مدعمرہ فی طاعۃ اللہ تعالی چنانچہ بتاریخ بارھوین جمادی الاخری ۱۳۱۵ھ تیرہ سو پندرہ ہجری

مطابق آٹھوین نومبر ۱۸۹۹ء اٹھارہ سو ننانوے عیسوی مین شادی عزیزی سید عبدالحکیم موصوف کی سماۃ کبریٰ مرحومہ بنت شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم سے ہوئی - یہ لڑکی قریب دو برس کے زندہ رہکر بتاریخ پندرھوین شعبان ۱۳۱۷ھ تیرہ سو سترہ ہجری مین داخل جنت الفردوس ہوئی - اور عزیزی سید محمد یوسف مدعمرہ کی شادی ساتھ سماۃ آسیہ مدعمرہا بنت حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب سلمہ اللہ تعالی کے ہوئی - چنانچہ بتاریخ ساتوین شعبان ۱۳۱۶ھ تیرہ سو سولہ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء اٹھارہ سو اٹھانوے عیسوی مین اس عزیز کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا - اُسکا نام محمد یونس رکھا گیا - مدعمرہ فے طاعۃ اللہ تعالے - نقشہ اُسکا یہ ہے -



خاتمہ

اسمین شجرۂ بیعت خاندانی و چند امور متفرق کا بیان ہے - **شجرہ** جناب حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب بریلوی لا زالت برکاتہ علے رؤس الطالبین - المفتقر الی اللہ الکریم - ابوالفتح محمد عبدالرحیم عفی اللہ عنہ عارف رموز خفی و جلی حضرت مولانا **ولایت علی** و مولانا **عنایت علی** و مولانا **فرحت حسین** و مولانا شاہ **محمد حسین** قدس اللہ اسرارہم خلفاے امیر المومنین امام اوحد حضرت **سید احمد**

133

مجدد مأۃ ثالث عشر مازالت برکاتہم خلیفہ سند المحدثین خاتم المفسرین حضرت **شاہ عبدالعزیز** محدث دہلوی رح خلیفہ حجۃ اللہ علی العالمین قطب الملۃ والدین **شاہ ولی اللہ** محدث دہلوی رح خلیفہ حضرت والد بزرگوار خود مولانا **شاہ عبدالرحیم** قدس اسرارہم۔

	طریقہ عالیہ چشتیہ	طریقہ عالیہ قادریہ	طریقہ نقشبندیہ ومجددیہ
۵	آپ شیخ رفیع الدین احمد رح کے	آپ سید عبداللہ اکبرآبادی کے رح	آپ سید عبداللہ اکبرآبادی رح کے
۶	آپ شیخ قطب عالم رح کے	آپ سید آدم رح بنوری کے	آپ سید آدم رح بنوری کے
۷	آپ شیخ نجم الحق چاہین لدہ کے رح	آپ امام مجدد الف ثانی احمد رح سرہندی کی	آپ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے
۸	آپ شیخ عبدالعزیز کے رح	آپ اپنے والد شیخ عبدالاحد رح کے	آپ خواجہ باقی باللہ رح کے
۹	آپ قاضی یوسف خان ناصحی کے رح	آپ شاہ کمال رح کے	آپ خواجہ مکنگی رح کے
۱۰	آپ شیخ حسن طاہر کے رح	آپ شاہ فضیلی رح کے	آپ مولانا درویش محمد کے
۱۱	آپ سید راجہ حامد شاہ کے رح	آپ شاہ گدا رحمان رح کے	آپ مولانا زاہد رح کے
۱۲	آپ شیخ حسام الدین مانکپوری کے رح	آپ سید شمس الدین عارف رح کے	آپ خواجہ عبیداللہ احرار رح کے
۱۳	آپ خواجہ نور قطب عالم کے رح	آپ سید گدا رحمان بن ابی الحسن رح کے	آپ مولانا یعقوب رح چرخی کے
۱۴	آپ شیخ علاء الحق کے رح	آپ شیخ شمس الدین صحرائی رح کے	آپ خواجہ بہاء الدین نقشبندی رح کے
۱۵	آپ اخی سراج کے رح	آپ سید عقیل رح کے	آپ خواجہ محمد باباسماسی رح کے
۱۶	آپ سلطان الاولیاء نظام الدین کے رح	آپ سید بہاء الدین رح کے	آپ خواجہ علی رامیتنی رح کے
۱۷	آپ امام الزاہدین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کے رح	آپ سید عبدالوہاب رح کے	آپ خواجہ محمود الخیر فغنوی رح کے
۱۸	آپ خواجہ قطب الدین کاکی کے رح	آپ سید شرف الدین قتال رح کے	آپ خواجہ عارف ریوگری کے
۱۹	آپ خواجہ معین الدین چشتی کے رح	آپ سید عبدالرزاق رح کے	آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح کے
۲۰	آپ خواجہ عثمان ہارونی رح کے	آپ حضرت محی الدین سید عبدالقادر کے	آپ خواجہ یوسف ہمدانی رح کے
۲۱	آپ حاجی شریف زندنی رح کے	آپ شیخ ابوسعید مخدومی کے	آپ خواجہ ابوعلی فارمدی رح کے

٢٢	آپ خواجہ مودود چشتی رح کے	آپ شیخ ابوالحسن قریشی کے	آپ امام ابوالقاسم قشیری رح کے
٢٣	آپ خواجہ یوسف چشتی رح کے	آپ شیخ ابوالفرح طرطوسی کے	آپ شیخ ابوعلی دقاق رح کے
٢٤	آپ خواجہ محمد رح چشتی کے	آپ شیخ ابوالفضل عبدالواحلی کے	آپ شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی رح کے
٢٥	آپ خواجہ ابواحمد چشتی رح کے	آپ شیخ عبدالعزیز رح یمنی کے	آپ شیخ ابوبکر شبلی رح کے
٢٦	آپ خواجہ ابواسحاق چشتی رح کے	آپ شیخ ابوبکر شبلی رح کے	آپ سیدالطائفہ جنید بغدادی رح کے
٢٧	آپ خواجہ شیخ علو دینوری رح کے	آپ سیدالطائفہ جنید بغدادی رح کے	آپ شیخ ابوالحسن سری سقطی رح کے
٢٨	آپ خواجہ ابوہبیرہ بصری رح کے	آپ شیخ ابوالحسن سری سقطی کے	آپ شیخ معروف کرخی رح کے
٢٩	آپ خواجہ حذیفہ مرعشی رح کے	آپ شیخ معروف کرخی رح کے	آپ امام علی رضا رح کے
٣٠	آپ حضرت ابراہیم ادھم رح کے	آپ امام علی رضا رح کے	آپ امام موسی کاظم رض کے
٣١	آپ فضیل بن عیاض رح کے	آپ موسیٰ کاظم رض کے	آپ امام جعفر صادق رض کے
٣٢	آپ عبدالواحد بن زید رح کے	آپ امام جعفر صادق رض کے	آپ قاسم ابن محمد رض کے
٣٣	آپ حضرت حسن بصری رح کے	آپ امام محمد باقر رض کے	آپ حضرت سلمان فارسی رض کے
٣٤	آپ امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے	آپ امام زین العابدین رض کے	آپ امیرالمومنین خلیفہ اول ابوبکر صدیق رض کے
٣٥	آپ امام الانبیا سید ولد آدم محمد مصطفے صلعم کے	آپ حضرت امام حسین شہید علیہ السلام کے	آپ سید ولد آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفے صلعم کے
٣٦		آپ امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے	
٣٧		آپ سید الانبیا احمد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے	

شجرۂ قدیمہ خاندان محلہ منوہیں و دیورہ و بھاگلپور۔

نمبر۱ حضرت جناب شاہ محمد حسین قدس سرہ منوہیوی	نمبر۴ حضرت شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہ
نمبر۲ حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ	نمبر۵ حضرت شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہ
نمبر۳ حضرت شاہ ابوالبرکات محمد عزیز قدس سرہ	نمبر۶ حضرت شاہ ابوالبرکات محمد فائق رح دیوروی

نمبر ۷	حضرت شاہ باز محمد بھاگلپوری قدس سرہ	نمبر ۲۴	شیخ ابوالحسین علی القرشی قدس سرہ
نمبر ۸	حضرت مخدوم سید محمد یونس قدس سرہ چشتی	نمبر ۲۵	خواجہ محمد بن خواجہ یوسف طرطوسی رح
نمبر ۹	حضرت مخدوم شاہ وجہ الدین بن سعد اسد علوی قدس سرہ	نمبر ۲۶	شیخ احمد بن شیخ عبدالعزیز یمنی رح
نمبر ۱۰	مخدوم حاجی حمید عرف محمد غوث قدس سرہ	نمبر ۲۷	خواجہ شیخ ابوالقاسم احمد رح
نمبر ۱۱	حضرت مخدوم شاہ ظہور خادمی حضور قدس سرہ	نمبر ۲۸	خواجہ ابوبکر شیخ عبداللہ شبلی رح
نمبر ۱۲	مخدوم ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ	نمبر ۲۹	سیدالطائفہ خواجہ جنید بغدادی رح
نمبر ۱۳	مخدوم شاہ محمد فاضل قادری قدس سرہ	نمبر ۳۰	خواجہ سری سقطی رح
نمبر ۱۴	حضرت شیخ عبدالوہاب قادری قدس سرہ	نمبر ۳۱	خواجہ معروف کرخی رح
نمبر ۱۵	حضرت شیخ عبدالرؤف قادری قدس سرہ	نمبر ۳۲	امام محمد علی موسی رضا رض
نمبر ۱۶	حضرت شیخ محمود قادری قدس سرہ	نمبر ۳۳	امام موسی کاظم رض
نمبر ۱۷	حضرت شیخ عبدالغفار صدیقی قدس سرہ	نمبر ۳۴	حضرت امام جعفر صادق رض
نمبر ۱۸	حضرت شیخ محمد قادری قدس سرہ	نمبر ۳۵	حضرت امام محمد باقر رض
نمبر ۱۹	حضرت شیخ علی چشتی قدس سرہ	نمبر ۳۶	حضرت امام علی زین العابدین رض
نمبر ۲۰	حضرت شیخ جعفر احمد چشتی قدس سرہ	نمبر ۳۷	حضرت سبط امام حسین شہید رض
نمبر ۲۱	حضرت شیخ ابراہیم چشتی قدس سرہ	نمبر ۳۸	حضرت امام الاولیاء خلیفہ چہارم علی کرم اللہ وجہہ
نمبر ۲۲	حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رح بن شیخ المشائخ ابو صالح محمد موسیٰ	نمبر ۳۹	حضرت سید ولد آدم امام الانبیاء احمد مجتبیٰ صلعم
نمبر ۲۳	حضرت ابوالخیر ابوسعید مبارک حسنی المخزومی قدس سرہ		

محمد مصطفے خاتم النبیین رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وعلے جمیع عباداللہ الصالحین وعنامعھم برحمتك یا ارحم الراحمین ۔

نقل بعض مضامین از بیاض جناب حکیم محمد نصیر صاحب سلمہ اللہ تعالے ۔ شیخ شہاب الدین جگجوت رح شاہزادۂ کاشغر بودند ترک سلطنت کردہ بذوق الٰہی مشغول شدند وبعد چندے در حضرت شیخ شہاب الدین رح

سهروردی بیعت حاصل کردند و زوجهٔ شان که نام ملکه خاتون بود نیز بیعت حاصل نمودند و نام ملکه خاتون بملکه جهان
نیز مشهور است پس شیخ شهاب الدین جگجوت رح به بلاد هند تشریف آوردند قصه مختصر اینکه پیر جگجوت را چهار دختر
بودند۔ بی بی رضیه معروف بڑی بوا از حضرت احمد یحییٰ منیری منسوب شدند۔ (دوم) دختر شان بی بی حبیبه
از سید موسیٰ همدانی منسوب شدند۔ ازان یک پسر مخدوم احمد چرم پوش تیغ برهنه که مزار شان محله انبیر قصبه
بهار است تولد شدند۔ مخدوم احمد چرم پوش را یک پسر شاه عبد الستار و ازان دو پسر ملا امان الله و ملا شکر الله رح
(سوم) دختر شان بی بی هدیه معروف بی بی کمال از شاه سلیمان لنگر زمین بن شاه عبد العزیز منسوب شدند۔
ازان یک پسر مخدوم شاه عطاء الله رح و یک دختر بنام مادر خود مزار شان بموضع کاکو است ازان یک پسر
شاه حسین غریب دهوکر پوش شدند۔ (چهارم) دختر۔ بی بی جمال از شاه حمید الدین پسر مخدوم شاه آدم صوفی
که مزار شان بمقام چهلی است منسوب شدند۔ ازان یک پسر مخدوم شاه نعیم الله سفید باز مزار شان بر حوض
علاء الدین جنوب از درگاه مخدوم الملک بهار است حضرت پیر جگجوت بن حضرت سلطان محمد تاج بن سلطان
شاه احمد بن سلطان سید ناصر الدین بن سلطان یوسف بن سلطان سعید حسن بن سلطان سید قاسم بن سلطان
سید موسیٰ بن سلطان سید حمزه ابن سید داؤد ابن سید رکن الدین ابن سید قطب الدین ابن سید اسحاق ابن
سید اسمٰعیل ابن امام جعفر صادق رض ابن امام محمد باقر رض ابن امام زین العابدین الی آخره بودند۔ مخدوم
شاه نعیم الله سفید باز ابن مخدوم حمید الدین ابن مخدوم آدم صوفی ابن سید ابراهیم ابن سید جلال الدین
ابن سلطان حسن ابن سید محمود ابن سلطان ابراهیم ادهم بلخی ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن سید اسحاق
ابن زید شهید ابن حضرت زین العابدین الی آخره بودند۔ و حضرت امام محمد تاج فقیه و امام محمد غزالی
از مدینه بهند تشریف آوردند و به منیر اسقامت ورزیدند بعد مدت اسرائیل و اسمٰعیل پسران را بمنیر داشته بمدینه
تشریف بردند۔ درین عرصه زوجهٔ امام محمد تاج فقیه رحلت کردند امام موصوف از خواهر اهل خانه خود
نکاح کردند ازان یک پسر شیخ عبد العزیز تولد شدند۔ بعد بلوغ از مدینه تشریف آوردند پس امام مذکور
را سه پسر شدند۔ شیخ اسرائیل پسر اول را یک پسر مخدوم احمد یحییٰ منیری شدند ازایشان چهار پسر
شدند۔ شیخ شرف الدین بهاری و شیخ جلال الدین و شیخ خلیل الدین و شیخ حبیب الدین ۔
و شیخ اسمٰعیل پسر دوم را چهار پسر منهاج الدین لاولد شیخ ضیاء الدین لاولد و شیخ صلاح الدین و شیخ ابراهیم
شیخ صلاح الدین را یک پسر شاه قاضی شطاری مزار شان بضلع ترهت است ازایشان دو پسر

شاه مخدوم و شاه ابوالفتح سرمست مزارشان بموضع ننگول است قریب حاجی پور لاولد و شاه مخدوم را
یک پسر دیوان شاه علی و شیخ ابراهیم که پسر شیخ اسمعیل اند از ایشان یک پسر عیسی فرزندان ایشان
بموضع کجاوان هستند و از شیخ عبدالعزیز دو پسر شیخ جلال الدین منیری و شیخ سلیمان لنگر زمین
و از جلال الدین منیری یک پسر مخدوم شاه شعیب مزارشان شیخپوره است و شیخ سلیمان لنگر زمین
را یک پسر شاه عطاء الله مزارشان بموضع کجاوان است و یک دختر بی بی کمال مادر شاه حسین دهوکر پوش
و شاه عطاء الله را شش پسر سراج الدین شمس الدین صلاح الدین تاج الدین شریح الدین قطب الدین
سراج الدین را یک پسر شاه احمد و ازان یک پسر شاه نظام الدین و ازان یک پسر شاه محمد حاجی
ہایشان سه پسر شاه محمد مظفر شاه فضل از محل اولی و شاه کبیر الدین از محل ثانیه و شاه محمد مظفر را یک پسر
شاه ابراهیم بایشان یک پسر حاجی محمود دانشمند مزارشان بقصبه باڑھ است و شاه حسین را سوای
پسر دو دختر نیز بودند۔ دختر اول از شیخ زکی الدین بن مخدوم شرف الدین بهاری منسوب بودند دختر
دوم از مخدوم بدر عالم زاهدی منسوب بودند۔ و مخدوم زکی الدین بن حضرت شاه شرف الدین بهاری
را یک دختر بی بی بارکه از شاه وحید الدین جلدکش منسوب بودند شاه وحید الدین بن شاه علاء الدین بن
سید حسین بن سید عباس بن سید موسی بن سید محمد تقی بن علی موسی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق
بن محمد باقر بن زین العابدین الخ ولد مولوی واعظ الحق مرحوم ساکن محله بخشی قریب بی بی باڑی
منحلات شهر پتنه ثم مهاجر مکه معظمه ولد مولوی امین الحق ولد مولوی کمال الحق بن ملا غلام یحیی بن ملا
غلام اشرف بهاری بن ملا عبدالرقیب بن ملا عبدالحلیم بن ملا عبدالشکور ۔ ملا غلام اشرف از بی بی
سوده بنت شاه نظام الدین بهاری منسوب بودند و ملا غلام یحیی از بی بی حمیده بنت حاجی سید محمد
منسوب بودند و ازین چهار پسر شیخ احمد و شیخ جمال الحق و شیخ اسعد و مولوی کمال الحق و دو دختر بی بی بیگو
زوجه میر مظهر علی لاولد و بی بی سهمو زوجه مولوی رحمان حسین پسر قاضی محمد حسین و بی بی سهمو را دو پسر
یک قاضی اصغر حسین پدر قاضی عابد حسین پدر قاضی یوسف حسین زوج مسماة کنیز فاطمه بنت شیخ شمس الدین حسن
ساکن مغلپوره و دوم شاه درگاهی و یک دختر بی بی دهوبن زوجه میر اشرف علی و دختر کلان بی
بی بی وحدو زوجه میر یار علی پسر مهدی ۔ و دختر جواد بی بی نجو زوجه قاضی محمد علی بن قاضی غلام
بن قاضی سید احمد که یکی از سادات باره بودند قاضی سید محمد را سه پسر قاضی سید حسین لاولد

دوم قاضی سید عوض ازان یک پسر قاضی شرف جہان پدر قاضی احمد علی و پدر قاضی محمد اجمل ساکن
قصبہ باڑھ کہ از مسماۃ شہراتن بنت مولوی سید قادر احمد منسوب شدند سوم قاضی غلام اشرف ازان
یک پسر قاضی محمد علی پدر قاضی محمد تقی ساکن قصبہ باڑھ ۔ و قاضی محمد عوض را پنج دختر بودند بی بی علیمن
مادر میر ڈوما و بی بی واصلہ مادر میر ابو القاسم پدر مولوی سید قادر احمد مرحوم مذکور و بی بی مہرن
زوجہ میر لطف علی ساکن موضع آنگلہ ضلع گیا و بی بی حسینن زوجہ میر حاتم علی ساکن موضع ادبھر ضلع ترہت
و بی بی بچو زوجہ مولوی کمال الحق ۔ و بی بی علیمن را یک پسر میر ڈوما و یک دختر بی بی بھوجا خوشدامن
مولوی عبد الغنی ساکن پھلواری ۔ و شیخ احمد پسر کلان ملا غلام یحیی از بنت قاضی حسن رضا موسومہ
بی بی انبا منسوب بودند ازان یک دختر بی بی واصلہ زوجہ قاضی اصغر حسین پسر بی بی محمود مذکورہ ۔
و شیخ جمال الحق را دو پسر شیخ مدد علی ازیشان یک پسر شیخ منعم الحق عرف گھسیٹا ساکن قصبہ باڑھ ازیشان
دو پسر احمد حسین داماد مولوی وجیہہ ساکن پھلواری و محمد اسحاق داماد میر جنگی حاجی پوری پسر دوم شیخ
جمال الحق میان کمو داماد شیخ دھومن ساکن موضع بلیا ضلع ترہت ازیشان یک پسر مولوی کمال الحق
جد مولوی واعظ الحق از بی بی بچو رہ بنت قاضی محمد عوض منسوب بودند ازیشان دو پسر مولوی امین الحق
و قاضی بشیر الحق کہ از خواہر قاضی محمد تقی منسوب بودند لاولد و چہار دختر یکے بی بی دلھن کہ از قاضی محمد علی
منسوب بودند لاولد و بی بی چھارن زوجہ شیخ مدد علی مذکور سوم جدہ فاسدہ میر مظہر علی کہ بقصبہ باڑھ
موجودانہ ۔ مادر میر مظہر علی زوجہ اولی میر ابو القاسم مذکور بودند ۔ چہارم شاہ احسان علی پدر لطافت حسین
اوشان پدر ابو الحسن ساکن شیخپورہ ۔ و مولوی امین الحق را دو پسر مولوی اکرم الحق کہ از خواہر محمد منعم الحق
موسومہ بی بی عیدن منسوب بودند ۔ ازان دو پسر قاضی محمد ابراہیم داماد قاضی محمد تقی ساکن محلہ نمونیہ
لاولد دوم قاضی محمد اسمعیل و یک دختر زوجہ شاہ غلام شرف برادر خورد شاہ علیم الدین ساکن راے پورہ
ازان یک دختر مسماۃ بتولن ۔ و قاضی محمد اسمعیل را از محل اولی کہ صبیہ قاضی اسعد علی دولت پوری بودند
یک پسر قاضی محمد حمید مرحوم و از محل ثانیہ کہ صبیہ شاہ علیم الدین مذکور بودند یک پسر محمد رشید ۔ و مولوی
واعظ الحق پسر دوم مولوی امین الحق از دختر کلانی شاہ یار علی ساکن موضع برایان منسوب بودند ۔ ازان
یک پسر مولوی حمید الحق و یک دختر مسماۃ مدینہ کہ با پسر خورد قاضی طہارت التوحید مسمی سید امین الدین
منسوب بودند ازان یک پسر امین الدین لاولد و یک دختر مسماۃ ہاجرہ ۔ مولوی واعظ الحق را دو مہر

کلانی زوجہ شیخ نوازش حسین ساکن موضع اتھوہ ازان یک پسر شیخ ولایت حسین۔ داماد مولوی الہی بخش مرحوم صادق پوری۔ ازان یک پسر شیخ عبدالصمد مرحوم ازان یک پسر شیخ عبدالماجد مرحوم ازبطن غیر برادری وسہ دختر۔ شریفن۔ حمیدن۔ حفیظن۔ ودختر خرد مولوی امین الحق مسماۃ وصیفن زوجہ قاضی محمد تقی ساکن محلہ نموہیہ ازان یک دختر مسماۃ زینب زوجہ قاضی محمد ابراہیم مذکور لا ولد ویک پسر مولوی عبدالعزیز داماد قاضی قمر علی مہدانوان ازان یک پسر شیخ عبدالحی داماد حکیم وجاہت حسین پسر حکیم احمد علی صادقپوری۔

معذرت یہ عبارت جو اوپر منقول ہوئی جابجا سے بے ربط ہی اور ایک کا دوسرے سے لگاؤ نہین تھا۔ ہرچند سعی وکوشش کی کہ اسکو صحیح ومربوط کردون بعض جگہ کچھ خفیف کامیابی بھی ہوئی مگر اکثر جگہ گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ ناچار نقل مطابق اصل کر دیا حضرات ناظرین مؤلف عفی عنہ کو اسمین معذور تصور فرماوین۔ اور چونکہ اس منقول عنہ مین بعض اہل برادری کا تذکرہ ہی کہ جسکا پتہ عمدہ طور سے سلسلہ وار جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون نہین ملا۔ اور ان لوگون کا ذکر بالکل ترک کر دینا بھی قرین مصلحت نہین سمجھا۔ لہذا بفحوائے مالایدرک کلہ لایترک کلہ یہان نقل کر دیا ہی۔

انتباہ اے حضرات ناظرین آپ کو اپنی عالی خاندانی اور شرافت نسبی پر ہرگز تکبر وغرور وفخر نکرنا چاہیے۔ جائے غور ہی کہ آخر یہ شرافت آئی کہان سے کل بنی نوع انسان شریف وزریل سب ایک ہی مشت خاک اور ایک ہی قطرۂ ناپاک کے بنے ہوے ہین۔ پھر اسوقت بھی لوازمۂ بشری مثل بھوک اور پیاس اور پاخانہ اور پیشاب وغیرہ مین کل بنی آدم کیا شریف کیا زریل سب مساوی طور پر حصہ لے رہے ہین۔ پھر یہ شرافت وعالی نسبی کیا چیز ہے اصل یہ ہی کہ اگر قوم مین سے کسی ایک نے خدا کو پہچانا اور اُسکے حکمون کی بجاآوری کی۔ اور عمل صالح کیا۔ اور منکرات ومنہیات سے بچا وہ شریف اور سید کہلایا۔ اُسی کی بدولت اُسکی اولاد بھی سید وشیخ کہلانے لگی۔ کہ جسکے معنی سردار قوم کے ہین۔ بس اس بیان سے معلوم ہوا کہ اعمال نیک ہی سے آدمی شریف ہوتا ہی اور بد کرنے سے زریل وکمینہ جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند خاص کا حال کہ اللہ تعالے قرآن مین اُسکی نسبت یون فرماتا ہے۔ انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح دیکھو اسجگہ اللہ تعالی نے اُنکے بیٹے کو بسبب بدکرداری اُسکے اُنکے اہل سے خارج کر دیا اور دوسری جگہ اللہ تعالے قسم کھا کر فرماتا ہی والعصر ان الانسان

لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے زمانہ کی کہ تمام انسان
نقصان مین ہین - مگر جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے اچھے آخرت مین بھی جہنم سے چھٹکارا اعمال
صالح ہی سے ہوگا - نہ شرافت نسبی سے جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حکم ہوا وانذر
عشیرتک الاقربین - آپنے اپنے تمام قرابت مندون کو اور کل قریش کو جمع کیا اور خطبہ کیا ہر ایک قبیلہ کا
نام لے لے کر ڈرایا اور اپنے خاص برادری والون کا نام لیکر ہر ایک کو ڈرایا اور فرمایا یا بنی ھاشم
انقذوا انفسکم من النار یا بنی عبد المطلب انقذوا انفسکم من النار یا فاطمۃ انقذی
نفسک من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئا - غیر ان لکم رحما سابلھا ببلالھا
رواہ مسلم اور متفق علیہ مین ہے - قال یا معشر قریش اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من اللہ
شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس ابن عبد المطلب لا اغنی عنک
من اللہ شیئا ویا صفیۃ عمۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئا ویا فاطمۃ بنت
محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا - جبکہ سید ولد آدم محبوب رب العالمین
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی محبوبہ صاحبزادی سیدۃ نساء اہل الجنہ کو صاف فرما دیا کہ بغیر عمل صالح مین
تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا تب پھر ہم لوگون کا جو بیسون پشت بعد پیدا ہوے ہین کہان ٹھکانا ہے -
اور اللہ پاک نے صاف فرما دیا ہے یوم ینفخ فی الصور فلا انساب بینھم جسدن پھونکا جاویگا صور مین
تو نسب کچھ کام نہ آویگا - الحضرات ناظرون اس تالیف کا یہ موضوع و منشا نہین ہے کہ آپ اسکو پڑھکر
اپنی عالی خاندانی و والا نسبی پر فخر کرین - حاشا وکلا ثم حاشا وکلا بلکہ مقصود اصلی وعلت غائی اس تالیف
کی یہ ہے - کہ حکم نبوی صلعم کو بجا لاؤن جیسا قال عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاھل مثراۃ فی
المال منساۃ فی الاثر اخرجہ الترمذی - مین نے اس حکم کی بجا آوری مین دور و دراز کے
شہرون و قصبون اور دیہاتون سے لاکر تمام اہل برادری کو ایک سطح پر آپکے آنکھون کے سامنے جمع کر دیا
اور آپ اپنے برادری والون کو پہچانین اور انکے ساتھ صلہ رحم کرین اور اللہ تعالےٰ اسکا نفع دنیا وعقبی
مین آپ کو بخشے اور در صورت خلاف اسکے حدیث شریف مین وعید سخت آئی ہے - چنانچہ آپنے فرمایا ہے
الرحم شجنۃ من الرحمن من وصلھا وصلہ اللہ ومن قطعھا قطعہ اللہ اے میرے پیارو

اللہ سے ڈرو اور صلہ رحم کرو تو بموجب بشارت اس حدیث کے مستحق صلہ رب العالمین کے ہو آج کل کا وہ
زمانہ ہی کہ نفاق شقاق گھر گھر مین پھیلا ہوا ہی ۔ بھائی کو بھائی سے اور بیٹے کو باپ سے اور جورو کو شوہر
سے مخالفت و عداوت و دشمنی پڑی ہوئی ہے ایک دوسرے کی تکلیف دہی و آزار رسانی مین ہمہ تن
شب و روز مصروف ہی ۔ خدا سے نہین ڈرتے کہ فرمایا ہی جسنے قطع رحم کیا اللہ اُس سے قطع کریگا ۔
نعوذ باللہ منہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔

التماس ۔ یہ نسب نامہ چودہ پندرہ برس کی محنت شاقہ مین جابجا سے جمع کیا گیا ہی ۔ کہ جسکا حوالہ بھی اکثر جگہ
دیدیا گیا ہی کیونکہ ہمارے گھر کا کتب خانہ و فرامین شاہی و نسب نامہ وغیرہ سب تلف ہو گیا جسکا ذکر اوپر دیباچہ
ہو چکا ہی لہذا مجھکو دوسرے لوگون کی دریوزہ گری کرنی پڑی ۔ پس اگر کہین اسمین غلطی واقع ہوئی ہو تو براہ عنایت
و کرم قلم اصلاح سے مزین فرماوین یا فقیر کو اطلاع بخشین کہ مین خود اُسکی تصحیح کر دون ۔ اور عیب چینی کو کام
مین نہ لاوین کہ انسان سے خطا ہوتی ہی ہی ۔ یہ لازمہ بشری ہی خصوصًا ایسی حالت مین کہ باعث لحوق
عوارض و توالی ہموم و غموم و تواتر حوادث جانکاہ دل و دماغ بالکل از کار رفتہ ہو رہے ہین ۔ نسیان بدرجہ
غایت غالب ۔ ہاتھون مین رعشہ کہ اپنے ہاتھ سے لکھنا نہایت مشکل وہ بھی دو چار سطر سے زیادہ نہین ۔
بصارت مین ضعف مصنفین و مولفین کا دستور ہی ۔ کہ ہاتھ مین قلم و کاغذ لیے ہوے بیٹھے ہین اور مضمون
سوچ رہے ہین جب کوئی بات خیال مین آئی ۔ فی الفور اُسکو لکھ لیا ۔ پھر اُسکے بعد بھی اُسمین محو و اثبات
کرتے رہتے ہین ۔ زیادت و نقصان عمل مین لاتے رہتے ہین ۔ مجکو یہ سب میسر نہین ۔ مین دوسرے کا
محتاج جب کوئی بات یاد آئی کاتب موجود نہین اور جب کاتب میسر ہوا وہ بات دماغ سے جاتی رہی
باعث ضعف بصارت نظر ثانی سے بھی مجبور بالجملہ اس قسم کی بہت سی مجبوری اس کتاب کی تحریر کے اثنا مین
میرے پیش پا افتادہ رہی پس اے حضرات وقت ملاحظہ اس کتاب کے جو کوئی غلطی آپ کو معلوم ہو اُسمین
مجھکو معاف رکھین ۔ والعذر عند کرام الناس مقبول ۔ **قصیدہ**

من كان يرغب في النجاة فما له	غير اتباع المصطفى فيما اتى
ذاك السبيل المستقيم وغيره	سبل الغواية والضلالة والردى
فاتبع كتاب الله والسنن التي	صحت فذاك اذا اتبعت هو الهدى
ودع السؤال بكم وكيف فانه	باب يجر ذوي البصيرة للعمى

والتابعون ومن مناهجهم قفا	الذين ما قال النبي صحبه

مناجات

انت المعد لكل ما يتوقع	يا من يرى ما في الضمير ويسمع
يا من اليه المشتكى والمفزع	يا من يرجى للشدائد كلها
امنن فان الخير عندك اجمع	يا من خزائن رزقه في قول كن
فبالافتقار اليك فقري ادفع	ما لي سوى فقري اليك وسيلة
فلئن رددت فاي باب اقرع	ما لي سوى قرعي لبابك حيلة
ان كان فضلك عن فقيرك يمنع	ومن الذي ادعو واهتف باسمه
الفضل اجزل والمواهب اوسع	حاشا لجودك ان يقنط عاصيا
علما وبي وباعلاني واسراري	يا رب ان ذنوبي قد جلت بها
فهب لي ذنوبي لتوحيدي واقراري	انا الموحد لكن المقر بها

حصہ اول ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ تیرہ سو اٹھارہ ہجری میں لکھا گیا تھا بعد اسکے بوجہ وقوع حادثہ جانکاہ اعنی ارتحال برادرم عزیز مولوی عبد الرؤف غفر اللہ لہ ونور مرقدہ کے دل ودماغ بیکار محض ہو گیا۔ کچھ بھی صلاحیت دماغ میں باقی نہ رہی کہ کسی کام پر غور وفکر کرون لہذا تحریر اس کتاب کی چندے موقوف رہی مگر چونکہ اسکا مادہ وماخذ سب تیار وموجود تھا صرف صفحہ کاغذ پر تحریر کرنا باقی تھا لہذا خیال میں یہ بات گذری کہ جب سالہا سال کی دوادوش وتگاپو سے ایک چیز جمع کی گئی ہے۔ تو اسکو ضرور لائق کام کے بنا دینا چاہیے۔ پس الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۹ تیرہ سو انیس ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ کتاب ختم ہوئی۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصلحین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ وصفیہ وحبیبہ وخلیلہ محمد المصطفی واحمد المجتبی شفیع المذنبین ورحمۃ للعلمین ورسول رب العلمین وعلی آلہ واصحابہ وعلی جمیع عباد اللہ الصلحین وعلینا معھم برحمتک یا ارحم الرحمین ۵

ریویو

برکتاب مستطاب تذکرۂ صادقہ

از

مجمع فضائل ومحاسن شاعر باکمال سخنور بیمثال مولوی ابو الکلام محی الدین احمد صاحب آزاد۔ دہلوی مقیم کلکتہ صانہ اللہ عن شرور الحاسد المن جعل کلامہ تذکرۃ الاولی الابصار۔ واودع البواطن القدسیۃ خزائن الاسرار۔ ونصلی علی صاحب الکتاب المبین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
رو پس نہ کرد ہر کہ ازین کاروان گذشت

،، تذکرۃ الاسلاف لتبصرۃ الاخلاف ،، عربی کا ایک اعلی درجہ کا مقولہ ہی جسکا سچا مصداق یہ ،، تذکرۂ اہل صادقپور،، ہے۔ اسکے مولف اس خاندان کے یادگار جناب مولنا عبدالرحیم صاحب صادقپوری ہین۔ جنھون نے اپنی لائف اس کتاب کے صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۵۸ تک درج کی ہی۔

فاضل مولف نے اس تذکرہ مین اس خاندان کی تمام کیفیت اور تمام اہل خاندان کے حالات نہایت عمدگی سے تحریر کیے ہین۔ بالخصوص ایسی حالت مین کہ تمام خاندان کا شیرازہ پریشان ہوچکا ہو۔ اور وقفیت وتحقیق کے بہت کم ذرائع باقی رہگئے ہون۔ اُنکی یہ کتاب نہایت مفید اور خاندان کے بقاے دوام کا عمدہ ذریعہ ہے۔

غور سے دیکھو تو جسقدر یہ تذکرہ عبرت کا یقین دیتا ہو۔ اور جسقدر اس خاندان کے تمام واقعات انسان کی طبیعت کو موثر کرتے ہین۔ غالبًا بہت کم ایسے تذاکر اور ایسے واقعات ہونگے۔

اول تو ،، عروج وزوال ،، کی تصویر جسقدر بہتر اس تذکرہ سے کھنچ سکتی ہو کسی واقعہ سے نہین کھنچ سکتی۔

ایک خاندان کا یہانتک ترقی کرنا کہ دولتِ علم اور دولت و مال مین اُنکی نظیر نہو۔ ہزارون اُنکے جانثار والے
ہون۔ ہزارون جان نثاری کے لیے موجود ہون۔ خاندان کا خاندان ایک موقع پر مسکن گزین ہوجاے۔
اور اتفاقی صورت کا نام "صادقپور" اختیار کرے۔ باوجودیکہ یہ نام ایک شہر کے کسی حصہ سے تعلق
رکھتا ہو مگر اسکی ترقیات جزئی شہرت سے بڑھکر کلی شہرت سے بھی بڑھ جائے۔ علمی حیثیت سے
دیکھو! تو بڑے بڑے مصنف اعلیٰ درجہ کے واعظ خاندان مین موجود ہون۔ دولت کے لحاظ سے
دیکھو تو تمام موجودہ دولتمندون مین اُنکے ڈنکے بجتے ہون۔ پھر یکایک اُس خاندان کا ایسے درجۂ
تنزل مین آپڑنا جس سے اُسکی تمام ترقیات پر پانی پھر جائے۔ یعنی مرے سے بیڑا ہی ڈوب
جائے۔ کوئی نام لیوا نہ نظر آئے۔ کوئی جان نثار جان نثاری نہ کرے۔ خود حاکم وقت بخت برگشتہ
پھر جائے۔ خود اپنے پرائے ہوجائین۔ دم کے دم مین کارخانہ ہی پلٹ جائے۔ اور ایک آنکھ کی طرح
بند کرنے والا جب ایک پل کے بعد آنکھ کھولے۔ تو اُسے بجاے ایک خوبصورت محل کے ایک حشمت کا
لق و دق میدان چٹیل نظر آئے۔ نہ اُسکے سر بفلک محلون کا کچھ نشان معلوم ہو۔ اور نہ اُس صادقپوری
دیوارون کی کچھ یادگار باقی ہو۔ پس ایک انقلابی صورت دیکھنے والے کو حیرتی اور مبہوت بنادے!!!
اے آن صادقپور بہ کجاست! واہل صادقپور بہ کجا اند! نہ مکان را مکینے! و نہ مکین را مکنے!
الٰہی ایںچہ چیست!!

یہ سب کچھ کیون ہوا؟ کس لیے ہوا؟ بس بس! یہ کچھ نہیں معلوم! ہان اُس حکیم علی الاطلاق خالق
دوجہان کی یہ بے انتہا قدرتون مین سے ایک انقلاب کنندہ قدرت ہے۔ کہ اقبال کو تنزل
سے بدل دینا،،! مگر اسکا سبب ظاہری بجز نا اتفاقی کے اور کچھ نہیں قرار پا سکتا!

اب دیکھو! اگر یہ بیان انسان کو اُسکی بے انتہا قدرت کاملہ اور نا اتفاقی کی برائیون کا یقین
دلاتا ہے! اور سننے والے کو کسقدر موثر کرتا ہے! ہان! اگر نہین تو تم ذرا اپنے ہی دل پر ہاتھ رکھکر
دیکھو کہ کیسا کانپ رہا ہے۔ کیسی ہولناک کیفیت پیدا کر رہا ہے! اس سے بہتر اور اس سے
بڑھکر اور کیا حالت موثر ہوگی۔!؟۔

پھر اُس خاندان کے جو پس ماندہ تھے۔ اُنکے ساتھ کسطرح یہ فلک کجرفتاری سے پیش آیا؟ وہ کونسی
مصیبت تھی کہ اُنپر نہ آئی ہو! اور وہ کونسی سختی تھی کہ اُنھون نے جھیلی نہو۔! مگر ساتھ ہی اُنکا بے نظیر

صبروتحمل۔ اوراس جانگدازحالت مین بھی اللہ کاشکراداکرنا۔ صبروشکرکی ایسی عمدہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اس سے بہتراورکوئی نہین ہوسکتی۔ !:۔

اسکے بعدپھراتفاق اوراستقلال کا ساتھ دینا۔ ایک کوشش کرنے والے کی کوشش سے خاندان کا پھر ترقی کرنا اسکول کا جاری ہونا علم کا ساتھ دینا۔ اس سب کچھ کا ایک اتفاق کی بدولت ہونا۔ کیا اتفاق کی تعلیم نہین دیتا ؟ !

واقعی یہ کتاب اول سے آخرتک خاص خاص کیفیتون اورحالتون کا فوٹوپیش نظرکرتی ہے۔ اللہ تعالی مولف موصوف کوجزاے خیرعطافرمائے کہ اُنھون نے یہ کتاب تالیف فرمائی ادھراُدھر سے کوشش کرکے واقعات اکٹھاکیے۔ چونٹیون کے ذریعے سے شکرجمع کرکے لڈوتیارکیا۔ اورہم لوگون کومستفیض ہونے کاموقع دیا۔ میرے مکرم دوست جناب مولٰنا محمد یوسف صاحب جعفری چیف مولوی بورڈاف اگزامینرس کلکتہ کی فرمائش سے مین نے ایک مثنوی فارسی تقریظ مین نظم کی تھی جو دقت گنجائش کے سبب سے بیان درج نہوسکی۔ تین قطعات تاریخ درج کرتاہون۔

قطعہ تاریخ تصنیف تذکرۂ صادقہ

مژدہ اے والہان صادقپور"
حضرت مولوی "عبد رحیم"
تذکرہ یہ اُنھون نے لکھا ہے
نقطہ نقطہ ہے خال روی بتان
واقعات صحیح لکھے ہین
تذکرہ یہ وطن کالکھا ہے
اسمین لکھا ہے "حال صادقپور"
جوبزرگون کا تھا کبھی ملجا

مژدہ اے عاشقان روے وطن
صاحب علم و ماہرہر فن
جسکی تعریف مین زبان الکن
صفحہ صفحہ بیاض صحن چمن
جسمین کچھ بھی نہین ہوجاے سخن
اسپہ شیداہین عاشقان وطن
جوکبھی تھا علوم کا گلشن
جوبزرگون کا تھا کبھی مسکن

عالم و فاضل و ادیب و حکیم | الغرض کاملون کا تھا مخزن
شمع بزم کمال کہیے اُنھین | جنسے بیت العلوم تھا روشن
اسکو کہیے زر کمال اگر | اسکو کہیے کمال کا معدن
ہائے دیکھو یہ گردش دوران! | ہائے دیکھو! زمانہ کے یہ چلن!
اک خزان لوٹ لیگئی سب کچھ | اب نہ وہ پھول ہین نہ وہ گلشن
ہان فقط! یادگار ہین باقی | جنسے اب نام اُنکا ہے روشن
میرے مخدوم حضرت رنجور | جنکی توصیف! ہے یقینے ناممکن
اُنکا ارشاد تھا لکھو تاریخ | اُنکا اصرار تھا کہ تعجیل
تھی اسی فکر مین پریشانی | غور مین تھا کہ ناگہان فوراً
دل سے آئی ندا کہ ملی تاریخ | ہے طراز زندہ ذکر اہل وطن

١٣١٩ھ

ولہ

اس رسالے کی کس سے ہو تعریف | واقعی فیض کا مقالہ ہے
ہر روایت ہے مستند اسکی | معتبر اسس کا ہر حوالہ ہے
سر سے آزاد لکھدو ہجری سال | فخر آفاق یہ رسالہ ہے

١٣١٩ھ

ولہ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب مذکورہ

چھاپ کردند این کتاب نفیس | فکر شان را صد آفرین بادا
از سب ہاتف این ندا آمد | سرمۂ چشم ناظرین بادا

١٣٢٠ھ

قطعۂ تاریخ ارشادِ طبع نظیر جامع کمالات منبع حسنات ذوی المناقب والمفاخر جناب مولوی شاہ محمد اکبر صاحب۔ اکبرؔ ابوالعلائی داناپوری عظیم آبادی فیضہم

مولوی کریم عبد رحیم نے
ورد اونکی کتاب ہے کیا خوب
شرفای وطن اسسے دیکھین
تا بہ آدم ملا دیا ہے نسب
آپ ہین یادگار تاج فقیہ
یہی حضرت ہمارے جد بھی ہین
پسر خورد تھے یہ حضرت کے
یہ گھرانا بڑا اکرم سے ہے
اولیا اسمین غوث و قطب اس مین
اسمین مخدومون کی جماعت ہے
کاکو مین آکے ان بزرگون نے
پھر بہار اور ترا وہ ان سے بسا
پھر یہ پھیلے تمام صوبے مین
تھوڑے سے میرے جد یہان آئے
اسی نسخہ مین انکی ہے تفصیل
زر خالص یہ ہے کتاب نفیس
غل و غش سے ہو پاک یہ اکبر

خود کریم اور با کرم اجداد
میری آنکھون کے بھی ہین دو عرصے صاد
ہے توی اسکی کس قدر اسناد
اسمین کیا شک ہی ہم ہین آدم زاد
تھے جو اس صوبہ کے امام جہاد
ہم ہین عبد العزیز کی اولاد
ہوے یہ بھی منیر مین آباد
اسمین عباد اس مین ہین زہاد
اس مین ابدال اس مین ہین اوتاد
جس کا ہر فرد اہل رشد و رشاد
بعض نومسلمون کی کی امداد
پڑی دونون جگہ نئی بنیاد
ہر جگہ پہونچے یہ فرشتہ نژاد
دانا پور مین رہے وہ با دل شاد
جمع ہین اس مین ان کے سب افراد
اس کی پرکھی ہوئی ہے ہر روداد
ہے دعائیہ سال بے غش باد
۱۳۱۹

٭ بہارے اوترا ایک بستی ہے جسمین حضرت سید لطیف الدین دانشمند کی اولاد بستی ہی آپ کے پوتے حضرت شاہ سیف اللہ قدس سرہ تھے وہ نواسے تھے حضرت شاہ دولت منیری قدس سرہ کے اون کے نواسے فقیر محمد اکبر کے پردادا حضرت شاہ طیب اللہ قدس سرہ میرے دادا حضرت شاہ تراب الحق قدس کی شادی حضرت شاہ غلام حسن قدس سرہ خلیفہ شاہ محمد منعم قدس سرہ کی دختر سے ہوئی اور یہین رہگئے فقط۔

٭ دانا پور قدیم سادات باتری کی بستی ہی یہان پانچسو برس سے سادات کی بستی ہے اور ان کا نسب بہت پاک ہے اطراف آبادہ دہوڑے سے قرابت رہی مگر اس تیس برس سے بعض پیوند نسب اچھے نہین ہوے ۱۲ محمد اکبر ابو العلائی ۔

قطعهٔ تاریخ از جامع علوم ظاہریہ و باطنیہ مقبول بارگاہ رب العرش جناب مولوی الٰہی بخش خانصاحب بڑاکری بہاری

پٹنہ کہ بود مسکن و ماوای کاملین
تعلیم یافتند ازان درسگاہ خبیر
جاری شدہ از و ہمہ انہار راہ ہدا
آب زلال او ہمہ صافی ز کدر حدث
ہر قطرہ ریختے از و آب حیات مجد
دارد زمانہ یاد بسے واردات او
روح روان پٹنہ ولایت علی بنام
مست مئی الست بذات احد فنا
ضرغام نیستان رضا احمد اللہم
مولائے من جناب عنایت علی ولی
زہشت حسین کہ صدق صفا زہد و اتقا
زینسان بسے گذشتہ در و صاحبان فضل
در زہد و اتقا ہمہ مسند نشین مجد
در رزمگاہ شرع ہمہ رایت ظفر
زانفاس پاک انہمہ شاہان فخر فقر
از فیض پاے ہمچو بزرگان پر ضیا
دین خدا کہ احمد مرسل رسول اوست
توحید بہ ز شرک ریا جز و از خلوص
آخر یگان کہ خویش بست و حبت
مستانہ وار بے خبر از جاہ ما سبق

بودند اہل فضل ازان شہر خوشہ چین
توحید و اتباع سنن جملہ مومنین
زان سان کہ شیخ جان پی جاتیان معین
دُر خوشاب او ہمہ یک دانہ ثمین
تازہ دم از وی کام و دہان موحدین
اذکار و بار علم و سنان مجاہدین
پیر ہدای نمونہٴ اخلاق مرسلین
یحییٰ علی صبور چو یحیای اولین
ثابت بہ امتحان چو قدیمہاے مرسلین
سیفی زبان چو سیف نجاد مہاجرین
بودند چاکرانش ولی نیک کمترین
از لاحقین ولی بقدمہاے سابقین
در علم و فضل آن ہمہ بودند کاملین
در بحث گاہ علم ہمہ آیت مبین
حق حق شنیدہ شد ز صحنہاے چمن
زیباست گر نہد بفلک پای خود زمین
مخلوط بدع بود ز اوہام بیش ازین
اعمال پر ز ریو چو اطوار کافرین
بہر علوم دین بطلب شد چو سابقین
مال و منال و جان ہمہ کردہ فدای دین

در راه حق ز لومۂ لائم نہ ہیچ باک
جان بدر کردہ راہ خدا پاک بختند
صور صلاے حق بدمیدند در جہان
معمور گشت ہند ز انوار اہتدا
آباد گشت مسجد و خمخانہا خراب
ذکر خدا بکوچہ و برزن شدہ بلند
ہر خانہ گشت مجلس قدوسیان جواب
آخر زمانہ طرح دگر ریخت بعد ازان
یعنی بحسب عادت خود از زمان صدر
ای پٹنہ ای سرای علوم و فنون مجد
بعد از خروج روح جسد میشود خراب
لیکن بدانم اینکہ تو از مہر گیتے
یعنی نشان قافلہ رفتہ تاکنون
عبدالرحیم فرع درخت آسمان سمای
بر مسند افاضہ چو باران قحط سال
علامۂ زمانہ و فخر زمانہ جہان
اینک نوشتہ است بحال اکابران
نقشش چنان نہاد کہ میگفت کہکشان
جستم چو سال طبع ز ارباب علم و ہوش

صرف از جناب حضرت دادار خالقین
از لوث و درد ریو شیاطین ملحدین
گویا کہ بود بحر ضلالت دم لعین
لطف خدا خروج نمود آخر از کمین
سبحہ بدست آمدہ در جای ساتگین
نام خدا بخاتم دلہا شدہ نگین
القصہ زانچنان شدہ اہل جہان چنین
گو را بود بطبع چنین شیوۂ حسین
این گنجہا نمود رہ زیر زمین دفین
شرط وفا دہست بقای تو بعد ازین
افتد ز پا مکان چو نباشد در و مکین
در خلعت وجود باین حالت غمین
باقیست در سرای تو باقی رسالقین
حق گوے نیکخوے بصدق و صفا قرین
ریزد بکام اہل جہان شیر و انگبین
قسطے بذات پاک او از علم راسخین
خوشتر رسالۂ کہ کند جان عنبرین
من بندۂ دلش شوم خود بجا بجا کزین
ارمان شنید و گفت چہ تاریخ اہل دین
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از طبع ذکی عالم و صوفی و متقی مولوی سید حاجی شاہ اقبال علی
صاحب قادری البہاری متخلص بہ بحر ۔ دام فیوضہ

چه خوش تالیف شد احوال صدیقان بحمد الله ‌ ‌ بماند چون فنا نه تا قیامت بالیقین باقی
بجز ذاتش که خود فرمود کل من علیها فان ‌ ‌ نماند آنچنان باقی نماند اینچنین باقی
گدا و شاه در دار فنا یکسان بود غافل ‌ ‌ نه اہل بوریا باقی نه کس مسند نشین باقی
چو شد تخت سلیمان بر ہوا بر باد شد آخر ‌ ‌ سلیمان ہم نشد باقی نه آن نقش نگین باقی
بعبرت کن نظر بر نازنینان جہان اے دل ‌ ‌ که یوسف ہم نشد باقی نه آن حسن حسین باقی
ہمیدانیم سنگر این و آن بے سود و لاحاصل ‌ ‌ ہمه فانی بود آخر نه آن باقی نه این باقی
بلند و پست عالم را نباشد اعتبار افسوس ‌ ‌ نه ماند آسمان باقی نه ماند ہم زمین باقی
چنان ہم ساعتے آید بقول مخبر صادق ‌ ‌ نه ماند ز اہل دنیا و نه کس از اہل دین باقی
دلا در پٹنه صادق پور را من راست میگویم ‌ ‌ نه مانده آن مکان باقی نمانده آن مکین باقی
ہمه بودند آنجا چون گل باغ جہان ای وا ‌ ‌ نه ماندند آخرش مانند بوستے یاسمین باقی
ہمه شیرین زبان بودند از اہل حدیث آنجا ‌ ‌ نه مانده یک کس باقی نه مانده و انگبین باقی
ہمه بودند آنجا عالم و ہم کامل و صوفی ‌ ‌ نه ماندند آن ہمه کلا نه یک عزلت گزین باقی
ہزاران دشمن آن خاندان بودند در عالم ‌ ‌ پس رفتن پر دشمن ہم نه ماند آن خشم و کین باقی
نکوئیها و جمله طاعت حق تا ابد ماند ‌ ‌ ہمه فانی است در عالم مگر ماند ہمین باقی
به بحر فکر رفتم تا در سالش بدست آرم ‌ ‌ خضر گفتا به گوشم بحر ذکر الصادقین باقی
۱۳۱۹ھ

۴ از مجمع الفضائل شاعر بے نظیر جناب مولوی حاجی محمد بشیر صاحب بشیر پھلواروی ظلہ

باغ اوصاف خالق عالم ‌ ‌ دل مین اپنے شگفتہ ہے ہردم
دل ہے پابند سنبل توحید ‌ ‌ داغ ہے دل مین یا گل تجرید
ہے پہ چھائی بہار وحدت ہے ‌ ‌ جس سے زیبا نگار کثرت ہے
ہین محمد وہ مظہر وحدت ‌ ‌ ذات ہے جنکی باعث کثرت
سرور سروران عالم ہین ‌ ‌ حق کے پیارے نبی اکرم ہین

نذر اُونکی سے یہ لاکھ تسلیمات
ہر سحر اونپر لاکھ لاکھ سلام
حال انساب اہل صادق پور
یعنی عالی جناب تاج فقیر
لائے تشریف سوی ہندستان
فیض اون کا ہوا وہ عالم گیر
فضل حق سے جہاد مین تھے دلیر
اونکے فرزند شاہ یحیے کام
ہے مزار آپ کا ٹنیر منیر
آپ مخدوم دہر ہین مشہور
نسل کا اُنکے دور دور ہے نور
کیا لکھون وصف اہل صادق پور
مالک ملکِ علم تھا ہر کس
مصدر امر مسلک اسلام
تھے ولایت علے کریم زمان
مولوی احمد اللہ مرحوم
اور یحیےٰ علی علے الاطلاق
مختصر یہ کہ آفتاب تھے سب
تھے یہ اسلاف سب ہوے مغفور
صاحب عز و جاہ و فضل و کمال
جتنے موجود ہین رہین آباد و شاد
دولت و صولت و علوم و نسب
عالم با عمل حلیم و حشیم

جنکو حاصل ہے عز و تکریمات
اور اصحاب و آل پر بھی مدام
ہے زمانے مین اس طرح مشہور
اہل مکہ مین تھے شریف و وجیہ
آیا اُنکے قدوم سے ایمان
ہو گئے اہل دین صغیر و کبیہ
راجہ مُنیر سے لے لیا تھا منیر
ہے منیری لقب اسی سے ہوا
بھو کھے عرفان کے ہوتے ہین وان سیر
اسکی تفصیل اب نہین منظور
ہین خلف اونکے اہل صادقپور
ان مین ہر ایک تھا دُر منثور
سالک سلک حق ہر ایک نفس
مطلع مہر طور علم کلام
تھی ولایت علی کی اونسے عیان
صاحب عز و جاہ و بحر علوم
مظہر عشق جلوۂ خلاق
اس زمین پر فلک کے کاب تھے سب
انکے اخلاف بھی ہین سب مشہور
ہے ہر اک فرد بے نظیر و مثال
سب رہین فضل حق سے خرم و شاد
سب ہین بے مثل و بے نظیر ہین سب
شاہ عبد الرحیم بالتکریم

یہ وہیہ تاثرِ احباب
اک نسب نامہ خوب لکھا ہے
بن گیا سبحۂ دُرِ شہوار
دل نے چاہا لکھوں سنِ تالیف
شکر کیا ہے لکھو سنِ نایاب

خاندان کے ہیں کاتب الانساب
دُرِ منثور کو پرویا ہے
یا ہے اک بحر مجمع الانہار
کہا ہاتف نے اسے بشیر لطیف
باغ انساب عالمان باداب
۱۳۱۹ھ

وله مع صنعت توشیح

۸ حمد سزاوار خدائے جہان ۵۰
۵۰ نعت بود لایق محبوب حق ۱۰۰
۱ از پسِ تحمید احد والسلام ۴۰
۵ ہست بہ پشتنہ چو حسنِ نکو ۶
۲ بود دران مسکن اہل وفا ۱
۳ جملہ کہ در علم عَلَم داشتند ۴
۴۰ مطلع اوصاف حمیدہ بُدند ۴
۸ حیف کہ آن مجمع اہل کرم ۴۰
۲۰۰ رفت کتب خانہ و مال و حشم ۴۰
۴۰ مولوی معنوی عبد الرحیم ۴۰
۷۰ عالم ذی منصب و عالی حسب ۲
۶۰۰ خیر شد این تذکرۂ صادقان ۵۰
۱۰۰ قوم خود و ہم نسب و اصل خویش ۳۰۰
۳۰۰ شکر کہ شد فیض بزرگی بمن ۵۰
۲۰ گلشن انساب جہان اہل دین ۵۰
۴ داد چہ این دولت معدوم ما ۱

۶۰۰ خالق افلاک و زمین و زمان ۵۰
۱۰ یمن جہان طالب و مطلوب حق ۱۰۰
۴۰ مقصد دل عرض کنم بالتمام ۴۰
۹۰ صادق و پوراست بہم نام او ۶
۲ بُد صدفِ گوہر صدق و صفا ۱
۴۰ نور و آلام و جفاہا شدند ۴
۴۰ منقطع اثمار رسیدہ شدند ۴
۱ از ستم دہر شدہ کالعدم ۴۰
۷ زیر زمین شد نسب محترم ۴۰
۵ ہست بہ پشتنہ چو نشان عظیم ۴۰
۲۰ کرد رقم تذکرہ عالی نسب ۲
۵۰ نسبت اموات پئے لاحقان ۵۰
۲۰ کس نہ بُدا آگاہ ازینہا زپیش ۳۰۰
۴ داخبرا از نسب خویشتن ۵۰
۳۰۰ شد سبب فرحت قلب حزین ۵۰
۶۰۰ خواند دلم برکرمش مرحبا ۱

۲۰۰	رسم نسب کرد کہ گوہر بسفت	۴۰۰	۱۰	یافتم از ہمت او مال سفت	۴۰۰
۳۰۰	شد پئے این تذکرہ چون فکر سال	۳۴۰	۲	بود بدل زمزمۂ این خیال	۳۴۰
۷	زود بشیر آمدہ ہاتف برفق	۱۰۰	۶۰	سال بگو اعظم انساب صدق	۱۰۰
سمت ۱۹۵۸		فصلی ۱۳۰۸	عیسوی ۱۹۰۱	ہجری ۱۳۱۹	بنگلہ

ولہ در تاریخ طبع

مولوی سیلمے سے تقے و ذکی
خوش رقم کرد یک نسب نامہ
صاف شد حال اہل صادق پور
چون نسب نامہ طبع شد سالش

اسمش عبد الرحیم با توقیر
کرد انساب پاک را تفسیر
روشن اندر جہان چو ماہ منیر
ذکر ارباب صدق گفت بشیر

۱۳۲۰ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر یکتا و فرید جناب قاضی محمد عبد الحمید صاحب حمید محمدن میرج رجسٹرار متوطن کلکتہ

مژدہ اے والہان حسن قدم
مژدہ اے سرخوشان جام صفا
از حریم جمال صادق پور
کلک معنی نگار نکتہ شناس
آنکہ عبد الرحیم بحر صفاست
آنکہ از علم اوست شان ہنر
آنکہ از نسل ہاشم ست وز بیژ
داد ترتیب تازہ تذکرہ
حال صاحبدلان صادقپور
خلف اصغر مشار الیہ
آنکہ کرسی نشین صدق و صفاست

مژدہ اے طالبان سر وجود
مژدہ اے میکشان بزم شہود
شاہدے دل فروز جلوہ نمود
گرہ کار دل ز لطف کشود
سالک راہ حضرت معبود
آنکہ از فیض اوست رونق جود
مخزن سر فضل رب ودود
کہ از ان سہل شد رہ مقصود
بہ تمام و کمال شرح نمود
آنکہ نور الہدے پی مسعود
آنکہ از وے فروغ دین افزود

گردایما بر طبع آن زخلوص — اہل دین را نشاط دل بخشود
للہ الحمد آن صحیفۂ فیض — للہ الحمد آن سفینۂ جود
شدہ آراستہ بحلیۂ طبع — شائقان را جمال خود بنمود
ہان بیائید و نقد جان آرید — بخر بداری دُرِ مقصود
اینچنین یوسفے دلارائی — کس ندیدہ ست گہے بصر شہود
سال طبعش حمید نکتہ سرا — "مظہرِ حسنِ بے زوال" سرود

۱۳۱۹ھ

رباعی تاریخ سنہ

این نامہ کہ کردہ نظر افروزی دل — باشد ہمہ اخلاق و سیرا شامل
کلک سخن آفرین پئے سال حمید — بنوشت کہ ۔ "تاریخ ادیب کامل"

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر خوش فکر جادو بیان جناب مولوی شاہ سید نذر الرحمن صاحب حفیظ عظیم آبادی سلمہ المنان

آن عبدرحیم صاحب علم — یکتائے زمان و فخر دوران
چون تذکرہ نوشت بے مثل — زاحوال گذشتگان ذیشان
ہاتف چو شنید وصف طبعش — مانند حفیظ شاد و فرحان
گفتا کہ چہ سال ہجریش بود — گفتم کہ ۔ "نوادرات اخوان"

۱۳۲۰ھ

دیگر

کیا اب چھپا یہ تذکرہ خوب — کہیے کہ ہے بے عدیل جسکو
پوچھے جو کوئی حفیظ تاریخ — "یہ گلشن فیض ہے" ۔ یہ کہدو

۱۳۲۰ھ

دیگر مادۂ تاریخ

وجود متاخرین

۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ از شاعر طباع و ذہین منشی زین العابدین صاحب متخلص بہ حزین عظیم آبادی شاگرد مولوی محمد یوسف صاحب جعفری رنجور عظیم آبادی

وہ عبدالرحیم اہل تقوےٰ و علم
محقق محدث مفسر فقیہ
امام زمان عالم باخبر
غرض جس قدر اونکی تعریف ہے
کتاب ایک تصنیف کی آپ نے
لکھی مرحبا ایسی (تاریخ حق)
۱۳۱۹ھ
یہ چھپنے کو کلکتہ مین آئی جب
حزین تو بھی لکھ اس کی تاریخ طبع
بفحوائے الامر فوق الادب
مین تھا سوچ ہی مین کہ بن نا گمان

مطیع خدا ہیں و مصطفےٰ
موحد ولی سالک رہنما
شریعت کی جان صوفی باصفا
ادا مجھسے ہو وہ مرا منھ ہے کیا
کہ اللہ والون کا ہے تذکرا
ہنس جس مین کچھ جائے چون وچرا
تو اُستاد نے حکم مجھکو دیا
ہے اورون نے بھی سال اسکا لکھا
عمل حکم پر مجھکو کرنا پڑا
تو اریخ اہل اللہ ــ آئی ندا
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از عالم علوم مشرقی ماہر فنون مغربی عندلیب گلستان شاعری ہمشیرزادہ ام عزیزی و نور عینی مولوی محمد یوسف جعفری متخلص بہ رنجور ادامہ اللہ بالعز والوقار مادام اللیل و النہار در سنہ ہجری

خالِ اقدس جناب عبدِ رحیم
جن سے روشن ہے شمع بزم دین
تذکرہ خاندان کا اپنے
خاندان ہو اگر تو ایسا ہو

جن کے ہے علم و فضل کا شہرا
جن سے اسلام کا چمن ہے ہرا
للہ الحمد انھون نے لکھ ڈالا
کہ ہو یکتا ہر ایک فرد اس کا

خاندان پر نہین یہ گلستان سب ہے
کوئی ہے موتیا کوئی ہے گلاب
جس کے ہر گل کا رنگ و بو ہی جدا
کوئی ہے یاسمین کوئی لالا

اس رسالے کو پڑھ لیا جس نے
باغ کی سیر کرنے کی گویا
مین نے تاریخ دل سے جب پوچھی
ہے یہ گلگشت بوستان۔ بولا
۱۳۱۹ھ

ولہ در سنہ عیسوی

جتنے تھے اسلاف و اخلاف اہل صادقپور کے
صاحب علم و عمل اہل ہنر اہل کمال
تذکرہ اُن صاحبون کا خال اقدس نے لکھا
اُس مین ظاہر کر دیا اُن مین سے ہر وا حد کا حال

تذکرہ اسکو نہ کہیے بلکہ آئینہ ہے یہ
جس مین آتا ہے نظر اُن کا جمال و خط و خال
قدر دانون کے لیے پیشکش ہے بے بہا
اسکے آسکتا نہین پا سنگ مین قارون کا مال

واسطے تاریخ کے رنجور نے جب فکر کی
دل یہ بولا۔ واہ وا وا ارمغان بے مثال
۱۹۰۱ء

از شاعر خوش بیان جناب ابو الظفر مولا بخش صاحب رضوان آروی مالک رضوانی پریس کلکتہ شاگرد حضرت حمید دام فیوضہ

عالم با عمل صادق پور
مولوی عبد رحیم اہل صفا
جامع تذکرہ اہل حدیث
مہبط رحمت رب علا

اُنکے اوصاف لکھے کیا کوئی
اونکی مدحت ہو رقم کس سے بھلا
تذکرہ اونکا یہ ہے کیا جامع
ایک عالم ہے خریدار اُسکا

کلک رضوان سخن گستر نے
سال یہ گلشن کدہ فیض لکھا
۱۳۱۹ھ

از شاعر سخندان جناب سید محمد عثمان صاحب سید۔ مالک عثمانی پریس کلکتہ

جمع تھے اتقیا ذوی الاجلال
تھے ہر اک آفتاب اوج کمال

سبھی ذی عز و جاہ تھے یکسر ۔ اوج حشمت پہ تھے مہ انور
رشک گلزار ہے عظیم آباد ۔ اس مین اون اتقیا کی تھی بنیاد
سب گئے اس جہان سے اک بار ۔ بکھرے جس طرح موتیون کا ہار
مٹ گیا خاندان عالی جاہ ۔ گئے ملک عدم کو ہو کے تباہ
اون مین باقی ہین ایک یہ ذیجاہ ۔ ہین جو تسلیم اتقا کے شاہ
مولوی معنوی کریم و حشیم ۔ یعنے عبدالرحیم ذی تکریم
انھین ذی علم نے لکھا اچھا ۔ تذکرہ صادقان والا کا
ذکر انساب اہل صادق پور ۔ تھے جو مقبول خاص رب کے حضور
طبع ہو کر وہ ہو گیا تیار ۔ صاف و پاکیزہ غیرت گلزار
دل مین تاریخ کا خیال ہوا ۔ دل سید نے صاف حکم دیا
سال تالیف صاف لکھ اے نے ۔ ذکر انساب صادقین یہ ہے ۱۳۱۹ھ
اور تاریخ طبع لکھ یہ شتاب ۔ کہ ہو محبوب خاص و عام کتاب ۱۳۲۰ھ

از شاعر سخنور جناب محمد نذیر صاحب صابر شاگرد حضرت بشیر پھلواروی مد ظلہ

عالم و فاضل جناب مولوی عبدالرحیم ۔ اتقا سے اونکی صورت پر ہے عالم نور کا
تذکرہ انساب کا یہ خوب لکھا شوق سے ۔ چھپ کے اسنے رنگ دکھلایا در منثور کا
احرف منقوط سے صابر لکھو تاریخ طبع ۔ تذکرہ سچ حق بجا ہے اہل صادق پور کا ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ از مجمع فیوض و اکرام واعظ الاسلام جناب ابو الحسنات مولوی محمد عبد الغفور صاحب رحمت داناپوری

شد طبع حال پاکان آنانکہ شد ز اوشان ۔ رایج حدیث و فقہ و توحید و شوکت و خیر
گردند فرق ظاہر در امر حق و باطل ۔ شد مرتفع ضلالت ویران گشت چو دیر
شد منہدم ز اوشان بنیان کفر و بدعت ۔ معدوم شد ز گیتی شرک و عبادت غیر
دادند جان شیرین در راہ خالق جان ۔ کردہ بحکم سیروا در بحر و دشت تہا سیر

مطبوع شد کتابے در ذکر حال آنہا
فارغ بصد مسرت گفتا ز روئے ابجد

باصحت و لطافت خالی ز علت و ضیر
تاریخ طبع او زہے حالات اہل خیر

وله ایضاً بحر دیگر

لکھ دیا ایہا الخلون بشہرے
جناب شیخ وقت عبدالرحیم
چنان تحریر کردہ حال پاکان
بیان اوست گویا چشم دیدہ
چو جستم سال طبع او ز ہاتف
ز روی استقامت قلب فارغ

کہ ریحانی ز باغ حق شگفتہ
بیغما داد خوش ہے گنجے نہفتہ
کہ دیگر مثل او ہرگز نگفتہ
خس و خاشاک شک را پاک رفتہ
کہ تا گردد عیان آن دُر کہ سفتہ
زہے "تاریخ اہل خیر" گفتہ
۱۳۰۹ھ

از بلبل بوستان سخنوری جناب مولوی حافظ سید عبدالرزاق صاحب کلامی ساکن حال ٹونک و متوطن قصبہ رائے بریلی دام فیوضہ

ہیں جو مرد راہ مولا مولوی عبدالرحیم
شاہباز اوج ذکر حق نہنگ بحر عشق
خود سے فانی باخدا باقی سراپا سوز و درد
رہتے ہیں جو رات دن مست شراب بیخودی
وہ زبری اور وہ خورشید افلاک علوم
خاندان میں جنکے لیکر ابتدا سے آجتک
یہ انھیں کے حال ہیں لکھا انھوں نے تذکرہ
خاندان میں اپنے تھے اسلاف عقفہ باخدا
داور عالم کرے مقبول خاص و عام اسے
از سر ہوش ای کلامی بہر سال احمدی

سرگروہ اہل درد و اہل دل میں انتخاب
رنگ و بوئے باغ ایمان بحر دین کے دُر ناب
روئے انور سے خجل جنکے ہر روئے آفتاب
آتش عشق حقیقی سے ہے دل جنکا کباب
ایک بیشہ کیا کہ جنسے ہند کو ہے آب و تاب
اہل حق ہوتے رہے ہیں مرجع ہر شیخ و شاب
اہل ایمان اسکو جانیں بے تصنع صدق ماب
ذکر او نکا لکھدیا بے بیش و کم بہر ثواب
شوق سے جو اسکو دیکھے بیگمان ہو فیضیاب
بولا ہاتف "یہ بیان ہے بے نظیر و لاجواب"
۱۳۱۹ھ

فہرست مضامین تذکرہ صادقہ

تصحیح اغلاط تذکرہ صادقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	الدرر	الدر	۳۵	۱۲	گروہ	وہ
″	۶	ارفاہ اللہ	رفاہ اللہ	۳۷	۱۹	مقایضت	قبضہ
۲	۳	ادجوہ	ارجو	″	۲۱	مقابضت	قبضہ
″	۶	السباق	السبّاق	۳۸	۷	اولاد	ازاولاد
۳	۷	الدرد	الدر	″	۱۸	متعلقان	ازمتعلقان
″	۱۶	سودہ	سُوْدُ	۳۹	۵	فرزند	فرزندان
۱۲	۲۲	دوبیٹی	دوبیٹیان	۴۱	۵	کی گئی تھی	کیاگیاتھا
۱۴	۱۳	چودہ پشت	چودہ پشتون	۴۲	۴	رحمہ الله	رحمۃ اللہ
۲۷	۵	محمد یوسف	محمد شریف	″	۶	کھلوایا	کھوایا
۳۰	۶	صدانوان نے	مہدانوان	″	″	جنکا نام دوصاجزادی	دوصاجزادونکے نام
۳۱	۲	اور بیٹا ہوا	اور ایک بیٹا ہوا	″	۷	تھا	تھی
″	۳	اس نے	اس فقیر نے	″	۱۷	نکاح ہے	نکاح بیوہ ہے
″	۱۳	جو	جسپر	″	۲۰	بڑے حضرت کے	بڑے حضرتکے لقب کے
″	۲۰	تھا	تھے	۴۳	۲۲	آپ کی	آپ نے
″	۲۲	نفور تام رہا	نفرت تام رہی	۴۴	۱	کتاب	کتب
″	۲۳	حاصل کی تھی	حاصل کی	″	۱۲	گیاست	کیاست
۳۲	۷	جو	جنکی	″	۱۷	تھی	تھا
″	″	نہین کرسکتے	نہین ہے	″	۲۲	ہوتا	ہوتی
″	۱۰	تتجاوز ہوگی	کچھ کم ہوگی	۴۵	۱۸	کہ	کہ جنکی
۳۵	۱۱	جو وقت	وقت	″	۲۳	برافروختہ ہوا	و برافروختہ ہوا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲۳	باطن مین	بباطن	۷۶	۷	المومنین	امیرالمومنین
۴۶	۱	گزندہ	وگزندہ	۷۸	۶	وھوھذہ	وھی ھذہ
〃	۹	چغل	چغل خور	〃	۷	الفاضل	صورۃ ماکتبہ الفاضل
〃	〃	رہائی ہوئی	رہا ہوئے	۸۱	۱	آرہ سے ہوئی	آرہ کے ہوئی
〃	۱۲	عنادکی	عنادکا	۸۳	۱۷	عشرا	عشر
۴۸	۵	پورٹ بیر	پورٹ بلیر	〃	۱۹	عبدکھوا	عبدکھ
۵۲	۳	نکرسکین	نکرسکے	۸۴	۱	لایترامو ا	لایرامو ا
〃	۱۱	ایساہی	ایسے ہی	〃	۲	علیہاالسلام	لیوم القیام
۵۵	۲۱	سنبھاکر	سنبھالکر	〃	۱۷	مذاق	مذاق علمی
۵۶	۱۲	ہم چارہ	ہم چارون	۹۰	۱۳	جیبہ	مسماۃ حبیبہ
۵۷	۶	خافوالفتا	خافوالفتنا	۹۱	۸	روشنی مین بھی	روشنی مین
〃	۱۴	بعمرچودہ پندرہ برس	بعمرانیس برس	〃	۱۵	انصادین	انصاد
۶۱	۱۷	بتادیا	بتادی	۹۹	۹	اس نکاح ثانی	اس نکاح ثانی سے
۶۲	۲۰	درستگی	درستی	۱۰۵	۱۳	منزل	منازل
۶۳	۱۶	رحمتہ اللہ	رحمۃ اللہ	۱۰۹	۵	اگر آپ	چونکہ اگر آپ
۶۷	۳	ماابالی	ولست ابالی	۱۱۱	۱۴	آپ نے	آپ
〃	۴	ممزعی	ممزع	۱۱۲	۱۹	اتقوابفراستہ	اتقوامن فراستہ
〃	۶	کرناتویہ ایک	کرناتوایک	۱۱۴	۳	ہوا	آپکا نکاح ہوا
۶۹	۱۲	الناظرین	الناظرون	۱۲۱	۲۲	اورکمرکو	اوپرکمرکے
۷۱	۳	چورڈاکو	چورون ڈاکوون	۱۲۹	۲	ازبطن اولی	ازبطن حمل ولی
〃	۴	صدہاچور	صدہاچورون	〃	۶	اوس ملک مین	اوس ملک افغانستان مین
۷۴	۱۵	وفاتش چو	وفاتش چون	۱۳۳	۱	سکھڑ کا شکر ہے	سکھر کا شہر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۹	اخ البلیہ	اخا البلیہ	۱۷۰	۲۲	مسماۃ صبیحہ زوجہ حکیم وجاہت حسین مرحوم	حکیم وجاہت حسین مرحوم زوجہ مسماۃ صبیحہ
۱۳۵	۵	کہ جب طوفان	کہ طوفان	〃	〃	مسماۃ سلیمہ زوجہ حکیم ارادت حسین مرحوم	حکیم ارادت حسین مرحوم زوجہ مسماۃ سلیمہ
۱۳۷	۱۶	دکاندار پاکے	دکاندار کے	۱۷۶	۲۰	منسوب بلائین	منسوب ہوئین
۱۳۸	۳	رپورٹ وغیرہ کے	رپورٹ وغیرہ وہان کے	۱۷۹	۶	مایوس العلاج	مایوس العلاج نے
〃	۹	براتھا	بڑا تھا	۱۸۰	۳	لاکھون ادمی	لاکھون آدمیون
۱۴۰	۱	دن بعد	دنون بعد	〃	۱۶	چار آنہ کے	چار آنہ کو
۱۴۳	۶	پہونچکر	پہونچکر وہ مسودہ	۱۸۱	۲۱	بنظر تزویج	بنظر ترویج
۱۴۴	۲	مرابیت	مرا بیتے	۱۸۲	۱	وھو ھذاہ	وھو ھذا
۱۴۵	۲۰	رری ہ اللہ	رقّاہ اللہ	〃	۵	رقم گرد	رقم کرد
۱۴۷	۱۶	بحر عرب	بحر ہند	〃	۱۴	مرحوم سے	مرحوم کے
〃	۱۹	تین دن	تین دنون	۱۸۳	۶	قہر شریعت	مہر شریعت
۱۴۹	۱۲	ایک گھڑے مین	ایک گڈھے مین	〃	۹	عن المہاجرین	بالمہاجرین
۱۵۴	۹	اس عرصہ مین بھی	اس مرتبہ بھی	۱۸۹	۲۲	پھر لاسلام	پھر اسلام
۱۵۶	۲۲	بحر عرب	بحر ہند	۱۹۳	۹	اوسی خچر پر	اوسی خچر پر ابوسفیان کو
۱۶۳	۶	ممدوح الیہ	ممدوح	۲۰۰	۱۷	یہہ آخر	یہہ خبر
۱۶۶	۳	مولوی فرحت حسین سلمہ	مولوی فرحت حسین قدس سرہٗ	〃	۱۹	مگر آپ نے اس	مگر آپ نے ان
〃		شاہ عبدالخالق سلمہ	شاہ عبدالخالق مرحوم	۲۰۲	۶	پس تینون	ان تینون
〃	۵	نصیر	نضر	۲۰۴	۷	اپنے چچیرے بھائی	اپنے چچا
〃	۷	نصیر	نضر	۲۰۶	۸	معائنہ	معاشیہ
۱۶۸	۲	وفقوا	وقفوا	۲۰۸	۱	تھا	تھی
〃	۴	کالجمل	کالجبل	۲۱۱	۱۴	بلند	ناک بلند
〃	۵	قوی امر دینہ	قوی فی امر دینہ	۲۱۲	۴	کہ جکو	کہ اوسکو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۳	۱۴	ستائے	ستائع	۲۵۳	۱۴	آپ	آپ کو
۲۱۵	۷	مولوی افضل علی مرحوم	مولوی افضل علی مرحوم بن مولوی فضل علی مرحوم	۲۶۱	۱	مازالت	لازالت
"	"	ملا محمد خان	ملا امجد خان	۲۶۳	۱۹	وعنامعهم	وعلینامعهم
۲۱۶	۷	ولالت	وکالت	۲۶۶	"	قاضی اسعد علی	قاضی اسد علی
"	۱۴	الکہ	الکنہ	۲۶۸	۸	متفق علیہ ہیں ہے	متفق علیہ ہیں یوں ہے
۲۱۷	۲	ان للہ	انا للہ	"	۲۱	اورآپ	تاکہ آپ
"	۵	سنہ ۱۳۰۳ھ	سنہ ۱۳۰۴ھ	۲۶۹	۷	اپر دیباچہ ہوچکا ہے	اور دیباچہ میں ہوچکا ہے
۲۲۰	۷	سنہ ۱۲۸۱ یا ۸۲	سنہ ۱۲۷۷ یا ۷۸	"	۱۸	افتادہ ہی	افتادہ رہی ہیں
۲۲۱	۱۵	هدا	هذ	۲۷۰	۳	یترقع	یتوقع
۲۲۴	۲	۱۱۶۵	۱۲۶۵	۲۷۱	۹	روس	روس
۲۲۹	۱	موجود ہے	موجود ہیں	۲۷۲	۸	بخت برگشتہ	بخت برگشتہ کیطرح
"	۴	وهوهذ	وهوهذا	"	۹	آنکہ کیطرح	آنکھ
"	۱۱	فروتر	فزون تر	۲۷۳	۹	سیرے	اپنے
۲۳۰	۱۶	تمیذ	تلمذ	۲۷۴	۸	تعجبین	تعجیلا
"	"	کی	کیا	۲۷۵	۲۰	حصرت	حضرت
۲۳۳	۵	لودیکنڑہ پسر	لودیکنڑہ اور بیٹا	"	"	قدس	قدس سرہ
۲۳۵	۲۰	ازشاد	ارشاد	۲۷۶	۱۹	دبن	دین
۲۳۶	۹	تطاق	نطاق	۲۷۸	۴	چوشد	پوشد
۲۳۹	۳	شاه ہبازی	شاہبازی	۲۸۱	۱۷	درود	ورود
۲۴۰	۸	وهوهذه	وهی هذه	۲۸۳	۲	شاگر	شاگرد
۲۴۳	۱۵	تغمدہ ربہ	تغمدہ اللہ بالغفران	۲۸۵	۹	عیرت	غیرت
۲۵۳	۲۰	سربانائشہ	باباشہ				تمام شد

کلکتہ کی سیر

دو درویشوں کی ملاقات

تیسری جلد ۳

کلکتہ کی سیر دو درویشوں کی ملاقات نایاب لاجواب کتاب ہے۔ دو حصہ نکالے اور ایک ڈھنگ۔ اور نیا رنگ جو دنیا کے ناولوں سے اپنا انوکھا تقریباً پبلک کی نظروں میں گذر چکا ہے اسکی فرحت آمیز تحریر اور کیفیت آمیز تقریر کا سمان اور بے تکلفانہ بول چال اور ناصحانہ خیالات فقرات کا لطف نکتہ سنجان زمانے ملاحظہ فرما کر لطف اٹھا لیا اوسکا ذکر کرنا فضول ہے اس کتاب کے تیسرے حصہ کے خواستگاروں نے بہت درخواستیں بھیجیں مگر بسبب کثرت اشغال طبع میں تیسرے حصہ کے تعویق ہوئی آخر شایقین کے اصرار نے مجبور لازم کر دیا کہ تیسرا حصہ کلکتہ کی سیر کا بھی جلد شایع کروں چنانچہ بفضلہ تعالیٰ زیور طبع سے آراستہ ہو کر ناظرین با صفا اور ناقدان پر دکھاتا ہے اس تیسرے حصہ میں جو کچھ ہے اوسکا مجمل نقشہ کھینچ کر دکھاتا ہوں۔

پٹنہ عظیم آباد محلہ صادق پور کی سرائے میں دو درویشوں کا قیام ہونا مشہور عیار ہے اور اوسکے بیٹے کی زبانی سید ہادی کا سچا کر دونوں میں صلح کر دینا اور زبانی مشہور عطیا ہے کہ شہر پٹنہ کے ایک شیخ صاحب کی ناانصافی سے بڑے بیٹے کو کل جائداد دیدینا اور چھوٹے بیٹے کو کچھ نہ دینا بڑے بیٹے کی بے اعتنائی اور باپ کو گھر سے نکال دینا اور چھوٹے بیٹے کا باپ کی خدمت کرنا اور بیان سید ہادی وجوب اطاعت والدین میں اور چند آیات قرآنی و حدیث کے جو بطور خود ایک نصیحت نامہ اپنے فرزند کو واسطے سید ... اور اہل ہند کیلیے انکو لندن بھیجکر بیرسٹر بنانا کا تجربہ سید ہادی کو بخاری اور قسطنطنیہ کا سیر ضرور بیت جانا اور وہاں شاہزادہ فیروز شاہ سے ملاقات ہونا شاہزادے کی گفتگو سید ہادی کی بیان میں ذکر معرفت نفس اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور ملائکہ کا سجدہ کرنا اور شیطان کا انکار کرنے سے طوق لعنت گلے میں پڑنا اسکے ذیل میں اور اکثر ذکر ... اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا بیان مختصر انسان کیلیے عمل کرنا اور ... اسلام اور حکایت ایک شاہ روم کی سلطان مظفر کا آنا اور ملک پر قبضہ کرنا اور سلطنت کا نتیجہ دکھانا پھر اخلاق تمدن کا بیان اہل چین کے تمدن اور شاہ و رعیت کی نسبت اتحاد۔ سکندر کی فوج کشی چین اور بیصور و نادم ہو کر واپس آنا اسکے ضمن میں قصہ ایک شاہزادہ چین کا اور لطف حرص عشق کا نمونہ ملک کی جنگ کا ڈھنگ۔ کوہ قاف کی سیر اور طلسم کا شاہزادی سے شادی کرکے واپس آنا شاہزادہ روس کی لڑکی سے شادی کرنا اور لشکر فارسیان اور لشکر چینیان کا مقابلہ اور ایک حکیم چینی کی حکمت عملی سے فارسیوں کا شکستہ تباہ ہونا۔ سعد خنفوری کا دشمن ہونا والدین کے اس کتاب میں زندگی ہو وہ تاج لکھا گیا ہے فقط قصہ ہی نہیں ہے افراد کیلیے ایک دستور العمل ہے۔ خواجہ نصائح کے گوہر بلا مستعد جمع ہیں گویا کوزہ میں دریا کو بند کر دیا ہے ساتھ اسکے دلچسپی میں کیا جب پہلی اور دوسری جلد میں بھی ہے اور عجیب جگہ ہو جو لوگ نے سبقت شروع فرمائیگے بغیر ختم کیے رکھ نہیں سکتے ہیں لوگوں نے خوانا اور نصائح اور ہر طرح کا ایک خزانہ ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ آخر میں ایک قصیدہ نعتیہ ہے جسکی ہر شعر ... گردش زمان ... اور خیر ختم ... صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شایقین منگوائیں اور لطف اٹھائیں۔ بنظر فائدہ عام قیمت بھی کم رکھی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ...

جلد اول ۱۴ | جلد دوم ۱۳

کلکتہ ہیرسن روڈ نمبر ہادی پریس سے طلب فرمائیں

افسوس کہ یہ کتاب بہت غلط چھپی ہر چند کہ

صحت نامہ اسکا لکھا گیا مگر بخوف طوالت بہت مختصر ورنہ یہ بھی ایک رسالہ ہوجاتا بہر

کیف اگر حیات مستعار باقی ہے اور اسکے طبع ثانی کی نوبت آئی تو انشاء اللہ تعالی

صحیح کر دیجائیگی اور نیز بہت کچھ اسمیں الحاق بھی ہوگا جو بعد کو معلوم ہوتا گیا ہے

اعلان

جن حضرات کو اس کتاب کی خریداری منظور ہو قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک کے

فقیر مؤلف عبدالرحیم عفی عنہ ساکن محلہ میر شکار ٹولہ ڈاکخانہ گلزار باغ پٹنہ عظیم

سے نقد بھیجکر یا بذریعہ وی۔پی۔ طلب فرماویں ورنہ تعمیل حکم کی نہوگی

دس جلد کے خریدار کو ایک نسخہ بطور کمیشن کے دیا جائے گا۔

نوے ۹۰ جلدوں تک فی دہائی ایک نسخہ کمیشن ملے گا۔ اور سو

جلدوں کے خریدار کو اور زیادہ

رعایت ہوگی جو بذریعہ خط و کتابت یا

بالمشافہ طے ہو سکتی ہے

فقط